۷۸۶
هو

حسبنا الله ونعم الوکیل

نعم المولیٰ ونعم النصیر

شکر للہ چہ خوش است دولت مادرزادم — تادرین منزل ویرانہ چنیں آبادم
ہر کہ دادے طلبد از من و دادش بدہم — بیشوم غوث تو ہر گہ کہ کنی فریادم

الحمدللہ والمنۃ کہ دریں زمان سعادت اقتران

مثنوی ثانی

المسمّٰی بہ

بحر العرفان

دفتر اول

من تصنیف

شیخ الاسلام والمسلمین غیاث الحق والشرع والدین جناب حضرت شیخ اکمل الدین
میرزا محمد کامل بیگ خان بدخشی العلوی قدس اللہ سرہٗ

باہتمام

میر حبیب اللہ کاملی متولی وسجادہ نشین بقاع علیہ عالیہ اکملیہ

بتاریخ

۲۱ ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۱ھ

در مطبع برو کاڈ پریس طبع شد

۷۸۶

مُقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطۂ کشمیر جہاں اپنے حسین مناظر اور روح افزا آب وہوا کی وجہ سے روی زمین پر بہشت کا رُتبہ رکھتا ہے۔ وہاں اس مُلک کا ثقافتی، ادبی اور روحانی ماضی بھی دوسرے ممالک کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ ہمارے ورثے میں ایسے ادبی اور روحانی بے بہا دفینے آئے ہیں جن پر ہم بجا طور ناز اور فخر کر سکتے ہیں۔ تصوّف، ادب، فقہ، تاریخ اور شعر و شاعری وغیرہ غرض کوئی ایسا شعبہ نہیں جس میں اس سرزمین کے مایۂ ناز فرزندوں نے اپنے ہم عصروں سے اگر سبقت حاصل نہ کی ہو ان سے کسی بھی لحاظ سے پیچھے رہے ہوں۔ صرفی۔ حبّی۔ طیب۔ غنی اور فانی رحمہم اللہ علیہم کے اسماء گرامی سے کون واقف نہیں ان کے مصنفات، ارشادات اور کلام ہمارے دعویٰ کی تائید میں ایک بیّن دلیل ہیں۔

تصوّف اور علوم معنوی اور ادب کے آسمان پر گذشتہ سات سو سال میں جب سے خطۂ کشمیر اسلام کے آغوش میں آچکا ہے جو درخشاں ستارے وقتاً فوقتاً نمایاں ہوتے رہے ہیں اُن میں شیخ الاسلام والمسلمین شیخ اکمل الدین میرزا محمد کامل بدخشی قدس اللہ سرہٗ کا درجہ نہایت ممتاز اور الگ ہے۔ مثنوی بحر العرفان پر جو اُن کی تراوش فکر کے نتائج میں سے ہے۔ تبصرہ کرنا مجھ جیسے بے بضاعت سے سرانجام دینا کار نجار بدست گمہار کے مترادف ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اگر یہ تنقید ارباب صفا میں سے کسی بزرگ ہستی کے ہاتھ سے قلمبند کیا جاتا۔ تو پھر بھی ایک مبسوط کتاب بن جاتی۔ تصوّف اور رموز معنوی اور اسرار وجود کے لآلی اور دُرر جو اس بحرِ بیکراں میں تاباں ہیں، اُن پر ان چند سطور میں تنقید کرنا ایک بے پایاں سمندر پر تسخیر کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب ہماری میراث میں ایک انمول اور پایندہ گوہر کے برابر ہے۔ روشن ضمیر مصنف نے اس کتاب کا نام بُحر العرفان تجویز فرما کر دُنیای اسلام کو روحانی اسرار و رموز کی جو رہنمائی فرمائی ہے اس کی نظیر ڈھونڈھے سے نہیں ملتی۔

کتاب اور صاحب کتاب کے تعارف سے پہلے قارئین کرام کی توجہ ایک اور بات کی طرف مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب حضرت میرزا اور اُن کے اکثر پیش رؤ جہاں روحانیات کے امام اور

عرفان الٰہی کے پیامبر ثابت ہوئے ہیں وہاں وہ علم وادب کے آسمان پر بھی مہر رخشاں کے مانند تابندہ رہے ہیں۔ ان مقدس ہستیوں نے اگر تصنیف و تالیف پر اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ اُس کا مقصد سوای اس کے کہ گمراہوں کو صراط مستقیم کی رہبری کی جائے اور ان کو ضلالت کی تاریکیوں سے کھینچ کر انوار قدسیہ کی روشنی سے مستنیر کیا جائے اور کچھ نہ تھا۔ خودنمائی اور خودبینی اُن سے کوسوں دُور رہی اور اُنہوں نے اپنی ذات کو نورِ الٰہی میں گم کر کے جو نغمہ الاپا وہ ہر طالب مولیٰ اور ہر سالک کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔

موجودہ دَور میں عام طور پر ہر چیز کی قیمت مادی پیمانوں سے ناپی جاتی ہے۔ کچھ نقادوں کی رائے ہے کہ ادب برائے ادب ہونا چاہیے۔ مگر اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ادب برائے ادب ایک دماغی عیاشی کے علاوہ کچھ نہیں اُن کا مقولہ ہے کہ ادب زندگی کا ترجمان ہونا چاہیے۔ ہمیں اُن سے اس حد تک اختلاف ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد صرف اطمینان سے کھانا پینا سونا جاگنا اور پہننے تک ہی محدود نہیں۔ کیوں کہ ایسی صورت میں انسان اشرف المخلوقات کہلایا جانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ خواجہ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ کہ ع :- خواب و خور جز پیشۂ انعام نیست۔

اسی طرح مولوی معنوی فرماتے ہیں :- ع کم خورد کم خواب و کم گفتار زی۔

جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ نے چہل اسرار میں یوں رقمطراز ہیں :- ے

تا بہ کے ہمچوں زناں ایں راہ و رسم و رنگ و بوے
راہ مرداں گیر و با صاحب دلاں دمساز شو

مثنوی بحر العرفان الٰہی پاکیزہ خیالات اور نادر نکات کا مجموعہ ہے اور اس میں روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ دُنیائی زندگی کے بہترین اصولوں پر گامزن ہونے کی رہبری جس خوش اسلوبی کے ساتھ کی گئی ہے اُس سے ہر ذی شعور کے دل پر ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔ آپ کی زبان الہام بیان نے وجدان روحانی کے واردات قلبیہ کو فصیح اور سلیس انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ سننے والے کے مُنہ سے بے ساختہ سبحان اللہ سبحان اللہ کا نعرہ نکلتا ہے۔

حضرت میرزا قدس اللہ سرہٗ کا شجرۂ نسب سلطان المشائخ حضرت سلطان خواجہ احمد یسوی علوی تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ آپ بحر العرفان میں خود رقمطراز ہیں۔ ے

بود جدِ جدم ز ترکستان   خواجہ احمد جدِ جدِ من داں

آپ کے اسلاف کا وطن مألوف تاشقند میں تھا۔ آپ کے جدِ اعلےٰ ملک محمد خان تاشقند سے ہجرت کر کے بدخشان میں کچھ عرصہ کے لیے مقیم رہے۔ اس اعتبار سے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ بدخشی چسپاں ہو گیا۔ ملک محمد خان شہنشاہ ہند اکبر جلال الدین کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے۔ شہنشاہ نے اُن کی علمی اور فوجی قابلیت کا جائزہ لیکر انہیں محمد قلی خان کا نائب صوبہ کشمیر کا دیوان مقرر کیا۔ ملک محمد خان نے اس خطۂ دلپذیر

کو اپنے مستقل سکونت کے لئے منتخب کیا۔ اور یہاں کے ہی خاک میں آسودہ رہے۔ چنانچہ اُن کا روضہ ایک زاہد پورہ بیرون قلعہ شاہی واقع ہے۔ یہ مقبرہ نہایت خوبصورت تراشیدہ پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ اور ملک صاحب کے سرہانے پر ایک سنگین لوح نصب کیا گیا ہے۔ جس پر ذیل کے ابیات کندہ کیے گئے ہیں۔ نظم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بچوں خان والا سوی رحمتِ ایزد | بگزشت بآمد از دل مردان دُود
گردون بہ وفاتِ او کہ تاریخ بگفت | بیرون بگمان ملک محمد خان بود ۱۰۲۷ھ

ملک محمد خان کے فرزند اور حضرت میرزا کے والد بزرگوار کا اسم گرامی میرزا عادل بیگ خان تھا۔ جیساکہ آپنے اپنے مرشد بزرگوار سے پہلی ملاقات کے سلسلہ میں ارقام فرمایا ہے۔

نام پرسید گفتمش کامل | وز پدر گفت گفتمش عادل

میرزا عادل بیگ شاہجہاں کے مصاحبان خاص میں سے تھے۔ اور بادشاہ نے اُنکو امیر الامرا کا رتبہ عطا کیا تھا اسی وجہ سے وہ محلات شاہی میں ہی قیام کرتے تھے۔ حضرت میرزا کی مبارک ولادت سے قلیل عرصہ قبل آپکے جدِ مادری کامل خان اس جہانِ فانی سے انتقال کر گئے تھے۔ اور اس وفات ناگہانی سے جو صدمہ آپکی والدہ محترمہ پر گذرا تھا اُس کی تلافی کے لئے شہنشاہ شاہ جہاں نے آپ کو کامل کے نام نامی سے موسوم کیا۔ جس کی طرف آپنے قصیدہ مجمع الاسرار میں اشارہ فرمایا ہے۔

کاملم شاہ جہاں نام نہادست آں روز | کاندریں دار فنا کرد خدا میلادم

حق تو یہ ہے کہ آپ صرف کامل ہی نہیں بلکہ اکمل الدین ثابت ہوئے۔ اور یہ لقب آپکو اپنے مرشد بزرگوار زبدۃ الابرار مطلع الانوار حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار قدس اللہ سرہٗ العزیز سے عطا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

اکمل الدین لقبم کرد ز احسان مرشد | چونکہ بسیار بخاکِ درِ او افتادم

آپ کی ولادت باسعادت پر بادشاہ نے آپکے نام علاقہ لالہ زار جس کی آمدنی دس ہزار سالانہ تھی بطور جاگیر عطا کیا چنانچہ فرماتے ہیں۔

داد جاگیر دہ ہزار مرا | کرد تفویض لالہ زار مرا

حضرت میرزا کی تعلیم و تربیت شہزادہ گان ہند دارا شکوہ اور اورنگ زیب وغیرہ کے ساتھ ہوئی اور بارہ سال کی عمر میں ہی تمام علوم ظاہری میں یدِ طولیٰ حاصل کیا۔ آپ کی معاشرتی زندگی کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ آپ قدم قدم پر سنت نبوی کی متابعت کرنے میں کوشاں رہے۔ اس متابعت پر ہر پہلو سے قائم رہنے کے لئے آپ کو الطافِ یزدانی شامل حال رہے۔ چنانچہ آپ کی اولاد صرف ایک صبیہ الموسوم عزت النساء بیگم تھیں جنکا نکاح آپکے چچیرے بھائی میرزا عزیز اللہ بیگ سے ہوا۔

اگرچہ آپ تیرہ سال کی عمر میں اپنے مرشد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر سلوک کی کٹھن اور مشکل راہگذر پر گامزن ہوئے۔ لیکن ابھی آپ کا سن آٹھ سال سے زیادہ نہیں تھا جب آپ کا رضاعی باپ جو زبدۃ الابرار حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار کے محبوں اور ارادتمندوں میں سے تھا۔ آپ کو اپنے کندھے پر لیکر ان سے گذر رہا تھا۔

جب حضرت خواجہ اچانک کہیں سے آنکلے اور اس معصوم طفل کے نام اور نسب کے حالات دریافت کئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میرزا کامل ہمارا معنوی بیٹا ہے۔ اور یہی ہمارے نام کو روشن کرے گا۔ اور انشاء اللہ اُس کا نام اُس کے صفات کے مطابق اسم بامسمّٰی ثابت ہوگا۔

جب حضرت میرزا نے عمر کے تیرھویں سال میں قدم رکھا تو ایک رات اُن پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ دل کی بھٹی سے شعلے نکل نکل کر آسمان سے باتیں کرنے لگے عشق و محبت کا ایک سمندر اس طرح متلاطم ہوا کہ آپکے دن بیقراری میں اور راتیں آہ و زاری میں بسر ہونے لگیں۔ صبر و قرار اور آرام و سکون رخصت ہوئے اور کھانا پینا چھوٹ گیا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھکر آپ کے متعلقین اور پڑوس کے لوگ ششدر رہ جاتے۔ اور آپ سے جب اس کیفیت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ جواب میں فرماتے :- ؎

کہ گنجِ مقصدم بس ناپدیداست | وزاں گنجینہ ناپیدا کلیداست

آخر آپکے رضاعی باپ نے یہ ماجرا حضرت خواجہ کی خدمت میں گذارا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میرزا کامل کو حاضر کرو۔ جونہی آپ اُن کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کا سکون رفتہ واپس آیا۔ اور آپ کو اُسی وقت سے دل مبارک طمانیت کی دولت سے مالا مال ہوا۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ کی خدمت و ملازمت میں تیرہ سال اور نو مہینے یعنے تقریباً چھبیس سال کی عمر تک رہے۔ اس اثنا میں حضرت خواجہ سے ایک مرتبہ آپ کو ہندوستان تشریف لے جانے کا ارشاد ملا۔ چنانچہ آپ نے پورے تین سال کا عرصہ مرشد بزرگوار کی ہدایت کے مطابق ہندوستان میں بسر کیا حضرت خواجہ کا ارشاد ملنے پر آپ واپس تشریف لائے اور ان کی حیات ظاہری تک اُن کے ہمرکاب رہے۔ آخر حضرت خواجہ نے آپ کو اپنا خلیفۂ اعظم بنا کر مسند ارشاد پر متمکن فرمایا چنانچہ آپنے فرمایا ہے۔ ؎

شیخ من مرشد دیں شیخ حبیب اللہ ہست | گفت او خرقۂ دیں حضرت قاسم دادم

دوم ماہ رجب بود ہزار و ہشتاد | او و دبعت زجہاں کرد و خلافت دادم

جناب حضرت میرزا کے صوفیانہ مشرب کی ایک ایسی امتیازی حیثیت ہے جس کی نظیر اُن کے پیش رو اور اُن کے مابعد کے متصوفین میں بہت کم ملتی ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے اُستاد اور محترم دوست خواجہ غلام احمد عشائی نے کتاب فتحات کبرویہ جس میں منجملہ دیگر بزرگوں کے حضرت میرزا کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں، مجھ سے عاریتی طور مطالعہ کے لئے حاصل کی۔ چند روز بعد اُنہوں نے کتاب کو واپس کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے باوصف اس بات کے کہ اُنہوں نے تاریخ اسلام اور مشایخ و صُلحا کے حالات کے متعلق کثیر التعداد کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، مگر اُن کی نظر سے حضرت میرزا قدس سرہٗ کے رُتبہ کا متصوف بلحاظ اسکے کہ اُنہوں نے حقیقت و مجاز کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر کے علم تصوف میں ایک نئی روح پھونک دی ہو نہیں گذرا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت میرزا نے مجاز و حقیقت کے درمیان ایک ایسا توازن قائم فرمایا جو طالبان راہِ ہدایت کے لئے مشعل راہ ہے۔ صاحب فتحات کبرویہ نے حضرت میرزا کی عشق مجازی کے چند ایک واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ جن سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے بلند پایہ کے صاحب دل گذرے ہیں۔ ایک مرتبہ

آپ کا گذر قلعہ شاہی کے باہر سنگین دروازہ سے ہوا جہاں ایک دوکان پر ایک میوہ فروش عورت جو ہیکر حسن وجمال اور غارت گر ہوش وحواس تھی، بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس کے حُسن دلکش کو دیکھکر آپ پر ایک گہرا اثر ہوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُس کا نام جُمی ہے۔ اس کے بعد جب بھی اس دوکان سے آپ کا عبور ہوتا تو آپ وہاں پر تھوڑی دیر کے لئے کھڑے رہتے۔ اسی کیفیت میں آپ نے ایک مرتبہ یہ رباعی ارشاد فرمائی :-

انجا کہ جمال دوست لامع گردد | عاشق از عشق خویش طامع گردد
ز اعجاز جمال یار بتواں دانست | دوکان جُمی مسجد جامع گردد

تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس مقام پر ایک نئی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ جس میں جُمی کی دوکان کو بھی منہدم کر کے شامل کیا گیا۔ جُمی کو اللہ تعالےٰ نے آپ کی بدولت حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ صفای باطن سے بھی مالامال کیا اور اُس نے کشمیری زبان میں شعر وشاعری کو اپنا مشغلہ بنایا۔ اور حضرت میرزا کے وصال کے بعد فراقیہ غزلیں گا گا کر اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کرتی رہی۔ اُس کے کلام کا بہت سا حصہ موسیقی کے مقاماتِ "نوروزِ صبا" اور "عراق" میں منضبط کر دیا گیا ہے

باوصف اس کے کہ آپ عشق حقیقی سے اس قدر سرشار تھے۔ آپنے امر معروف پر عامل ہونے اور نہی منکر سے اجتناب کرنے کے لئے نہ صرف اپنے ارادتمندوں اور دوسرے لوگوں کو بہت تاکید کی بلکہ آپ خود بذات بھی احکام شرعی پر سختی سے پابند رہے۔ ایسے لوگوں کو جنہیں صرف اپنے نسب پر ناز ہو یا جو صرف طریقت کے کسی سلسلہ میں منسلک ہونے پر ہی مکتفی ہوں، آپنے متنبہ فرمایا ہے کہ نسب اور سلسلہ ہی نجات کے ضامن نہیں ہو سکتے۔ آپ فرماتے ہیں نظم

سلسلہ بگسل وخدا میجو | تا نمایند راہبت از ہر سُو
سلسلہ تا نزرہ نہ بر داری | پای رفتار از کجا آری
گر نہ اعمال صالح است بمرد | ناز بر حسن غیر نتواں کرد
قادری قادری شود انگاہ | خود شود لا و ماند الا اللہ
کبروی بودنت ندارد سود | تا نہ گردد خدا ز تو خشنود
مے زنی لاف سہروردی تو | آنچہ کردند چوں نہ کردی تو
نقش حق تا بدل نہ بستی تو | نقشبندی چگونہ ہستی تو
براب وجد منازعد ایں راہ | در عمل کوش تا شوی آگاہ
آں عزیزاں کہ حق پرستانند | ہیچ بہ غیر از یں نہ پندارند
دمبدم در فنای خود کوشند | جام عرفانِ حق ہمے نوشند

قصیدہ مخبر الاسرار میں فرماتے ہیں۔

کردِ افضل اذکار بذکر الٰہی دا کر / مے نماید بہ تو چیزے کہ نشانت دادم

طریقت کے متعلق جلد اوّل کے آخری صفحوں میں آپ نے فرمایا ہے:- ے

نیست بے ذکر و بے نماز ایں راہ / ہم رہ اندر نماز ایشاں خواہ

آنچہ از ذکر بودہ است رو داد / اندریں جُزء کردہ ام ایراد

ہست شرح نماز شاں در پیش / آں بود مرشدی بہر درویش

آں چہ شد از زبان شاں مذکور / ہست در جلد دوم آں مسطور

روز و شب در نماز مے بودند / از ریاضت دمے نیا سودند

بہر ترغیب در نماز است آں / خوش بخواہی نماز را بخواں

مرشد بزرگوار کی ہدایت کے مطابق جو ریاضاتِ شاقہ آپ کرتے رہے اُن کے متعلق فرماتے ہیں۔

کرد تلقینم و اذکار و نوافل فرمود / کرد بر شغل و وظائف ز کرم ارشادم

صوم داؤدی و بیداریِ شبہای دراز / تا بحدیکہ ز وسواس جگر یادادم

مرگ مے جستم ازاں حالت و از جاں شدہ سیر / تا دو سہ سال چنیں بود کہ ہست آں یادم

تمام مؤرخین و محققین متفق ہیں کہ حضرت میرزا کشمیر کے اولیای کبار میں سے تھے۔ آپ کے خوارق عادات اور کرامات کی تفصیل اس قدر طویل ہے کہ اُن کو معرض تحریر میں لانے کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہوگی۔ بہر حال ایک دو واقعات جن کا تعلق مثنوی بحر العرفان کی تصدیق سے ہے قلمبند کرتا ہوں۔

آپکے مریدانِ باصفا میں سے ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا گویا میں خانۂ معلّٰی میں ہوں۔ اور میرے بغل میں کتاب بحر العرفان کی ایک جلد ہے۔ اسی حالت میں حضرت شیخ فرید الدین عطار اور مولانا جلال الدین رومی قدس سرہما مجھ پر جلوہ گر ہوئے اور دونوں بزرگوں نے مجھ سے اس کتاب کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے عرض کی کہ یہ میرے پیر کی کتاب بحر العرفان ہے۔ اُنہوں نے فرمایا، کہ یہ تو ہمنے ہی حضرت میرزا کو عطا کی ہے۔

صاحب فتحاتِ کبرویہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپکے مرشد بزرگوار حضرت خواجہ عطار نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ آپ دوسرے دن قلم دوات اور کاغذ لیکر حاضر ہوں۔ اور کہا کہ جو کچھ شیخ فرید الدین عطار اور مولانا رومی کو عطا فرمایا گیا مجھے بھی حاصل ہوا اور میں وہ آپ کو عنایت کرتا ہوں۔ اس ارشاد کے مطابق آپ دوسرے دن قلم اور کاغذ لیکر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ اُس وقت مراقبہ میں تھے۔ بعد میں جب اُنہوں نے سر مبارک اُٹھایا تو حضرت میرزا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کام کافی محنت طلب اور صبر آزما ہے۔ انشاء اللہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد ایک مرتبہ آپ کسی گاؤں میں معتکف تھے۔ اور اُسی اثنا میں ایک بار حضرت خواجہ جلوہ گر ہوئے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ حضرت میرزا نے کتاب کا نام پوچھا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کی کتاب بحر العرفان ہے اور حضرت خواجہ نے اسکو کھول کر یہ پانچ مصرعے پڑھے:- ے

حمد للہ حامد و محمود　　　قوت و فعل خویش را معبود
از جمال و جلال خود شئون　　　کرد چوں را پدید خود بے چوں
جلوہ گر ذاتش از صفات آمد

جب آپ پھر ہوش میں آئے تو آپ کے دل عرفان منزل میں چھٹا مصرعہ القاہوا تھا۔ وہ مصرعہ یہ ہے:-

این صفت ہا دلیل ذات آمد

بحر العرفان کے پہلی جلد کی ابتدا انہی اشعار سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد فیضان الہٰی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا اور قریب اسی ہزار اشعار کی یہ نایاب اور بیش بہا کتاب چار جلدوں میں سنہ گیارہ سو دس ہجری کے قریب تصنیف ہوئی۔

کی تصنیف

آپ نے فرمایا ہے کہ جب آپ مثنوی بحر العرفان میں مصروف تھے اور یہ اشعار املا فرما رہے تھے کہ

با ہزاراں ہزار دستانم　　　محفل آرائے دوستدارانم
ہر صوفی است ایں ہمہ سازم　　　صوفئے کو کہ خوب بنوازم

اسی اثنا میں دو نورانی صورت بزرگ آپ کے سامنے جلوہ گر ہوئے اُن میں سے ایک کا قدم آگے تھا اُس نے فرمایا کہ میں فرید الدین عطار ہوں اور یہ میرے برادر معنوی مولانا جلال الدین رومی ہیں۔ جس قدر نغمے تم بجانا چاہتے ہو ہم دونوں اُنہیں سُننے کے لیے موجود ہیں۔ اس واقعہ سے آپ پر ایک عجیب رقت اور کیفیت طاری ہوئی جس کے بعد یہ شعر املا فرمایا:-

از مریدان شیخ عطارم　　　استعانت ز مولوی دارم

بہرحال اس مقدس مثنوی کی تنقید اس سے بہتر نہیں ہو سکتی جو آپ کے خلفائے کرام خصوصاً فخر الدین جناب حضرت شیخ عبد الوہاب نوری نے ذیل کے اشعار میں بیان کیا ہے۔ کہ:-

مرشدے من کہ یافت فصل خطاب　　　کرد تصنیف چار جلد کتاب
بحر العرفاں نہاد آں را نام　　　فیض بخش ہمہ چہ خاص و چہ عام
عاملاں را ز دست عیش و طرب　　　بذل تعلیم و اکتساب ادب
طالباں را ز دست علم و ادب　　　ہازلاں را ز دست قہر و غضب
زاہداں را دہد بعون خدا　　　نفرتے از جہان و ما فیہا
عاشقاں را ز فنای وجود　　　عارفاں را حضور بزم شہود

اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مثنوی مولانا رومی قدس سرہٗ کے بعد اس نوعیت کی پہلی کتاب بحر العرفان ہی ہے۔ اور یہ ہر پہلو سے مرشد رومی کی مثنوی کی ہم پلہ ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں دریا ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہیں اور اُن کا آب زلال تمام تشنگان عشق و محبت کے لیے آب حیات کا کام دیتا ہے
کون نہیں جانتا کہ فردوسی طوسی نے ساٹھ ہزار اشعار کا شاہنامہ لکھکر ایران کی شاعری میں

امامت بلکہ پیغمبری کا درجہ حاصل کیا۔ حالانکہ اس کتاب میں افسانہ نویسی اور تاریخی واقعات کی تفصیل کے علاوہ کوئی سبق آموز باتیں نہیں۔ حضرت میرزا نے نہ صرف اسّی ہزار اشعار پر مشتمل ایک لبسیط کتاب تصنیف فرما کر بنی نوع انسان پر ایک احسانِ عظیم فرمایا۔ بلکہ اس کے علاوہ آپ نے کئی اور تصنیفات بالخصوص قصیدۂ "مخزن الاسرار"۔ غزلیات۔ رباعیات وغیرہ بھی تحریر فرمائے۔ قصیدہ مخزن الاسرار دو سو اُناسی ۲۷۹ اشعار پر شامل ہے۔ اور اُس پر ایک منظوم شرح قصیدہ کی صورت میں جناب میر سید محترم لاہوری نقشبندی جو شاہ ہمدانِ لامکانی میر سید محمد ہمدانی کی اولاد میں سے تھے، بیست ہزار اشعار میں قلمبند فرمایا ہے۔ فارسی کے علاوہ آپ نے کشمیری زبان میں بھی کئی دلآویز غزلیں تصنیف فرمائی ہیں جن کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ آج کے دن تک وہ ہر خاص و عام کی زبانوں پر جاری ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک غزل پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے:-

ہیرِ وَزِھایہِ یِمہ اَژھ رَزھایہِ — سون وزھایہ گِنداسنے
آسمانچے پرسئے وزھایہ — آب زمزم چھاواسنے
تن ناوِت ییہ تور گھرژایہ — سون وزھایہ گنداسنے
ادش دِزام مہرہ دزھایہ — نام وادیو نادس آم
چھمنہ خبر لمنہ آسہ کرژایہ — سون وزھایہ گنداسنے
سوپوزہ چہ دانِہ کھژایہ — زینہ کدل وُچھاسنے
مَیَنہ زُنگرہ لاگت وزھایہ — سون وزھایہ گنداسنے
ولرہ چے گاڈہ کھرژایہ — سندہ زلاہ چھاواسنے

تریشہ ہرژی ییہ تور وزھایہ
سون وزھایہ گِنداسنے

حضرت میرزا اپنے کئی پیشرو اولیای کبار مثلاً جامع الکمالات حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی اور عارف باللہ حضرت خواجہ حبیب اللہ نوشہری کی طرح صوفیانہ سماع کے دلدادہ تھے۔ آپ کی قیام گاہ پہ اکثر سوز و گداز کی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اور تمام سامعین پر رقت کی ایسی حالت طاری ہوتی تھی کہ اُن میں سے اکثر وجد و حال میں مستغرق رہتے تھے۔ مگر حضرت میرزا سماع کے دوران میں سر بہ مراقبہ رہتے اور آپ کے بدن مبارک میں مطلق حرکت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ آپ کی بہت سی فارسی اور کشمیری غزلیں آج کے دن تک مُطرب اور قوال سماع کی مجلسوں میں ترنم کے ساتھ گاتے ہیں۔

یوں تو حضرت میرزا سلسلۂ کبرویہ کے مشایخ عظام میں ایک ممتاز رتبہ رکھتے ہیں۔ لیکن آپ دوسرے تیرہ سلاسل یعنی قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ وغیرہ میں بھی مجاز اور صاحب ارشاد تھے جیسا کہ آپ نے قصیدۂ مخزن الاسرار میں فرمایا ہے کہ:-

جانشین کرد بہ سجادہ مرا این مرشد — ہست از این رابطہ در کبرویہ بنیادم

خرقہ بخشید دا حضرت ایشاں ز کرم   بہ ارشاد ہر سلسلہ رخصت دادم

سلسلہ قادریہ میں آپ کو اپنے مرشد بزرگوار کی وساطت سے حضرت میاں میر لاہوری قدس سرہٗ سے نسبت ہے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ میں آپ نے حضرت خواجہ مسعود پانپوری سے جو سلطان العارفین جناب حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے، اکتساب فیض کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جامع السلاسل کے نام نامی سے معروف ہیں۔ اور ہر سلسلہ کے پیرو اور معتقدین آپ کی درگاہ فیض پناہ سے ارادت رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے عرس مبارک پر تمام اہل ذوق و شوق بلا امتیاز سلسلہ ختم خوانی اذکار اور مولود خوانی میں شمولیت کر کے مستفیض ہوتے ہیں۔

حضرت میرزا کی ولادت باسعادت ایک ہزار چھپن (۱۰۵۶) ہجری میں ہوئی۔ اور ستتر (۷۷) سال کی عمر پا کر انتیس (۲۹) ذی الحجہ ۱۱۳۱ھ کو اتوار کے روز اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ اور اپنے قیام گاہ کے نزدیک محلہ گلناتھ پورہ (حول) میں آسودہ ہوئے۔ آپ کی انتقال پُر ملال کے سلسلہ میں بڑے بڑے مشایخ اور اولیاء نے مرثیے اور تاریخیں لکھیں۔ آپ کی تربت مبارک پر ذیل کا شعر کندہ ہے

شعر

ای کامل اکمل مقدس   تاریخ تو خاتم کمل بس   ۱۱۳۱ھ

حضرت خواجہ اعظم صاحب دیدہ مری (جو آپ کے خلفاء میں سے تھے) نے آپ کی تاریخ وصال کے متعلق لکھا ہے۔

شعر

دریغا پیر کامل بحر عرفان   طراوت بخش بزم اہل ایقان
بسوئے گلشن جنت رواں شد   ز ہجرش چشم جاں گوہر فشاں شد
گذشت از ماہ حج چوں بست و نہ روز   بہ یک شنبہ شد او فردوس افروز
گرفتاران خورشید جمالش   چو ذرہ محو نور لایزالش
ہمہ از جان و خان و مان بیکسو   ہمہ از سوز دل وا مرشدا گو
من از حرمان خود بس دلفگارم   بجز مدحت گری کارے ندارم

بمژگاں گوہر تاریخ سفتم
ز عالم پیر کامل رفت گفتم
۱۱۳۱ھ

اسی طرح ملا عبدالرسول بٹینو نے یہ مرثیہ لکھا ہے

ای دریغ از رفتن پیر طریقت ای دریغ   آں کہ اندر فقر عالی قدر بود و بے مثال
با جواناں چوں جواں در خلق با پیراں چو پیر   با خلائق صاف مشرب بود چوں آب زلال
کامل اندر راہ شرع و اکمل اندر راہ دین   صورتش لعل بدخشاں سیرتش چوں ابدال
شب ہمہ از شوق ہمچوں شمع در سوز و گداز   روز با نور و صفا چوں آفتاب بے زوال
مدعائے مخلصاں می یافت از کشف ضمیر   بلکہ مے گفتے جواب جملہ را پیش از سوال

آں معارف یاد دستگاہ و آں حقائق را پناہ ... مرشدِ مخلص نواز و شاہِ بے مال و منال
پیشِ ہر روشن عقیدہ پیش ہر صاحبدلے ... ہست پیدا من چہ گویم وصف آں نیکو خصال
روز یک شنبہ دو ساعت رفتہ و کردہ سفر ... آخر ذی حجہ بود و یافت او نورِ وصال

بہرِ تاریخِ وصالش بے الف گفت خرد
پیرِ کامل بحرِ عرفاں اکمل اہل کمال
۱۱۳۱ھ

آپ کے خلفاء کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ اُن کے اسمائے گرامی کی تفصیل اور حالات کو معرضِ تحریر میں لانے کے لئے اس مختصر مقدمہ میں گنجائش نہیں۔ بہرحال اُن میں سے چند ایک بزرگ ایسے بھی تھے جن کو آپ نے اپنے عنایات کے لئے بالخصوص منتخب کیا تھا۔ اُن میں سے قابلِ ذکر حضرات یہ ہیں:۔

(۱) غیاث الدین اکمل حقائق و معارف آگاہ ابوالوقت مخدومی حضرت شیخ نعمت اللہ کلو۔ آپ کا رُتبہ حضرت میرزا کے خلفاء میں سب سے پہلا ہے۔ آپ نے پندرہ سال کی عمر میں حضرت میرزا سے بیعت کی اور حضرت میرزا کے وصال کے بعد آپ نے غار پانزن میں چہل چلہ اعتکاف میں گذارا۔ آپ ۲۱ ذی قعدہ ۱۱۴۹ھ کو راہی عالم آخرت ہوئے۔

(۲) سیاحِ بحر و بر جلال الدین ابوالمعالی حضرت حاجی عبد السلام قلندر۔ آپ مُرشد ابرار حضرت خواجہ یعقوب دار ولی کے احفاد میں سے تھے اور بہت اعلےٰ پیمانے پر اپنی برادری کی شمولیت میں اکبرآباد میں تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ دوکان پر اکبرآباد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک بزرگ نے شمال کی طرف سے آکر اور آپ کی دوکان کے سامنے کھڑے ہوکر آپ سے خطاب کیا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سوداگری۔ وہ بزرگ بولا اس سودا میں کیا سود ہے۔ اگر سودائے سرمدی کرتے، دولتِ بقا حاصل کرتے۔ یہ سنتے ہی آپ نے دوکان کو مقفل کرکے چابیاں دریا میں پھینکیں اور قلندری کا لباس پہنکر عازمِ حرمین شریفین ہوئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد آپ ایک طویل عرصہ تک طلب پیر میں سیاحت کرتے رہے۔ اور آخر حضرت میرزا آپ پر جلوہ گر ہوئے۔ اور آپ اُن کی خدمت میں کشمیر تشریف لائے۔ آپ کے وارد ہونے سے پہلے ہی حضرت میرزا نے حاضرینِ مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "سیاحِ بحر و بر حاجی عبد السلام قلندر براہ سورت بندر تشریف لا رہے ہیں"۔ اس کے بعد آپ نے حضرتِ میرزا سے بیعت کی اور آپ کو اُنہوں نے خلافت سے نوازا۔

حضرت حاجی صاحب کشمیر کے بہت بڑے مشایخ میں سے گذرے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تقریباً تین سو تھی۔ مگر اُن میں سے بالخصوص حضرت شاہ فرح الدین المعروف شاہ فاروق قلندر جنکے خوارق عادات تمام کُتبِ تواریخ میں تفصیل سے درج ہیں، قابلِ ذکر ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُن کو بہ لحاظ اس بات کے کہ جس کسی پر اُن کی نظر مبارک پڑتی وہ اُسی وقت درجۂ ولایت کو پہنچتا، قطب الاقطاب ابوالجناب حضرت شیخ نجم الدین احمد الکبریٰ کا رُتبہ حاصل ہوا تھا۔ یہ بھی کتابوں میں مسطور ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعداد جو حضرت شاہ فرح الدین سے ارادت رکھکر درجۂ کمال کو پہنچے ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔

صوفی آزاد حضرت میرزا فرہاد بیگ صاحب - از روی نسب ظاہری آپ جناب حضرت میرزا کے بنی اعمام میں سے ہیں۔ اور آپ نے بچپن میں ہی حضرت میرزا سے بیعت کی اور اُن کی تعلیم و تلقین پر اسقدر سختی سے عمل کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ولایت کا رتبہ حاصل ہوا۔ کُتب تواریخ میں مذکور ہے کہ آپ ایک دن زیارت موی مقدس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کے لئے آثار شریف المعروف حضرت بل تشریف لائے۔ لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ آپ کو موی مقدس کے نزدیک آکر زیارت کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور بے اختیار ہو کر نالہ و زاری کرنے لگے۔ اسی حالت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے۔ اور فرمایا "مردماں موی ما دیدند تو روی ما بہیں۔" یعنی ای فرہاد بیگ لوگوں نے ہمارے موی مبارک کی زیارت کی اور آپ کو ہم اپنے روی مبارک کے دیدار سے سرافراز کرتے ہیں۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ نے فی البدیہہ یہ رباعی پڑھی۔

دیدن روی محمدؐ ہر کرا است — کی قناعت او بہ موئے می کند
ہر کہ در دریای وحدت غرق شد — کی سر خود خم بجوئے می کند

حضرت میرزا فرہاد بیگ کا وصال شوال ۱۱۵۶ھ میں ہوا۔ اور آپ قلعہ شاہی کے اندر پاچھ برن کے نزدیک کوہ ماران کے دامن کے پاس آسودہ ہوئے۔ اس جگہ پر آپ کی بنائی ہوئی ایک خانقاہ بھی تھی جو اب مفقود ہو چکی ہے۔

سیادت و ولایت پناہ حضرت خواجہ محمد اعظم صاحب دیدہ مری۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ خیر الزمان کشمیر کے نجباء میں سے تھے۔ آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ میں تکمیل کر کے پہلے جناب حضرت شیخ محمد مراد ٹینگ نقشبندی سے بیعت کر کے رُتبہ ارشاد حاصل کیا۔ اور اُن کے وصال کے بعد حضرت خواجہ جناب حضرت میرزا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلۂ کبرویہ میں مُنسلک ہوئے۔

خواجہ موصوف کشمیر کے شعرا اور تاریخ نویسوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ تاریخ اعظمی۔ اشجار الخلد۔ ثمرۃ الاشجار اور شرح کبریت احمر وغیرہ آپ کے مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کا وصال محرم الحرام کی دسویں تاریخ ۱۱۷۹ھ کو ضعف گردہ کی علالت سے واقع ہوا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی نزع کے وقت کسی شخص نے حکیم سے پوچھا کہ حضرت خواجہ کو کیا تکلیف ہے حکیم بولا ضعف گردہ۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہی میرا تاریخ وفات ہے۔

مخزن اسرار یزدانی معدن انوار رحمانی فخر الدین ابوالفضل شیخ عبدالوہاب نوری۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۵۰ھ میں ہوئی۔ مصنف تاریخ شایق نے جناب حضرت میرزا کے خلفاء کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ جامع الکمالات صوری و معنوی حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی عاصمی کے احفاد میں سے ہیں جیسا کہ ابیات ذیل سے ظاہر ہے۔

دیگر از وی مرید اہل شہود — شیخ عبدالوہاب نوری بود
او ز احفاد حضرت صرفی است — بادہ عشق را دلش ظرفی است

کرد پدرود عالم فانی — روز تعزیلیس شاہ جیلانی

آپ نے علوم ظاہری کے حصول سے فارغ ہو کر جناب حضرت میرزا سے بیعت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے ریاضات شاقہ کر کے ارشاد کا رتبہ حاصل کیا اور آپ حضرت میرزا کے خلفای کبار کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تین سو چالیس سے زیادہ تھی۔ شعر و شاعری میں بھی آپ کا درجہ آپ کے ہمعصروں سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ حضرت بانی مسلمانی الملقب بہ علی ثانی یعنی جناب امیر کبیر میر سید علی ابن شہاب ابن محمد الہمدانی قدس اللہ سرہم کی مدح میں جو منقبت شریف آپ نے تصنیف فرمائی ہے وہ اس قدر مقبول عام ہوئی ہے۔ کہ آج کے دن تک تمام لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ آپ کے تصانیف میں فتحات کبرویہ بالخصوص قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے پیر کامل کی متابعت میں ایک منظوم مثنوی الموسوم بہ عین العرفان تصنیف کی۔ آپ نے ۹۱ سال کی عمر پا کر گیارہ ربیع الثانی ۱۱۸۶ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور آپ اپنے قیام گاہ کے جوار سید بدرالدین صاحب کے مقبرہ میں آسودہ ہوئے۔ آپ کا سال وصال آپ کے سب سے بڑے خلیفہ قدوۃ الواصلین میر محی الدین صاحب مہدی نے یوں لکھا ہے۔

ہست تاریخ سال او زسنین — شیخ عبدالوہاب اکمل دین

جناب حضرت میرزا کے دیگر خلفاء میں معارف دستگاہ شیخ نعمت اللہ تربتہ۔ مولانا نورالدین نوشہری مولانا عبدالعزیز وغیرہ بھی بہت مشہور ہیں۔ اُن میں خاتم الاولیا حضرت خواجہ قایم الدین اکمل الدین کے حالات سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نہ صرف حضرت میرزا کے کبار خلفاء میں سے تھے۔ بلکہ آپ کو انکی صبیہ کی لڑکی الموسومہ شہزادہ خانمہ سے عقد نکاح ہونے کا فخر بھی حاصل تھا۔ حضرت خواجہ قایم الدین ابتداً میں تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور اسی دوران میں آپ نے جناب حضرت میرزا کی بیعت حاصل کی اور کچھ عرصہ کے بعد آپ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ جناب حضرت میرزا کے ارشاد کے مطابق آپ نے اپنی انگوٹھی پر قایم الدین اکمل الدین منقوش کرایا۔ حضرت میرزا وصال کے بعد ایک مرتبہ عارف باللہ شیخ نعمت اللہ رکلو پر جلوہ گر ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ محمد قایم اب کے بعد تجارت کے سلسلہ میں سفر نہ کریں۔ کیونکہ مجھے اُن کے ساتھ بہت سے کام ہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خواجہ کا نکاح عصمت مآب شہزادہ خانمہ سے عمل میں آیا۔ اس کے بعد آپ نے روضۂ مبارک حضرت میرزا کی تولیت و مجاورت اور انتظام اپنے مبارک ہاتھوں سے سنبھالا۔ آپ نے تیرہ ۱۳ ماہ صیام ۱۲۰۰ھ کو ندای ارجعی سُن کر عالم فانی کو خیر باد کہا۔ اور جناب حضرت میرزا کے روضہ میں آسودہ ہوئے۔

جناب حضرت خواجہ قایم الدین نے بہت سے خلفاء بہم کئے جن میں قدوۃ الواصلین حضرت میر محی الدین صاحب مہدی کا رتبہ سب سے اول تھا۔ حضرت مہدی نے پہلے حضرت فخر الدین شیخ عبدالوہاب نوری کی خلافت حاصل کی

اور اُن کے وصال کے بعد حضرت خواجہ قایم الدین اکمل الدین سے مزید استفادہ کیا۔ حضرت خواجہ اُن کی ریاضات و مجاہدات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اُنہوں نے اپنے اکلوتے فرزند حضرت خواجہ عزیز الدین بیتلو کو حضرت مہدی سے بیعت دلائی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جناب حضرت میرزا نے آپ پر جلوہ گر ہو کر بشارت دی کہ حضرت میر مہدی روضہ جناب حضرت میرزا کی چراغ افروزی کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اور حضرت مہدی کے احفاد زیارت موصوف کی خدمات ہزاروں سال تک انصرام دینگے۔ اور یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف دُرست ثابت ہوئی اور اگرچہ جناب حضرت میرزا کی وصال کو ڈھائی سو سال کا عرصہ گذرا زیارت موصوف کی سجادہ نشینی و تولیت اباً عن جد حضرت مہدی کا خاندان ہی انجام دیتا رہا۔ راقم الحروف کو حضرت مہدی کے احفاد میں سے ہونے کا فخر حاصل ہے۔

حضرت میرزا کا عرس مبارک جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہر سال ماہ ذی الحجہ کی اُنتیس ۲۹ اور تیسویں تاریخ کو منعقد ہوتا ہے۔ پہلے روز قرآن۔ کلمات اور ختمات پڑھے جاتے ہیں۔ دوسرے دن نماز فجر سے پہلے اذکار و اوراد سے بقعہ موصوف گونج اُٹھتا ہے۔ اور ازاں بعد اذکار اور مولودخوانی دن کے دو بجے تک جاری رہتے ہیں۔ اس تقریب پر زائرین کا اتنا جم غفیر موجود ہوتا ہے کہ قدم رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایک خصوصی بات یہ ہے کہ اس محفل میں شمولیت کرنے والے لوگ صرف صلحا، متصوفین، شائقین اور سوز و گداز رکھنے والے ہی ہوتے ہیں۔ اس دوران میں استغفار گریہ و زاری اور وجد و رقت کا ایسا منظر قایم رہتا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ مولودخوانی کے فرائض کشمیر کے واحد مولودخوان جناب احمد اللہ صاحب جن کے اسلاف یہ خدمت صدیوں سے انجام دیتے رہے ہیں ادا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ مولودخوانی کا فن اس قدر دشوار اور مشکل ہے کہ اُس کے ماہرین موجودہ مولودخوان کے خاندان کے بغیر نہ پہلے موجود تھے اور نہ موجودہ زمانے میں کوئی فرد اس کی اہلیت رکھتا ہے۔

اذکار اور مولودخوانی کے علاوہ تیس ذی الحجہ کے دن نماز عصر کے بعد جناب میر واعظ ہمدانی مولانا مولوی محمد یٰسین صاحب بقعہ موصوف میں وعظ خوانی فرماتے ہیں۔ اور اس مجلس میں بھی ہزاروں کی تعداد میں سامعین حاضر ہوتے ہیں۔ میر واعظ صاحب موصوف نے سال گذشتہ کی مجلس وعظ میں مثنوی بحر العرفان کی طباعت کے متعلق میری خواہش کا اعلان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری تمنا اور ان کا اعلان پایہ تکمیل کو پہنچ گئے

بقعہ متبرکہ الحملیہ کی تعمیر اگرچہ ابتدا میں میرے جد بزرگوار قدوۃ الواصلین حضرت میر محی الدین صاحب مہدی نے انجام دی تھی۔ لیکن زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ زیارت موصوف کی حالت دن بدن مرمت طلب ہوتی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں راقم نے کچھ سال قبل سعی و تلاش کر کے زیارت کے اکثر حصہ کو نہ صرف از سرِ نو تعمیر کیا۔ بلکہ اُس کے رقبہ میں بھی کافی وسعت دی۔ حالانکہ اس توسیع کے باوجود بھی حاضرین کے اجتماع میں اس قدر روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کہ زائرین کی بھاری تعداد صحن زیارت میں ہی گھنٹوں تک کھڑے کھڑے

رہ کر شمولیت کرتے ہیں۔

تعمیر کو وسعت دینے کے علاوہ راقم نے زیارت موصوف کے قرب و جوار میں کئی ایک مکانات خرید کر کے ان کی زمین تحتی کو بھی شامل صحن کر دیا۔ زیارت کا قدیم غسل خانہ جو بالکل منہدم ہوا تھا از سر نو تعمیر کیا گیا۔

ایک اور ضروری اقدام جو اس سلسلہ میں کیا گیا یہ ہے کہ فرقہ اُناث کے لئے زیارت کے جنوبی جانب سے ایک برآمدہ تعمیر کیا گیا تاکہ مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ نشست گاہیں ہوں۔

اس وقت بھی ایک بڑی عمارت خاص اس رقبہ پر جہاں حضرت میرزا قیام فرماتے تھے زیر تعمیر ہے تاکہ اس کی تکمیل کے بعد اس کی آمدنی اخراجات بقعہ کے لئے صرف کی جائے۔

مثنوی بحر العرفان کی طباعت کے سلسلہ میں مجھے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا میں اُن کا اعادہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ البتہ محترمی جناب میر شمس الدین صاحب حیرت کاملی کا مشکور ہوں۔ کہ اُنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے کتابت کی درستی فرمائی۔ اس سلسلہ میں میں نورالدین صاحب کاملی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے کافی محنت اور دلچسپی سے کتابت کا کام انجام دیا۔ اگرچہ اُن کو معاوضہ ادا کیا گیا تاہم اُنہوں نے کتابت کے دوران جس خلوص اور عقیدت سے اس کام کو نبھایا وہ قابل تحسین ہے۔

اس جلد کی طباعت پر تقریباً ساڑھے تین ہزار روپیہ کی لاگت آئی۔ لیکن بارگاہ اکملیہ کے معتقدوں اور محبوں نے جو چندہ اس سلسلہ میں ادا کیا ہے وہ مقابلتاً بہت قلیل ہے۔ بہرحال میں اُن کا مرہون احسان ہوں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اُنہیں خیر دارین عطا کرے۔ آمین

۲۱ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۱ھ

خاکسار

میر حبیب اللہ کاملی

بسم الله الرحمن الرحیم

نور محمد رسول الله گویند صلی الله علیه وسلم و همه و جمیع اشیا از نور وجود یافت و ذات بیچون و چگونه حضرت احدیت در جمال باکمال او ظاهر و مشهود شد و اشیا بعون نور. نور خود به گفتن حمد و ثنای آفریننده خویش مسرور گشتند و کون و مکان صورت بست.

نظم

هست ازین نور جملهٔ انوار — لیک طاری بصد هزار اطوار
کثرت وحدت است از آن واحد — کرد از انسان شهود آن شاهد
نور بی نور نور کی دارد — جز خدا شی ظهور کی دارد
هرچه دارد شهود هست آن ذات — وحدت اندر شهود شد اثبات
چشم توحید بین نه هر اطوار — دید در جلوه دویت دیدار
زبدهٔ نور نور محمود است — از جمالش خدای مشهود است
نور در نور خود تماشا داشت — خلعت نور مصطفی را داشت
نور چون کرد نور خود موجود — شد وجود محمدی مشهود
گشت ازین نور و در تجلی ذات — زان تجلی بدید موجودات
هر که دیدار مصطفی را دید — او دران جلوهٔ خدا را دید

من رآنی فقد رای الحق نور نور گوید و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی. قول نور ذاتی در تصدیق نور نور نازل شد

بیت

شد یقین هرچه مصطفی گوید — از زبانش بما خدا گوید
هر که را حدت بصر شد بیش — بیند انوار بیش اندر خویش
شد تفاوت به خاص و عام اینجا — شرح این حالتست تمام اینجا

حرفِ حق از زبان حق باشد   گر نویسند در ورق باشد

این رتبه بود که انبیای سلف علیهم السلام نور محمدی را بے استار و پردهٔ نور نور دیدند و خود را به توسط این نور موجود در یافتند
و از حق سبحانہ تعالی درخواستند اللھم اجعلنا من امت محمدؐ۔ و گروهے پے به اسرار من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
بردند و فضیلت ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ دیدند از دل و جان در مناجات آمدند و گفتند اللھم ارزقنا
شفاعة محمدؐ۔ اللھم لا تحرمنا من محبت محمدؐ۔ و ہر ہر که نور محمدی بیش تافت۔ قرب و منزلت عند اللہ بیش یافت۔ تلك
الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ دال بر انیست و از نور این آئینهٔ الہی آئینه های دیگر کسب نور کردند و خود را ہم رنگ در نور گردانیدند
بهر طرف که نور ایشان ضو انداخت آن طرف را منور ساخت و ہر قدر که آئینه صاف تر، در ترددات جمال عزیز تر و قریب تر۔
ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ حدیث از نور است چنانچه ہیچ وجودے بے واجب الوجود امکان وجود ندارد۔ ہمچنان
واجب الوجود بے موجودات نور مصطفوی شہود ندارد۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن صفت ذات است۔ که
مشہود است و پیش از وجود شہودی نور محمدی را وجودے بود باعتبار آن نیز وصف شہود محمدؐ اول و عاقبت محمود است۔
ظهورش رحمة للعلمین نورش قرة العیون عارفین و مشتاقین و صفت وجود مبارکش و کتابش قد جاءکم من اللہ نور
وکتاب مبین۔

لمؤلفه

نور در نور پرده در پرده   از جمال محمدیؐ کرده
هر که در نور پرده بیند نور   نور در پرده کے از و مستور

کتابش ام الکتاب است۔ اولش فاتحه است که طالبان لقاء اللہ را فراقش مفتاح جمیع ابواب است واتبعوا النور الذی
انزل معه برای متابعانست و قرائتش و عمل بر احکام آن تکمیل ایمانست حدیث العلماء من امتی کانبیاء بنی اسرائیل
راست گفتاری و نیک کرداری اولیای امتش را دلیل که از نفس و ہوا نه گویند و از وحی قلبی و ملہم غیبی و ہاتف لاریبی گویند۔
ہرچه از انبیاء علیهم السلام سر زد اعجاز بود۔ و ہرچه از اولیای امت این افضل الامم بظهور آید کرامت و خوارق عادت نامیدند۔
منشاء این ہر دو اظهار از یک پردهٔ اسرار است۔ تابعان محمدؐ و کتابش را ذات پاک درود از عشق و ود دا ایجاد کرده است که زاہد و
عابد شدند۔ و رب العزة این طائفهٔ علیه را بر این شیوه بگزید و در قلب و قالب ایشان طلب و شوق لقای خود تخمیر کرد۔
طالب و عاشق شدند و طلب عشق ظلمت بشریت از وجود ایشان محو گردانید۔ و به رتبهٔ مطلوبی رسانید الاطال شوق الابرار
الی لقائی وانی الی لقائهم اشد شوقا۔ مقام محمدی و محبوبی و ہر که متابعت سنت و شریعت او دارد گویا او را دیده و اخلاق حمیده
آن برگزیدهٔ پروردگار را بر خود گزیده باشد و از بی سلوک مراتب اولیای امتش مطلوبی که حق سبحانه ناظر قلب خاشع القلب
است۔ و در شان این طائفهٔ علیه عالیه افمن شرح اللہ صدره للاسلام فهو علی نور من ربه۔ معرفت ذات
بحت و سافرج بے حقیقت محمدی حاصل نمے شود و خشوع قلب بی تکبیر و ذکر لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ به ہیچ طریقے دیگر دست
نمے دہد۔ ہمچنان معرفت اللہ بے معرفت حقیقت مرشد کامل صورت نمے بندد و به حقیقت محمدیؐ بے متابعت احکام و تبعیت
سنت او درست نے۔ و ادای آداب شریعتش که بے ہدایت محمدیت و توفیق نامتناہی الہی روے نمے تواں آورد۔ اللہ
نور السموات والارض مثل نوره کمشکوة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها
کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها ولو لم تمسسه

نارٌ نورٌ یهدی الله لنوره من یشآءُ و یضرب الامثال للناس والله بکل شیٍٔ علیم۔ لمؤلفہ

گر نہ از خویش پردہ بردارد ٭ رہ برآں نور کس کجا دارد

ہر کہ را خواست رہ بخود بنمود ٭ راحسن الوجہ شد ازاں مشہود

محمدیت محمود است ازاں آدم صفی را خلیفۂ خود خواند و قالب پاکش را خمرت طینت آدم بیدی بود۔ و بہ مسجان ملکوت سجود او فرمود۔ و نورش از عزازیل پوشیدند تا نور را نار دید و او را طین یافت و ملعون ابد گشت و سر از سجدہ بر تافت۔ و نور محمدیت محمدی و حقیقت المحبوب ازلی و ابدی از ابوجہل و ابولہب و امثال آں نابینایان ایجاد نہفت۔ مشرک و کافر مردند و ہمچناں چشم از دیدن و گوش از شنیدن و دل از محبت ورزیدن مرشداں کہ مظہر حقیقت محمدیت ہستند۔ کمر بستند و راہ بہ دین نہ بردند۔ و ہرچند اعلام محمدیت برایشاں شد سر پیچیدند ختم الله علیٰ قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلیٰ ابصارهم غشاوة۔ من مثنوی

غورۂ کاں سنگ بست و خام ماند ٭ در ازل حق کافر اصلیش خواند

از راہ باز ماندند و متابعت نہ کردند و فرماں نہ بردند۔ از لقای رحمت الٰہی محروم ابد گشتند و لذت شربت توحید ازیں طائفہ باز داشتند نابینا مردند و نابینا محشور گردند یضل به من یشآء ویهدی به من یشآء ومن کان فی هٰذه اعمیٰ واضل سبیلا۔ ایں خلعت برای ترجیح بینایاں و ترویج بہ راہ یافتگان جلوہ گر شد۔ ای طالب استغفار بحق و پناہ بہ جناب مستطاب حضرت رسالت پناہ مے آر۔ و استعانت از خواندن درود اللّٰهم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد واصحابه اجمعین مے خواہ و بہ نیت ہدایت یافتن ذکر لا اله الا الله محمد رسول الله با درود مذکور بسیار بسیار مے خواں و بہ معنی ایاک نعبد وایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہ مخبر محمدیت است۔ بمعنی رسیدہ ورد خود کن و دست دعا بہ درگاہ مجیب الدعوات المضطرین بدار و ہدایت در خواہ بہ خدمت مرشدے کامل ارادت کن و بہ فرمودہ او مداومت در ذکر لا اله الا الله مے ورز وجود مسلمانی و مسلمانی نفس و عالم مثال خود از وی مے طلب الله تعالیٰ در شناختن حقیقت مرشداں، طالباں را ہدایت کرامت کند تا بہ معرفت او عارف حقیقت الله شوند۔ از انست کہ اول ارکان مسلمانی کہ اساس چہار ارکان دیگر است۔ ذکر کردن ایں کلمۂ پاک است۔ و ایں ذکر مرکب است بر نفی اثبات یعنی نفی الوہیت از غیر۔ و اثبات الوہیت مر حضرت ربوبیت را جل جلالہ۔ و بعضی ارباب تحقیق حکمت ایں گفتہ اند کہ بندہ را در مقام بندگی دو حالت است، نفی معاصی لا تخونوا الله والرسول و اثبات طاعت و احسان از فرمان اطیعوا الله واطیعوا الرسول۔ و نفی وجود خود بر خود و اثبات ذات موجودات در خود و ہم بیروں از خود ایں کلمہ را کلمة التقویٰ وکانوا احق بها واهلها و خواندن ایں بر ذاکرے کہ ظاہر اخواندن ظاہرش را از آفات مالی و جانی حافظ باشد۔ چنانچہ کافرے ایں کلمہ را از زبان بر خواند و از دل ہمچناں کافر باشد از محاربہ اسلام نجات یابد و مال و اسباب او بر او مسلم ماند و تکلیف جزیہ از و برخیزد۔ و مسلمانے کہ ظاہر و باطن یکے دارد بہ زبان و دل مے خواند الایمان اقرارٌ باللسان وتصدیقٌ بالقلب حاصل وقت او گردد و دل او را نور ایں نام منور گرداند و بینای الله نور السمٰوات والارض شود از وسواس شیطانی و شرور حواجت نفس حیوانی در حفظ و حمایت نور ربانی باشد و بر ذکر کردن ایں کلمہ طالبان لقاء الله حق انداز یاد کردن ایں نام لذت ذوالجلال والاکرام بکام ایشاں باشد۔

مولوی جامی ٭

چه شیرینی است عیش تلخ کامی — که مے داند زیار خویش نامی
ز دوری گرچه باشد تلخ کامش — کند یارے دهن شیرین به نامش
بنده را یارب ز اهل دین بکن — کام من از نام خود شیرین بکن

هر که را این شربت بکام شد کارش بتمام شد و بدرجهٔ اهل التقوٰی و اهل المغفرة رسید و هم خاصیت این ذکر چنین باشد که ذاکران را به نورِ خود محو و فانی گرداند تا خود را نه بینند و هم چنان غیر را نه بینند از حقیقت خود به حقیقت مرشد عارف گردد من عرف نفسه فقد عرف ربه منزلت او شود ما نظرت شیئاً الا و رایت الله فیه در خود و غیر بیند و حقیقت محمدی صلی الله علیه وسلم بر و جلوه گر گردد تا مرید مرشد را چنانچه هست نه بیند و نه شناسد مؤمن نیست و هر که خود را در خدمت و محبت بگداخت او را بشناخت چشم مرید چشم مرشد شد و مرید از بی یبصر سنریهم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین انه الحق به بیند که چیست و آنگاه هر چه از مرشد بشنود بی یسمع است و هر چه در مرشد بیند دریابد که کیست و آنچه از و بشنید که گفت و آنچه بر سوی من ناظر است و آنچه از من بر این ناظر منظور شده است در حقیقت کیست و معنی خواندنِ کلمهٔ لا اله الا الله محمد رسول الله بر و خود را نماید و از وی زنگِ هستی بزداید در اسلام از خواندن این نام بے خواندن نام محمد رسول الله مسلمانی تمام نیست و ایمان بخدای درست نه باشد۔ و مرید این قدم را هر چه مرشد گوید جلوهٔ بی ینطق از کلام او مشاهده کند و در خود یابد و ناطقهٔ خود را و سامعهٔ خود را همچنان داند رویت از روی مرشد مشهود وقتِ او شود و بیشتر لذت از این ذکر دریابد و خواندن قرآن را فرض خود داند و عمل بر احکام آن پیش نهاد خود سازد۔ تبعیتِ او در سنت نبوی به کمال رسد۔ محمدیت جان و جسم او باشد و خلعت اهل القرآن اهل الله خاصه در پوشد و ایمانش به ارسل رسوله بالهدی و دین الحق درست گردد از تابعان و تبعیت کنندگان باشد و عمرے درین شیوه بسر برد۔ تا علمش به یقین و یقینش به نور یقین برسد از ظلمت جسمانی و نفسانی خلاص یابد و در نور فانی شود و۔ استار و پرده‌ها از راه او برگیرند وجودک ذنب لا یقاس علیه ذنب را دریابد که وجود من بر چه عصیان بوده است تا این ذنب را از خود بر ندارد و راه به معرفت الله نه خواهد برد جهاد اکبر با خود در پیش گیرد از سیف این ذنب از خود بردارد و السیف محی الذنوب این سیف است چون ذنب خود از خود بر دارد عین الیقین جلوهٔ جمال خود لقد حال این مجاهد گرداند۔ حق الیقین که مراتب الانبیاست با ولیای این امت مرحومه تجلی کند و امثال این ابیات که ازین فقیر الحقیر است در نغمه با چنگ و چغانه بر خواند از خوشی حالتے که خود را به بیند که تا دیدن خود مورث دیدن حقتعالیٰ است و اثبات فنای خود در خود دیدن اصل ذات است۔

لمؤلفه

نشسته بودم روزے درونِ انجمنے — ز کاملانِ طریقت شنیده شد سخنے
کسے که طالبِ وصل خداست بر مطلوب — نه برد راه بغیر از فنا به هیچ فنے
کسے که مُرد ز خود تا ابد سلامت ماند — نه یافت راه در و هیچ راه زنے
برآ ز غرقهٔ هستی ز خود که تا بینی — وجودِ خویش بذاتِ خدا چو پیرهنے
بهای وصل حقیقی دو عالم و جان است — بحر حیاتِ ابد را به کمترین ثمنے
هر آنچه خواست ز تو از کجا تو آوردی — بده باو نه دهی مے ستاند اهرمنے

بر تیغ لا چو شود کس شہید دار دعار — کہ باشد از دو جہانش تعلق کفنی
تو ذکر طاعت حق را غذای خود میکن — طلب ز پیر مغاں زیں شراب بکدونی
برو بروں ز مکان و زماں ترا ایں جام — بغیر محفل جاناں نباشدت وطنی
بروں ز ہر دو جہانست عالم توحید — نہ بی و لک بود انجا بہ کس نہ ما و منی
چو خواستم کہ کنم فاش راز آں عالم — بہ بوسہ بست دہان من او سخن دہنی
کمال عارف اکمل فناست در ایں راہ — بقا بحق ابد اور است غیر جان و تنی

ای جویندۂ اسرار گوش وہوش با من دار وھو معکم اینما کنتم نور گوید و نور نور در طلب دیدن ایں راز مناجات بدرگاہ حق تعالے میدارد۔ اللھم ارنا الاشیاء کما ھی۔ لمؤلفہ

اصل ہر چیز اے خدا بنمای — باب ایں معرفت بما بکشای
در رہ رہرواں تو ہمراہی — تا نہ گردیم گم رہ و لاہی
گفتۂ خود تو ہر کرا خواہم — رہ برد تا بیابد از راہم
راہ بنمای تا روم در راہ — دست گیر و میفگنم در چاہ
قاید کور غیر فضلت کیست — چیستم من وجود من از چیست

بشنو اے طالب دریں لجہ لجۂ فضیمک افضل الاذکار مرقوم است و ترغیب ذکر کردن ایں کلمہ مر طالبان حق وحق سبحانہٗ دوست داشت شناختن خود را آفرینش دعالم وعالمیاں برایں ارادہ رو داد۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق شناختن او بے گداختن از ماصورت نہ بندد وموتوا قبل ان تموتوا کہ مصالح وقت معشوقست خواندن کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرشد ایں طریق میداں۔ اول خود را لاکنی الا اللہ را اثبات بکنی حقیقت محمدی نقاب از جمال خود بردارد تا کمال حقیقت مرشد خود را چنانچہ ہست بہ بینی۔ لمؤلفہ

پردہ و بردہ گی بذات خود است — جلوہ گر خود بہر صفات خود است
خود چو از خویش پردہ بر دارد — ہیچ کس را وجود نہ گذارد
از کسانے کہ پردہ را بر داشت — ظلمت شاں بہ نور فانی داشت
در خود و کس کہ پردہ بگذارند — شپرہ ساں بہ ظلمتش دارند
ضد بضد آشکار خود کرد است — جلوۂ خود ز نیک و بد کرد است

ترجیح ہدایت یافتگاں از گمراہی مضلاں خود داد است۔ بودن ایں طائفہ معارج الطائفیہ است مقبول ومردود آب وصاف ودرد است ونزد موحدے کہ پے باب یعنی توحید صاف بر داشت چوں ہر دو طائفہ تیغ لا بر وجود ہستی خود رانند۔ دُرد ہا صاف شوند لا و الا جلوہ گر گردد و نہ مقبول ماند و نہ مردود۔ لناظم

لیس فی الدار غیرہٗ موجود — خود بخود عابد ست و خود معبود
ایں ہمہ رنگ ہای رنگا رنگ — خم وحدت کند ہمہ یک رنگ

ای طالب در بند رد و قبول مباش در نفی خود بہ ہر دو حالت مے کوش شرابا طہورا کہ عبارت از ذکر خدا و نماند

طاعت است مے نوش از رد و قبول بر کس آگاہی نداد ند و ہیچ کس در یں نشا خبر نہ یافت پردہ ایں راز کسے نشگافت۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم از بیوہ یاری در خواست بجز حیرت جوینده گام راہ را حاصل نشد بازبلند پرواز فکر و اندیشہ را بال و پر سوختند۔ اندیشہ کنندہ و غیر چراغی ہیچ آگاہی نیافتند۔ ہر ہمہ در امید و بیم اند و عارفان در مقام رضا و تسلیم اند۔ نظم

نہ ایں درد را بیں نہ ایں صاف را
نگہدار در عشق انصاف را

یعنی بہ ذکر و طاعت الٰہی مستقیم باش و ذات مقدس را دریں مقام بایں نام ذکر مے کن اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ بہ نیت آنکہ در رد و قبول شریک او تعالیٰ کسے نہ۔ بہر کہ ہر چہ خواہد او کند مذہب عاشق عارف بر آں رفتہ است کہ ہمہ را نیکو کند بہ عصیاں عتاب کنندہ و بہ طاعت و حسنہ صواب دہندہ صواب ہا بہ عصیاں و عصیاں ہا را بہ صواب بدل کنندہ اوست و غیر سے نے واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ محمدیت کہ عبارت از طاعت الٰہی است۔ و ایں فرستادۂ او آداب و ترتیب آں بجا آوردہ و بما آوردۂ آں محمدیت است۔ لمؤلفہ

کسے را کہ فضل خدا یار شد
شب و روز حق را پرستار شد

چو ہستی جدا شد ز تو در طلب
کجا معصیت از تو اظہار شد

ز ہستی ہر نیست عصیاں دگر
چو آں رفت حق بر تو غفار شد

نہ مقبول ایں جا نہ مردود ماند
فنائے تو ناجی ہر نار شد

بہ چون و چرا دم نیارد زدن
کسے کو خبردار اسرار شد

مشو ہیچ طالب دریں راز تو
کہ بر تو طلب و ہم پندار شد

تو طالب بہ ہستی بخود شو کہ ہیبت
کہ آگاہیت ام الاسرار شد

ازیں راز گر مے دہندت خبر
ابد وصلت تو بہ دلدار شد

امیدوار فضل و کرم مے باش کہ رحمت او از غضب بیش است با آدم و آدمی زاد لطف و جود از خلقتش بیش است۔ ہر کرا با خدا درست کیش است۔ در اصل غنی و از فرع درویش است۔ او عاشق است، دزد نیست۔ طاعت مے کند طالب مزد نیست ذاکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ را جز فنا و حیرت حاصل نیست و بے تحصیل ایں دو حالت کسے بر خدای واصل نیست در دو عالم واصلیت را مقام و منزل نیست زیرا کہ جبروت ذاتش گرد امکان از ہمکن بر افشاند مقبول و مردود از خود نماید۔ از ہمہ موجودات خود مشہود است وجود ہا بر موجودات جود است۔ از ہر ذرہ وحدت خود آشکارا کردہ خود را از خود نہاں داشتست۔ نظم

گر گداز ی خویش را در کوی او
از ہمہ اشیا بہ بینی روی او

فلما اتٰھا نودی من شاطی الوادِ الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یٰموسیٰ انی انا اللہ رب العٰلمین۔

آں ذات ذوات ہر کرا وجود بخشید وجود کرد و آں موجود ذات موجد خود را در خود دید و بشکر ایں موہبت آں واہب الخیر والجود را بجدائی پرستندہ در ایں عالم نہ ایں پرستید خود را، خود پرستید۔ لمؤلفہ

غیر از و کس وجود کی دارد
تا سر اندر وجود نہ گذارد

خویش را خود ہمے پرستد او
تا کنی در پرستش او رو

هر کرا پرستار کرد عنایت و توفیقِ خود برو یار کرد و اجر آن پرستار - پرستاری توفیق در افزونی پرستید از برد و او لذت ذکر و طاعت در مذاق او نهاد تا از آن در خود منفعت ها دید و رغابت ها یافت و بسیار بسیار پرستید از رد و قبول باک نکرد و هرگز ملول نشد و از امید و بیم بری گشت - من مثنوی

هر که جز ماهی ز آبش سیر شد　　　هر که بی روزیست روزش دیر شد

و این ماهیست که هرگز از آب سیر نیست. شغل بر شغل و طاعت بر طاعت بیفزود و معبود وافر الوجود لفظ الا الله قطرهٔ ساخت از کام و ذائقه اش در جان و دل انداخت و آن ذاکر را از تشرب آن قطره تخلقوا باخلاق الله حاصل شد که قُطِرت قطرةً فی فمی فعلمت بها علم الاوّلین والآخرین که مختص ذاتیهٔ اوست عطا فرمود و او را بر اشیای بمشیتِ خود عارف و عالم ساخت وآتیناه رحمةً من عندنا وعلمناه من لدنا علماً و او به تربیت دیگران به تمسک و فوقَ کل ذی علم علیم سر برافراخت و بحکم فاما بنعمة ربک فحدث جود کردن گرفت و خدای تعالی مستحق این نعمت را بجناب این منعم رسانید و او طالب را همرنگ خود ساخت و فایده ها داد و مرید فیض ها برداشت. و این مرشد نیز سالها در مقام استحقاق از علم وی علم ها حاصل کرده بود تا دست بدست ان الله بکل شیءٍ علیم رسید و علمش به النهایت هو الرجوع الی البدایت رایت کشید از طالبی به مطلوبیت عروجش دادند و او بطالبان ارشاد می کند و در طلب طالب رشید است و او را می خواهد - من مثنوی

آن خیالاتی که دامِ اولیاست　　　عکس مه رویان بستانِ خداست

سالها و عمرها پیش مرشدی که عامل شریعت و سالک طریقت و عارفِ حقیقت بود و سر بر آستان او می سود و خود را نفی و مرشد را اثبات می نمود - لمؤلفه　فرع ها را به تیغ لا برداشت　　　اصل در زیر فرع ها سر داشت

خود را از کدورت بشریت پاک و محلّی ساخت و آن برگزیده در ضمیر مرید فقر خود پرتو انداخت - و از ضوء کل من علیها فانٍ و یبقیٰ وجه ربک ذو الجلال والاکرام - نقد وقت آن مرید شد - از نعمتی که چشید و دولتی که در خود دید - به عادت الله هر قدر هر که خواست بر آنها بخشید - لذت خود که خاصهٔ جواد حقیقی است برو دست داد و در اهتزاز آمد یلی و ولنگ که ترکان در سور و شادی ها به دف می نوازند و کف بر کف می زنند پای می کوبند و دست می افشانند و می رقصند شادی از وصول مطلبست چون طالب بمطلوب رسید بحصول مشقت و ریاضتِ خود دید هرچه کاشته بود بر آن داشت خوشحال شد - یلی و ولنگ به شکرانهٔ تحصیل وصال از وجد و حال بر قلم آورد و زبان به حمد و ثنای خدا و نعت و درود مصطفی صلی الله علیه وسلم و مناقب خلفا رضوان الله علیهم اجمعین و منقبت و اوصاف مرشد مقبول خود برکشاد من مثنوی -

موسیا آداب دانان دیگرند　　　سوخته جانان روانان دیگرند

ما درون را بنگریم و حال را　　　ما برون را ننگریم و قال را

وشنیدن موسیٰ این اجازت را از خدا و گفتن او مرشبان را که - من مثنوی　هیچ آیینی و ترتیبی مجوی = هرچه میخواهد دل پاکت بگوی

چندان بگفت که در حیز تحریر نیاید هرچند میکوشد که نگوید بی هوشند از وی بی اختیار میجوشد و گفتن و شرایعهٔ النصیحه دین سخن در امر معروف و نهی منکر گفت - و اعلام این کلام بحکم فذکر ان نفعت الذکریٰ - نظم　من آنچه شرط بلاغست با تو میگویم = تو خواه از سخنم پند گیر و خواه ملال

از جملهٔ حسنات شمرده طاعات بجا آورد - لمؤلفه

هرچه باشد بجز ای طالب = نیست ورای کن در آن غالب
زانچه حق نهی کرد از آن پرهیز = بر خود و نفس خود ابد مستیز
نهی را لاکن امر را اثبات = تا رسی بر حقیقت آن ذات
هر که از ذات جلوهٔ دید الست = امر و نهی از خدای بشنید است

اوزطال اللسان بگفتار است　　　گفتنش امر محفل یار است

بآں فانی نور سبحانی بالہام ربانی حکم صحیفہ شد۔ کتاب ہا ترتیب کرد و رسالہا برآراست۔ چنانچہ جہاں پُرشد و جہانیاں فایدہ ہا برداشتند و در گفتن سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ واصحابہ اجمعین بجا آوردند کہ ذات مقدسش را برای تربیت امتیاں چنداں احادیث گفت کہ صحف پُر شد۔ حاضراں عامل بودند۔ وغایبان محفل وعہد را ہر حرفے عروۃ الوثقی وحبل المتین وصراط المستقیم تا ابد ماند۔ ومتابعت اللہ نیز حاصل شد۔ کہ ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کتابہا برانبیا فرستاد و تاآں رہنمایاں براہرواں خوانند۔ مسلمانان ومومناں شنیدند و عامل شدند واسلام وایمان برآں قول داشتند و دولت ابدی حاصل کردند و ہمچناں مشایخ کہ داعی خلق اللہ اند براہ خیر وصواب برایں شغل مشغول گشتند۔ من مثنوی

گر نبودے نالۂ نے را ثمر　　　نے جہاں را پُر نکردے از شکر
خاک اندر نیشکر شیرین از وست　　　انگبیں قی کرد و زنبوراں از وست
نائی ایں نے در نوا آوردہ است　　　نی شکر را از خدا آوردہ است
من بہر جمعیتے نالاں شدم　　　جفت بدحالان و خوشحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من　　　واز درون من نہ جُست اسرار من

خوشحالاں مستفید گشتند و وقت شاں خوش شد و از کلام اہل اللہ خبرانہ تحصیل مقام وحال خود دریافتند از دم وقدم خود واقف شدند و در ترقی حالات ومقامات اقدام نمودند ہدیۂ فاتحہ بروح پر فتوح ارشاد پناہاں بردند و بدحالان چوں بغول غفلت گرفتار بودند ہیچ پے براصطلاحات علیہ نبردند و صحت ذائقہ از مرض قلبیہ نہ داشتند ولذت شرابًا طہورا در نیافتند بہ تنعمات دنیای فانی کہ اقبال غافلان وادبار صاحبدلانست آں را تحصیل نقد شمردند و دراں بیشی از خدا تعالیٰ درخواستند و بر فقرای الٰہی خطاب بے خردی کردند و خبث ومذمت بزبان آوردند و از تحسر یکہ محروم لقاء اللہ شدہ بودند حسد بُردند ہرچند عیب جوئی وبدگوئی کردند خوشحالاں از کلمۃ الخیر زبان نبستند و گفتنی گفتند۔　　　من مثنوی

آں عزیزانے کہ رہ طے کردہ اند　　　گوش بر بانگ سگاں کی کردہ اند

ہمچناں ایں کہتر مریداں آں برگزیدگان حق ورقے چند از واردات حال بقال آوردہ جمع کرد و چہار لجہ ساخت مدد و معاونت از جناب مستطاب صوفیہ انتساب ہدایت مآب عالی جناب مفتح الابواب مسلک صدق وصواب غوث المستغیثین وقطب الاقطاب حقائق ومعارف پناہ عارف ذات اللہ ناظر صفات اللہ برگزیدۂ درگاہ محمد رسول اللہ صلعم زبدۂ اولیای عہد و آوان امی ومنبع کتاب بحر العرفان مدارک معارج آیات شعشعۂ نور پاک ذات واقف اسرار خلاصۃ الابرار والاخیار حضرت شیخ حبیب الدین عطار قدس اللہ سرہٗ یافت　　　مولفہ

پر توے از وار داتش در دل و جانم فتاد　　　بحر العرفان از وجود پیر من ایں جلوہ داد
بود امی آں بزرگ دیں ولے از یک نظر　　　راہ از علم لدنی خادماں را بر کشاد
پنج مصرع گفت خود در واقعہ ہم خود بخواند　　　بحر العرفان نام ایں تصنیف را ہم خود نہاد
بحر العرفانست تاریخش چو کردم ابتدا　　　می ندانم جذر ایں مدتا کجا خواہد کشاد
من نکندم چاہ تا آبے از آں آرم بروں　　　از سحاب فیض حق باران رحمت ہا کشاد
کشت ہا آباد گشت و بوستاں ہا سبز گرد　　　در زمین شورہ ہرچند اوفتاد آں بر نداد

گشت از نور محمد روشن این ارض و سما | بوالحکم بوجهل شد چون بوده است ظلمت نهاد
در صدف ها قطره ها گشتند دُرِ آبدار | بر سر تاج شهنشاهان خدا اندر نهاد
هر که برخواند با خلاص این صحف را عاقبت | واصل حق مے شود راسخ درین کن اعتقاد
منع این هست از جائیکه انجا کس نیافت | ابتدا و انتهایش غیر حیرت رو نداد
اکمل الدین قطره سا بود از رشحهٔ الطاف حق | مرشد از فیض نظر زان قطره دریا ها کشاد

آں رہنمای راہ تحقیق و آں عقدہ کشای صاحب توفیق این جاروب کش آستانہ خود را تربیت می کرد و بہ نظر لطف میدید۔ و بہ واردان محفل خود اکثر مے گفتند کہ این غریب فانی ماست از سماع این خطاب مفتح الابواب مے نالیدم و در خود واردات های عجیب میدیدم و از شوق و ذوق این خبر بر قاعدۂ صوفیہ مے رقصیدم و ہیچکس متعرض حال من نمیتوانست شد ہر کہ دراں حالی دست در من میزد و ہمہ ساعت بے خود مے شد و ہمچو مرغ بسمل مے طپید۔ روزے حضرت ایشاں را بیماری رو داد زبان مبارک از ضعف لکنت بہم رسانید۔ چوں سال عمر مسعود ایشاں از نود گذشتہ بود۔ بنا بر ترس مفارقت صوری طاقت صبوری در من نماند۔ التماس کردم کہ اگر سفر آخرین در پیش است۔ این خادم را باخود رفیق دارید۔ کہ تاب و توان جدائی ایشاں در من نیست۔ از ہمیں گفتن من واردان مجلس را رقتے رو داد۔ کہ ہر ہمہ اضطراب و بے طاقتی کردند۔ و عمامہ ہا بر زمیں زدند و چاک گریباں ہا تا داماں رسانیدند و فقیر را نیز دریں حالت غالب آمد۔ و حضرت ارشاد پناہ دراں وقت سر در مراقبہ داشتند۔ ناگاہ سر بر داشتند از زبان مبارک بر آمد کہ تو چرا اضطراب میکنی و چوں صوفیان دیگر مے رقصی۔ ازیں گفتن حضرت ایشاں آں حال از سر من رفت۔ و اطمیناں بقلب من حاصل شد۔ این سخن گفتہ و تشویش باطن مرا بردہ باز سر بزانو گذاشتند۔ و در آنے باز سر بر داشتند۔ و فرمودند کہ خاطر جمع دار۔ از ما جدا نخواہی بود۔ تا ترا باخود مے بریم۔ یا خود را بتو مے گذاریم۔ دانستم کہ سر بہ مراقبہ داشتن برائے جواب سوال من بود۔ و این عنایت ایشاں در حق من از جائے است۔ روز دیگر صحت یافتند۔ و ہفت سال دیگر خلعت حیات صوری در بر ایشاں بود۔ و من شب و روز خادم ایشاں و خادم خدمۂ ایشاں بودم۔ و حضور تمام داشتم۔ دیگر مرا اضطرار رو نمیداد۔ روزے وقت یافتم و عرض کردم کہ حضرت از آں روز منع تواجد بایں کمترین خادماں شد۔ دیگر رقت رو نمیدہد و تا رقص نمے کشد۔ ہرچند قوالاں قول صاحبدلاں مے خوانند در نہاد بسیار مؤثر است و معنی ہای غریب و عجیب از استماع آں در مے یابم۔ اما اضطرار رو نمیدہد۔ فرمودند کہ خوب شد من میکنم کہ تو مے کنی۔ خود قوال شو و سامعان حقائق را بہ رقص بیار۔ ازیں سخن حالے رو داد و عالمے مشاہدۂ من شد کہ وقتم بیحد و نہایت خوش بود۔ صد چنداں بیش از انکہ در پیش داشتم و بے اختیار مے خواستم کہ اضطراب بکنم۔ تجلے مراد دریافت۔ نورے بے نہایت در ضمیرم تافت۔ شکر این مقام میکردم و در اہتزاز مے آمدم۔ خوش حالتے بہم رو میداد۔ بہ شکر از آں یلہ لی و ولنک کہ شیوۂ ترکان ماست۔ کہ در سرور شادی مترنم مے شوند۔ گفتم از انست کہ دریں کتاب۔ قصہ ہاے کہ آخر از ان طالب بہ مطلوب مے رسد۔ حصول مراتب و مقاصد سالک مے شود۔ یلہ لی و ولنک مے گوید۔

لمؤلفہ

مریدے کو بہ شیخ خویش فانی است | کلامش از مقام بے زبانی است
نہ از نفس و ہوا آمد بگفتار | مبرا این ظن بکن زیں یافت زنہار
ز لعرۂ نی قلبی در کلامم است | از اں عالم بار شادش پیام است

درون آستین دست است پنهان — بنزد دست دارد آستین جان
پس آئینہ استاد آنچہ گوید — ز طوطی ہمچنان الف انا دوید
روان ہر کہ از مقصد شود شاد — نہ باطن شاد بیش بظاہر افتاد
کسے کو ساغر سرشار نوشید — حرارت از زبان و زروی جوشید
نمے ماند نہان راز دل او — کہ در جوش از شراب آمد گل او
چو مستی مرد را از خود ستاند — شراب بے خودی دروی بماند
فنا شادی و عیش و عشرت ماست — کہ از ما یار ما این کرد در خواست
چو در خود بیخودی از خود ببینم — خوشم در وصل در جانان نشینم
درین عالم بعاشق سور و شادیست — برائے اہل غفلت در منا دبیست
چو خود را لا درین رہ میکند مرد — بر آرد از وجود غیر خود گرد
بشادی زندگانی کرد و چون مرد — خوشی و خرمی با خویشتن برد

سبب تصنیف این کتاب و ترتیب نظم این منظومہ صدق و صواب در ہمین لجہ اول کہ حضرت ارشاد پناہ در حین حیات حکم کردہ بودند۔ و بعد از سی سال وفات ایشان جلوہ گر شد۔ امید از جناب کاملان این عرفان آنست کہ بنظر احسان بر بحر العرفان و مصنف بحر العرفان توجہ مبذول دارند و ہو ہنداہای کلامش از کمال خود لفظاً بحال دارند۔ و معناً باصلاح آرند کہ کامل مکمل را از لفظ مہمل معنی اجمل جمال مے نماید۔ و روندہ تحقیق از نور واردات و توفیق راہ از بیراہی بیدا میکنند۔ و ناقص از نقص سرشت خود حسن خوب را زشت مے بیند۔ و راہ راست را گمراہی میداند۔ و معنی کہ مخدرہ حجلہ غیب الست بہ پیش نامحرم و فاسق نقاب بر رخے دارد۔ من مثنوی ؎

ہر چہ در عاشق رود عادت شود — کفر گبر و کاملے ملت شود

شیخ سعدی قدس سرہ

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

بر صلہ این بیت طبق ہای نور از رب الغفور بر مصنف نازل شد نہ برشعرش بود بر دریافتش بود تا صلہ یافت برگ درخت نانوشتہ و ہیچ خطے در و مرقوم نشدہ ناظم از کمال صافی باطن صانع را و صنعت را دید۔ خود را بہ ہمین بینائی بر عارفی و ہوشیاری نامید حق گفت حق دید صلہ اش از آسمان نور و رحمت بارید۔ و فقیر مے گوید کہ درین منظومہ حمد و ثنای حق تعالی عز شانہ و درود و صلوات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم شدہ و اوصاف اولیای عظام و مشایخ کرام و کرامات و واردات ایشان درج کردہ انشاء اللہ تعالی ببرکت نام بزرگان این کتاب را بزرگی و قبولیت درگاہ خواہد بود۔ و از ہزل نیز کم و بیشی برای تادیب بے ادبان و تنبیہ اہل غفلت این طریق پر سنت کتاب مشایخ تحقیق تحریر شد۔ و آنچہ در خور عرفاست بہرہ خود بردارند۔ و صلہ دعای خیر بر فقیر انعام دارند۔ التماس بر عوام الناس از این اقل العباد آنست کہ ہر گاہ ورقے ازین منظومہ بخوانند۔ و ہر چہ

دریابند و خوش شوند و از راه خود بردارند - هرچه نالایق بدانند و پسند ایشان نیفتد بر بنده وا گذارند - کالای بد بریش خداوند کالا - فرد

چیزی بده درویش را چیزی بگو درویش را — درویش اگر دارد بدی نیکو نمیکن خویش را

دامن مخلصان باخلاص آنست که این کتاب مفتح الابواب در معارف او توان را از چشم اغیار نسیانست نهان دارند - و بر نااهل معنی که در روان ایشان روا نیست نشایند و بخوانند لمؤلفه

هو معنی ایمنی کن پیدا — بحر اعرفان به بزم ادیلشا
قوّت او راست زانشود مباح — اندرین جسم عالم ارواح

و در محفلی که صاحب دلی و کاملی نباشد خواندن این واردات غیبی و مجمع الاسرار را هیچ سود نکند - کودک منشان بجز افسانه ازین حکایت فهم نکنند - گاه لفظا گویند که خوب نگفت - وگاه از نارسائی گویند که بمعنی نرسید و از گفتن خود نارسیده اند و در لفظ معنی ندیده اند و این را ندانند - مثنوی

قافیه اندیشم و دلدار من — گویدم مندیش جز دیدار من

محققان که عیب بین نیستند در هیچ چیز عیب نه بینند - کلام فقرا را تکلّف نمی باشد - به پیرایه ازلی در تجلی است نافهمان عیب جویند و قدح گویند - ناحق و بی خطا ناسزا بر زبان آرند - و از روی ناقص العقلی این تربیت که بر بیخ درخت جان و ایمان خود میزنند - از آئینه زنگی عار دارد - و عیب خود را بروی شمارد - زیرا که صفائی مرآت تیرگی رویش بروی می آرد - و آبرویش بخاک می ریزد - همچنان از مطالعه این منظومه زشتی خود بینند و از حسد روی بر تابند - و طالبان الهی از سپیدی و سیاهی راه بر کماهی حقیقت برند آنکه تشنه است از سنگ آبش عطاست - و بر گرسنه نان و خوان از آسمان من و سلوی است - هر کرا هادی المضلین هدایت کرد در کلام صوفیه سرایت کرد - و او رجوع نهایت به هدایت کرد و شکر و سپاس این کتاب را بجد و غایت بجا آورد و کلام من دعاگوی خلق الله از من ندانست - و مراد در گفتگوی در من ندید و پی بمعنی برد، حق سبحانه تعالی او را بدولت وصال خود سرافراز کرد - و حیات ابدی نصیب او شد - والله ولی التوفیق -

لمؤلفه

یافت زین لجه عارف آگاه — معنی لا اله الا الله
هر که این بحر گفت و انکس خواند — برد بر عالم حقیقت راه
گر بجوئی بشرع میجوییش — تابع سنت رسول الله

صلی الله علیه و علی آله و اصحابه
وسلم

تمت تمام شد

حررهٔ نورالدین کاملی

منقبت شریف حضرت شیخ الاسلام والمسلمین غیاث الحق والشرع والملة والدین جناب حضرت شیخ اکمل الدین میرزا محمد کامل قدس سرہٗ
از تصنیف عارف باللہ حقائق و معارف آگاہ غیاث الدین اکمل حضرت شیخ نعمت اللہ کلوی
خلیفۂ اوّل جناب حضرت میرزا

درد من و دوائے من	پیر من و خدائے من
شربت باشفائے من	پیر من و خدائے من
بود من و نبود من	غیب من و شہود من
ورد من و درود من	پیر من و خدائے من
سود من و زیان من	جان من و جہان من
سرّ من و عیان من	پیر من و خدائے من
ای مہ دلربائے من	مرآت حق نمائے من
کامل باصفائے من	پیر من و خدائے من
سرور اولیا توئی	مفخر اتقیا توئی
کامل حق نما توئی	پیر من و خدائے من
واصل حق بحق توئی	واقف ماسبق توئی
بل حق حق بحق توئی	پیر من و خدائے من
مقصد انس و جاں توئی	مظہر کن فکاں توئی
کامل حق رساں توئی	پیر من و خدائے من
چشم دلم کشودۂ	راہ حقم نمودۂ
عین حقم تو بودۂ	پیر من و خدائے من
گر گذری بہ راہ من	محو شود گناہ من
اکمل دیں پناہ من	پیر من و خدائے من
پیر من و مراد من	درد من و دوائے من
فاش بگویم ایں سخن	پیر من و خدائے من
کعبۂ من کنشت من	دوزخ من بہشت من
مونس روزگار من	پیر من و خدائے من
حاتم طے اگر بود	بوسہ زند رکاب تو
دست نما نوازشے	پیر من و خدائے من
از تو بحق رسیدہ ام	ای حق حق گذار من
مہ رخ گلعذار من	پیر من و خدائے من

فقط

بحر العرفان　　جلد اول

رب یسر ولا تعسر　　وسهل　　وتمم بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد لله حامد و محمود　　قوت و فعل خویش را معبود
جلوه گر ذاتش از صفات آمد　　این صفتها دلیل ذات آمد
چون جمالش به جلوه نور افراشت　　خلقت زبدهٔ رسل انباشت
نور آن زبده پرتوی انداخت　　زان وجود تمام عالم ساخت
آفرینش تمام شد زان نور　　آفریننده را همه مجبور
هم ملک هم فلک از و پیدا　　از دل و جان بعشق او شیدا
در طبائع هر آنچه در خور بود　　از جمال و جلال خود بنمود
کرد خلقی ز نار و نور ایجاد　　تا ز دیو و پری تجلی داد
این نه کثرت کمال توحید است　　پیش عارف که او خدا دید است
در صفت جلوهٔ جمال او راست　　هیچ ذات خدا کمال او راست
قاب و قوسین ز حالت این راز　　کرد از عرش تا زمین آواز
خلعت او ز رحمت حق شد　　زان سبب این رسول برحق شد
کرد با نام خود قسم این نام　　لوح و کرسی محفظ این از فام
آفرید از کرم جمالش را　　داد چون ذات خود کمالش را

از جمال و جلال خود مشحون　　گر وجود ها پدید خود بیچون
جلوه هایش ز صنع یک دیگر　　گشته بر ذات جلوه گر یکسر
منبع هر چه هست نورش شد　　ذات حق ظاهر از ظهورش شد
جود حق چون وجود ها بگرفت　　همه گر این وجود ها بشگفت
هر شیئ را بخلعت دیگر　　ساخت بخشید زینت و زیور
چون طبائع ز نور او برخاست　　شد پدید آنچه علم حق میخواست
هر شی از نار و نور خود کرد است　　در همه اشیا ظهور خود کرد است
رجعتی ناریان بود در نار　　نوریان را به نوریانست کار
اصل نوری که نور ما میدیم　　منبعی هر ظهور ما میدیم
هست نورش تعین اول　　یک دو بیند کسی که هست احول
تا بحدی حد کمالش هست　　خود خدا عاشق جمالش هست
بود با لا اله الا الله　　که محمد بود رسول الله
هر چه هست از ظهور او برپاست　　مظهر حق جز او نیامد راست
آفریننده آفرین گویان　　آفرینش ظهور او جویان

از ازل شد بلند این آواز
هست ابد گرچه آخر آمد راز

تا به مشهود کرد حق آن نور
نور بود است در عدم مستور

شخص پیدا و سایه ناپیدا
شد از آن سایه این جهان پیدا

با خدا همقرانست در پایه
هست این کائنات از آن سایه

وحدتش را سر ظهور افتاد
تربیت جود خود از آدم داد

هیچکس از مقربان این کار
نیست واقف که چیست این اسرار

چون قدم در حدث جبو آلود
زان حدوث قدیم آدم بود

در چهل صبح خلقتش کردند
از نظرهای لطف پروردند

نور چون خانه را مصفا کرد
قدرتش دل درو هویدا کرد

سر خود را درون دل جا کرد
دانکه را خواست ره برو وا کرد

آن یکی با یکی چه پیوندد
صورت اسرار اندرو بندد

سر او اندران نشیمن ساخت
دار و دیوار جسم روشن ساخت

هست از نور دل مدد بروی
خود در امداد شد خدا در وی

لیک دل را ستود صاحب دل
کو بود ذات پاک را منزل

نور چشمی که نور دل دارد
او نظر گر به آب و گل دارد

عارفی که دلش شد آئینه
بین او کاینات زآئینه

حق تجلی به لوح او بخشید
جزوی از کل بصفحه اش بکشید

این صفت ها ودیعت این شد
هر که این دید عارف دین شد

بی جهت حالتی خوش آینده
نو بنو از واردات زاینده

صورت گل بخمیر او دادند
آنچه در گل بجزو بنهادند

لوح محفوظ پیش دانا دل
هست فرمانروای اعضا دل

در دو انگشت خود مکانش داد
غیر ازین جان زخویش جانش داد

دانکه را حق بخویش ره بکشاد
زنده دل مرد حق ره ارشادش داد

او حبیب خداست از ایجاد
عالم و آدم است زان بنیاد

نور اعظم که هستی در خواست
جامه از جسم حضرتش پیراست

نور بر سایه نور می باشد
ظلمت از سایه دور می باشد

چون سبب بعثت وجودش بود
شد تن آدمی از آن مشهود

از ید خویش طینت او کرد
زانچه خود خواست صورت او کرد

نور خود را به او ودیعت کرد
پرده نور را طبیعت کرد

هر صفاتی که ذات اقدس داشت
از کرم در خمیر او انباشت

جسم چون شد زآب و گل معمور
حجره بود و اندرو آن نور

از همه جسم او غرض این بود
اندرو نور خویش را آمود

چون دران خانه ساخت خود محفل
شمع آن محفل است دل کامل

صورت عرش داد و دل نامید
اندرو بهر خویش منزل دید

شد حواس عشر ازو پیدا
گرد آن حجره را از آن در وا

زان عشر شد یکی به نه دلال
تا که از هم شوند واقف حال

هر کرا دل ز زنگ بزدایند
هر چه هست بی حجاب بنمایند

ناظر ذات از صفات ست او
فانی از خویش و محو ذات ست او

جمله عضوها بفرمانش
همچو عرش خدا بود شانش

از صفات ثبوتی است آدم
حق پرستنده اندرین عالم

این صفت ها که در وجود آمد
بهر بیننده حق شهود آمد

گشته از ذکر سینه اش سینا
بیند از گردش از دل دانا

صورت مجملش مفصل زاد
اول و آخر اندرین بنیاد

شد ز نور خدا چنان معمور
کسب ازو آفتاب دارد نور

ای بسا جسم و جان دل مرده
گرمی ئی در دو افسرده

هست بی جسم اساس بنیادش
هر زمان از خدای ارشادش

منقلب میشود بهر حالے
سرزده زان بقلب افغانے
حضرتش خود بلطف گرداند
سوی فعلی که حکمتش داند

مرشد او خداست در هر کار
آنچه شد حال آن دل بیدار
این همه بود و بے تحرک بود
نے یکس عابد و نه کس معبود

بعد ازان امر گشت یار اورا
در تحرک همانست بار اورا
شد همان امر در زمان روحش
گشت اسمای ذات مفتوحش

گرده چون امر حق بجانش جا
شد معلم به علّم الاسما
امر بر بنده طاعت رحمان
کردن طاعت آدما جانست

چون دم حق درون آن جسم است
در بنی آدمش ازان اسم است
از دم او ز ادیم آدم شد
زان نفس کز خدای عالم شاد

چون نفس در دمید آن نقاش
فرض دان داشتن بذکرش پاس
آن بود همچو نفخ در اعضا
هست هر جا و جای ناپیدا

هر کجا کرد جای جا جاندار
شد از انجای این عجب اسرار
جسم و اعضا چو از کرم آراست
بهر خود بندگی ازو در خواست

باهم اعضاش را چو پیوستند
همه گر مجهد عاشقی بستند
چون دو دو از و دا دعا بخواست
فرض ازین طاعتش ز جان بر خاست

شده وجودش ز احسن التقویم
از همه خواست بهر او تعظیم
ساعت نیک کار او کردند
طاعت خود قرار او کردند

نفس باید که تا کند طاعت
سوی خلاق خود بهر ساعت
هرچه در حضرتش ارادت خواست
کرد دور نفس او بنیاد راست

گرچه این نفس پیش ازو بوداست
لیک بے این ظهور ننمود است
نفس در اول ارادت خواست
کرد دیگر وجود را راست

بود از بهر نفس انسانی
عشق و شوقے در علم ربانی
قوتے بود در ارادت او
مے نماید کنون در آدم رو

کس بنزد است پے که او چون است
سالکان را ازین جگر خون است
قادر از قدرتے که در خود داشت
هستے ز نفس از نشے افراشت

آنکه پیدایش کرد و او داند
شخص خود عکس خود نمود اند
فاعل از فعل خویش آگاه است
فعل خود را خود است که همراه است

ذات وحدت که خود دوئی دخواست
بر قد نفس جامه آمده است
ذات وحدت که خود دوئی خویش کرد
نفس هارا ام که دو سرکش کرد

در دوئی چون وجود ما را کرد
وحدت خویش آشکارا کرد
داد وحدت بهانه اشیا
نیست یکسان یکے یکس از ما

در صور در عمل تفاوتهاست
این تفاوت ظهور وحدت خداست
نفس از ان در میان کار آمد
بر سر نفس گبر رود آمد

از الست و بلی نوا کردند
محفل بنده و خدا کردند
کرد ذات مقدس امر او را
از خطا در صواب کرد اورا

شد یکی آمر و دگر مامور
آمد از نفس این دوئی در نور
کرد امرش ز بیخودی بیدار
شد جادوئی ز امر حق جان دار

قوت و فعل خویش را معبود
گفته ام اول آخرش این بود
شد از ان مظهر جدائی او
داد در جسم که خدائی او

نفس را نفس ذات حضرت اوست
از ظهورش ظهور وحدت اوست
خواجه و بنده امتیاز از نفس
تا از خواجه و نیاز از نفس

کس نگوید که اینچه حکمت بود
این مکن آن بکن بر او فرمود
از کجا اختیار آورد او
تا از ان رو بکار آورد او

اختیاری بفضل خود دادش
بهر دینے نمود ارشادش
بے خبر هم ز سر نوشت است او
از غم و رنج ها سرشت است او

گرد پهلوی چپ جوارش دل — حضرت حق برای او منزل — گرچه او در حقیقت از خاکست — لیکن از صحبت خدا پاکست
وهو معکم بصحبتش شاهد — صورت و معنیش هو الواحد — با معیت اگر نشیند راست — نی که شد خاک بت از و برخاست
شد درین نشأ عابد و معبود — لذتی هم بساجد و مسجود — از برای شهود خود شاهد — نفس را ساخت بهر خود ضد
تا ضد از ضد ظهور بنماید — زنگ و ظلمت ز نور بنماید — گرچه او را نه ضد و نی ندست — بهر وحدت دوئی شده ضد است
انتقال و زوال در اشیا — کرد بر وحدت خدا در وا — بود هست و همیشه خواهد بود — بر همه آفرینش است معبود
او غنی از همه همه محتاج — پیش او جمله بر عیان امواج — مرگ و بیماری و مصیبت ها — هست و نبود علاج آن زسیا
با چنین حال هستی خود بیش — کرده است نفس و نعمت خیر البشر — نیستی را اگر گذارد سر — می نیفتد برنج و غم دیگر
خود خدا هستی عطا کردش — بر غم و رنج مبتلا کردش — آنچه در خویش داشت بروی داد — راه دعوی خود وا بگشاد
چون از آن ذات نفس قوت داشت — بر سرش هر چه بار شد برداشت — هستی خویش در شمار آورد — گردن خود بزیر بار آورد
شد ظلوم و جهول از آن نامش — هست این خلعت ز انعامش — بهر آن بار آفریدندش — بهر دیدار برگزیدندش
هر که برداشت بار یار بار — از خداوند واحد القهار — بود پوشیده گنج پوشیده — کس نه او دیده و نه آن دیده
برنگیرد ابد از و اهمال — این بانسان است دولت اقبال — کرد نعمتش ضد ضدی اثبات — ذات وحدت نمی شدی اثبات
بهر اثبات وحدت این ضد دال — ورنه حق را تو بی ضد و ند دال — چون بقدرت درین چو حکمت یافت — بهر ایجاد کردنش بشتافت
نیست این نفس نفس حیوانی — نفس انسانست ذات ربانی — شد مرتب ز ذات این ترکیب — نحن اقرب بگفت ازین تقریب
با تو هست این خدا چه مجوئی — در بدر هرزه هرزه پو خوئی — نی ز تو خارج است و نی داخل — بر تو تکلیف حل این مشکل
خانه هر کسی از و روشن — شد از آن گل همه جهان گلشن — هست بی رنگ و رنگها دارد — رنگ با رنگ جنگها دارد
شد درین جنگ خود تماشاگیر — خود کند جنگ انچنین تدبیر — هر که این رنگ دید از آن بیرنگ — او بکس نی ضد است و نی در جنگ
صلح کل کرد و جز او گل شد — بلبل اینجا ز عشق گل گل شد — مشت خاک از کرم قبول افتاد — کرد با او ز عاشقی بنیاد
از ازل داشت ذات این سودا — کرد در خویش عاشقان شیدا — عشق این عاشقان بمعشوقیست — عشق ازین حال گشته مسبوقیست
تا بسویش ز مرحمت دیدند — گوهر عقل نام بخشیدند — هست این گوهر اول ایجاد — کان ز ذات خدا ظهور افتاد
آنچه اول ز غیب شد مشهود — هست نور محمدی محمود — شد از آن نور هر چه دیگر هست — معنی و لفظ جمله صورت بست
چونکه بنیاد هر شئی است آن نور — تا ابد عالم همه شد مغفور — لیکن آن حکم بهر بینا هست — زانکه چشمش بنور بینا هست
نور آن نور عقل را افزود — نور بر نور شد از آن شاهود — گشت پیدا ز نور نور این نور — حق درین نورهای خود مستور

بر سر جسم چون نشیمن ساخت   بهر امداد ساکنان پرداخت
نور این عقل چون در او افروخت   از معاش و معاد علم آموخت
نور در تیرگی چو پیدا شد   آفریننده را شناسا شد
نور دل را چو نور عقل افزود   گشت شاکر به نعمت معبود
فرض دانست بنده گی کردن   در ارادت فکنده گی کردن
بنده گیها قبول آن در شد   نور طاعت بعشق رهبر شد
عشق را این را سپرد بر معشوق   گشت فانی تمام در معشوق
این رسائی ز جذب معشوقست   عشق و معشوق هر دو مسبوقست
عقل همراه تا بآن در بود   بر سر در به بندگی سر سود
عشق در اندرون بخلوت شد   آن دو تنهاش محو وحدت شد
حق بر اسباب ها سبب شد   تا از آن آدمی ملیب شد
عقل از مبداء و معاد ارشاد   کرد بر هر که هست آدم زاد
عقل جزوی و عقل کل شد عقل   نفس از خویش کرد در وی نقل
عقل کل پیر عقل جزوی هست   دامن پیر را مده از دست
نفس و عقل و حواس یک ذاتست   از همین وجه ذات اثباتست
بر ملک فضل آدمی از نفس   بر خدا یافت محرمی از نفس
لذت حق تمام از نفس است   در طلب وصل و کام از نفس است
نفس با آدمی که همدم شد   یا ز مخدوم جمله آدم شد
گشت افضل ز جمله مخلوقات   هست یک پرده نفس را با ذات
نفس نفس حقیقت است شناس   گر شناسا شوی تو باشی ناس
نفس چون با ملک نه شد همراه   نیست از ذات و از صفات آگاه
بر ملک نفس نیست از ایجاد   پیش با نفس سر فرو بنهاد
پس بحکم خدا نمازش کرد   سجده بر سوی نفس و زارش کرد
نفس با ذات عین ذات آمد   گرچه در پردهٔ صفات آمد
نفس عین است غیر نی با ذات   عارف نفس کرد این اثبات
نفس اگر در رضا و تسلیم است   کارش از جمله کار تقدیم است
امر را نفس اگر شود مامور   نام نفسانیت از و شد دور
هر قدر باشد از ملک موجود   به ز آدم کسے نه خواهد بود
نفس چون مهبط خطاب آمد   امرش اندر ره صواب آمد
نفس و عقل و حواس یک ذات است   از همین وجه ذات اثبات است
بر ملک فضل آدمی از نفس   بر خدا یافت محرمی از نفس
لذت حق تمام از نفس است   در طلب وصل و کام از نفس است
نفس با آدمی که همدم شد   باز مخلوق جمله آدم شد
گشت افضل از جمله مخلوقات   هست یک پرده نفس را با ذات
بهر هر کار خادمش هستند   بر حق از این سبب بپیوستند
هر که بشناخت نفس انسانست   عارف و مومن و مسلمانست
نفس بشناس و حق بکن اثبات   زان بری از صفات پی ذات
ورنه نشناس هست بنیادت   مے کنم بر خدای ارشادت
تلخی انتقال بر نفس است   از مصیبت بکال بر نفس است
هر چیز یکه نفس بخرا شد   اجر آن ز تن نفس را باشد
نفس مے یابد از خدا دیدار   هر که بے نفس حق نه بخشد بار
گر دهد بار هم ندارد سود   نشأ بے نفس را نه خواهد بود
شد فرشته ز دید حق محروم   چونکه بے نفس آن نشد معلوم
ذات حق عشقباز با نفس است   این همه سوز و ساز با نفس است
اجر طاعت به نفس شد بنیاد   رحمت حق ز نفس صورت داد
هست بے نفس مهمل این عالم   نے بهشت و نه دوزخ و آدم

هست بے نفس امر حق معدوم
هستی خویش را ورق چیده
دل درست است دل بحق بست است
آنچه گفتیم هر که عارف شد
اکثر اوصاف حق ازو پیدا
او غنی از علوم در عالم
خالی از خویش و بالب ماهی
چون بریده شد از نیستان نے
گرچه ببریده بود وجودش دائم
دید در من نوا ز نائی هست
نایش نه بدید نشن بکشود
گشت بینا چو بر نوا نه نده
معرفت نشائبر این بخشید
از وجوب آمده در امکانم
هست تحقیق کز نیستانم
با نونی را نی قلم بشمار
محرم است آنچه مے کند تحریر
چون بود مطمینه با امر این
عارفے را که وصل مے بخشند
لذت وصل از اصل مے یابد
هر که از چار میخ صورت رست
بود وجود آنقدر که شد آگاه
اینچه خاکست و اینچه احسانست

نفس کرد است امر را معلوم
هر چه در خویش آن ز حق دیده
بهر هر پا فتاده او دست است
او بار کان خویش واقف شد
گشته در علمش عالمے شیدا
سید و مفخر بنی آدم
بسته لب کرده محفل آرائی
آن دمنده دمیده در دم در روے
همچو خود مظهر شهودش داد
شد فنا خویش را به او وا بست
پرده اش پرده دوئی بنمود
طوعاً است بر نواش سازنده
هستی خویش از نیستان دید
کرد امکان ز خود بر افشانم
غیر ازین خویش را نمیدانم
نیست بے ید کاتب اندر کار
کاتب از ذات صحف خود تفسیر
جلوه نور حق در روے بین
راه بر فکر اصل مے بخشند
گشت واصل چو وصل می باید
سر ها هوت دارش آزاد است
آگهی راست بر فنا فی الله
بر سر او چه امر فرمانست

خوش بود نفس نیستی آگاه
بوده و گشته در خدا فانی
مطمینه است نفس او با او
از نیستان جدا شد است این نے
عالمان پیش علم او محتاج
بند و پیوند خویش ببریده این
زان ابد در میان دوئی افتاد
از برائے نواختن این کرد
نی چو دریافت از نیستانم
تا نه بردارد دستش نه برخیزد
دم در خود که این نوا دارم
نے اگر نیک یا که بد باشد
گوید او هیچم از نیستانست
نیست جز واجب این وجودم هیچ
نے در اینجاست نفس انسانی
هر طرف کاتبش همے راند
اندرین حال وجود کاتب هست
مطمینه شد از ریاضت ها
فکر بر اصل چون رساند کس
هستیش جمله گے فنا باشد
نیست در آن مقام جز معبود
بعد از ان این ابد بقا باشد
تا کجا منت خاک جا دارد

در تجلی از و جمال الله شد
شد خدا ذاتش از خدا دانی
ای خدا جو خدا از وے جو
نیست پیوستنش دگر با وے
داده از دخل خویش او را باج
گشت فانی ز خود خدا دید این
دارد ش او بناله و فریاد
نے در آن مهر بود یا کیں سر کرد
زین قدر علم عارفش دانم
ابر وے سبب نمی ریزد
چون نیم نغمه از کجا دارم
حق ابد هست وا و ابد باشد
این نواها ی فیضم از آنست
در حقیقت برو بر این کم تر هیچ
نفس ربانیست و روحانی
زان قلم هم کتاب مے خواند
نیست از خود بخود قلم را دست
عقبه راه وصل گشتنش وا
هیچ در خویش مے نماند کس
هر چه هست او همه خدا باشد
تا بود در وجود خود ....
نے من و تو همین خدا باشد
آنطرف ره ملک کجا دارد

خاک اسفل که شد چنین اعلی / هم ز اعلی ست رتبه اش بالا
از برای چه آفریدندش / چیست در وی که برگزیدندش

حق بایجادش از همه مسبوق / پس خدا عاشق است و این معشوق
حسن خود را خدا درین دیدست / تا بمعشوقیش پسندیدست

عاشق است بر جمال خود ذات / شد ز نور محمدی اثبات
خواند او را حبیب خود الله / از خدا بو محبت او خواه

رو تو اندر صحابیت کوش / کن شراب محبت حق نوش
هست نوری بخاک او پنهان / بیش ازین کرده ام بیان از آن

گرچه اینخاک هم از آن نورست / لیک در خاک نور مستورست
هر چه اعداد از احد پیداست / آن ز فیض احد عدد برپاست

بر احد چون بنای اعداد است / در سر اعداد جلوه او داد است
هیچکس بر کسی نمی ماند / خویشتن را احد همی خواند

خواندنش از زبان وحدة هست / اسم واحد بخوان دهد آن دست
چون مکمل شد و وجود افراخت / شد بلی گوی با خدا در ساخت

نغمه‌ای در رسید چو این نوا بنواخت / از نوای خودش لبالب ساخت
چون عدد وصل ذات واحد دید / از خود اعداد خویش را بچید

گشت از نور او مظاهر او / خویش را بر ساخت باهر او
کرد ازین ره بقای خود اثبات / آن بقا بر صفات لیک بر ذات

گشت ازین وحدة وجود اثبات / لیک کثرت صفات بر یک ذات
نیست بی ذات یک صفت موجود / ذات بر خویش هست واحد بود

هر صفت بود وجود بدان ذات / کرد خود را بذات خود اثبات
هم بقا هم قیاس شد ثابت / زین ریاضت جدا اش شد ثابت

چون صفت ذات خویش دید از ذات / کرد در هست خود فنا اثبات
همچنان شد چو طینت آدم / روشن است از ظهور او عالم

گشت آن نور ظاهر از رویش / نشأه کمال حسن دلجویش

حقیقت خلقت آدم بصورته

مصدر کاینات بود آن نور / مظهر هر صفات بود آن نور
از کرم خلعت خلافت داد / تاج تکریم بر سرش بنهاد

از وجودش بدان خود بشگفت / امر هان اسجدوا لآدم گفت
صورت معنیش تجلی ذات / کرد مشحونش از همه آیات

شد مصور بصورتش الله / گشت صورت بمعنی حق راه
قدرت و علم و ذاتی آن ذات / موهبت شد بآدم از آیات

هم حیات و ارادت از او بود / مظهر این صفت در این بنمود
جز د سمع و بصر ز کل در این / داد و مشهور شد همه بر این

کرد تکریم هم کلام او را / شد صفت جلوه گر بنام او را
این صفتها ز ذات زو دانست / آدمی زاد و آدم از ذات است

تا تجسم است این صفت همراه / حق بحق دید و حق ز حق آگاه
این صفتها چو میسر و داد ما / کی نماند وجود ما بر ما

همه گر اعتبار ازین دایم / هر چه کار است کار ازین دایم
دعوی ما و من همین دارد / نی دلک را بعرصه آرد

در نشأ از کلام حق بشنود / پس بلی گو زمانه خود خود بود
صورتش جلوه های معنی داد / هر که در بارقت زد و سر بنهاد

آنهمه سر بسجده اش سودند / چون مخمر بنور او بودند
چون مصور ز نام خود تصویر / کرد در صفحه صور تحریر

دست و پا را چو با انامل کرد / جلوه نام خویش شامل کرد
شد از آن دست صنعت بسیار / هم از ابنای هر طرف زینت زار

قبض و بسط جهان ازان دست است / هم ازان یار با براه پیوست است
خالقیت ز خلق کرد اظهار / بار بست او به بندگان در بار
صورت اینجا بمعنی پیدا ست / پیش بیننده اسم ذات آرا ست
احسن الصورت است ازان آدم / عاشق همه گر بصورت هم
صورت و نفس را بنا شد جان / جانست مختص بصورت انسان
بر جمیل است چون نقاب انسان / ای بنی جان شد اندرین پنهان
یار با آن کسی که سر دارد / پرده را از جمال بردارد
هر که را ره نمود و شد مشهود / آدم آدم شناس خواهد بود
وانکه سر این ندید سر برتافت / اجر طاعات خویش لعنت یافت
زشت از زشتی خود در آدم دید / تا سر خود ز سجده اش دزدید
چون سرشتش ز لعنت حق بود / رحمت آمد وجود او بنمود
جلوه های مضل ازو پیدا / عالمی زین سبب شده شیدا
گشت نیز به حق ازین اثبات / که مبرا است از خلل آن ذات
این مضل نیز وصف آن ذات است / در جهان از برای آفات است
از یکی ذات جلوهٔ اضداد / بهر تکمیل ذات خود خود داد
این صفت ها صفات یک ذات است / بر خدا اندیشش در اثبات است
اینکه مسجود نیز ساجد شد / لذت سجده یافت واجد شد
اسم هادی ظهور کرد انعام / در نماز از قیام شد این نام
هر چه افتاد کار وانفع شد / وصف نافع بخلق نافع شد
چار زانو چو مرد بنشیند / عارف اسم محمدی بیند
وانکه سر تافت سر ضلال است / سوی خذلان بخلق ره پیر است
کفر و اسلام نام بنهادند / هر کسی در رهی درافتادند
واند گر رفت در ره شیطان / شد جهنم مکان او از آن

شد مصور صور نماینده / همه گر عشق ازان فزاینده
جان که او را نه صورت و جسم / هست گنج و صور طلسم از اسم
نه در چشم کسی که آگاه است / روی انسان چو لفظ الله است
بر دل هم اثر ازین صورت / ای تو صورت مبین در این صورت
شان انسان ز جان انسان است / جان انسان ز جان جانان است
پیش آنکس که پرده را بکشاد / او باخلاص سجده خواهد داد
پیش او زان نقاب بکشایند / تا دلش را به خویش بربایند
حسن اگر دید حسن خود را دید / گر قبیح است ز قبح کس رنجید
آن یکی سر به سرکشی افراخت / گرچه بود او فرشته دیوش ساخت
اصل او نار بود و ناری گشت / نور چون رو نمود ناری گشت
زانکه بی ضد ز ضد وجودی نیست / هیچ ضد را به ضد سجودی نیست
ضد و ضد هر دو آمد از واحد / تا به توجیه او بود شاهد
وصف اضلالش مقرر کارش شد / بر ضلالت ابد قرارش شد
ضد هادی و ضد نافع بود / آمد از نور ظلمتش موجود
گشت رجحان آدمی از وی / ورنه سر تافتن ز حکمتش کی
آدمی مجمع صفت ها شد / گشت مسجود یک صفت لابد
هر که آن سجده را اشنا کرد / مظهر وجد و شوق پیدا کرد
نور هادی شد اندرین پیدا / در هدایت بخلق زین ره وا
این صفتهای آدمی زاد است / از صفت جلوه حق درین داد است
بهر اهل هدا است او هادی / خلق را زو نجات و آزادی
زان یکی نار گشت و دیگر نور / ضد نور است و نار شد مذکور
آن یکی را رهِ محمد داد / کرد جنت برای او بنیاد
کرده است سر محمدیت را / دیت است حق وجوه نیت را

نار را زلف و خال نامیدند / نور ها را جمال نامیدند
گشت هنگامه ساز معشوقی / اوست عاشق ز روی مسبوقی
اینهمه حادث و قدیم است او / بر خود از حسن خود ندیم است او
از وجودش همه شده موجود / وانچه موجود شد همه او بود
یافت پروانه این وجود از نور / بود بی نور اصل او مستور
شمع چون در ظهور نور آمد / خواندن او را به خود ضرور آمد
هم از آن شمع دود سر بر زد / ظلمت و نور اندران سر زد
بر سما گشت خود جمال آرا / کرد از آن نور ذره ها پیدا
در طریق طلب در افتاده / خویشتن را بباد بر داده
نورش از آسمان طناب انداخت / ذره را منجذب بسوی خود ساخت
چون سر رشته شد بخورشید پیدا / اوست بر نور واله و شیدا
گر رسد ور شود فنا در راه / وصل خورشید اجره عبد الله
نیز خفاش شد ز خور پیدا / او ز ظلمت ز نور خورشیدا
تیره گی بهر چشم او نور است / زین سبب ز آفتاب او دور است
جانب نور او نیارد دید / خویشتن را به تیره گی در دید
همسر گر را ز هم طلب دارند / جنس همدیگرند بهم یارند
پرتو نور هست او را جان / با چنان چشم میکند جولان
چون که خورشید میشود پنهان / ظلمت و تیره گیست او را جان
لیکن از نور ظلمتش پیداست / بهر اضداد نور خود در خواست
تیره گی بهر چشم او نور است / زین سبب ز آفتاب او دور است
هستی این همه ز نور او کرد / زین همه مظهر ظهور او کرد
هم خور و آسمان از آن ذات است / بر خدائی دلیل و اثبات است
جهد هم بر سعید بخشیدند / قدرت و حکمت اندران دیدند

هر کرا خوبی و جمالی هست / خط و خالش در آن کنایه هست
صوفیی ما که غرق توحید است / او از اینها همه یکی دیده است
محسنان آئینه بآن رویند / محسنان حق ز محسنان جویند
شمع چون کرد نور خود اظهار / گشت پروانه از عدم بیدار
در عدم بوده است آن معدوم / کرد نور این وجود را معلوم
همه کر بهر هم همی سوزند / تا چنین محفلی برافروزند
نیست ذات خدا بجز این مظهر / گر تو عارف شدی ز حق بگذر
ذره ابد رهوای او رقاص / نور جویان شده بصد اخلاص
آن بکوشش کششش شمارم من / بر همین اعتقاد دارم من
هر کرا هدیت بصر باشد / رشته جذبه در نظر باشد
گرچه در عشق باد پیما بیند / سوی خورشید راه بنمایند
گرچه در ره درین طلب مردند / لذت وصل ابد بخود بردند
ظلمت از بهر چشم او شد نور / می نیارد شدن ز ظلمت دور
از ازل شد عطا چو استعداد / ذره را نور همچو همت داد
ظلمت او را کشید در ظلمت / بود خود ظلمت عاشق ظلمت
گرچه خفاش جسم و جان دارد / لیکن از نور جان نهان دارد
ذره از نور جسم پیدا کرد / بس حقیر است لیک پردا کرد
در دل ذره جای خود را کرد / از خود او را خیال پیدا آورد
همدران ظلمت است او را نور / می نیارد شدن ز ظلمت دور
ذره ها را وجود از نور است / ذره بی نور محو و مستور است
ذره و نور و ظلمت و خفاش / هست یک ذات پیش عارف فاش
این سعید این شقی ز فطرت بود / اندرین سعی و جهد نکند سود
هر که اینجا رسید و اصل شد / آنچه مقصود داشت حاصل شد

وانکه مرد او بره در ره رسید / بهتر از دو اصلان عنایت دید
در طلب مرده است این مطلوب / اول گام هست بحق منصوب
شد جدا او رضای حق حاصل / میشمارند واصلان واصل
تا نمیرد کسی ز خود فی الله / نیست در بزم وصل او را راه
اندرین راه مرده نیست افضل / از همه کاملانست او اکمل
اندرین راه گر طلب داری / طالبت اوست تو طرب داری
جمله ز انسوست هیچ نی از ما / اوست خود راه اوست پیما
هرچه پیداست جمله محفل اوست / از تو چیزی بکه خواست حاصل اوست
یافتی سر سجدهٔ ابلیس / شد بتعلیم آدم این تدلیس
حق ز اول نهاد این بازار / شد نماز و بنا ز آن اظهار
تا بر او سجده را بیاموزند / در دلش نور سجده افزودند
زان شود اول قدم دانا / چیست عشرت بساجدان از ما
هرکه بر حق نماز می آرد / سر بسجده بحکم حق دارد
حق سرش از همه برافرازد / تا که بسجود بر ملک سازد
وانکه گردن بسجده نگذارد / بهره زان لعنت ابد دارد
از حق آمد بحق نه پیوندد / صورت او ابد چنین بندد
باشد از قرب حق ابد مطرود / وصل حق بهر او نخواهد بود
گر چنین نیست او نه انسانست / آدمی صورت و معنی جان است
دین و دنیای او بخذلانست / او و اتباع او چو شیطانست
طینت آدمی که بسرشتند / حکم بر بنده گیش پیوستند
آدمی آدم از نماز آمد / از همه بر خدای باز آمد
گر ندارد نماز آدم نیست / او به بزم خدای محرم نیست
نیست خاکی و نیست نوری او / قانع است از خدا بدوری او
سجده چه بود بخاک سر ماندن / گر دهستی ز خاک افتاندن
آندم از جسم خود فنا بودن / محو در وحدت خدا بودن
خاک بر خاک چون گذارد سر / هرچه بیرون از انست شد مظهر
از همه سوی چشم بر بستن / سوی بی سوی خود نظر بستن
ماکه واسجد واقترب خواندیم / سر بطاعت بسجده بنهادیم
لذت قرب حق در آن دیدیم / جبهه ز اخلاص بر زمین سودیم
ذات پاک مقدس متعال / بر همه او قریب در هر حال

دربیان آیهٔ کریمه انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلوما جهولا

بود نوری که نام امانت داشت / خواست حمال بهر آن برداشت
عرض کردند تا که بردارد / یار ما را ز عشق سر دارد
آسمان و زمین بعجز افتاد / کوه بود و ملک بسر بنهاد
هرکه بود دست تافت سر ز آن / بس گرانست تحملش نتوان
نفس انسان که زبدهٔ جود است / بهر اظهار عشق مقصود است
آنچه حق خواست در خمیرش کرد / برگزید از همه کبیرش کرد
لذت حمل بار بر جانش / داد محمولیت شد آسایش
از فراست که باطن او داشت / از سر عشق بار را برداشت
رحمت حق از و چنین میخواست / آمد این جامه بر قد او راست
بر همه عرض شد تحمل آن / لیک شد فرض حضرت انسان
بر همه یافت این عمل ترجیح / بر ملک گشت فضل او تصحیح
از سر شوق سر در آن بنهاد / بار ما ز انره بگردنش افتاد
پرده ظلم و جهل ما او بود / حق در آن پرده گنج را اندود
پس بدو گفت دریافت باش / تا به بینی تو نور ما فاش

زین خبر جان و دل شد آشفته ۔ بر الستش همه بلی گفته
وعدهٔ خویش را وفادارند ۔ روز و شب سجده بر خدا دارند
لذت وصل باز دریابند ۔ بیخود از اصل خود خبر یابند
چون امانت بخواجه بسپارند ۔ لذت وصل اندران دارند
نفی بر ظلم و جهل باید کرد ۔ هست امکان وجوب را چون گرد
چون که بگداخت در طلب خود را ۔ گشت ظالم ازین سبب خود را
بی‌نیاز است و نیست ابنازش ۔ تا که واقف شود بر این رازش
عدل ابلیس سر ز آدم یافت ۔ لعنت از حق نتیجهٔ این یافت
این ندید او که در صفت ذات است ۔ منکر از این شدن بس آفات است
از ادب بست جرم را بر خویش ۔ بر ادب عزت حقش شد بیش
سبز از آن دانه گشت آدم شد ۔ از نبی و ولی به عالم شد
گشت خود را ز اشک خود داد آب ۔ یافت این بر ز قدرت وهاب
جهل آنست کان ندانسته ۔ لعل جویاست ناتوانسته
همچنین جهل بر ز هر علمست ۔ بنده بند حجاب در علمست
از همه علمها شود بیرون ۔ چون ولی محو عالم بیچون
حکمت آمد قادر از ایجاد ۔ تا در و ظلم و جهل را بنیاد
ظلم بنود که جز خدا جوئی ۔ کرده است شیوه عابد جوئی
او از آن جرعه هم بیاد آمد ۔ خواهد از جهل بحر آشامد
ظلم و جهلش نهفته است این راز ۔ او خود از ظلم و جهل آرد باز
گنج در رنج او نهان کرداست ۔ رنج کش جان این از آن کرداست
کند آن کان ریاضت دارد ۔ تا که لعل را برون آرد
از خود او را جدا که می‌جوید ۔ در بدل هرزه هرزه می‌پوید
هست جویا در انفس و آفاق ۔ هیچ را سر نیافت آن مشتاق

چون ز طاعت بخود نویدش داد ۔ هم در آن نیت رشیدش داد
تا ز خود ظلم و جهل بزداید ۔ زان امانت نقاب بگشاید
خویش را ظلم و جهل پندارند ۔ آن بطاعت ز خویش بردارند
آن صفتها که حق به انسان داد ۔ بهر این کار عزت و شان داد
گشت از زیر گرد عیبان واجب ۔ بود در گرد او نهان واجب
ظلمش از عدل رفت بالاتر ۔ همت حق بکار او یاور
علم ابلیس را بجهل انداخت ۔ جهل انسان بنور علم فروخت
داشت آدم بسی صفت از ذات ۔ آن نه ابلیس دید و شد شهمات
آدمی آن قضا شمرد عصیان ۔ گشت تایب ز معصیت در آن
کرد بر نفس خویش ظلم آدم ۔ دانه خورد و درست از آن عالم
آن همه طالب خدا گشتند ۔ ز آرزوهای خود جدا گشتند
آخر عهد مصطفی مظهر ۔ شد از آن گشت شان او بنگر
از همین جهل ره بحق برده است ۔ تا امانت بخواجه بسپرده است
علم را ظلم و جهل پندارد ۔ ای خوشا دم کزین برون راند
مختفی اینچنان آدمی زاد است ۔ ظلم و جهل از خداش رو داد است
سالها کرده است حیرانش ۔ این چه گوی و قضاست چوگانش
ز آنچه میخواهد آنست همراهش ۔ تا ز خود سازد عارف اللهش
او ازین ظلم و جهل جیر الست ۔ و آنچه جویای آنست در آنست
ز آنچه در اوست پرده بکشاید ۔ نور خود را بنور بنماید
هستی خویش دید او چون کان ۔ یافت لعل است اندرین پنهان
انبوه روزه و نماز از ما ۔ هر زمان زین طلب نیاز از ما
از سر ظلم و جهل دارد رنج ۔ هست پنهان درون خویشش گنج
ظلم و جهلش طلسم آن گنج است ۔ در شکست طلسمش این رنج است

علم حق مصلحت دریں دیدست
آفرینش نه بے تماشا راست
هر چه در آدم است مالک کیست
جاهلست اصل خود نمیداند
ظلم و جهل از وجود خود رفتند
تا بانجاست ایں صفت همراه
بار حق را ز خویش بنهاد او
نفس بار است بر سر دوشش
نیست در نزد ما از انسان او
بار هستی ز خویش بنهاده
هست بار امانتش بر دوش
باطنش را رهے بخود نگشاد
هست عشق و محبت انبارش
باشد اقبال آنچناں ادبار
آنچه میخواست حق چو اندیشش
هر قدر راند آں گرفت او را
مدح او را بصورت ذم کرد
شد فرشته بسجده اش مامور
آب حیوان بجو ز ظلمات
نفس او را چو نهی از آں فرمود
آنچه نشد نهی پیش رو لیش داشت
از بروں راند و ز درون خواندش
کند نشی راست از ازل توفیق

تا در و ظلم و جهل بخشیدست
هم خود از ظلم و جهل بزم آراست
باقیش چیست و انچه مالک کیست
زان بیرا هه راه میبراند
وحده لا شریک له گفتند
رفت اینها از و چو شد آگاه
کرد بر خود ز جهل بیداد او
مرگ از انره شده فراموشش
گاو خر ثبت شد بقرآن او
حق دراں حال بار او داده
میکند جرعه های رحمت نوش
ظاهرش را صلاح طاعت داد
تا شد اقبال هر چه ادبارش
حاصل هر دو عالم آرد بار
زان ظلوم و جهول نامیدش
رحمت و فضل در شگفت او را
نور او از همه مقدم کرد
ز انکه در این ظلوم بود آں نور
در ظلوم جهول هست آں ذات
هم در آنسوی حرص او افزود
رغبت آنسوی موبه مویش داد
باب توبه براه وا ماندش
بر محقق شد اینچنیں تحقیق

زیں دو وصف از ازل خمیرش کرد
تا به بیند درو تماشا را
از کجا ظلم و جهل ایں برخاست
وانکسانیکه در ره دینند
اندریں رتبه آں نه انسانند
هر که بیروں ازیں رسد باشد
زیر بار است و نیست آزاد
همچو حیوان معاش دارد او
آنکه انسانست وصف او کردیم
بهر ایں برگزیده است او را
از همه بارها سبکبار است
مو دلیش هست نور طاعتها
گشت ادبار آدم آں اقبال
چوں ز خود راندش و قبولش کرد
هر چه بود است بار او انداخت
آں چو طفلاں بسوی مادر رود
همچناں راند و سوی حق رو داشت
اندریں راز طرفه باریکیست
در تنزل ترقیٔ حالش
باطنش اختیار آں کم داد
کندن از آں الست کندن جانش
هر که از منهیات دل برکند
وانکه کندن ز نهی نتوانست

برزخ عالم کبیرش کرد
عاشق عاشقان شیدا را
هست از انجا که خلقتش آراست
همچو آئینه صاف آبنند
دست از ظلم و جهل افشانند
ظالم و جاهل ابد باشد
اینت خر در خلا به افتاده
هیچ ره نیست از معادش او
از همه بر خداش رو کردیم
از سر لطف دیده است او را
در رضاے خدای در کار است
فارغ از ماه و سال و ساعتها
گر فتد دور از ایزد متعال
واصل عالم وصولش کرد
خویش را حامل عنایت ساخت
کرد و خوشنود ماد راست از و
هم نظر حق ز لطف بر او داشت
آب حیوان درون تاریکیست
گندم و مگر دیو شد دانش
ظاهرش کن مکن بر او بنهاد
اجر کندن وصال رفعتش
دارد آسایش ابد پیوند
هم محقق در آں قضا دانست

کرد عمی البصر قضا بر مرد ‌ ‌ بعد از آن مرد فعل منهی کرد
لطف حق باب توبه را وا کرد ‌ ‌ توبه کردن از و تقاضا کرد
آدمی زاد نیست بے عصیان ‌ ‌ توبه اندر ورا بود دوران
نام تقدیر خود بر و نامید ‌ ‌ باز چون و چرا از و پرسید
خوانده و رانده در رضا مانده ‌ ‌ عاجز از سطوت قضا مانده
بعد از آن هر طرف که خواهش بود ‌ ‌ حکمتش راه شخص را بکشود
از عدم در وجودش آوردن ‌ ‌ از وجودش سوئے عدم بردن
هیچ ره چاره زین بریدن نے ‌ ‌ نامه را قدرت دیدن نے
از کرم لذت نیازش داد ‌ ‌ هر چه بگرفته بود بازش داد
گر به وی توبه اش ز رحمت خواست ‌ ‌ کرد ویرانش ز رحمت راست
هر چه بکند بما سزاواریم ‌ ‌ زانکه بس عاصی و گنهکاریم
گر ببخشد بما خدا ایست او ‌ ‌ اوست غفار و چشم ما آنسو
سبقت رحمت از غضب او راست ‌ ‌ توبه کردن ز ما بفضل او خواست
توبه از هستی است و از عصیان ‌ ‌ نیست و هست گشته است حیران
متهم داشت نفس خود در کار ‌ ‌ کرد رو سوی رحمت غفار
اینچنین بارها بگردن داشت ‌ ‌ حق معین بهر باربردن داشت
آفرید او ارادتے در وی ‌ ‌ خود شده تابع ارادت وی
دیو و دد چون چنین دریں دیدند ‌ ‌ از چنین مکر او بترسیدند
گشت جن و پری ازین پنهان ‌ ‌ پر شد از آدمی جهان در آن
شد نبود نه صفت برین همراه ‌ ‌ بر هزار و یک آمد این آگاه
جسم او گرچه از طبایع زاد ‌ ‌ جلوه هائے ظهور او احد داد
این طبایع بجز طبایع نیست ‌ ‌ هیچ از وجه ذات ضائع نیست
بازگشت همه بود بر ذات ‌ ‌ منبع جمله اوست شد اثبات

اندرین نکته ایست بس موهوم ‌ ‌ غیر عارف به کس نشد معلوم
تا بیانرا ز فضل دارد دوست ‌ ‌ توبه کردن هم از ارادت اوست
توبه میراث ماست از آدم ‌ ‌ گر تو هم آدمی بکن هر دم
یکطرف راند و یکقدم خواندش ‌ ‌ هم گرفتنش بخویش و هم ماندش
یکطرف خواهشے در و افزود ‌ ‌ یکطرف کرد راه از آن مسدود
از برائے معاش سرگردان ‌ ‌ هم ز ترس معادیش حیران
از عدم باز گشتنش موجود ‌ ‌ بهر یاداش جمله کارش بود
خود ملقن برایں عمل بودش ‌ ‌ رفتن از راه توبه بنمودش
بیش در پیش کرد کارش بیش ‌ ‌ تا شد از فرط جود دل بخویش
چون چنین دید عزت و اجلال ‌ ‌ گشت تایب ز کار در هر حال
او خدا هست و ما همه بنده ‌ ‌ هر چه بکند بماست زیبنده
گر بگیرد بمعصیت داریم ‌ ‌ هیچ عذرے در آن نمے آریم
توبه اش بر فنای خود شاهد ‌ ‌ کرد اثبات وحدت واحد
از فنا دیدنش بقا آمد ‌ ‌ تا ابد واصل خدا آمد
هر دو چشمش ز اشک شد چون جوی ‌ ‌ کان زین آب معصیت مے شوی
گشت خود سبز کرد از ابر آب ‌ ‌ موهبت داشت اشک از وهاب
حیله و مکر در ضمیر این را ‌ ‌ حق بدین کارها مشیر او را
نور و نار است در خمیر این را ‌ ‌ علم حق است در خمیر این را
شد ملک خادمش بهر کارے ‌ ‌ زانکه در جسم اوست اسرارے
حق معلم درون جان این را ‌ ‌ کرده در کار هر زمان این را
بر طبایع طبیعت از ذات است ‌ ‌ بر سر ذات جمله آیات است
هر چه آمد ز ذات او آمد ‌ ‌ جلوه گر در صفات او آمد
هر چه از اوست سوی او گردد ‌ ‌ گر ملک هست یا بشر یا دد

بود در کار تا بکار آمد / اصل پرکار را مدار آمد
این طبائع بطبع این جازم / همه گرا اصل خویش را لازم

گر ز اسباب عالم اسباب / بر سبب جان مسبب الاسباب
جان بجائیکه نیست اینجا نیست / غیر ازو هیچ جای پیدا نیست

صوفی مادار را ره بُرد / صاف او دیده است هر کش بُرد
چون ز قوت بفعل آوردند / امر را بنده گی بسر بردند

هر که از حکم او بود زنده / هست در حکم مرگ هم بنده
آفریدند از پئے رازے / هست هم در فنای او سازے

تا از آن گشت و کار خود بیند / عاقبت اعتبار خود بیند
هم طبائع ز نور آن نور است / کان درین خطبه شاه مذکور است

نور آن نور نور ذات آمد / مبدع و مرجع صفات آمد
تا بچندین شیون آن یک ذات / جلوه گر در تنوع آیات

شکر لله که ما از آن نوریم / عاقبت بین شدیم و مسروریم
هر چه از نور او بود پیدا / باشد آخر عزیز در هر جا

هر که انسان بسوی انسان دید / جسم یکسوی ماند و بر جان دید
وانکه را پیش ازین نظر وا شد / جلوۀ جان جانش پیدا شد

از ازل داشت چشم بینا او / جانب راه دید در ره او
او بمادر ز چشم بینا زاد / نیست جز نور خاطر او شاد

عشق نور است چشم بینا را / جذب او هست خوب و زیبا را
خوب چون خویش را بیارآید / چشم بینا بروی او باید

عاشق لذت اند همه یکسر / همه گر سوی خویشتن ره سپر
نور در چشم کور مادرزاد / نیست او روشنی ندارد یاد

نور را هیچگه ندیده است او / لذت از حسن کی چشیده است او
گرچه شب هر دو را بود یکسان / عاشق او ز چشم روشن دان

نا امید است او ز بینائی / او ندارد ز نور دانائی
عشق نور اندرون جانش هست / کور زاینده است از آنش هست

لذت نور را چه میداند / کور راهست تا عصا راند
وانکه لذات نور را دیده است

اندران عالمند همه یکرنگ / غیر ازین هر کجاست جای تنگ
هست اضداد و جنگ کین در پیش / هر کسی را جدا است با خود کیش

کفر و اسلام در شمار آمد / همه گر جنگ و گیر و دار آمد
سالکی کو براه شد فانی / گشته است غرق بحر حیرانی

جان جانان شد آشکار از آن / دیده است او بجان جان از جان
زین نظر فارغ است و آزاد است / اینچنین دولتش خداداد است

نیست شب هیچگه برو روز است / حسن از بهر او دل افروز است
از شب و روز و سال و مه کامل / رست ازین ره که نور دارد دل

لیک نفسی که گفته شد زین پیش / گشت بینا چو بر حقیقت خویش
گوهری را که حق بدو بخشید / نور او شد معین خود را دید

در بیان حقیقت انسانی که مطیۀ عشق ربانیست از مدد فیض روحانی که راغب بطاعت الهی که عامل بودن بامر معروف و نهی منکر

کز کجا قدرت و حیاتم هست / اندرین چشم چه شبانم هست
نطق و علمی که هست در من چیست / من کدامم درین تن و تن کیست

در چنین تیره جا چه نور است این / از برای چه این ظهور است این
در حواس عشر ز نورش نور / گشته هر ده بامر او مأمور

آنچه ظاهر از وجمال آراست / وآنچه باطن کمال از وپیراست
از بصر دید و از سمع بشنید / شامه بوئید و ذائقه چشید

لا دگر دچون بخود احساس
حافظ ہست چار سال از حس
نام این حس شد ظہورش نے
این حو اسے کہ باوجودم ہست
غیر ازین نیز کارہا دارند
نفس چون نفس خویش را شناخت
شد حو اسش ز نور آن معزول
دید در خود چو خود ہزار انزا
آنچہ از من ز فکر مے رو بد
این ہمہ زیر حکم حضرت او
پوست نے ہست برزخ جامع
نفس از این حو اسہا در راہ
دید بیخویشی عجب در خویش
از رہش چون غبار را رفتند
نور طاعت بخود نمودش راہ
در خود از فضل خود حمایت دید
ہم خدا آنچہ عہد با او داشت
کہ خدائی وجود انسان شد
ہر زمان ارجعی بگویندش
گشت مرتاض از عنایت او
بر ضوی حق چو یافت در خود راہ
بود آئینہ خدا پیدا
پرتوش چون بملک تزئین داد

شد بہ لیست و بلند خود یاد اس
در خود از خود بگو بسال از حس
ہیچ وجودے بجز شہودش نے
از کجا دادہ است بر من دست
ہر چہ بر دو او گشت در کارند
سرکشی ماند و با عبادت ساخت
دید آئینہ عجب مصقول
زان بوحدت شد اعتبار انزا
او ہمے گو ید او ہمے پوید
کردہ است کائنات زنگ و بو
اندر و آفتاب حق لامع
یافت در خود کہ شد ز خویش آگاہ
ماند در بندگی سر اندر پیش
بر دلش راز گفتنی گفتند
بر دزاں طاعت او دل آگاہ
خویش را مہبط عنایت دید
کرد او از کرم کہ آن خود داشت
مالک عقل و مالک جان شد
جانب خویشتن بجویندش
رہ بحق برد از ہدایت او
بر دل خویش گفت بیت اللہ
چون صفا شد نمود رو در ما
درمیان گفتگوی دین افتاد

و آنچہ باطن شدش از ان مشہود
پنجمش حس مشترک گویند
طرفہ رانے ز فکر بیچا ہیچ
این ارادت بکار و کار نہ کیست
نیز این ہیچ را بسے کار است
در ریاضت ز حس برون افتاد
اندران آئینہ جمالے دید
گفت من نیستم ہمہ ہست او
ہست فکر و خیال او ز آن نسو
آنکسانیکہ کودک و خامند
گر بود نفس ہم چہ عیب ازین
اندکے بر دپئے بہ مقصد او
بندہ شد بر خدا عبادت کرد
نفس [illegible]
ہر چہ در ذات بود و در خود داشت
گفتہ بود او بلی نخست از شوق
بار برداشت از حلیمی او
گرچہ جان مالک است در اعضا
دیو ہمزاد او سلمان شد
چون ز طاعت کرد نفس بگداخت
این صفتہا کہ نفس را ہست
وصف آن نور چون کمالش داد
گشت دیان دینہا ذاتش

فکر و وہم و خیال خواہد بود
ہمہ گر را از خبر جویند
دید من بے خدای ہیچم ہیچ
کار را اجرا اعتبار از کیست
آدمی زاد بحر الاسرار است
عالمے غیر از ان ز جانش زاد
غیر حس بصر بجا سلے دید
ہستی من بلطف خود ہست او
آنکہ این آفریدہ او را جو
پوست را جسم و نفس مے نامند
تو ہم او را شہود وحدت بین
کرد از دل درین طریقت رو
زان عبادت فشاند از خود گرد
[illegible]
شد قوی حال و بار را برداشت
چون بر آمد بعہد شد پر ذوق
مزد این داد از کریمی او
لیک فرمانروا است نفس انجا
ظاہر و باطنش ہم ایمان شد
پرتو نور عین نورش ساخت
رفت در وحدت و از آنہا رست
خود بخود جمالش داد
ہر کس آورد حجت آیاتش

شش شد اوصاف نفس و شش نفس است
هر شش اندر یکی قفس حبس است

میکنم شرح بر تو تا دانی
از علامات نفس انسانی

نفس لوامه است و دارد یار
مکر و عجب و غرور از آن هشدار

هم در و مهر و هم ریا باشد
هم هوس هست و شش بلا باشد

نفس اماره است ای دانا
بخل و حرص است و جهل از دو درها

هست کبر و حسد غضب با او
از خدا زین بلا امان می جو

نکته نفس سوم است بشنو
وصف او را بخوان و آگه شو

هم تماشای و هم هم علم است
هم تواضع در او و هم علم است

هم بصبر و تحمل است خویش
زین صفت ملهمه همه گویش

مطمئنه چو نفس بر مرد است
در توکل بحق عمل کرد است

دارد اعمال صالحه در پیش
هم بشکر و رضاست آن درویش

اوست جواد و عابد اندر راه
راه رفتن بحق از وے خواه

پنجمش نفس راضیه گویند
زهد و اخلاص و ورع از و بینند

باشد او را کرامت بسیار
توبه کرد است تا رهد از نار

در دعا از خدا خدا خواهد
با خدا عهد را وفا خواهد

پس ششم نفس مرضیه گویند
واصلان حق اندرین گویند

علم را هم بعین رسانیدند
نور عین الیقین در و دیدند

محو اندر تلطف الله
هم ز قرب و کرامتند آگاه

هر کسے را خدا رہے بنمود
او همان ره بجان و دل بشنود

واندگر هم براه خود در ساخت
راه خود را بوصفها بنواخت

زاینهمه راه ها بد و راه است
هر کس از هر رهش هوا خواه است

جمله حمد و ثنای حق گفتند
گفتنی ها برای حق گفتند

در میان شور و فتنه پیدا شد
راه بر گفتگو ازین وا شد

حضرت مولوی ازین احوال
گشت در مثنوی بحق دلال

گفت در چار کس درم یک بود
مشترک زان درم بهر کس سود

خواست هر کس از آن درم انگور
تا خرند و کنند دل مسرور

بود انگور خواهش هر چار
ز اصطلاحات خویش در گفتار

همه گر حرف هم ندانستند
بحث کردند تا توانستند

در میان شان منازعت افتاد
پیر نے تا کند بحق ارشاد

عارفے کاملے رسید از راه
گشت از گفتگوی شان آگاه

آشنا ئے همه زبان او بود
که ده هر چار را ز هم خشنود

ز آفرینش خدا را این خواست است
جود و الطاف موهبت ما راست

از زمین و سما بساط انداخت
همچو شطرنج باز بازی ساخت

خود پئے بر دو مات دارد دست
جمله را کرد مات و آخر بست

مهره دان بساط در فرمان
هر طرف همچو گوی در چوگان

هر چه در عجز و هر چه استکبار
کرده در بندگی حق اقرار

آفریننده را همه جویان
در پئے اصل خود شده پویان

تا ظهور محمدی محمود
بهر او قصد آفرینش بود

نخل عشق این ثمر ببار آورد
شد نهایت جهان بها آورد

رحمت عالم از ظهورش شد
ظلمت و کفر محو نورش شد

دین این ناسخ همه دینهاست
مصلح و هر عداوت و کین هاست

شرع او از ازل ابد پیوند
شد ز شرعش دل جهان خورسند

هر کجا فتنه و فساد دید
تیغ شرعش سر همه ببرید

از همه راه ها قریب این راه
هست از بهر طالب الله

در صحف صحف او که لاریب است
هر چه جز حکم آن همه عیب است

اندر و آنچه ثبت آن راسخ
بر کتب های دیگران ناسخ

گرچه بود این کتاب سابق تر
آخر عهد از همه بهتر

قشرها اولست و آخر مغز
مغز از قشر نزد هر کس نغز

قشرها هر مغز بشگافند
قشرها درد مغزها صافند

شد نزول شفای بیماران
زان خلاصیست بر گرفتاران

نور چون سوی نور شد نازل
نور علی نور شد از آن حاصل

هر که آن نور خواند گردد نور
نور با نور ره ندارد دور

نور را نور جاذب ذات است
آنچه نور است برون ز آفات است

شکر لله عالم آنم
قرآن اوست فرحت جانم

از دلم من بحب کم او مؤمن
جلوه ها دیده ام شدم موقن

بشنو اکنون ز قاری قرآن
تا کجا با خداست او را شان

نور را چونکه نور در خود خواست
محفلی نوربار ز نور آراست

در صفت معراج حضرت سید کائنات و مفخر موجودات صلی الله علیه وسلم برائے اثبات رویت و رد اعتقاد منکران رویت الله

یک شبی بهتر از همه ایام
قادر ذو الجلال والاکرام

بنده خاص را بخود درخواست
آسمانها برای او آراست

جبرئیل امین براق آورد
تا ازین خاکدان برونش برد

شد بمرکب سوار و آن طنانه
گشت از عشق راکبش رهوار

گشت راکب ز فضل حق اعجاز
دادش از پویه سرعت پرواز

سوی حق زاین سرای فانی شد
در مکان زاد و لامکانی شد

منجذب شد به جذبهٔ الله
گشت کوتاه یکدم آنسان راه

قدرت دوست راه را طی کرد
تا که این رهگذار ره طی کرد

بود از آنسوی چون کشش در کار
کوشش این طرف فزون صد بار

عشق چون مرغ با هزاران پر
کرد از راه عاشقی ره سر

گشت پرواز قاصر از پرواز
برد سرعت ز تیر تیرانداز

هم از انسو کشنده اش بودند
تا ازین خاکدانش بر بودند

جاذب نور نور شد از نور
رفتن نور نیز بره دستور

ضو چو از خود نقاب بگشاید
در زمان صد جهان بپیماید

شد فلک گرد مرکب طیار
تا نظر کام چون نظر رهوار

می پرید ست مرکب پردار
رفت بیرون ز گنبد دوار

اینهمه در چهار ساعت بود
ساعت و راه در اطاعت بود

آنطرف هم نماز اقامت کرد
بر همه انبیا اقامت کرد

پیشوا گشت پیشوایان را
رهنما گشت رهنمایان را

عزت و شان نماز را افزود
راه بر رهروان ازین بنمود

خلعت خاص خاصگان این است
پوشد این جامه هر که را دین است

خلعتی از نماز بهتر نیست
نعمتی جز نیاز خوشتر نیست

در نماز و نیاز اگر هستی
محرم بزم دادگر هستی

نور ارض و سما نماز تو هست
میرود دین مده نماز از دست

سالکا این مقام محمود است
از نمازی خدای خوشنود است

از برای نمازیست معراج
بر سر از سجدهٔ خدا نه تاج

هست معراج مؤمنان طاعت
بر خدا هر زمان و هر ساعت

چون خدا را به بندگان جود است
جود بر ما نماز فرموده است

خوانده ما را بسجده قرب اینست
وصل حق این بصاحب دین است

هست بر بی نماز ره تیره
دیو گردد از آن بر او چیره

انبیا در نماز جد کردند
زان رهی ما براه آوردند

هست معراج عارفان این کار
بندگی کن نماز را بگذار

مصطفی چون نماز انجا کرد — بسته گی های راه وا کرد — او چو بر حق نماز را سر کرد — عرش با عرشیان منور کرد
هر چه بود از ملک و سیاره — سر فرود آمده بهر نظاره — حکم را بنده ثابت و سیار — فرش نعلین او همه دوار
عزت بنده و نماز اینست — ز آفرینش غرض همین دین است — اینجهان بهر کسب و کار است — آن جهان اجر و اعتبار است
در زمینی که سر نهی بر خاک — هم تو پاکی و آن زمین شد پاک — عرشیان ز آسمان فرود آیند — بر همان سجده گاه سر سایند
عزت ساجدان ببین چند است — زاین عمل از تو دوست خورسند است — چند گویم که از حد است افزون — عزت و شان بندهٔ مسنون
هر که در راه مصطفی ره کرد — مرد این راه نیز همت آورد — به نوابت محمدیت هست — آنچه او کرده است مده از دست
چون محمد رسید بر معراج — بر سرش از محمدیت تاج — مرکب و راهبر چه در ماندند — پیش پایش ز عجز سر ماندند
تا حد خویش راهبر بردند — گر همی پویه پیش افسردند — بعد از آن ره بسیار رفرف شد — بر شرف ها از آن مشرف شد
عرش و کرسی بپایش افتادند — تا به نعلین بوسه میدادند — شد مقرب درون خلوت خاص — بود از آنسوی عشق از این اخلاص
بهر این بود عشق حق با خاک — زین خبر میدهد بما لولاک — جمله افلاکیان شده حیران — خاک را از چه راه داد این شان
بر سما خاک فضل کرد اثبات — گفت آئینه گشته ام بر ذات — مصطفی را مکان و ما وایم — حاکم و محرمش و فرش بر پایم
مصطفی در قیام از عجز ایستاد — ذات پاک خدا سلامش داد — چون دران پرده پیش خود بنشاند — خود درود و سلام بروی خواند
ما همه آن سلام مے خوانیم — از زبان خدا همے دانیم — خوب رو چون جمال خود را دید — اندر آئینه قرب بخشید
خوش شد از حسن خویش آن خوش رو — کرد بر خود سلام رو برو — ذات باری که همچو بارش داد — خوان اطعام پیش او بنهاد
تا طعام و شراب انجا خورد — حصه بر امتان خود آورد — ضیف خود را ضیافت دیدار — کرد از فضل خویشتن دادار
طاقت دید بر بصر او را — دید بی دید چشم سر او را — قاب قوسین قرب جایش بود — گشت خود نور و نور شد مشهود
بلکه زانهم قریب تر منزل — کرد هم از چشم دید و هم از دل — نے مکان نی جهت در آنجالش — نے دلیلے براه دلالش
چشم او چونکه دید وجه الله — دید حق را ز روی او آگاه — من رانی فقد رای الحق گفت — عاشقانرا بحس خود آشفت
محرم بارگاه اقدس شد — رفت خود پیش و عنصرش شد — غیر عنصر وجود دیگر داشت — نور با نور صحبت از سر داشت
آن وجودیکه داشت او موجود — دید در خود که نور وحدت بود — گفت الله رحمت اللهش — داد تا رو بروی خود راهش
چون ملک شان مصطفی دیدند — بر خود از رای خویش پیچیدند — سجدهٔ ما با آدم از این بود — زین سبب ذات خاک را بستود
هر که منکر ز حق پدیدار است — او از این حال و شان در انکار است — ختم الله بر بصر او راست — آنچه او را است گفته است او راست
اندرین باب بحث دارد جد — دوزخی گشته است آن ملحد — منکر رویت از خدا مردود — گشت رویت برو نه خواهد بود

فاسد است اعتقادش از انکار / منکر حق ز حق نبینا بد بار
چشم او همچو چشم خفاش است / ورنه خورشید و نور او فاش است
آنکه انکار رویتش دارد / نور چشمش بخود نگذارد
در دو عالم سیاه رویش باد / کو براه مدد غلط افتاد
او ز دیدار حق بود محروم / مذهب و اعتقاد او معلوم
کس نپرسد از او که شب معراج / مصطفی چونکه رفت بر معراج
گر نه رویت بر او خدا بنمود / بردن آنطرف چه حاصل بود
منکر شان مصطفی شد او / تخت و کافرش از بن ره کو
دیدار از چشم ظاهر او دیدار / هم نه در خواب بوده است بیدار
گو منکر ز روشنائی هست / هرگز آن جلوه اش نداد دست
وصف روز ار بگویدش بینا / نیست گوش دلش بعونش وا
گو ره خویش میکند اثبات / گو بداو نیست و مدح الذات
گر سوال و جواب خواهش بود / جبرئیل و کتاب ره بنمود
پس یقین شد که بهر رویت بود / خواند بر عرش و رویتش بنمود
گشت در چشم مصطفی ظاهر / هر که شک آورد شود کافر
قاب قوسین گفت او ادنی / چیست حایل دران دگر بنما
از علوم مراتب است این حال / هم فزودش ز انبیا اجلال
زوی یونس بقعر دریا دید / چشم او نور پاک پیدا دید
داد بر عرش مصطفی را بار / هست تفضیل این بر دل بسیار
آنکه گوید خدا نیاید دید / حرف او مردود بین کجا بشنید
فاسد است اعتقاد آن ملعون / مذهبش نزد اهل دین مطعون
بشنو و اعتقاد راسخ وار / دید از چشم مصطفی دیدار
رویت حق برای انسان آن / خود چو خواهد آسان است
نیست قادر بدیدنش در وی / قدرت او راست در نمودن خویش
خویش را هم ز خویش پوشیده است / هست عالم پدید از نورش
گرد در نور نور مستورش / بلکه از خویش خویش را دیده است
هر که بی پرده است دید او را / چونکه خود او بخود کشید او را
مصطفی خود نرفت او خواندش / رو برو پیش خویش بنشاندش
مصطفی را خدای خود بنمود / پرده را از پیش او بکشود
دادش از لطف نعمت دیدار / ساختش پر ز بادهٔ اسرار
قاب قوسین قرب دیدن او / گذشت بی پرده پیش او مشهود
خواند یا نام خویش خود نامش / داد از وصل خویش هم کامش
هر چه بخشید از ما تقدم بود / تا تاخر که سبب کس بنمود
حضرتش از سر عنایت دید / آنچه بر وجود او بخشید
رحمت عالمین شد از آغاز / ره بدیدار حق از او شد باز
هم با امت ز وعده بر دیدار / محترم است او و اعتقاد این دار
[illegible] در راه او [illegible] پوید / رویت حق ز راه او جوید
استقامت بشرع او دارد / ورنه او در دوام رو دارد
ده دهد لطف حق بر او دیدار / اندرین اعتقاد راسخ دار
آنچه او دست ما پی او ئیم / هر چه او جست دریافت ما جوئیم
نور حق اوست ما ازین نوریم / گرچه امروز دور ز هجوریم
هر که دارد ز نور او بنیاد / در ره وصل خویش رو بنهاد
حسن را جست و عمل را دریافت / دانکه تاریست او ز حق بر تافت
بود این نور نور حق ز الحیاد / یافت از نور نور نورش استعداد
هادی راه مستقیمش کرد / بود امی ز خود تعلیمش کرد
اوست در علم ابلغ البلغا / اوست در حرف افصح الفصحا

هست ما زاغ وصف آن عینش — که بنا بود عین بر شینش
راه هرگونه جلوه‌ها میداد — لیکن او چشم جز بحق نگشاد

وقت رفتن بهر طرف کم دید — جز خدا هرچه چشم از آن پوشید
ساعتی رفت و ساعتی آمد — بهر عالم چه رحمتی آمد

عهد او حد اعتدال آراست — دین از او صورت کمال آراست
وقت رخصت همه تماشا کرد — آنچه دید آن بخلق پیدا کرد

چون خدا را مثال پیدا نیست — زان بما حرف مصطفیٰ ص را نیست
بردن حق بسوی خود شب بار — کرد در انجمن همه اظهار

کرد صادق ز صدق آن تصدیق — کرد انکار کافر و زندیق
آنکه تصدیق کرد او حق دید — وانکه منکر حق از حسد پوشید

گشت منکر حوالهٔ منکر — حشر او روسیاه در محشر
شکر لله که من در اقرارم — صدق رویت ز جان و دل دارم

اوست پیغمبر و منم امت — دارم از روح پاک او همت
از خدا هست امید دیدارم — منتظر چشم بر کرم دارم

هرچه ناگفتنی است وجه انیست — پیش نادیده شرح نادانیست
هرکرا عشق و شوق دیدار است — حق از آن سوی او طلبکار است

در خور خواهشش عطا دارند — از کرم ناامید نگذارند
بر گدایان دهند شاهان بار — از سر خود از آن مکن انکار

لا ابالی نراست ره در آن محفل — شد دل شان برای حق منزل
آنکه منکر برویت الله است — ملحد و کافر است و گمراه است

منکر قدرت خدا شد او — منکر شان مصطفیٰ ص شد او
امتش از همه امم افضل — کرد آخر ظهور و بود اول

او هم از انبیاست فاضلتر — هرکه انکار کرد شد کافر
نعمت حق تمام در خوانش — طالبان خدای مهمانش

خورد بوبکر رض از آن نعمت — گشت مشحون عمر رض از آن رحمت
هم بعثمان رض و هم علی رض داد — آنچه حق در درون او بنهاد

آن همه علم انبیا دارند — هر زمان رویت خدا دارند
رضی الله عنهم اند ایشان — رحمت حق بر آن وفا کیشان

مصطفیٰ ص گفت جمله بر انجم — روشن از نور شان ره مردم
وصل شان در کتابهای قدیم — کرده پیش از ورود وحی علیم

حافظ گفته است خود الله — شد زبان معاندان کوتاه
هرچه گویند از حسد باشد — حافظ از فضل دوست رد باشد

در ازل یار مصطفیٰ ص بودند — پیش رو در ره خدا بودند
هم بتوریت ثبت و هم انجیل — آنچه حق گفت آن نه شد تبدیل

هم بصحف محمدی اظهار — ثانی اثنین اذ هما فی الغار
گر کسی را شک است از این تحریر — گو بخوان زود مصحف و تفسیر

برابجه رسید از آن نعمت — باد بر روح هر یکی رحمت
آن مشائخ که بود یا هستند — جمله از خوان نعمتش مستند

انبیا را خدای معجز داد — تا از آن عقبه‌های ره بگشاد
گردن منکران شکست از او — فتنهٔ فاسدان نشست از او

منکر معجزه ابوجهل است — کافر و روسیاه و ناهل است
رفت از این عالم و نبرد ایمان — در دو عالم نصیب او حرمان

هرچه اعجاز دید سحرش خواند — تا ابد در میان دوزخ ماند
بر وجود محمد ص محمود — ختم در رتبهٔ نبوت بود

شد نبوت تمام در عالم — بر محمد ص ز دودهٔ آدم
روح او دید از عالم ایجاد — تا قیامت کرا بود ارشاد

تا زمین هست و آسمان باشد
آنچنانیکه بر نبی اعجاز
تا قیامت ولایتش باقی
عالم از امت محمد ص اوست
وارثِ علم انبیا هستند
او در امت ز اولیا گردد
خواندنِ علم و کردن طاعت
افضل الحاذقست اینحالش
شد ولی ولایتش دادند
عادت نفس آدم است عصیان
رفتن راه را کرامت دان
معتقد باشش در همه حالش
ورع و تقوای کرامت مرد است
عالمی راست این هوا در سر
بلکه بسیار سر زد است از من
یک دو بیتی چنین بکن موزون
گفته یک دو حرف خواهی گفت
گرد بوی و فکندش از خود دور
آنچه گفتیم مشترک ایجاد
رفت هم جان از و هم ایمان
او ز احوال خود نیابد وی
هم من و هم خدا از و خشنود
خواند و داندش از اسنند راج

آدمی زاد در جهان باشد
بر و بی شد در کرامت باز
زین اشر البست فضل حق ساقی
زین عمل دوستدار او راد وست
در کرامات اولیا هستند
وارثِ علم انبیا گردد
از کرامت هست هر ساعت
حق ترقی دهد در اجلالش
بهر طالب هدایتش دادند
محترز هر که می شود از آن
گفتن حرفِ حق کرامت خوان
تا به بینی که چیست اقبالش
شد ولی هر که این عمل کرد است
تا کرا فضل حق شود یاور
خود خدا ایست شاهد این فن
نادر و راز حق بود مضمون
بحر العرفان بکف نیابد مفت
شمس تصویر را نباشد نور
هم نگردد ز گفتن ما شاد
قهر حق را الجبا بود در زبان
[illegible]
[illegible]
دین و ایمان او از ان تاراج

از برای نظام این عالم
مصطفی ص نام شان چو بر لب راند
هر که در راهِ مصطفی ا پوید
مصطفی ص چون بر وح ایشان دید
هر که بر عالمان کند طاعت
گر نه از وی کرامتی زد سر
مصطفی ص هادی خدائش هست
مرشد او از و چو شد خشنود
در رهِ دین باستقامت شد
بس کرامت از و شود پیدا
گر چنین کس بخواب در باشد
در کتب ها بسی ازان مسطور
کردنِ این عمل کرامت بود
ما بسی زان بچشم خود دیدیم
از کرامت بپا ست این عالم
گر نه آنرا ز دیده باشی تو
بوی تقلید چون محقق یافت
اهل دل را که بر قص آرد
عیب جوئی شعار خود سازد
وانکه از خویش وار واین احوال
فاتحه خواند و دعا گوید
عقده از مدعی نه گره دد وا
چشم خفاش نور خور کی دید

اولیا خواست از بنی آدم
وارث علم انبیا شان خواند
از دل و جان خدا ایرا جوید
زان وراثت بعالمان بخشید
خادم شان بود بهر ساعت
استقامت در آن ازان بهتر
در طلب بودنش ولائش هست
حاصل او شود همه مقصود
حاذق و عادتش کرامت شد
منکرانِ کرامتش رسوا
تا خدا بر تو راهبر باشد
نزد هر خاص و عام هم مشهور
استقامت حقش عطا فرمود
زان شجر این ثمر بسی چیدیم
هم کرامت شمار این قالم
گفتنی از ما شنیده باشی تو
پس ازان گفته تو رو برتافت
شر کی از سینه ات به پرداز
تیره زان روزگار خود سازد
گر دد از خواندنش مفرح حال
بر من آمرزشش از خدا جوید
چون ابو جهل می بزد سودا
از ظلمت بر اوی گردید

هر کرا ضعف در بصر باشد   اوز خورشید با حذر باشد
او جهان را چو خویش داند کور   زانکه ماندست او ز دیدن عور
زشت و مطرود و کور و نابلست   ملت و مذهبش ابوجهلست
در جهان زشت و روسیه شد او   او بآیینه زشت دارد خو
او و اتباع او همه مطرود   گشته از لطف حق ابد مردود
یک ولی سر نزد ازین مذهب   کس بحق ره نبرد ازین مشرب
منکر حال اولیا هستند   طاغیٔ قول انبیا هستند
سگ ولی گشته است و انسان نے   انفعالے ازین در ایشان نے
هر که با دوستان حق شد دوست   مذهب و دین شان عداوت اوست
هر کسانیکه مدح گفت رسول   قدح گویند گرده جهول
فحش گفتن صواب مے دانند   نام نیکان به بد همے خوانند
از کرامت شده همه محروم   تافته سر ز نور همچون بوم
ختم الله بر دل سنگش   هست با ناصحان درین جنگش
قسوة حق سیاه کردش دل   بهرهٔ نیستش ز وی حاصل
از کتاب خدا نے خواند   راه و رسم بدلسے داند
گر بخوانند لیک در تأویل   معنیٔ کج کنند از آن تبدیل
دشمن اهل علم دین هستند   گر بیابند ره بکین هستند
خون ناحق صواب میدانند   طاعت حق عذاب میدانند
مذهب خویش را نهان کردند   کفرها درمیان جهان کردند
معتقد نیستند بر اخبار   معتقد نیستند بر آثار
آن امانت کز ازل حق داشت   بهر برداشت آدمی را داشت
آن بانسان است در صحف مرقوم   لازمش بار و آدمی ملزوم
خوانده ام از خلیفهٔ چارم   مقدم اوست برتر از طارم
شاه مردان علی چو رفتی راه   پشت خم داشت درگه و بیگاه
ساعتے قد نه کرد هرگز راست   مخلصے کرد ازو ازین درخواست
پشت خم کرده چه داری بار   قد برافراز و سر ازین بردار
گفت بار امانت از احسان   کرده است حق بگردن انسان
باشد آن بار بر سر و دوشم   نیست کم هر قدر که مے کوشم
تا بتن جانست هست این بارم   پشت ازین بار خم چنین دارم
چون رود جان ز تن شوم آزاد   قد برافرازم و نشینم شاد
شاه دین دید مجمعے را شاد   خورم و خوشدل و ز غم آزاد
چون دران جمع هیچ حالت دید   مرحمت کرد و حال شان پرسید
که شما بنده اید یا آزاد   تا بلب خنده اید و از دل شاد
جمله گفتند حرٌ و آزادیم   هیچ در بند کس نیفتادیم
شاه گفت که مرده بلنست در پیش   هیچ تحقیق کرده اید از خویش
هست عمل را حساب در میزان   چون شود روز حشر و تن جان
خیر و شر ذره ذره بشمارند   این همه پیش عاملان آرند
خیر اگر شد ثقیل تر از شر   بر بهشت از کرم کشاید در
وزن اگر شد خفیف در میزان   رستن از نار حامیه نتوان
هر که آنروز یافت آزادی   باشد آزاد و او کند شادی
غافلانید و در عمل آفل   بسته اند در جهان آفل دل
هر که در خوف و در رجا باشد   خنده و شادیش کجا باشد
آدمی زاد راست بر سر بار   زیر بار است نیز رحمت بار
این امانت اهل شود بسیار   مزد بار است دهند آن دم بار
هر که را بار بیشتر بردند   بیشتر مرده زیر آن مردند
هست با او ز حضرت جبار   بهر این بار وعدهٔ دیدار

آنکہ انداخت بارِ ہستی خویش
بار باید ز حق پرستی خویش

در ہمیں زندگی ز خود رستہ
باخدا خویش را ابد بستہ

ہست جائے مقام و منزل او
تا چنیں دولتیست حاصل او

مرگ با مرگ آفریں چہ کند
او کہ با حق بود قریں

از ظہورش جہاں نظام گرفت
منتش بار آں تم

دوستدار ند دوستدارانرا
مدح گو بندہ رسول و یارانرا

ہر کہ از صدق حامل بار است
مزد آں حملِ بار دیدار است

گر نہ معبود خویش بیند کس
شیوہ چوں بندگی گزیند کس

گر بکس شد یقین خدائیست
خواہدش سر دید نیز دیدنیست

اوّل و آخر است یقین را علم
داد تزئین و نور دین را علم

باشد عین الیقین یقین را بار
تا یقین بر یقین رساند کار

بندۂ بارہ او وجہاں بردار
آنچہ گفتم اعتقاد آں دار

انبیا جملہ حامل بارند
روز و شب بہر مزد در کارند

آں عزیزاں کہ حق پرستانند
ہیچ بہ غیر او نمیدانند

دادن داد بندگی او راست
نیک خوئی جہاں نیکو راست

ہر کہ ہر چیز خواست از اللہ
میدہد خواستگار آں شاہ

بہر شاں از سما کتب نازل
آنچہ احکام آں ہمہ حامل

وحی قلبی چو گشت نازل شاں
بر زدہ بس کتاب از دل شاں

بیقدم بے خدا نمے پویند
تانہ الہام شد نمے گویند

اہل دل را کہ با خدا کار است
حکم حق است آنچہ گفتار است

چوں دل او چو خود جبلی کردند
چوں خودش کامل و ولی کردند

ذکر اللہ ذکر ذات آمد
ذات منبع بہر صفات آمد

ہر دلے را کہ عشق حق آراست
صد کرامت ز حق در و پیداست

ہر کہ او بار یافت مرگش نیست
ہیچ راہے خزاں سرکشش نیست

ز آفات در اماں باشد
اینجہاں آں جہاں جواں باشد

ہر کہ از خویشتن جدا باشد
او بہر لحظہ با خدا باشد

چیست آں بار ہر چہ کرد نبی
جہد ہا در رہِ خدا طلبی

سنت مصطفےٰ بپا دارند
فرض دانستہ آں بجا آرند

معتقد بر صحابہ و اولاد
کیں ہمہ مرشدند در ارشاد

ہر کہ بر داشت بار یابد بار
مدعی گو بمیرد در انکار

کس چرا طاعت و نماز آرد
کیست معبود تا نیاز آرد

پردہ از روی کار بکشاید
بر تو دیدار خویش بنماید

اوّلت علم الیقین بار است
بر یقینت تجلئ بار است

ہست حق الیقین تجلی را
چشم و دل را ازاں تسلی ہا

ایں سخن ہا نہ نور ایقانست
جلوۂ ایں ز عالم جانست

مزد طاعات اہل حق بار است
بار اینجا مراد دیدار است

نیست بندگی چو باشد صاف
خواجہ را ہست اندریں انصاف

باشد آنکس کہ طالب دیدار
نیست بے دیدنش دگر بازار

وعدۂ خویش را وفا دارند
از ازل عاشقان دیدارند

انبیا آں باولیا دادند
اولیا سر بہ پیش بنہادند

آں نہ اشعار و ہزل و تقلید است
ایں شجر ایں ثمر ز توحید است

البحر العرفان ما ہم از انجاست
گرچہ بر نام من دکان آراست

از خدا بر ولی چو ساری شد
از ولی بر مرید جاری شد

نور ہادی چو بر زد از ایشاں
پس کرامت کہ سر زد از ایشاں

گر ز حق یافت کس بحق توفیق
شد کرامت بہ نزد ما تحقیق

خانہ دولتیست آدم زاد
صاحب خانہ جلوہ خواہد داد

عشق حق افضل الکرامات است   کس بجز حق دراں ندارد دست
گر بود موہبت بدست آمد   ورنہ از جہد وسعی نکشاید
گر از انسوست جذبۂ غالب   جہد را بندہ میشود طالب
در ازل حق کہ طینتش بسرشت   عشق خود با سرشت او بسرشت
کرد آں عشق سازِ اعضا   جسم ما چشم ما نماند از ما
آنکسانیکہ عشق ورزیدند   نور حق را بنورِ حق دیدند
نور گردد ز نور طاعت مرد   بعد ازاں رو بنور خواہد کرد
گر دریں اعتقاد بگزینی   ہم در آندم بچشم خود بینی
خویش را کن ز نور نورانی   کو چو یاران سبحانی
شد دریں صفحہ اینسخن مذکور   از سر بیخودی و من معذور
در سخن گفتن اختیارم نیست   باکسے ہیچگونہ کارم نیست
خود ز احسان کلام من درخواست   خطبہ اش را بنام خود آراست
در کتاب من آں کرامت ہست   قاریانرا دہد کرامت دست
دلبر و عشوہ ساز در فنہاست   گرنہ از اوست از کجا برخاست
گر کسے ایں کتاب میخواند   خواندنِ ایں صواب میداند
ہر کرا عقدۂ براہ افتاد   ایں کتاب منش گرہ بکشاد
مصطفیٰ سے شود ترا پیدا   او براہِ حقت کند رہ وا
از منِ امتی درود و سلام   از مریدان من و جملہ انام
ایں سلام و درود و ہر اذکار   از ہمہ امتش بصد تکرار
ہدیہ روح پرفتوحش باد   کو بما کرد بر خدا ارشاد
ہم بر اولاد و بر ہمہ اصحاب   ہم بر آنہا کسے کہ ہست احباب
یا محمدؐ از امتاں ہستم   در رہِ شرع خود بدہ دستم
از ہمہ شور و شر نگاہم دار   نور خود را چراغ راہم دار

قابلیت بہر کہ حق دیداست   بر دلش عشق خویش بخشیداست
گرنہ توفیق حق بکس شد یار   جہد ایں رہ نیایدش درکار
میکند آں طلب در و تاثیر   مے نماید در و بخود تدبیر
کے کند جہد کس بجز توفیق   اینست تحقیق صاحب تحقیق
حکم بے بیصر است برایں شاہد   ہم زبے منطق است از واحد
نور را نور مے تواند دید   ظلمت از نور خود ورق پیچید
گر درایں حال استقامت شد   حاذق عادت و کرامت شد
گر ازاں نور گشتہ ہمچو من   نیست چشم تو چشم تو اکنوں
نور در راہ نور گر گم شد   نور از نور رو نمے پوشد
چونکہ انساں ایں کشودم من   اندراں وقت خود نبودم من
حامل بار ہست ہر مویم   ہرچہ میگوید او ہمے گویم
استقامت ز مصطفیٰ دارم   تا شب و روز بار بردارم
ہم دریں ہست ہمچناں اعجاز   گر ملہم را براہ آرد باز
ذکر حق و درود پیغمبر   ہست درایں کتاب من مظہر
حامدم ذاکرم ثنا گویم   زیں عمل از خدا رضا جویم
روز و شب گر درود میخوانید   باز قند در کتاب من دانند
شکر للہ کہ امتِ اویم   ہرچہ گویم ز حکم او گویم
ہم سلام از ہمہ انام اوراست   رحمت حق ز حق تمام اوراست
آنچہ خواندی خود از نوافل تو   خواندن آں بدہ بریں دل تو
حامیٔ ما شفیع ما ہست او   دادہ از جود خود مراد ست او
من درود و سلام میگویم   از بلا زاں نجات مے جویم
استقامت بسنت خویشم   کن کرامت کہ ہر در درویشم
از درود ست مرا ہمیں جانست   از درودت بخاتم الیقانست

تجلی کردن حضرت ارشاد پناہی قدس سرہٗ در یقظہ بابین عشا بایں کمترین مریدانِ خود و موزون خواندن پنج مصرعہ کہ ابتدای این کتاب است و مفتوح شدن ابواب نظم بحر العرفان و ظہور کرامات ایشان کہ قبل ازین وقت سی سال حکم نوشتنِ وارداتِ خود کردہ بودند و نام نہادن این منظومہ "بحر العرفان" و جاری شدن این بحر الحیوان منبع دل و جان کہ مہبط انوار اللہیت . . . . . .

یک شبے چشم من نے خوابید / بود بیدار و خواب ہا میدید

تا بحدے فزود حیرانی / زان شدم از وجود خود فانی

زاول روز داشتم سودا / مے شدم خویش بجائے پیدا

گاہ بودم فتادہ گاہے ہست / قبض و بسط کشادہ در من دست

ہستی و نیستی چو یکجا شد / محشرے پر ز شور و غوغا شد

گم شدم در سماع حالت وجد / خود بخود داشتم دلالت وجد

ہمچو فوارہ فکر ہا میرُست / نور آن فکر مہبط مے جُست

بود بے حرف در کلام آنحال / آن کلامم بحرف شد ز آل

زان کلامے کہ بودہ است بحرف / ریخت آب حیات ازین طرف

بے زبان گفت و در زبان آورد / بحر العرفان درفشان آورد

شد سحابے ز فیض در جانم / ریخت در کشت عمر بارانم

دیدم اندر ضمیر دریائے / نے مراو را سرے و نے پائے

نے ز عمقش کسے خبر میداد / نے ز پہنش بخاطر کس یاد

نے کسے بر کنار این پے برد / تا نوا از خبر بر دل آورد

وانکہ شد غرق او تباہی شد / زندہ و بے زبان چو ماہی شد

اندران بحر گر نبودن ساز / او ابد زان برون نیامد باز

بے زبان ہر کہ ہمچو او باشد / با وجودش حرف گفتگو باشد

وانکہ از اصطلاح ہم ہستند / روز و شب در صلاح ہم ہستند

گفتم ای جان کدام بحر است این / لطف حق ست نار قہر است این

گفت این بحر بحر العرفانست / موج این نور جان جانانست

سر ز رب ہر کہ در ستنا دارد / ز خدا خویش را فنا دارد

بیخودان بے خطر درین آبند / زانکہ مست شراب وہابند

بر وی بستان نباشد قہر / قہر بر دہر نیست او در دہر

او ز قہر و ز لطف بے خویش است / ہر چنین کس کرم ز حق بیش است

او ز ہستی خود فنا دارد / خواہش دوست را رضا دارد

ہر چہ خواہد خدای خواہد آن / ہر کہ شد نیست ہمچو دارد آن

ہر کہ با خویش ہست در بیم است / وانکہ بیخود درو بتسلیم است

بارہا کرد امتحانش دوست / دیدمش از خود جدا ہمہ با اوست

تا کہ من ہستئے مرا بربود / من در آمدم فنا و حق موجود

بحر العرفان بموج بے حد بود / جوش او ہستیم چو خس بربود

من چو ماہی ببسترش افتادم / خویشتن را بموج او دادم

ہر طرف موج او مرا بربُود / از حضیض اوج [illegible] را بربود

[illegible] یک خواست آن دریا / کرد در خود [illegible] من رہ وا

لذتے زان فنا چشیدم من / بار ہستی ز خود کشیدم من

بر قدر بیخودی مراد دریافت / ہستیم سر ز ہستیِ خود یافت

عزت و شان بیخودان دیدم / بیخود از عشق و شوق [illegible] دیدم

نیستی خود فراغتے دارد / مرد باید ز دست نگذارد

نیست نامرد را در آن سو راہ / زانکہ [illegible] دلست [illegible] آگاہ

بحر از فضل خود مرا بنواخت / در مقامیکہ خواست محرم ساخت

ہر چہ از لعل و دُر لئیم بُود / ہم مراد او و ہم مرا [illegible] بود

ارمغانی لطالبان دارم / ماهیم جذب ماهیان دارم
هر که را هر قدر که استسقاست / آب حیوان درون این دریاست

هر زمان حالتم دگر باشد / کام من همره نظر باشد
هر چه در عمر نفی میکردم / گشت اثبات و حیرت آوردم

فرض شد نفی کردن از تفهیم / وافی آمد ثبات را و فهیم
آنچه را فرع میشمردم من / اصل بود است پی چو بردم من

هیچ چیزی فنا نمیدیدم / شد بهر شئ خدا بتوحیدم
سر حق را دران دل دانا / گشت در خود کتاب را خوانا

شد بهر خط سواد او روشن / گشت تصنیف گوی در هر فن
منقلب حال گشتم از حالت / حالتی یافتم که لا زالت

آنچه بشنیدم آنچه من دیدم / گفتن آن راز را پسندیدم
وانچه ما گفتنی و دیدن داشت / باطن من نهفته اش نگذاشت

با منش این کلام بی حرفست / معنی است آن و صورتش ظرفست
هر کرا این کتاب بر باید / آن نهفته نهفته بنماید

هر که از بیخودی شود آگاه / بیخودی خود باو نماید راه
نیست در آن خبر زبان را راه / بی زبان سوزهای آن درخواه

هست روح القدس لبیان دانش / گر ترا گفت تو نهان مانش
گر نشانی نهفته تو آن حال / سازد از شرح آن زبانرا لال

این همه بود در دلم تحریر / شد زبانم بشرح در تقریر
در دلم نسخه قدیم است این / جلوه رحمت کریم است این

مانده است آن کلام در گوشم / آمد و حرف گرد از آن هوشم
داد فهم مرا زبان دانی / میکنم من از آن ثنا خوانی

بود وقتی مشاهده اینحال / آنچه بود از مجاهده سی سال
بود این از سلوک تحصیلم / پیشم آمد چو گشت تبدیلم

سالها بود جذروا این مدد کرد / مدد از آن جلوه بحر بیحد کرد
بی من از من مرا خبر میگفت / تا بگفتار طبع من آشفت

گفتنی آنچه بود گفتستم / وانچه پوشیده نی نهفتستم
وانچه بنهفته ام بناشد حرف / آن شراب است جسم و جانم ظرف

گر از آن کس ز من خبر جوید / جان بجان زین خبر خبر گوید
چشم و گوش و دهان نیارد گفت / کاهکی گوهر انبار در رفت

آن نهانست و از نهان ناجوی / هم نهانی با آن نهان ناگوی
آنچه شد آشکار زان اینست / قدر آنش کن گرت سر دینست

چون بری پی بآشکارا تو / زان شناسی وجود ما را تو
هر چه پنهانست خود ز تو روید / خود بخود زان نشان ترا گوید

زین خبر بیشتر چه میگویم / غرق حیرت بموی من مویم
کاتب صفحه دلم از کلک / لعل و در میکشد کنون در سلک

اندرین حیرتی که میگویم / وحده گوی بود هر مویم
نی شب انجا نمود نی روزم / اضطراب و قلق بد و سوزم

من چو سیماب مضطرب گشتم / هیچو افلاک منقلب گشتم
گاه در گریه گاه در خنده / گاه رقصان و گه سرافگنده

گاه بر آسمان و گه بر ارض / بیشدم شد درود خواندن فرض
سبحه در کف درود میخواندم / هر زمان سر بسجده میماندم

بردم آمد پناه پیغمبر / کو مرا هست هادی و رهبر
نور شمعت دلو در راهم / حافظ از رفتن گو و چه باهم

اندکی این دلم شکیبا شد / تیره گی رفت و نور پیدا شد
ترس و وهم از درون من شد دور / آفت نوری کز آن شدم مسرور

زاں شمیم ہمچو روز روشن شد — کلبہ ہمرنگ باغ و گلشن شد
سقف و دیوار و فرش عطرآلود — گشت آندم کہ نور رو بنمود
این وجودم چو ذرہ پیدا — ذرہ آفتاب را ما وا
آسمان و زمین منوّر بود — نور ماہ و ستارہ و خور بود
شد درین حال مرشدم پیدا — من بآں نور والہ و شیدا
او دراں حالتم کہ ملحق شد — من رآنی فقد رای الحق شد
سایہ حق خلیفہ برحق — بود در فطرت او ولی مطلق
مصطفیٰ دست خود بدستش داد — کہ قبولت قبول من افتاد
ہرکرا تو خلیفہ خواہی خواند — حق براو سرِّ نہاں نخواہد ماند
من چہ گویم ز عزت و شانش — ہست ذات خدا ثنا خوانش
چوں بدیدم بپائیش افتادم — بوسہ بر خاکپای او دادم
گفتم ای ہادی ہمہ حیران — بہر ارشاد در وجودت جان
اینچہ شوراست در دلم امروز — حالتے ہست حاصلم امروز
بے زباں بے سخن کلامے ہست — کز سماعش رواں من شد مست
گشتہ زاں نغمہ حال تبدیلم — آں نوا گشتہ است جبریلم
نے نوازے کہ مے نوازد کیست — دولتے ہست و می ندانم چیست
قطرۂ منبع بدریاے — گشتہ مصنوع صنعت آرائے
گفت این شور بحر العرفانست — ہرکہ دراین فتاد حیرانست
ہرچہ گویند گفتنت مے گوی — در رہِ سالکانِ دین می پوی
نے کنارہ نہ عمق این بحر است — مرد سیاح والہ و شیداست
این طرف من کشادہ ام راہست — دادہ ام رہ بمحفل شاہست
ہرچہ پیش تو خواند موسیقار — از زباں کن بسامعان اخبار
شاہ جنگی نواختہ است این جنگ — ہم تو میخواں نوا براں آہنگ

کلبہ نے شد و سبع صحرائی — طرفہ ہنگامہ و تماشائی
باطن آنجا بدے کہ گفتم پیش — ظاہرا دیدم اینچنین درخویش
نے چراغ و نے شمع نے خورشید — بود نورے کہ این بود جاوید
ہمچو جام جہاں نما این دل — ناظرش راز آں حل مشکل
گشتہ او از جمال حق مظہر — مے نمود او بشر جدا از شر
آں ہمہ نور بود از رویش — حجرہ خوشبوی نیز از بویش
از ازل نام او حبیب اللہ — از ہمہ نیک و بد دلش آگاہ
ہرکرا تو قبول خواہی کرد — ہست در پیش من قبول آں مرد
ہادیم تا خدا براہش من — در ہمہ کارہا پناہش من
بندہ گر صدقِ بندگی بنمود — رحمت آں بندہ را بسے بستود
رفتہ بود از وفات او سی سال — گشت در واقعہ مرا این حال
این زماں حیرت است آئینم — خویشتن را بہ خود نے بینم
گوش من پر شد است از آواز — رفتم دست میدہد این ساز
مے سراید کسے بجانم راز — بیجہت میرسد مرا آواز
بے غم و شاد نیست این حالم — می ندانم کہ کیست قوالم
از سر لطف مے نوازندم — ساز دارم بہرچہ سازندم
چوں تو ئی مرشد و بحق عارف — من مریدم مرا بکن واقف
موج آں حیرت است و حیرانی — نیست کس را بدین زباں دانی
تو نئی لیک منشاء ہستی — نشکرت راست نشاء مستی
این رہ سالکان مجذوب است — آنچہ دادہ اند تراخوب است
تو نئے اوست نے نوازندہ — ہرچہ بنواخت باشش سازندہ
ہرچہ مضراب شاہ در طنبور — کرد پیش تو شرح کن مذکور
فیض شاہ است جسم و ہر رگ تار — راست کن نغمہ از رہِ گفتار

چون رباب بی رباب بنوازد — فتح باب از کلام تو سازد
وانکه قانون درین طرف بنواخت — رگ رگت را بنغمه گویا ساخت
چون زند دف بنالهٔ عشاق — شو براه حجاز ای مشتاق
می شناسی مقام و مطرب باش — او بابیات گفت میگو فاش
تا دل اهل دل برقص آید — هم ترا وجد و حال بگشاید
نام این سازها که بردم من — بر وجودت همه سپردم من
این لبسانه حرام شرعی هست — هست اسرار و بر تو داد آن دست
بی نوائیت را نوا دادیم — ره ترا در ره خدا دادیم
طالبا ز آنهای آن سو راه — خیر شان در دعای حق میخواه
آلت ساز نی ولی آواز — هست در جان تو بخود بنواز
محتسب را در آن نباشد راه — گر برد راه بخت شد کوتاه
میکند احتساب از آن بر خویش — صحبت و ساز را شود در پیش
در خود را کند ز سمعش صاف — مستی و حال را دهد انصاف
همچو تو خود بخود نوا خواند — بعد از آن قدر حال تو داند
از چو تو نی نوا نخواهد بود — روز و شب نغمه ساز خواهد بود
مدعی راست گوش سازت کر — نغمهٔ ساز را چه داند خر
او بصوتی که بهر خود نازد — هیچ گوشی باو نمی سازد
زاغ کو و آن هزار دستان کو — زهد کو هاى و هاى مستان کو
وحی کرد است حق چو بر زنبور — می نوازد بخانه در طنبور
صوت و الحان اوست نفسانی — سامعش راست شیوه سلطانی
میکند زان نوا عسل پیدا — آن نخواهد شد از جعل پیدا
وحی حق است که ساز بنوازد — بهر هر خادمی عسل سازد
وانکه رنجاند و کند ریشش — نی عسل بهر او بود نیشش
نوش او نیشش خدای بخشیده است — قابلیت درو چنین دیده است
با تو چیزی که داده ام امروز — در توان مطرب است و بزم افروز
از اساطیر اولین است این — مقتدی سوی گنج دین است
پیش ازین من بگفتمت بسی بسال — که مرا آنچه حاصلست احوال
عمر را صرف راه حق کردم — غم و اندوه ره بسی خوردم
دیده شد بس مقام و بس منزل — شد بسی وارداتها حاصل
گشت از احسان حضرت غفار — کشف اوقات ما بسی اسرار
عالم ها آمد از بطون بظهور — هیچ چیزی نماند از آن مستور
آنچه آمد بدید نیست شد دیده — بود بگزیده و پسندیده
بوده و لیک شان از چیست — از چه دارند در جهان خوش زیست
نقد چیزیکه دیده اند آن بود — گشت مشهود شان مرا مشهود
اهل حق آن پسند میدانند — واردات بلند میدانند
آنچه ام نیست قدرت تحریر — کز زبان قلم کنم تصویر
آگهت می شود از آن هر قوم — طالبان را ز حق کنند معلوم
طالبان را طلب شود غالب — بی طلب را کند بحق طالب
گر ترا شود بره هادی — بهر محبوس نفس آزادی
اندرین نسبت دارد و هی بسیار — خواندنش صحبت آورد دربار
هم شود نفرت دل از دنیا — از همه سو رجوع بر عقبا
تا شود سر دهر این از دل — چیست دنیا و چیست زان حاصل
چیست انجام عارف واصل — اهل حق را ز عشق چه شد حاصل
صدق و نیت چه شان حق دارد — این کتاب از همه ورق دارد
بهر تادیب بی ادب هزلست — نصح زان هزل بهر او بذلست
گاه باشد که پند از آن گیرد — زانچه مهمل است زان کران گیرد

هم بود آنچه دیده ام تمثیل — سالکان دل نهند بر تحصیل
چون ز طاعات خویشتن یابند — شاهد حال خویش را دریابند

شکر احسان حق بجا آرند — از همه روی در خدا آرند
هرچه رو داد از سلوکم هست — آنچه داد از بلا ز صبر هست

در مریدان خط و سواد نشست — هر قبر برآن برون کن دست
خود تو گفتی که بنده فرمانیم — هرچه حکم تو آن بسر مانیم

من شدم در زمان از آن خاموش — زد دل من ز موج وحدت جوش
تو دوات و قلم گرفتی پیش — من نهادم فرود سر در خویش

من شدم بهر مشورت در حق — تا بپرسم که چیست ره بر حق
تو شدی منتظر بفرمانم — چشم بسته بلطف و احسانم

گفتمت باش تا که وقت آید — پیش تو خود جمال بنماید
آنچه گفتند بر تو گفتم من — در تو اسرارها نهفتم من

غیر از انکه من کنم تقریر — خود ز احوال خود کنی تقریر
هرچه اینجاست از تو آن روید — وحی قلبی ترا خبر گوید

چون پسر بر پدر بود تشبیه — خوانده هم الولد سر ابیه
چون ثمر از شجر شود پیدا — آن شجر شد هم از ثمر پیدا

مرغ هرگاه بیضه بنهاد — هم از آن بیضه مرغ خواهد زاد
آنچه در باطن منست از نور — مے نماند به پیش تو مستور

هرچه اندر ضمیر دارم من — بر ضمیر تو مے سپارم من
این همه نور اسم الله است — از دلم تا دلت بر آن راه است

اول آن الف بود پیدا — در میان لام و از الف برپا
ها ضمیر الف که اول هست — آخر و اول اوست صورت بست

هست در لام و هم الف در جان — دو الف هم بحضرت انسان
چون به الا و لا لم بشتافت — عاقبت یک الف در انتها یافت

اینهمه جلوه های توحید است — هر که باشد موحد او دید است
غیر بین را چنین نظر نبود — باخبر را ازین خبر نبود

بجز هر که گشت از دنیا — بیشود آن گره بر وی پیش وا
هستے ما طلسم این گنجست — در شکست طلسم بس رنجست

هر که هستی ز خویشتن بگذاشت — هر قدر خواست گنج زر برداشت
واحد است و لیک بر اطوار — وحدتش ثابت از همه آثار

هرچه در جوی هست از دریاست — جذب آن آب کوزه ما خواست
رجعت جوی جانب نهر است — فیض از بحر برده در شهر است

جوی را بحر مے کشد بر خویش — جوی تا بحر کرده ره در پیش
تا نه با بحر کارش انجامد — او ز کوشش دمے نیارامد

جوی را بحر خود جدا انداخت — مبتلا زان بهجر خویشش ساخت
تا بهر تشنه لب رساند آب — زانکه دریاست در صفت وهاب

هر کجا کشت و باغ و بستان ست — جوی آن بحر بهر شان جاست
اینهمه کرد و طالب دریاست — در طلب مایه از سرآمد است

میرود در راه و میزند فریاد — چون که از اصل خویش دور افتاد
از وجوب آنچه شد جدا امکان — شد بامکان وجوب باشد یان

جنس شود صرف راه امکانش — گشت پیدا وجوب در آنش
چون بدریا رسید و شد خاموش — غرق در هوش گشت و شد مدهوش

از یکے جوشش او فگندش دور — در خود از جذبه نمایش مسرور
اینهمه از نگها زیکه تنگ است — عرصه گفتگو درین تنگ است

آنچه دیدیم راه گفتن نیست — زانکه گوشی پی شنفتن نیست
بحر معنی بلفظ در نیاید — دیدن است آن و لے بهر باید

لفظ چون پرده در معنی است
اصل معنی اگر کسی بیند
چشم جان بین هر که بخشیدند
کر برون آید و شود عریان
کحل چه خاک پای مرشد خویش
بعد از آن چشم تو همان چشم است
بهر معنی گر آوری استاد
نیست راهت بدیدن لذت
گر ز پیش تو پرده بردارد
جامه‌ها رنگ رنگ می باشند
چون بر آیی ز جامه تو بیرون
تا تو بودی و سایه با تو بود
چون ز هستی و سایه گشتی دور
چون تو او نیز در فنا افتاد
کوزه هر کسی پر از دریا
طاعت خویش بر تو بخشیدم
ای تو آئینه عکس ما در تو
جانشین منی بلا اکراه
هر چه از واردات خواهی دید
در زمان کن رقم با قلامش
جرعه جرعه به تشنگان میده
پنج مصرع که مبدع است آن دم
سحر مش ماهی الست نی لاهی

حرف گوینده رهبر معنی است
منزوی از وجود بنشیند
نور جان را بچشم جان دیدند
نیست طاقت بچشم دیدن آن
گر بحیثیت کشیدی ابد زویش
دیدن نور نور از آن چشم است
زان دلیل تو لفظ خواهد زاد
هست راهت چشیدن لذت
هم ترا در وجود نگذارد
همه گر نیز رنگ می باشند
نیست تلوین نه فتنه نی مفتون
کثرت سایه پایه با تو بود
پای تا سر غریق اندر نور
حالش از ما و من جدا افتاد
کوزه بشکن که ما شود با ما
بهر ارشاد خلق بگزیدیم
می نگیریم از تو ما بر تو
حجت تو خدای در این راه
یا ز الهام گوش تو بشنید
بسحر العرفان گذاشتم نامش
پیش هر کس بقدر خواهش نه
کرد تعلیم من همی خواندم
غیر از او کس ندارد آگاهی

معنی آنجا که جای خود آراست
معنی از لفظ جامه پوشیده
هر که از جامه بندها بگشود
باید اول بچشم کحل کشید
بتوان دیدن از حمایت او
نیست مسند بهیچ ره معنی
شد همان پرده تو بر آن رو
آنچه گفتیم محض وجدانست
هست در جامه ما و تو پیدا
جامه ما ترا نباید راست
می نه بینی بوقت خود در خویش
جهد کردی ز خود فنا گشتی
آنچه هستی ترا کسی کی دید
اوست گم در تو و تو گم در وی
هر چه ایندم ترا شاهد بود
نیستی تو منم تو در اینحال
در کف من تو چون قلم هستی
حامیت مصطفی در ارشاد است
تو مپندار قیل و قالم هست
بحر زد از خم وجودت جوش
از در واردات مشغولست
هر چه او گفت آن بیادم ماند
ز آنکه او را از آب شیرینی است

هر چه بود از وجود خود برخاست
هر کسی دیده جامه را دیده
جامه و جسم جامه معنی بود
بعد از آن می توان جمالش دید
این بود بر مرید عنایت او
کس نیاورد در نگه معنی
مانده مستور کی نماید او
هر که دریافت است و پی آن است
جامه بیرون بکن تو شو همتا
جامه ات نیز رنگ از آن برخاست
تا چنانست حالت ای درویش
از خود و سایه ات جدا گشتی
آنکه دید او چو موج و رق ابدید
هست بسیار خم ولی یک می
عمر من بهر این بجا باید بود
هست در راه وحدت این احوال
در تحرک بحکم این دستی
دولت فقر حق ترا داد است
جلوه این ز وجد و حالم هست
ای تو دریا ز خم بر آن رو پوش
وصفش از حد و حصر بیرون است
بسحر العرفان در بیان نهادم ماند
دور از آبش دمی دلی نشکیبد

هستی و زندگانیش آب است — سکنش روز و شب بغرق آب است
هیچ از آبش دمی جدائی نیست — وحدتست بنده و خدائی نیست

اوست غواص در کشید از این — ز آب بند انتها پدید از این
عکس می چون بچشم تو افتاد — چشمت آئینه من از ایجاد

نور من شد کنون بچشمت نور — نیست چیزی کنون ز تو مستور
از ظن خویش در تو جوید راز — آنچه دریای او کند آواز

هر قدر هر کراست بینائی — در کلامت رسد بدانائی
در روانت روان روانم هست — زان روانت کنون بنامم هست

از زبانت بگوی گفتن ما — هم نهفته بکن نهفتن ما
گرچه پنهان هم آشکار هست — گفتن آن نهان بیادت هست

از درِ دل بدل سخن گفتن — هست از اغیار راز بنهفتن
موج خیزست ذات این دریا — میکند ماهیان ز خود پیدا

باز در خود بصورت ماهی — کرده باز سر بسیاحی
عشق پیر و مرید موجش نیست — اینچنین شیوه فوج فوجش نیست

صد هزاران هزار یک دانند — گشته ز بحر از آن فاشند
از ازل تا ابد وفادارند — در خلا و ملا بهم یارند

در وجود هست این و آن اعداد — در حقیقت یکیست از ایجاد
از ازل عهد با خدا دارند — زان ابد عهد را وفادارند

سایه و شخص را دوئی میگوی — گر نه شخص است هستیش کم گوی
تا نه شخص الست عکس ناپیداست — هستی عکس خویش را آراست

شخص و آئینه نیز میخوانند — عکس ها را مرید می دانند
سالکان بارها چنین دیدند — بیخود آندم ز شوق رقصیدند

عکس ها ز وجود شخص استند — اصل دیدند و مست رقص استند
ز رقص را شکر حال می نامند — جلوهٔ ذوالجلال می نامند

نقش ها را مظهر خدا دیدند — جان شان شاد گشت و رقصیدند
تا نه خود را کسی فنا بیند — شاد جان را حزین کجا بیند

چونکه محبوس شد خلاص از بند — باشند از حال خویشتن خورسند
جان محبوس گر دد آندم شاد — چونکه گم در ز بند و حبس آزاد

هر که او لذت فنا را یافت — آن خدا جو دران خدا را یافت
کرد حق راه سیر او را باز — در هوا میکند دگر پرواز

ناظر است او فضای وحدت را — کر دواست نوش جام رحمت را
جمله در بر و بحر سیارند — آن کرامت ز ذات حق دارند

این حس از جمله خلق بر انسان — از خدا الیست رحمت و احسان

مناجات کردن سالک بدرگاه باری عز اسمه

یا الهی چه اصل هستی تست — عکس را هر چه هست هستی تست

یا الهی به بنده احسان کن — آنچه گفتی تو جلوهٔ آن کن
در نفقه ام استقامت بخش — امر خود را بدل اقامت بخش

هر چه گفتی بکن بر انم داد — وانچه منهی الست دور از آنم دار
از بلاها بخود امانم ده — ره بتحقیق خود نشانم ده

در بروی کسیکه بستی تو — نیک و بد را کریم هستی تو
وانکه طوعا بسوی تو آید — رحمتت در چگونه نکشاید

کو نم ز قاید تو در ره سم — گر گدا ای فتاده در چاهم
هست امید از ده چو همراهی — خوانده ام من ز خود تو آگاهی

زین کشش نجات بخشایم — در ره خود ثبات بخشایم
از شر نفس من مرا بره هان — تا بکوشم براه تو از جان

چو نتو بردی بخدمت پیرم
من چو گوی و فضاست چوگانم
اینطرف آنطرف میندازم
کرده آنچه علم تحقیقم
ز آنچه فردا بود پشیمانی
بی من از من هر آنچه خود دیدی
گر نه بخشی تو طاعت است عصیان
نفس و دیو بند هر دو مجبوریت
هست زیبنده بنده در هر کار
هر چه بد کرده بود پوشیدی
در پناه خود از عنایت تو
چون بود فضل تو مرا شامل
چون گذاری تو چاره من چیست
جمله مجبور حضرتت هستیم
همتم ده که دست ازان دارم
سورهٔ فاتحه مرا تعلیم
از برای تو گفتگو دارم
هستم از تو کنون ز خویشم کن
در عمل سالم از آفت دار
فکر را ره با صل خود وا کن
بخش توفیق در ره توحیدم
ذاکرم کن بنام خود هر دم
از زبانم تو بی تو نکو یابی

گفته او بجان و دل گیرم
مو بمو زیر حکم و فرمانم
هر چه نا میده تو بنوازم
در عمل نیز بخش توفیقم
بر من امروز کن نگهبانی
بر من از فضل خود پسندیدی
جهت پیش نوازان نتوان
کی بیابنده به مغفورت
در عذاب و صواب ای غفار
در روی از لطف و مرحمت دیدی
روز و شب دارد هدایت تو
دیو کی بشود بمن عامل
بر که روآرم و مرا فن چیست
جمله واثق برحمتت هستیم
طاعتت از ره نهان دارم
کرده من بر آن شدم تسلیم
سلهٔ لطفت آرزو دارم
ز آنچه داری رضا تو کیشم کن
تا که خشنودی تو آرد بار
عشق خود در روان من جا کن
کن مبرا ز جمله تقلیدم
یاوری کن در اندرم هر دم
راه گفتن مرا تو بنمائی

روح او را ز بنده کن خشنود
مو سفیدم کنون ز من بپذیر
آفریدی برای عرفانم
ز آنچه شرمنده بگشت آخر کار
خود دو چه دم ز فضل بسرشتی
پرده پوشی بکن که ستاری
گرچه من مو بمو گنه گار است
بود عقوبت برای عصیانش
هر کرا فضل تو بود حامی
هر کسش خواند ازان نکو کردار
بر خود از معصیت امانم بخش
چون کنی خود مرا نگهبانی
بجز عجز و نیاز و زاری ها
عاقبت ز آنچه ام عتاب آری
هر چه اندم ز بنده میرو ید
ز آنچه روید بده برومندی
علم در ویشیم عطا داری
گوشه بخش و توشهٔ طاعت
اندر آندم که می کنم این کس
میکن اندر عمل تو ام عامل
هر کجا در رهت قدم دارم
حکم پیر الست هر چه می گویم
ابتدائی کتاب هستی تو

چون بسر بردم آنچه او فرمود
عاجزی را و دست من میگیر
معرفت کن نصیبهٔ جانم
اول کار بنده را مسپار
خو به لوح دلم تو بنوشتی
جرم بخشی بکن که غفاری
رحمت تو هنوز بسیار است
لیک خواندی برای احسانش
دین و دنیاست در نکونامی
گرم کردی به نیکیش بازار
مغفرت هم درانجهانم بخش
کی رود نفس من لشیطانی
گریه و آه و بیقراریها
به که زان منعم از صواب آری
ملهم حضرت تو میگوید
چون درین مشغلم بر افگنری
نیز مصئونم از خطا داری
آن مکن کم ز من بیکساعت
خود ببنداز و فکر بخش افکر
ز انشوم بر کرامتت شامل
پیش ازآن آندم زدن تو نگذارم
در ره طاعت تو می پویم
ره به رازم ازان هستی تو

وحدت بکثرت مظهر کردن و در چشم اهل شهود
واحدیت در کثرت تجلی کردن و تنزلات را ترقی دانستن
و ترقی و تنزل از میان برخاستن و موحد
شدن سالک و خود را و غیر را واحد دیدن

واحدیت از خود نهان در خویش
کس معین نبود تا از بیخیال
برد لیلش تعینے باید
خواست عابد برای خود معبود
لاتعین یقینے اجمال
سالها بود همچو ایاد گشش
کنت کنزاً که گنج مخفی بود
نور انسان چو ضو برافشاند
آن تعین ز حال اجمالی
پس در آمد بعالم ارواح
اکمل و اجمل است این ایجاد
برزخ جسم و روح شد اینجا
باز معنی در عین معنی بود
عشق آن چون مثال را در خواست
آنچه اجمال بود پوشیده
از تجسد که همه گر بینند
هم پری هم اجنه از انجاست
همچنان عالمے ز حیوانات
این بود حال عالم تفصیل
واحدیت دران نماید روی
بر مفصل هر آنکه دل داده
هم بهر حال حال هم زایل
تا با جمال باز پیوستن

کرد پیدا ز خواهش اینحال
کرد از فیض و لطف ارشادش
شد ز نور محمدی مشهود
آن بجز صورتے نمی ماند
شد بتفصیل فرتبه سالی
گشت بر گنج خویش خود مفتاح
خلعت جود خویش بهر این داد
از تجلی ایزد متعال
مے نشد هیچ صورتے مشهود
انجمن از صور دران آراست
عالم صورت آمدت در دیده
هم دگر جسم در آیند
مجمل این عالم مفصل خواست
کرد پیدا بصد هزاران ذات
هم عزازیل ازان و هم جبریل
در مفصل نوع کلیت جوی
بر وجود عدم در افتاده
شد مفصل باصل خود مایل
از تعبد این همه تو از بستن

زین سبب خواند صوفی اکمل
زانچه مبرز است تربیت میکرد
معنی حق چو صورتے در خواست
نور انسان که نور نور است این
قطره را رفته رفته دریا کرد
خلعت نور شد چو جسمانی
لاتعین چو در مثال آمد
کم نبود بے مثال فی مابین
ضو چو در عالم مثال آمد
عالم امر است ازان صورت
هر که بیناست صورتش را دید
هم ملک هم بشر شد و هم دیو
هم دد و آدم هم سوام هوام
هر چه دارد وجود با تصویر
چون مفصل زوال بپذیرد
از مفصل بمجملش دل بند
در کمال و زوال باز ارشش
ز ابتدا تاکنون تعین هیچ
بود اجمال و حدت او از

بے کم و کیف بے این و بے پیش
او بوحدانیت شود دلال
تا بره این خیال بنماید
تا کند خویش را بخود مشهود
نام آنرا یقینے اول
در عنایات خویش مے پرورد
جز بانسان بکس نیامد راست
داد حق بر ظهور این تزئین
یعنے از خویش پرده را وا کرد
جلوه گر زان وجود انسانی
حال تفصیل را کمال آمد
حالت روح و جسم بود فیض
جسم ها را زبان و قال آمد
گشت مجمل نهان در آنصورت
یافت معنی و صورتش پوشید
بر همه ذات یک بود بے ریب
شد بیک صورتے پدید این نام
هستی آن نهان ز مجمل گیر
ره با جمال خویشتن گیرد
زان نشینی بجمع خود خیر سند
هر زمان صد هزار اطوار کشش
شد ز انتها دران بر زبان آن گنج
هست هم در شهود و سر مستتر

هر چه پیدا است زاده زان نو زند
کثرت وحدت است در توحید
گر کند باز سوی مجمل روی
مجملش معنی دو کون آمد
چون بنلی مفصل است مجمل
چونکه تفصیل خویش را بشناخت
مرحبا صورتی که معنی جست
هر او هست صورت عالم
عشق از حق بسوی او شد راست
مجملش نکته جهان زاد است
شد ز ناسوت ناظر ملکوت
پنج آمد مقام و برای پنج
عشق بر عاشقی گشت تکمیل
ای هو الاول ای هو الآخر
ای ازل بوده ای ابد پیوند
از تو دالپس کسی نگیرد
اشهد ان لا اله الا الله
قطره آمیختش شد این دریا
هست تفصیل زاده اجمال
هر چه موجود شد ز رحمت بود
حاصلش وحدت وجود آمد
از تغیر و فنای هر بنیاد
گر چه اندر تنزل است آمد

هم مقرب بخود هم دورند
خویشتن را ببین که خواهی دید
کس ز تفصیل می‌نیابد بوی
آنچه تفصیل شد بلون آمد
از تغیر و فنا بود اکمل
صورت او از آن بمعنی ساخت
نور معنی ز صورت او رست
من ثناخوان او بهر عالم
مجمل از بهر این مفصل خواست
منبع فطرت است و ایجاد است
شد ز ملکوت سایه جبروت
که تعین شمرده که گنج
دید حق بی کدورتی تفصیل

نیست جائی جدا از آن اجمال
اینجهان ضوء آن جهان آمد
لاتعین شود تعین ها
هست کون و فساد در هر حالی
چون مفصل وجود بگذارد
صورتش زین کمال معنی شد
نور را دید و گشت نورانی
بحر العرفان ز نور او زد موج
لاتعین شدی گر از هستی
گرد از این راه عارف کامل
ز دو لاهوت جاذب او شد
پس بهر صورتی که باشد کس
وصف انسان کامل است در پیش

در وصف انسان کامل الکامل یعنی سالک و محو محمدیت محمد ؐ

باش در هر صفت بخود خورسند
لیک باید که خود ز خود میرد
گشت مشهود از رسول الله
هر دو عالم درو ست ناپیدا
کس نه بیرون ز حق بهر احوال
نیست جز حق بهر دو کون مشهود
گر بتفصیل در شهود آمد
سوی وحدت همی گذار نشاد
آن تنزل دلیل ذات آمد

صورتی را که پرتو خورشید ز
بر همین حال عاشقت هستند
جمله موجود را وجود است او
لم این بحر هر که دریابد
ریشه در بیخ ما یکی باشد
هر که را حق بحق شناسا شد
خالق است خلق را وجود اینجا
شد ز نور محمدی موجود
کس نه بر ذات او بجز ذات

آنچه تفصیل شد بچندین حال
وحدتش نور جان جان آمد
صورت حال شان رود از جا
بهر تشریح عالم اجمال
ره با جمال خود از آن دارد
ورنه معنی در اصل معنی بد
در حقیقت بر او ست انسانی
شد لوای حقیقتش بر اوج
گنج مخفی بذات خود هستی
چشم پوشیده طی همه منزل
محو لاهوت گشت از آن لابد
او ست گر پیش رفت یا واپس
هست وجود محمدای درویش
موحد ست از وجود بو یا هر
قابلیت ترا در آن دیدند
تا بتفصیل صورتت بستند
از خدا بهر ما شهود ست او
از وصال خدای بر یابد
واحدیت نه در شکی باشد
پرده آنچه گفته ام واشد
شد ز هر سو یکی شهود اینجا
هست چیزی که در جهان مشهود
بی صفت نیست ذات بر اثبات

هرچه موجود از عالم است امروز
بود بی آنکه بود شب یا روز

گرچه بر ذات خویش هیچ نیست
خواست تا کس شناسدش چو نیست

بهر این نور مصطفی را خواست
پس از آن نور خلقها را خواست

کاین و کاینات صورت نیست
منبعش نور این محمد هست

هست انسان کامل آن اجمال
نور نور است نور در هر حال

هست نور سما و ارض الله
پس یکی دان وجود ای آگاه

اوست هر سوی نور تابنده
ضوء آن نور نور تابنده

ظلمت از نور خویش میکن دور
تا شوی نور و رهبری بر نور

نفی کن بر تعینات از جان
تا بود گنج مخفیت ایمان

هر طرف رو کنی یکی نور است
در تعین اگرچه مستور است

تو تعین مبین ببین در نور
تا تو از نور خود شوی مسرور

بر تعین بطاعت آری سر
هم عرض لازم است و هم جوهر

نور را نور ازین منزه دان
نور بر جوهر و عرض شد جان

نفی ازین کن بغیر و هم بر خویش
جز یکی ذات نیست بهتر کیش

گر سوی بیخ و ریشه داری سیر
هر چه بینی خدا بود بی غیر

چشم بینا ز عوره می بیند
پس نه در شی بنور شی بیند

نور اشیا چو گرددش مشهود
با همه یک وجود خواهد بود

او نه بیند دوئی بهیچ اشیا
گرد نورش بسوی خود ره وا

گر ازین ره رهش بکفر افتاد
آن جز اسلام بر نخواهد داد

گر ز کفرت خدا شود مشهود
هیچ دین به از او نخواهد بود

کشتئ سالک از تباهی شد
او نه از ره فتاد و لاهی شد

طالب دین ندید غیر از دین
دین کند جلوه اش بقید زمین

تخم دین کشته دین ازو روید
هر طرف راه دین همی پوید

مرد دین دار را خدا یار است
زانکه دیان بدین خریدار است

از ازل دین محمد ثبت بود
شرع را شرع آفرین بستود

عامل شرع اوست دریائی
بحر بینی ز خود چو باز آئی

قطره کو ز خویشتن وا شد
اوست دریا چو غرق دریا شد

آشنا گشت و در شناه است او
هر کجا هست با خدا هست او

ناخدا را برو بنا شد دست
زانکه کشتی هستیش بشکست

ماهی است آب را همی جوید
در نشیب و فراز می پوید

عناصر در چشم انسان عنصری که عنصریت از ریاضت پاک کرده و عنصر عنصر را دیده

مجمل اندر مفصل این باشد
یک خدا جلوه از یقین باشد

بیش دانا وجود آتش و باد
جلوه وحدت خدائی داد

همچنان آب و خاک در اطوار
کرد توحید ذات او اظهار

جمله تفصیل پیش اهل الله
از یکی نکته می گشاید راه

در یکی قطره بحرها بینند
آنکسانی که عارف دینند

هر کجا معنی است صورت جو
چونکه جای نهان معنی اوست

همچنان بحر چون نهایت خواست
کرد ماهی ز صورت خود راست

ماهی بحر اصل خود بشناخت
پا ز سر کرده در میانش تاخت

کرد از بحر معرفت حاصل
بر نشیب و فراز شد واصل

گر بجوید که اصل دریا چیست
تن ز دریا و ذات دریا کیست

میشود اندرین طلب فانی
حاصلش نیست غیر حیرانی

خاک چون بست صورت ای سالک
آدمی شد بصورت مالک

نور تنش ره بسوی معنی جست
هستی خاک را ز نور بشست

خاک تصویر بود هستی خویش
کرد از نور خود زدودن بیش

او ازین راه ره بنورش برد | زندهٔ نور شد نه هستی مرد
لذتی دارد او ابد پیوند | هست در بقای فنا خورسند
چونکه در بست صورت از آتش | صورتی شد اجنه و سرکش
چشم واکرد و اصل خود بشناخت | بود از آتش ازان با آتش ساخت
میکند در فنای خود ره سر | اخگری مرد و گشت خاکستر
نیست ضد آب خاک با آتش | وصف این هر سه فانی و بی غش
از همان نور باد پیدا شد | باد در خویش صورت آرا شد
بود از باد و شد روان چون باد | هستی خویش را بباد بداد
رفت و پیوست باسه ضد او | بود تا بود با همه شاد او
ضد ز صورت شدند نی از جان | معنی جان ز صورت است پنهان
مرد از خویش و رفت در توحید | وحدتِ ذات را تماشا دید
هر چهار است جسم آدم زاد | آدمی را خدا است در ارشاد
آنچه مشروح شد ز مخلوقات | گشت از انجمله جلوه گر یک ذات
گنج در خاک این نهان کردند | جانش دادند و جان جهان کردند
ماهیِ بحر نور شد انسان | داد از نور نور نورش جان
لب بحر است جسم این ماهی | بیند این عز و شانِ الٰهی
نور نامه بخوان و مؤمن باش | راز خود کرده است حق خود فاش
منبع عالم کبیری تو | گرچه در صورت صغیری تو
گنج مخفی ز خویش چون وا شد | صورت و هستی تو پیدا شد
قدر خود را و خویش را بشناس | ناسی و رجعت برب الناس
جانِ جانان ز جسمان جانان ده | آنچه گفتم بروبیت ایمان نه
هرچه بیرون درونِ خود بینی | گر ازین کون بساط برچینی
ذات برخویش قایم الذات است | مختص انجمال اهل اثبات است

او نه خاکست نه صورت و نی نور | گشت در نور نور خود مستور
خاک و آب اندرین صفت یک شد | هر که تحقیق کرد بیشک شد
گشت پیدا سمندر از اخگر | کرد هستی ز خود در آتش سر
آتشش گر باصل یابد راه | باشد آتش در آن فنا فی الله
شد ازین راه خاک در خاک او | نیست آتش کنون تو خاکش گو
از یکی نور این همه تصویر | کرد تفصیل لوح را تحریر
گشت ذی بال صورتش انجام | در هوا پر زدن مراو را کام
باد بر اصل خود چو بشتابد | هیچ از خود نشان نمی یابد
صورت هر چهار از جان بود | جان بجانان جانِ جانان بود
راه جان اتحاد اضداد است | رست از اضداد هر که جان داد است
مغز چون پوست را ز خود بشکست | مغز را مغز بین طلب پیوست
گر ازین چار خوی باز آید | محرم بارگاهِ راز آید
نور انسانِ کاملست این ضو | نیک بنگر بنور نورش رو
نور ذاتی درونِ این استار | جلوه گر شد بصد هزار انوار
زان ندارد برون ز بحر این راه | هست با بحر درگه و بیگاه
او بآن بحر و بحر با وی ساخت | حق در ایجاد همچو نفسش تاخت
آنچه هستی تو هیچ میدانی | شد نهایت تعینِ انسانی
صورتت معنی است هر صورت | از حقارت مبین تو در صورت
اشرفی تو ز جمله مخلوقات | صورت و معنیت خدا را ذات
هر دو عالم درونِ تو پنهان | صورت انسان و معنی تو جان
چون تو از کون برون گذاری پای | باشدت همچو جان بهر جا جای
وارهی از فساد احوالات | از صفت فانی و بقا در ذات
سر چو در جیب خود گذاری تو | پس مثالی چو خود نداری تو

جز مثالی که اندرون داری | اوست تا صورتی برون داری
تو مثال مثال خود هستی | چونکه تو نیستی در بلندی و پستی

زبدهٔ کائنات هستی تو | گر ز پندار خویش رستی تو
گوش کن زانچه من همی گویم | از چه اینجان داده است ز دیگر

خورده ام باده گشته ام سرشار | اینچنین نشاء داد ازانم بار
جان من پر ز بحر العرفان است | مجملی را که گفتم این آن است

یا مفصل بخوان و یا مجمل | هر دو را یک ببین مباش احول
وانکه مؤمن بمجمل باشد | راه تفصیل ها برو واشد

وانکه مؤمن شود بتفصیلش | آخر اجمال گشت تحصیلش
کس نه زین دایره برون ره یافت | گر چه بسیار در طرق بشتافت

نیست زین دایره طرق بیرون | خود بخود شد بذات خود مشحون
از همه راه ره برو باشد | شارعانرا ازو نکو باشد

صوفئی ماکه شرع در بر کرد | نور نور محمدی سر کرد
حجتش قاطعست و بس غالب | باشد این شرع راه هر طالب

هر که شد عارف و خدا را یافت | از ره شرع مصطفی را یافت
هر چه او دوست و الشت داری | دوستی تو زین سبب با اوست

مصطفی آمد خدا حبیب آمد | راه او با خدا قریب آمد
نور را او در طرق اماممش شد | دوبیت وصل حق بکامش شد

هر که جز این رهی بگیرد پیش | نیست در پیش ما سآمان کمیش
گر چه در جستجوی نور افتاد | لیکن از راه نور دور افتاد

نور با او و او بعید از نور | زین سبب نور ماند ازو مستور
صورتش برفت اچو پیوندد | معنی آندم بریشش او خندد

اندرو نور نور آتش بود | عاقبت زان سیاهیش از دود
او بظلمت ابد مکان دارد | بود از انجا و جای آن دارد

باشد او را تحسر این حال | حاصل از نور این دو متحال
هر چه انجا و حشر او انجاست | او ابد نوحه گری و او بلاست

اوست بوسی که آمد از دریا | نارسیده براصل و رفت از ما
آمد از بحر و ماند دور از بحر | جو یکی را شد این ظهور از بحر

تا که تر جیح راستان باشد | ضد ز ضد جلوه در جهان باشد
بهر تکمیل خود چنین در خواست | زانکه نقصان درو نیامد راست

جز و کل را وجود در یابند | کل براجزا وجود در یابند
خود بهر جلوه کمالش هست | هم جمال است و هم جلالش هست

هیچ دم سر ز سر نمی تابد | لیک سر رشته در نمی یابد
در حجیب و در الست پادشاهست او | هم سر الست او و هم کلاهست او

وسعت قدر نیست ازین مظهر | بر هر امکان و جوب آمد سر
هم محیط الست در پس و در پیش | آشکارا نهانش اندر خویش

باشد ار حق و ستماهم اندر وی | هست هر شی بغیر او لاشی
خالق نور و ظلمت است آن ذات | شد یکی در یکی همه اثبات

سابق است او همه از و آمد | هر چه آمد از و در و آمد
نیست جز ذات او دگر کس ذات | شده از ذلت و نقش اثبات

صد هزاران هزار در ره مرد | تا یکی سالکی آن طرف ره برد
آنکه سالک براه از پا شد | راندر یا بجان او و او شد

بحر در قطره نهان سازد | از یکی قطره صد جهان سازد
قطرهٔ بوده است هم آن در | کرد از ماینجهان بجهان زد پر

سالکی خویش را بره بگداخت | ذات را در ذات خود بشناخت
چونکه بر اصل کار پی برد او | گشت عارف بمعانی و در دو او

گر چنین صد هزار انسانست
بر همه یک وجود و یک جانست

از سری تا ثری محیط استند
زان بسیط همه بسیط استند

آنکه خود را ندید و حق را دید
غرق شد اندرو و رق پیچید

دانا گر از کتاب مجمل خواند
در یقین رفت و سر بزانو ماند

گشت نور یقین برو مظهر
شست از آب اشک صفحهٔ دفتر

جلوه گر در وجوب امکانند
مالک جسم و مالک جانند

نیست جز حق بهیچ ذاتی ذات
هست بذات این بود بما اثبات

ذات دریا که در صفات آمد
زان بماهی صفات و ذات آمد

آنکه عامل شد است بر تفصیل
عمر او صرف قال شد در قیل

فکرش از راه راست دور افکند
تا ز خود بینیش غرور افکند

کز صفت کرد معرفت حاصل
از چه از ذات خویش شد واصل

در دو گر جسم بحر العرفانند
راز دریا تمام میدانند

او نه اول بدید و نے آخر
علم ها خواند و بے خبر از سر

سر بزانو نهاد و حق را جست
قیل و قال کتابها را شست

علم را خواند و در یقین ره کرد
العمل از یقینیش آگه کرد

عمر ملا به نامه خوانی صرف
گشت و نے نکته یافت او نے حرف

در صفت ذات زان نهان دارند
راه بر ذات حق از ان دارند

شکر لله که واجب الذاتیم
ذات را ترجمان و آیاتیم

چشم عارف که ناظر ذاتست
هم صفاتش بذاتش اثباتست

کرده از علم و عقل دور اندیش
صد هزاران حجاب خود بر خویش

او ز علم الیقین بعلم افتاد
جز خبر علم بر نه خواهد داد

گر بشد از وصل بر خبر قانع
آن قناعت ز وصل شد مانع

پرسیدن امّی از ملائے که در بغل توچیست و جواب گفتن او به امّی که این کتابیست در علم نحو که کافیه مے نامند و برآوردن ملا از بغل کتاب، و نمودن بر مرد ناخوانده و مناظرهٔ ایشان باهم در باب متن و حاشیه

بود روزے براه ملائے
گرم رفتار عازم جائے

کافیه داشت در بغل با خویش
تا بهر وقت درس خواندن پیش

طالب علم نحو بود آن مرد
روز خود صرف اندران میکرد

عمر را صرف صرف در ره داشت
تا که روزش بشب رسید از چاشت

کز صرف هوا همه مایه
تا رسیدش به نحو ره پایه

محو میشد کز از ریاضت او
نافهٔ طاعتش بدادے بو

تا ندیدی فنای خود در خویش
بیخود رو خواب راه کردے پیش

بے خط و بے ورق خواندے
بیش او ز اهل علم سر ماندے

خواهد اندر طلب عرق افشاند
تا عبارت درست خواهد ماند

در رها میکه بیز یافست حرف
اندران خانه نو هست ز صرف

اے سنا دو کتاب در خود داشت
در ره خود حساب ازان برداشت

ظرف پیدا و بحر ناپیدا
کون و کاین غریق اندر یا

او گر از علم نحو بر بوی
از همه بر نماز کردے روی

زانچه میشد ز خواندنش حاصل
دیدی از چشم ثبت اندر دل

روے بر خاک عجز بنهادے
زانسوی علم راه بکشادے

علم قالست مختصر ای مرد
هیچ سوے بکس نه خواهد کرد

غیر ازین نیست حاصلش این علم
جهد کن تا نیابی از دین علم

محو بیت داده روے بر طالب
علم او شد بعلمها غالب

بوده است صفحهٔ دلش پر حرف
کرده بحر محیط را در ظرف

بحر العرفانست شحهٔ زان بحر
علم دنیاوه دبی ازان یک نهر

بحر العرفان کتاب دیگر هست / موج این جوش این از آن سوست
بود بحث و جدل در آن کوتاه / روی بر قبله سجده بر الله
طالب حق بسجده دارد سر / نیست در سجده خواندن دفتر
مصطفی علم را که بستود است / آن ز این علم علم دین بود است
این ز هستی خویشتن نالید / آدم از راه نیستی بالید
حرص شان چشم از خدا بسته / اهل حق را ز ظلم دل خسته
علم را گر عمل نداد کس / علم ابلیس عبرت او بس
گر رود کس بحاجتی پیشش / دور دارد ز صحبت خویشش
گوید از علم بعلم آن دوم / سود خود کی ز دست بگذارم
گر چه در علم وصف دین آمد / دین عمل علم را یقین آمد
خویش را به ز آدمی دید او / تافت از سجده سر ز نخوت او
همچنان عالمی که خود بین شد / بهر دین نیست خواندنش لله
گر کسی هدیه آردش در پیش / یار بر مطلب خود است در کیش
حضرت مولوی که جامع بود / در همه علم او چنین فرمود
گفت ملا بمرد کشتی بان / خوانده نحو گفت آن نادان
گفت ملا که نیم عمر از دست / مر ترا رفت حسرت این هست
رو سیاهی از و چو آن بشنید / بادی از جهل و از جدل پیچید
باد کشتی فکند در گرداب / بود دریا عمیق و علم نایاب
گفت علم شنا ندارم من / جان سلامت چسان برآرم من
شد فنا عمر تو تمام اینجا / خواندن نحو تو کدام اینجا
محو حق باش و نحو را بگذار / نیست نخوت بوقت مردن یار
از پی درس علم می کوشید / تا فضیلت بجاه بفروشید
هست در لذت و حلاوت حرف / آن چه آبست و علم او را ظرف

ابجد اجانر تو بنما این مقام / کاندر و بی حرف میرو بدکلام
قرب با حق که سجده اش حاصل / در دمی سجده با خدا واصل
مرد ملا درین ندارد دست / علم و فکرش ازین ظرف ره بست
او به نحو علم رفت و سلطان شد / آدمی عشق داشت انسان شد
در نحو برگ عالم فانی / نام دانا و غرق نادانی
در نحو دابه های نفسانی / صرف دارند علم ربانی
از غضب حق امش از آن سو بست / تا گشاد است بظلم مردم دست
تا بگیرد بهای فتوی او / بهر محتاج ترش دارد رو
رنج بردن بعلم خواندن من / مفتی ام فاضلم کنون زین فن
در یقین لذتی نیست گر کس یافت / در عمل رفت و نه علم بر تافت
خویش را چون ز دیگری به دید / حق از و این غرور نپسندید
غیر ازین او کتاب بگشاید / راه بهر خدای بنماید
هر چه او می کند از و درخواست / بعد از آن در نحو راه او راست
داشت او علم باطن و ظاهر / گشته اسرار حق برو باهر
آمیم هیچ ازین نحو دانم / گشتی خود روم بمیر امن
روز یم تا شود ازین حاصل / هم شود عزتم بهر محفل
شد دل آزرده و [illegible] / داشت آزردگی از و پنهان
گفت آمی به نحو خوان کای مرد / وقت نشکست شنا توانی کرد
گفتش آمی که علم دیگر از دست / میرود از تو و علاجت هست؟
هست عمل علم را شنا کردن / جان ز گرداب ها رها کردن
علم علمست اگر عمل بکنید / جان و دل پاک از دغل بکنید
بند در جاه و حشمت ام هستید / غافل از ذکر صبح و شام هستید
تشنه از طرف ابر او را خواست / خواستن طرف هست او را راست

تشنه از آب و آب در تشنه   رفت وا این لذتیست بر تشنه
طالب یار از این چو جوید بار   طالب علم را نداد این بار
تشنه فی طالب است بر کوزه   ره نبرد آنچه هست در کوزه

ستایش علم اینجا نه بر علم دنیویست بلکه بر معرفت الله است

علم علم خداشناسی هست   تا کرا داده عالمیست دست
غیر از این هرچه علم فانی دان   علم باقی معرفت میخوان
عاشق علم هست نی معلوم   علم او عشق او بود معدوم
علم این بحر را فنا باید   زان رهش تا خدای بگشاید
وانکه او لذت فنا را یافت   گشت فانی در آن خدا را یافت
صرف و نحوش حجاب راه استند   فانیان زین حجاب وارستند
اندرین راه محو باید بود   خواندن صرف و نحو نکند سود
علم و عقلت حجاب این راه است   علم بسیار و عمر کوتاه است
تا عبارت درست خواهی کرد   مرگ آید به پیش تو ای مرد
رفت از تو کتاب خوانیها   ره بخوان تو کتاب فانیها
آن جهانت ز مرگ همراه است   رهبرت تا بمحفل شاه است
محو بودن اگر کسی خواهد   باید اندر نمازش جان کاهد
در نمازت تجلی نور است   ذوق محویت کند که دستور است
واسجد واقترب ز هر حالت   وصل حق است عز و اقبالت
خواندن علم سد این راه است   راه دور است و سخت جانکاه است
از فنا یک قدم بود راهت   میرساند بمحفل شاهت
حرف ملاست اندرین منزل   تا چه از نحو شد بر او حاصل
رفت از شهر سوی صحرا او   داشت از علم نحو سودا او
ناگهان از دهی گذارش شد   کدخدای ده دوچارش شد
چند از روستائیان باوی   پیشوا او و آنهمه در پی
مرد دهقان چو سوی ملا دید   از سر طنز و هزل از و پرسید
کیستی و چه نام داری تو   پیشه ات چیست در چه کاری تو
در بغل چیست آن مرا بنمای   بعد از آن ره ترا است زو هر جای
گفت ای مرد مرد ملایم   روز و شب درس خوانده استیم
در بغل زان کتاب دارم من   تا شوم او استاد در هر فن
خواندن حرف و سطر دریابم   بعد از آن معنیش ز بر نایم
چون عبارت درست خوانیم اند   پس به معنیش در نخواهیم ماند
در همه عمر خویش میخوانم   لفظ و معنی این همه دانم
گفت من نی کتاب دیده ستم   نی ز کس نام این شنیده ستم
از بغل کن برون مرا بنمای   عقدهٔ حیرت مرا بگشای
تا به بینم کتاب چون باشد   ورنه غفلت مرا جنون باشد
زود ملا کتاب بیرون کرد   داد آن دم بدست دهقان مرد
مرد دهقان کتاب را بگشاد   در تماشای سطر و خط افتاد
دید در متن خط جلی تحریر   حاشیه ها خفی شده تصویر
کرد دهقان سوال از ملا   بر جلی و خفی ز هم بنما
زانکه من امیم ندانم هیچ   ای تو دانا تفکر به پیچ
این جلی و آن خفی بگو چونست   کن دو بینی درون من خونست
گفت باشد خطی جلی استاد   هست بر علم نحو از این بنیاد
مجمل از حاشیه مفصل شد   مشکل ذهن ما از این حل شد
حرف استاد گر رود از یاد   این نوشته نما کند ارشاد
در خفی مثل ما مثال آمد   تا از آن فهم را کمال آمد
گر نه مثل و مثل بخواند کس   معنی این جلی چه داند کس

این خفی شرح بر جلی آمد / این دو بینی ز احولی آمد
گفت دهقان از آنچه واگفتی / باطن من بسی برآشفتی
نیک بنگر تو احولی یا من / خود تو کوری درمنت این ظن
به ز تو یافته ام خبر زین راز / گوش کن تا ترا بگویم باز
احول است آنکه بر یکی دو بگفت / طبع اهل بصارت او آشفت
بر حقیقت اگر دهی انصاف / هرچه گفتی تو دردوازمن صاف
میدهد آنچه راه این روزی / گو بروی تو فرد فیروزی
من که ناخوانده ام مرا رزاق / میدهد روزیٔ علی الاطلاق
بی سبب من مفرح الحالم / بهر از تو هست عز و اقبالم
بهر روزی به حیله دارم من / تا به بحق الوسیله دارم من
مظهر روز و شب بر راقم / چشم بر جود و فیض مشتاقم
نور گر خویش را نهان دارد / زان عدم مظهر جهان دارد
نور چون خویش را کند پنهان / ذره با خاک میشود یکسان
مظهر محی و ممیت اینست / نیک دریافت هر کرا دینست
خواب و بیداریست همه ذرات / زین دو وصف است انجحت و آیات
هر کرا خواست میکند بیدار / ورنه دارند در عدم بازار
عشق از حسن حسن پیدا کرد / حسن را زان بخویش شیدا کرد
حسن را چونکه عشق پیدا شد / در سرش خوش سر تماشا شد
حسن در عشق پرتو خود دید / عشق در عشق خویش را ورزید
چون ازین جلوه حسن لذت یافت / موجد عشق شد در ابتنا یافت
زین سبب بهر خویش عاشق خواست / غیر عکسی خودش نیامد راست
عاشق او جز او که خواهد بود / نیست جز او وجود کس موجود
قوتش فعل را تقاضا کرد / چشم آئینه را هویدا کرد
می ندانی که اصل این همه چیست / عکس اگر او است یا ز آئینه سر کیست
شخص آئینه از چه بسر شستند / آن خط جوهر از چه پیوستند
از مسبب وجود هر اسباب / دیده این بی سبب اولو الاسباب
گرچه آئینه نزد هر دراک / گشته تخمیر ازین کدورت خاک
باز تخمیر خاک بنگر چیست / چون شود این فنا در آخر کیست
او هو الاول و هو الآخر / ذات پاکش مظاهر الظاهر
ذات در جلوهٔ صفات آمد / رجعت هر صفت بذات آمد
خواست آئینه بر نمایش خویش / عکس و آئینه در نمایش خویش
نام عاشق بعکس نامیدند / عکس خود را العشق نامیدند
خود بخود حسن و عشق پیدا کرد / محفل آراست شور و غوغا کرد
شخص بر عکس تا سجود آورد / عکس آن سجده در وجود آورد
شخص بر عکس چون رود ز پیش / آید و پیش باشد این بر خویش
شخص از آئینه بر وجود از دور / عکس افتاد و دور شد مهجور
شخص را سابقیست از خویش است / بر تماشا خود آئینه پیش است
هرچه ... ن آئینه کردند / عکس را هم بفعل آوردند
ورنه کی عکس فعل بتواند / او بجز شخص در عدم ماند
عکس را شخص چون ملقن شد / عکس اندر نماز شد لابد
نیست بی عکس شخص را مظهر / عکس را شخص شد از بر
شخص را نیز عکس در کار است / حسن آئینه را خریدار است
شخص بی عکس هیچ پیدا نیست / گر بود در مکان و ماوا نیست
بود بی عکس شخص پیغمبر / نیک او را چو خود بشر مشمر
بود او شخص و عکس او عالم / سایه‌اش خلقت بنی آدم
مظهر ظاهر خدائیست او / تا خدا بر تو رهنمائیست او

نور را سایه کی بود پیدا
سایه با نور کی بود برجا

ضد همدیگر نداز ایجاد
الفت این هر دو را خدا کی داد

نور ظلمت بهم نمی سازند
هستی ها هم ز هم براندازند

نور بی سایه است در خود نور
گشت از سایه نور هم مشهور

حسن بی عشق بی نمک آش است
لذت آش از نمک فاش است

گر نه آئینه در میان باشد
عکس را کی وجود جان باشد

حسن بی عاشقان بود معدوم
می ندانم چسان شود معلوم

زان ملاحت که مصطفی را بود
حسن و عشق است از آن نمک موجود

گرچه در خود غنای نورش هست
لیکن از عاشقان ظهورش هست

زین سبب عکس زینت شخص است
گرچه عکس است طینت شخص است

عکس را سجده چون بخود فرمود
اول رتبه خویش ساجد بود

ورنه کی عکس سجده میداند
هر طرف شخص خواند میراند

عکس را گر وجود باشد پیش
پس قدیمش شمار ای درویش

صورتش را تمام معنی دان
پس بخود خود بود درین تن جان

اینهمه حادث و قدیمست او
لیک بر حادثان ندیمست او

قوت و فعل شان ارادت او
فرض بهر کسی عبادت او

اوست بر خویش سجده ساز شده
اوست بر خویش عشق باز شده

کرد بهر ظهور آئینه ها
کرد ازان کسب نور آئینه ها

حسن و آئینه چون مقابل شد
عکس را باش و بود منزل شد

حسن بر خویش شد ازان بینا
گشت آئینه حسن را دانا

هرچه زانسوی شد ازینسو شد
روی این عکس همچو آن رو شد

شخص یک بود و آئینه بسیار
زان سبب شد صور بصد بازار

آمد آئینه ها چو در اعداد
هر طرف ضو فتاد صورت داد

شخص بر عکس خود نظر مانده
عکس از شخص بی خبر مانده

شخص با عکس چونکه ملحق شد
عکس را دعوی انا الحق شد

هم درختی بگفت انا الله
نی درخت است شخص از و میخواه

خود دران عکس چونکه عکسی دید
عکس از عکس این خبر بشنید

شخص کرد از زبان عکس انحرف
ورنه از عکس هست در دین حرف

غیرت نور عکس را انداخت
شخصیت را ز عکس فانی ساخت

شخص بر جا و عکس شد فانی
هستی خود نه شخص نادانی

بر بدایت نهایتش آمد
در نهایت عنایتش آمد

هم بعکسی فزود حیرانی
کرد دعوی انا سبحانی

همچنین رفته رفته تا بالا
گفت در سجده ربی الاعلی

چونکه بر سوی اصل خود دیدند
اصل خود را بجان پرستیدند

خویشتن را در دفن کردند
پرده از اصل خویش وا کردند

پرده برخاست پردگی بگشود
لب بافشار گفت انا الموجود

عکس گر شخص خویش را بیند
هستی خویش را ورق چیند

شخص این گفت و عکس را سر زد
هرچه در شخص بود از آن بر زد

عکس را کو زبان و کو گفتار
عکس را کی تحرک و رفتار

عکس بیچاره را جز اقلست
کیس جز اسرف حجر اصلست

هست آن ذات واحد القهار
شد ازین جلوه با چنین اظهار

بی نیازی او چنین درخواست
خواستنش بهر عاشقان شد راست

دیت خون شان وصال آمد
دادن جان بره کمال آمد

باید از صورت آمدن بیرون
زان شود وصف کاملان بیچون

تا نبود در صوری بود اعداد
شد احد هر که زین برون افتاد

در شکست بدن درستی هست
خویش را بشکن این مده از دست

گر تو تخریب این بدن کردی ‌‌ نفی بر وهم ما و من کردی
عشق ثابت شود ز جانبازی ‌‌ بذل جان کن بره سرافرازی
اوست در هر طرف تجلی بخش ‌‌ خویش را هم بخود تسلی بخش
فانی او ابد بقا دارد ‌‌ عارف او بجا فنا دارد
نفس خود را کسی که دریابد ‌‌ او ز نفس آفرین خبر یابد
کشته خویش را کند زنده ‌‌ هست این لطف خواجه بر بنده
خویش را نفی و ذات را اثبات ‌‌ کرده اثبات خود ازین بالذات
وانکه هم خویش دید و هم معبود ‌‌ در طریقت باو ندارد سود
پای او بر سران شرف دارد ‌‌ او سر و پا بهر طرف دارد
هر که این را نه خواند کافر مرد ‌‌ هست اعمی بحشر حسرت برد
هر که دانسته خواند ایمان یافت ‌‌ عمرها بهر ذکر این بشتافت
کرده اثبات آنچه اثبات است ‌‌ عکسش آن نور آن همه ذات است
هستیش هست آفریننده ‌‌ او خدا ای بصورت بنده
آفرینش برای او شد نور ‌‌ او شد اندر قباب حق مستور
هست در بزم او خدا حاصل ‌‌ واصل او هست بر خدا واصل
تا کنم کسب نور از نورش ‌‌ تا نمانم دمی ز خود دورش
صورتش معنی است بر بینا ‌‌ معنیش را کجا شد دانا
او شده او نماند در تن هیچ ‌‌ غیر از او بهر خویش نگزین هیچ

بود در آن خزانهٔ پنهان گنج ‌‌ گنج ناید بدست کس بی رنج
اصل در ذات خویش شد واصل ‌‌ وحدتش راست عکس ها شاهد
ذات او جز باو نشاید دید ‌‌ خویش را کن فنا که باید دید
هر کسی کو عرفت ربی گفت ‌‌ دید در خویش و پس بربی گفت
چون تو برخاستی ز هستی خویش ‌‌ آنچه باقی بود خود آید پیش
نفی و اثبات بهر این خوانند ‌‌ تا که هستی اصل خود دانند
دید خود را فنا مسلمان شد ‌‌ جز فنا کس نه اهل ایمان شد
وانکه خود را ندید و حق را دید ‌‌ پای آنمرد باید بوسید
علم او را کسی نه خواهد یافت ‌‌ وانکه دریافت رو ز خود برتافت
خواندن لا اله الا الله ‌‌ سازدت لا و ماند الا الله
هر زمان بر فنای خود قایل ‌‌ نفی کرده بهر دو مایل
عکس ها را چو شخص بخشد نور ‌‌ هم از آن عکس عکس دیگر نور
عالم اندر امان ز همت او ‌‌ شامل خاص و عام رحمت او
چونکه بسیار نام حق خوانده ‌‌ او شده فانی و خدا مانده
صحبت او نصیب من بادا ‌‌ یاد طیبه او وطن بادا
نور الله جلوه در رویش ‌‌ قبله و کعبه بنده ها کویش
وانکه بوئی ز معنی او برد ‌‌ زنده معنی او ز صورت مرد
خویش را پیش او یکی عریان ‌‌ جامه بگذار و باش پیشش جان

تبدیل کردن صورت مرید را با پیر و پیر را معنی خویش و معنی شدن صورت مرید از پرتو پیر و برخاستن جلوه از ما بین این دو حال هستی در پیر و بالا و به هستی در مرید و دریافتن هر دو وحدت ذات را در صفات وجهه دوستان کام شدن ازین واردات

جان فدا کن بجامه اش هردم ‌‌ تا بری پی ز معنی عالم
شخص پیر و مرید شد سایه ‌‌ باشد از شخص سایه را پایه
شخص هر سایه را ز رحمت خویش ‌‌ کرد چون خویش هر طرف در پیش
تا چو خود در فنا نورش داد ‌‌ از وجود خود آن الهیش داد
هستی او نمود این را هست ‌‌ دست او گشته است این را دست

اوست در اول اوست در آخر | اوست در باطن اوست در ظاهر
شد مدور نه سر نه پا پیدا | خود بخود دوال است خود شیدا
این مدور بخود مصور شد | تا از آن جلوه ها مکرر شد
کهنه و نو همه قدیم استند | اندرین جلوه ها ندیم استند
هر چه نو بینی از قدیم است آن | در صفت خویش را تو نو میدان
وحدتش در عدد ضرورت را | سایهٔ خویش کرد صورت را
در بد و نیک امتیاز آمد | نیک آنکو ز خویش باز آمد
چون ببیند که بی نهایت هست | ز اند حیرتش ز دیدن دست
گشت اعیان ثابته نامش | کرد بر بهر چه خواست انعامش
مرشد اعیان ثابته باشد | بر مرید این ز رابطه باشد
چون در آئینه حسن خویش نمود | قیمت و قدر آئینه افزود
صاف را حسن صاف بنمودند | راه سر راز خویش بکشودند
هست این اعتبار هستی ها | نشأ ذات اوست مستی را
بر سر مسند خودش بنشاند | نام او رفت و نام خویشش ماند
نام این آفرینش است حوا | شد ز پهلوی آدمی پیدا
هر یکی شد بیک صفت موصوف | شد بنزد دگر از آن معروف
صورتی را که امر کرد آمر | گشت موجود شد از آن مجبر
تا بخود عکس اعتبار آورد | هستی خویش را در شمار آورد
گرچه مختار خود در اسرار است | هر چه در سر بود همان کار است
زان سبب امر و نهی فرمودند | عکس را شخص خویش بنمودند
شد ملایک بسجده اش مأمور | هم دد و دام و دیو و جن مقهور
آدمی هست افضل المخلوق | ذات حق سابق است این مسبوق
مجمع است از صفات و ذات این جسم | یافت است زان ابد ثبات این جسم

سایهٔ خویش را حمایت کرد | ز آفت همه بذیل خود پرورد
فکر دانا برون از این خبر | نیست راهی که تا برآرد سر
نیست از دایره کسی بیرون | جمله در حیرت اند و بس مفتون
تو بنو از کمال خوبیهاست | هر چه خوب است از این چه خوبی خواست
تو بصورت قدیم در ذاتی | شکر میکن ز ذات آیاتی
کثرت از بهر وحدت خود کرد | جلوهٔ نیک و جلوهٔ بد کرد
تا تمیز نه راه در ماند | معرفت را بعجز سر ماند
هر عدد را ز اصل خود بنمود | مقتدی بهر معرفت بکشود
هر چه ز اعیان ثابته سر زد | آن ز اعیان بفعلها بر زد
هر چه آئینه صاف تر کردند | اندرو خویش را نظر کردند
هر قدر صاف آمد اندر پیش | قرب بخشید زان رهش خواهش
با مکدر مکدر است بازار | جز کدورت از آن ندارد بار
هستی هر که نیست در خود دید | بس ز اورا پدید در خود دید
این من و ما برای لذات است | ور نه تحقیق شد که یک ذات است
بحر ذاتی بذات شد مواج | گشت ذوات را از این افواج
گوش هر ذره امر را بشنود | جلوهٔ آن ظهور آمر بود
شخص آئینه که شد مذکور | داد بر امر خویش چندان نور
خواهش حضرتش همین بوده است | که بعکس اختیار افزوده است
لیکن این متهم ز هستی شد | باشد این عیب بین خود لابد
بر ظهورش چو اعتباری بود | زان مراین را تمام خود فرمود
این همه نیز موج آن بحرند | آمده هر همه ز یک شهر اند
از صفات حقیقت تخمیرش | با حق و ذات اوست تدبیرش
گشت از این ظهور و هابی | شکر کن گر خبر از این یابی

مصطفی منع فکر ذاتش کرد ... کردن فکر بر صفاتش کرد
فکر ذاتش بود ره الحاد ... زانکه چیزی نه خواهدت زان زاد

بیشوی کاهل از عبادت ها ... هست حرمانت از سعادت ها
در صفاتش چو فکر آید پیش ... بنگری عجز خویش اندر خویش

نفس عجز و نیاز پیش آرد ... روی هر دم نماز را دارد
نیست در ذات عابد و معبود ... گر بری پی ترا ندارد سود

بنده گی و خدائیست لذات ... این صفاتت بفکر به از ذات
در صفاتش تو آدمی باشی ... ناظر از روی محرمی باشی

بحر و بر بهر سیر این کردند ... در نظرهای خویش پروردند
بحر یعنی بذات تو عارف ... بر بعضی صفات او واقف

عکس را همچو شخص بگذارد ... عشق بازی بعکس خود دارد
خود معلم بفعلها در وی ... کس نیاید بکار کس زان پی

این گرفت آن و آن گرفت این را ... کس نیابد ز حیرت آئین را
شخص بر عکس خود تماشا کرد ... عکس ازان عشق شخص پیدا کرد

لیک عکسی که صاحب دید است ... خویشتن را فنا پسندیده است
اندر و هیچ راه هستی نه ... کار جز بیخودی و مستی نه

هیچ از خود وجود نشمارد ... ذره هست و بود نگذارد
هر قدر خویش را فنا بیند ... آنقدر رویت خدا بیند

هستی خود همه ازو داند ... تیغ لا بر وجود خود راند
بعد ازان عکس نیست شخص است او ... صوفی صاف شد برقص است او

چون در اسرار حق موحد شد ... اندرین گفتگو موحد شد
پیش ما مرشد خدا بین است ... وصف احوالش اکمل الدین است

در ره بنده گی همی پوید ... پیش هر خاص و عام میگوید
خود خدا عابد است و خود معبود ... لَیسَ فِی الدّار غیره موجود

هر که این حالت و نظر دارد ... نیست و صورت بشر دارد
اینچنین رتبه بجز توفیق ... هیچکس را نمی شود تحقیق

فرو رفتن واصلی در بحر مکاشفه و در یافتن حقیقت اجساد الثانی و برگشتن سرشار ازان نشأ و خواستن افشای آن معانی بطالبان الٰهی و حاضر بودن مریدی با آئینهٔ دل بر و تافتن پرتو نور بر دل مرید صادق الاعتقاد و فنائی الشیخ و در یافتن آن مرید نیز آن حقیقت که پیرش در مکاشفه دیده بود

از ازل هر کرا عنایت شد ... سوی اهل هدا هدایت شد
بود شخصی بمسند ارشاد ... در همه علم کامل و استاد
از بزرگان دین خلافت داشت ... بهر ارشاد سر همی افراشت
پرتو باطنش بهر سو شمع ... همچو پروانگان مریدان جمع
شمع نی بلکه آفتابی بود ... بهر لب تشنگان سحابی بود
ناگهان وجد و حالتش رو داد ... سر بزانوی خویشتن بنهاد

آن تراز او که بود دریایی ... لانهایت ز عمق پهنایی
همچو غواص اندر او افتاد ... وحدت صرف حق تجلی داد

از جهت بست چشم و شد بینا ... بیجهت دید عالمی دریا
مست شد زانچه دید از ذات ... گشت مشهودش همه صفات و ذات

باز برگشت چون ازان مواج ... گشت قائل بحسب محتاج
سر بها فراشت شمع نور افشان ... تا فشاند ضوی بحاضران

نیر نور در طلوع آمد ... جلوه از اصل در فروع آمد
پرتوش در دل مرید افتاد ... آنچه خود دیده بود بر وی داد

بود او هم بوقت خود حاضر ‏ شیخ چون شد بسوی او ناظر
آینه چون برو مقابل بود ‏ پرتو شیخ رو برو بنمود
هرچه در پیر بود بروی تافت ‏ آنچه او دیده بود اینهم یافت
او ز جائیکه مست جانان شد ‏ این تنک ظرف مست تر زان شد
گر کسی دور هست حاضر هست ‏ میدهد نیز هیچو حالت دست
ور کسی حاضر است و شد غائب ‏ مے نه بیند جمال حق غائب
پس دل خود بسوی مرشد دار ‏ کسب آن نور کن تو از اسرار
دل که در بند آب و گل باشد ‏ او ازین وقت ها خجل باشد
گر دل خویش روبرو داری ‏ هرچه دارد بخویش برداری
حاضر انراست این عنایت ها ‏ ناظر انراست این هدایت ها
هرکه در پیش شیخ و دل جا نیست ‏ نیست طالب بهرزه سودائیست
باشد ار روبروی و از دل دور ‏ پرتو انداختن ز دل دستور
اندرو شعله در نمی گیرد ‏ تربیت هیچ راه نپذیرد
وان مریدی که داشت دل حاضر ‏ برد از یک نگاه ره بر سر
هم دلش خالی از کدورتها ‏ مے نمودش تمام صورت ها
میشد از صورت او چو معنی جوی ‏ میرسیدش چو ناف آهو بوی
بوی پیداد فکر را پرواز ‏ میرسند او بخلوت هر راز
گر دلت حاضر ست و در روی زنگ ‏ مے نگیرد از آنچه گفتم زنگ
میکند کسب نور از خور ماه ‏ همچنا دل شود ز دل آگاه
لیک باید که دل بدل دارد ‏ تا از آن راه فیض بردارد
نور چون تیرگی از و برداشت ‏ دید سر رشته تا کجا سر داشت
گشت در دم مرید صاحب حال ‏ کرد در شرح حال استقبال
آنچه میخواست شیخ تا گوید ‏ خود بخود از مرید میروید
از ره دل بدل نگاهے داشت ‏ زان دران بزم قدس راهے داشت
هرچه میدید پیر این در پیر ‏ دید تا کرد مس خود اکسیر
عکس با شخص خویش گویا شد ‏ آنچه مکتوم بود پیدا شد
شعله شمع چون بسوخته زد ‏ یافت آن سوخته ز شعله مدد
همچو آن شمع شد ز نور مرید ‏ روشنی شعله سان ز بالا کشید
چون ضمیرش ز فیض شد روشن ‏ نور سر بر زد از همه روزن
چونکه خورشید عالم آرا شد ‏ آنچه پنهان بد آشکارا شد
نور خورشید و چشم را هم نور ‏ شد یکی دید نور اندر نور
اندران مجمع زبان بگشاد ‏ گشت سایل بحضرت استاد
گفت من طالبم بحق با او ‏ هست طالب مرا از آن بر گو
شیخ دریافت سر و زان احوال ‏ تافت در آینه جمال از حال
عکس من شخص در وجودش شد ‏ آنچه دیدم من آن شهودش شد
من بجائیکه مانده بودم پای ‏ نور چشمش شد است ره پیمای
لیک بهر جواب آن وهاب ‏ مے کشاید بسایل خود باب
تا قدم بر نظر رساند او ‏ پای محکم بجاے ماند او
آنچه در یافت این بعقل و خرد ‏ هم دران جلوه چشم خواهد کرد
وانچه دید اندرو شود محکم ‏ تا نگردد ز گردش عالم
از نگاهم که علم پیدا کرد ‏ راه سوی یقین از آن وا کرد
در یقین ثابتش قدم دائم ‏ وهم علم اندرونش بر دائم
مومن اندر یقین رهین باشد ‏ آن رهینش از یقین باشد
گفت باشد خدا غنی از آن ‏ در خود این فکر از حماقت دان
او چه محتاج تست ای ناکس ‏ از چنین گفتگوی خود کن بس
بے نیاز از همه نیاز است او ‏ لیکن از فضل کارساز است او

هرچه شخص و وجود او پیداست
مرجع آن همه باو شده است

او ز عالم غنی است ما محتاج
بنده بودن باو بما معراج

هرچه اعمال نیک داری تو
آن از انسوست نک نیاری تو

آنچه سر زد ذمیمه از نفس است
بهر آن بر تو دوزخ و حبس است

هر که موجود شد مراد او خواست
بندهٔ حکم مر خدائی را است

از همه ره بسوی او پویند
در بدر کو بکو همی جویند

گبر و ترسا و مغ برو بنده
سر به پیشش بعجز افکنده

از همه ره برو طلبگارند
آتش عشق او بدل دارند

از همه گوی و از همه در او ست
او محیط و احاطه اش هر سوست

خالق و رازق او بمخلوقات
جمله ذرات را است ذاتش ذات

حافظ حال نیک و بد از جود
ز آفرینش برو کرم مقصود

او معین همه بهر افعال
او قرین همه بهر احوال

نیست جائیکه نیست جا او را
می شناسند همه خدا او را

هیچ کس را درین نباشد شک
شرک و شک از روان خود کن حک

آنچه گفتی بر آن دلیل آور
تا کنم من بدعویت باور

گفتمش ای پیشوای هر راهم
من ازین ره ز نورت آگاهم

گر نه او هست طالبم از جود
از برای چه من شدم موجود

گر نه او هستی مرا در خواست
از چه آمد وجود بر من راست

خلقت من که کرد و که پرورد
از عدم در وجود چون آورد

بهر کاری اگر نه در کارم
اندرین جسم چون گرفتارم

در دو کارم صحیح مجبوریست
حجت من بشرع معذوریست

اختیاری بخلق کردن خویش
نیست چیزی بدست این درویش

خوبی و زشتی که در من هست
بر خود از خود در آن ندارم دست

چون چنین کارها از آنسویست
کار کی دانما کزین رویست

گشت تحقیق من که غالب اوست
این طلب بالیقین که طالب اوست

گر نه ز انسوی او بود طالب
کی طلب بر کسی شود غالب

گشت طالب بمستحق جواد
تا تجلی جود خود در داد

شد بیقین عشق مستحق او راست
از عدم در وجود کردش خواست

عشق او کرده است مرا موجود
ورنه جواد وجود عدم می بود

هست کاری که بهر آن کارم
کرد از فضل خود پدیدارم

آنچه می گویم آن ز تو دریافت
جان من اندکی از آن دریافت

ورنه این علم از کجا بر من
تا کند جلوه نور این در من

میکشد آن کشنده در تابم
تا درین ره بعشق بشتابم

گر بود صدق این از انسویست
تا بما زوی سوی آن رویست

هرچه او خواهد آن رود مظهر
حق همی دانم این ز حق مگذر

عشق آئینه حسن را باید
تا به پیشش جمال خود آید

گشت آئینه عاشق از آن رو
هست این عکس عشق را در او

گر چرا بینست خود بمن فرما
از برای چه من شدم پیدا

اندرین اختیار در من بود
تا مرا کرد از کرم موجود

گفتمش از بهر بندگی کردن
سر بطاعت فرود آوردن

تا شناسای نعمتش گردی
شامل لطف و رحمتش گردی

گفت احببت ان اعرف او
تا نمود اینجهان ز حکمت رو

دار داد از تو دوست عرفان را
گر دازان نفخ در تنت جان را

هرچه دانست از علم پیدا کرد
مظهر خویش را در اشیا کرد

دمبدم بندگی بجا آور
هم در آن بندگیست او یاور

زین سخن آن مرید شد در وجد
گفت در دم جواب بر مرشد

او چه میگفت خود بخود گویاست — از همه سوی وحدتش پیداست
کای ز نور تو عالمی روشن — می فزاید مرا ز حرفت ظن

حجت دعویم کلامت هست — خطبهٔ مرشدی بنامت هست
جلوهٔ حق ظهور در هر حال — در سوال و جواب او در قال

ورنه با آفتاب کیست سُها — تا کند نور خویش را پیدا
تافت خورشید را ز نورش نور — شد از آن نور در جهان مشهور

هرچه میگویم آن ز تو بر تو — هستی من ز سایه ات یک ضو
از وجودت وجود دارم من — از تو حق را شهود دارم من

عشق ها با خدای ورزیدی — تا که او را بعشق خود دیدی
سر بزانو نهاده بودی تو — عشق از حق بخود نمودی تو

از رهِ دل چو بر دلت دیدم — گشت این علم از آن مواجیدم
از کجا بود آن زبان در من — میکنی خود بخود بمن در دم

در من ولست صورتاً اعدادُ — در حقیقت تو جالبست بنیاد
کس چه داند درین چه حکمت هست — یک وجود و دو جان دو پا و دو دست

بیست باشد انامل این چار — از عنایات و فضل او در کار
آن دو در هر رهی که می پویند — هست خود از وجود میگویند

وانچه اندست داد سر ایندست — قدرت و قوت از وجودش هست
گر چهار اند لیک از جسم اند — محو هستی ز خویش زین اسم اند

حق مسبب بجمیع اعضا — تا شود یک وجود از آن برپا
همچنان بر وجود اعضا است — اول و آخر همه جا هست

حق وجود و وجودها اعضا — عضوها از وجود شد برپا
باز بر پا وجود از روح است — روح را اوج روح مفتوح است

باز در روح روح آن ذات است — امر آن ذات روح اثبات است
یا بود نفخ نفخ او در اوست — اند کی زان دمید در این پوست

هرچه منبع ز خویش پیدا کرد — کرده خویش خود تماشا کرد
ذات همچون وجود خلق اعضا — نیست چیزی بخود نه ما برپا

آنچه گفتم ز عشق او اینست — عاشقم اوست این مراد این است
هست ذاتش غنی گر از عالم — بی صفت کی ظهور شد مفهم

کی صفاتش ز ذات بیرون است — این دوئی شد دوئی بگو چون است
گر کند عالم ار کند ویران — موقنم من غنی است او در آن

هرچه کرد است عشق آن دارد — گرچه در خود عنان از آن دارد
اوست طالب شد اینچنان مطلوب — زان طرف شد محب این محبوب

گرچه محبوب هم محب او است — لیک حب اول از خدا به خدا است
آدمی را خلیفهٔ خود گفت — نیک بنگر چه گل از این بشگفت

چون ظهورش بکون بنمودند — بر ملایک سجود فرمودند
از وداد است این همه بازار — خود دو دو را الست اندرین اظهار

سجده بر ذات پاک باید کرد — نی بر این مشت خاک باید کرد
در نبی خود یحبهم گفت او — از یحبونه تو او را جو

اندر اینجا شد سخن نازک — گفتنش از زبان من نازک
هم سخنگوی و هم سخن فهمانی — به که من تن زنم بنادانی

آنکه دانست خود همی یابد — او هم از گفتنش زبان تابد
بر سر حرف خویش می آییم — خوش دلیلی نموده است دائم

مصطفی را حبیب خود خواند او — خود محبش شد این روا ماند او
ما گدایان همه طفیلستیم — ابد در شاه مار حیل استیم

هست معشوق شاه ما بر او — عشق عاشق تحمیل او در کرد
از ازل عشق با محمد داشت — تا ابد ما بر آن بسبب بر داشت

بود آئینہ جمالش او
وانکہ خلقِ محمدی دارد
ہمچو آئینہ روبروی است او
حسن خود دید و عاشقِ خویش است
سنت او ہمہ بجا آورد
مرأتِ مؤمنست این مؤمن
مؤمنانرا بوصف خود خواند
در منِ آئینہ چو آن درتافت
ہر کہ معشوق روبرو باشد
جاذب خلق عشق از آن مستور
چون شد است از یحبہم عالم
عشق او عشق آشکارا کرد
از ہی ان ہی رأتی خواں
این خبر ثبت صحف قرآنست
خلقت من معرفِ ذاتست
در سبق او یحبہم گوید
از ازل عشق از دوست بر من
خواہش او خمیر این گل کرد
ہر سبق لا سبق ہدایت اوست
در ہمہ کارہا خود استاد است
اول او کرد تا کہ ما دیدیم
این الف بے جز او نمیدانست
وانچہ سرزد ز ما برداد پیش

مظہرِ وحدتِ کمالش او
حق چو آئینہ اش بخود دارد
مظہر نورِ حسن ربیست او
ہمچو آئینہ احمدش پیش است
اوست آئینہ زنگہا بستر د
باش بر قولِ مصطفےٰ المؤمن
این صفت بر وجود باو ماند
عشق او جان من بخود دریافت
چشم عاشق ہمہ بدو باشد
عشق خلق آشکار شد دستور
تا یحبونہ ز ما زد دم
حکمتش این ظہور بر ما کرد
پس الا ننتنک از و مبدا
حرف قرآن بجسم او جان است
از قدیم بقایش اثبات است
تا یحبونہ ز ما رو بد
بر ہمہ اصل اوست نے در من
قصد خود زین وجود حاصل کرد
اوست والی ہمہ ولایت اوست
این ہمہ درس او بما داد است
پس ہمانرا بخویش بگزیدیم
تا نہ او خواند این نہ بتوانست
ما بخویشیم وزین سبب بخویش

عشق او بی بماست برخویشست
ہر کہ کاملتر است اوصاف است
آئینہ پیش روی بگذارد
پاس شرعش کسے کہ از جان داشت
ہر کہ آئینہ را تماشا کرد
نام مومن درون تنزیل است
وصفہای دگر کہ او دارد
خود خدا نام خویش مؤمن خواند
مصطفےٰ من رآنی زین رہ گفت
عشق او بر من از نہانی ہست
یافتم من کنون بصد تحقیق
عشق بے عشق از کجا برخاست
گفت موسیٰ بخضرتش این راز
بندہ گی خواجہ گی عیان کرد او
دوست چون دوست داشت ہاسینہا
عشق را ذات او چہرہ بکشود
در طلب سبقتِ طلب از اوست
من نبودم مرا نبود آورد
ہستی من ز فضل خود آراست
جملہ شاگرد او بہر کاریم
اول استاد چون الف بے خواند
اول او بما ز تکریم است
ہر چہ خواہش ز ما خدا را شد

ہستی ما چو آئینہ پیش است
او بنورِ جمال وصافست
عاشقی زان بروی خود دارد
مؤمن است او بمؤمن ایمان داشت
جلوہ مظہر خدا را کرد
حاملِ نام پاک جبریلست
آدمی در خود آن ز او دارد
مؤمنانرا بہ پیش خود بنشاند
من رآنی الحق شک زبایان رفت
داد معشوق بود نہم زان دست
ہست از انسو تخلق خود عشیق
تا در این عالم انجمن آراست
گفت حضرت بمصطفےٰ این راز
جلوہ صورتِ جہان کرد او
ہست از ازروی عشق و مستی ہا
بعد ازان عشق چارہ ہیچ نبود
من ندانم کہ جسم من خود زوست
از سر من بخود سجود آورد
از من منت خاک عبادت خواست
علم کل اوست جزو ما داریم
تا کہ شاگرد بر زبان راند
چونکہ سرزد ز ما ز تعلیم است
آن ازین جسم آشکارا شد

آنچه شد آشکار تابع اوست — امر او نفخ او و ما چو لب اوست
شرع ما تا بجوئش بشمارد — خویش بودن طریق نگذارد

فانی خیر و شر بذات است او — جلوه گر خود بهر صفات است او
زین سخن وهم من قوی تر شد — حضرت او زبراه رهبر شد

اوست طالب درین میانه من — خواست او خلقت مرا نی من
هرچه در علم او نصیبم بود — علم آن را بروی من بگشود

پیش از و بیش از و ندانم من — تا جز آن سرنکی نه خوانم من
گشته تسخیر او بتقید بیرم — نی بخود زنده نی بخود میرم

آنچه بر قوتم بقدر ماید — از وجودم بفعل آن آید
او ملقن بجمله کارم هست — در سرانجام کار و بارم هست

ریخت در کوزه آنچه می گنجید — کوزه آن آب را ز دریا دید
جمله را محیی و ممیت است او — او سهو او کلال و هم او جو

در درست و شکستم او فاعل — بنده مفعول او و او جاعل
شد دلم مسخره در دو انگشتش — نیز اعضا تمام در مشتش

هستیم فعل و فعل شد حادث — هست آن فعل مظهر محدث
وانچه را جانست علم از و دانم — خویشتن را وجود چون خوانم

اول او عشق فعل پیدا کرد — باز بر کسب او هویدا کرد
متکیم تا بخود وجود آرم — خویش را نام ذات وجود آرم

هستی را بخود گذارم من — جسم خود را شی شمارم من
بر وجودم نفیس که بود است او — عشق را واجب الوجود است او

هر زمان از ین احد می خوانم — اینچنین وهم کفر میدانم
دمبدم نفی این خیالم هست — از دل اثبات ذو الجلالم هست

نور این وهم می کند زایل — تا نماند منی مرا حایل
نفی و اثبات بهر این خوانند — تا همه هست و بود از و دانند

قول با فعل گر ندارد یک — پس گرفتار مانده ام در شک
گر نباشد قدم بدم باور — کس دم ما نمی کند باور

وحده لا شریک له دم راست — با بدم هم قدم بر این آراست
قایل این سخن مسلمان است — وانکه جز این اسیر خدا نیست

منکر است آنکه او نمیخواند — او خدا را یکی نمیداند
او خدا را ثلاثه بشمارد — مرتد است اعتقاد آن دارد

حق در آنکار راه او انداخت — چاره نی خود خداش کافر ساخت
گمرهی راه خویش میداند — وحده حق یقین نمی خواند

ورنه آنکس که قایل این است — گر بود عامل الحمل الدین است
چون در اینجا رسید بحث انجام — کرد این هر دو را فنا اتمام

تیغ لا از نیام شد بیرون — غیر الا نماند کس اکنون
پیش از الا الحکم الاستقلال — گر کسی دیده باشد آن شد حال

نور هر جا که پای خود افراشت — هستی سایه را ز جا بر داشت
نیست باقی بغیر الا الله — هست فانی کنون خدا آگاه

حسن او عشق اوست عاشق او — این صفتها ز ذات او میجو
چون رسید علمها بنور اینجا — کرد حق الیقین ظهور اینجا

جسم ها را برای بازی کرد — آنچه خود خواست کارسازی کرد
هرچه تحقیق من شد است اینست — این مرا مذهب است و این دینست

این ته از من زتست این در من — میکن این علم را یقین بر من
آنچه میجست شیخ صاحب حال — از مریدش خبر که چون شد قال

علم خود را از و پدید آورد — آن همه راز را پدید آورد
وهو معکم جمال خود بنمود — اینما کنتم اندر و این بود

دعوئی ستایان اعتباری شد
شیخ اقرار کرد ازان لابد

نور این فکر نار حارق شد
موج بر خاست بحر غارق شد

نار حارق خیال هستی سوخت
بحر غارق رهِ فنا آموخت

موج عرفان رسید بر معراج
هستی هر دو رفت بر تاراج

شد در این دم فنا مرید از پیر
تو بخوان این ورق رهِ تسان گیر

قطره در بحر رفت و شد فانی
حال او را بگو چسان دانی

نی ز آتش بجو و نی از آب
کس چه یابد خبر ازین غرقاب

این همه علم شد یقین اینجا
یافت تکمیل وجود این اینجا

بحر توحید چون بجوش آمد
هستی هر دو در خروش آمد

وحدت حق چو یک دگر دیدند
هر دو پیر و مرید رقصیدند

چون دو یک شد تلذذی وارد
صوفی اکنون بشرح می آرد

حق چو اسرار آشکارا کرد
ترجمان آن وجود ما را کرد

همچنان راز خویش این استاد
از وجود مرید ها سر داد

دید خود را فنا و حق باقی
شد ازین می مرید را ساقی

آنچه در بنده و خدا باشد
بر مریدان و مقتدا باشد

وحدت حق کنون تماشای کن
دیدن غیر و غیر را لا کن

هرچه هستی تست عریان شو
غرق در موج بحر العرفان شو

گر خود و غیر را تو لا کردی
شد دوئی یک دوئی فنا کردی

این ز ذکر و درود می یابی
تو بکن دوست راست وهابی

رقت و درد ذکر بار آرد
راز پنهان بروی کار آرد

می نماند ز ذکر حق مستور
آنچه را نام کرده سالک نور

هرچه گفتم بگوش جان بشنو
پیش ساقی برو همی بگرو

او دهد پنج جام پی در پی
زان شود هستیت فنا در می

پنج وقت از نماز بگذاری
ره بر آن پنج جام ازان داری

گر نوافل بران بیفزائی
شش جهت راه سیر بگشائی

شش جهت عالمی ببینی تو
گر نه ما بپسند برگزینی تو

بر رقه کن درود پیغمبر
آن براهت رفیق و هم رهبر

گر کنی ذکر حق شوی زان نور
نور را هیچ ره نباشی دور

بعد ازان حرف ما کنی باور
نور دریافتی شود باور

بعد ازان صد هزار یک باشد
آن یقین مر ترا محک باشد

با خود از غیر را یکی دیدی
شادی زی که اهل توحیدی

هر کجا میکشد دگر اعداد
از ان ره برون نه خواهد داد

گفتگوها ز تیره و صافست
هیچ زر دوز و بوریا بافست

نیست در ذات امر عدد را راه
در تعدد بود صفات الله

زانچه از وصف او همیخوانی
هست ازان هم فزون نمیدانی

بر صفات خدا نهایت نیست
کس برد عارف بدایت نیست

بر قدم نیست حادثات را راه
فکر آن ره بود فنا فی الله

چون یقین نور را برافروزد
ظلمت و کثرت از میان سوزد

آن صفت سوی ذات برگردد
بحث ما و تو مختصر گردد

اصل خود را ز نور بشناسی
تا نسبت وارهد ز نسناسی

شرط ناسیست تا بر خدا طاعت
از سرِ عاشقی بهر ساعت

هستی خویش را فنا دیدن
ذات حق را ابد بقا دیدن

فکر در ذات راه الحادست
کفرها و فساد ازان زادست

خواهر و مادر و زن آنسو نیست
کردن فکر را ره و رو نیست

می نیابد کسی بدان سو راه
رهروش همچو کور شد در چاه

نه کسی گفت و نه کسی گوید
کس چنان راه را چسان پوید

لذتے نیست اندران ذات
سالکان را که آمد آن زه پیش
آن صفت را گزید ذات از تو
قرب و اجر است بنده گیها را
ما همه حادث و قدیم او را ست
طاعت عارفان حق اینست
بنده هرگز خدا نه خواهد شد
رتبهٔ ما ابد بجا باشد
هست مختص ازل بذات او را
او کش نشاءِ سکر و سجود
فانی عالم چو خود فنا داند
گشت وحدت بجان او اثبات
پیش اهل فناست نور آن مرد
مست مستانه حرف خواهد گفت
مصلحت را دروغ هم گوید
گو ازان حرف سر رود برباد
مستبیش مکر و حیله را انگذاشت
قول و فعلش تمام گردد نور
بایزید از جهان که شد فانی
بر خود از قول خویشتن بر آشفت
همچنان از انا الحق منصور
دیگرے را که عشق حق آشفت
پادشاهے ز خیل دور افتاد

بنده گی کن خداست همراهت
ساختی بود و رفت اندر پیش
کرد پیدا همه صفات از تو
دست گیر است فکنده گی ها را
زلتش اندر قدم نیاید راست
هر که عارف بود برین دین است
از خدا هم جدا نه خواهد شد
هم ابد رتبهٔ خدا باشد
ما همه حادث و ثبات او را
بعد از انش فناءِ و محو بود
مر خدا را ابد لبا داند
هست اشیا بچشم او یک ذات
نور گویان ظهور خواهد کرد
نیست با خود چو باده اش آشفت
زان ره بر خلاص خود جوید
مست را پا و سر نباشد باد
پرده از راستی خود برداشت
نیست قادر که داردش مستور
عشق زد نعره انا سبحانی
عبده و رسوله میگفت
بود منصور عشق را مجبور

منع پیغمبر است ازین حالت
سے نماند ولے نمی پاید
باش امیدوار الطافش
ذات بین فانی صفاتش شد
دیدن ذات در صفت بودن
بر ز طاعت شراب وجدانست
هست با ما ابد معبودیت
همچنین رتبه را مده از دست
حال ها انتقال ها دارد
بر فنا گر نه عشق انجامد
عارفی کز بقای حق دریافت
بهر معشوق آنکه جان درباخت
پرده از راز خویش بکشاید
تا بخود بود داشت خودداری
چون ز خود باده اش عنان بربود
راست گو نیست در راست میگوید
ذاکر لا اله الا الله شد
عشق چون عقل و هوش عاشق خورد
وقت مردن ز قول خود برگشت
توبه میکرد از چنان گفتار
نجبرند شرع ازان بدارش کرد

کس دران راه نیست دلالت
بنده گی کردنت ابد باید
تا بری دخل ها ز اوصافش
کس نه عارف بجز صفاتش شد
جبهه در سجده هر زمان سودن
هر که خورد آن شراب مردانست
همچنان بر خدا ابو بیت
باش در بنده گی ابد پیوست
غیرت آنرا بحال نگذارد
عاشق از سوختن بیار آمد
آفتاب لقا بجانش تافت
نور معشوق باده وانش ساخت
وحده گوی در نوا آید
از شعور و خرد بر آن یاری
هر چه گوید ز باده خواهد بود
نسبتش تا کجاست میگوید
چون کند کسب نور از الله
اندرو عشق ماند و عاشق مرد
عاجزی آن زمانش رهبر گشت
گفت اکنون بریده ام زنار
کس نه زان قول اعتبارش کرد
لیس فی جبتی سوی الله گفت
رفتن خانه ره نماندش یاد

در بیان آنکه بیخود و بیشعور دروغ گفتن ندارد و از رومی
بیخودی افشای راز خود میکند و از حقیقت خود خبر میدهد

پس فرس را جهاند در صحرا
خسروی بر شکار رو سر کرد
داد عنان اسپ را بدنبالش
تشنه و گرسنه دران وادی
مرکب خویش را بدان سوی راند
آفتابی به ذره پنهان
او چو گنجی درون ویرانه
چون دلش بوی عشق دهرت برد
گفته تنها ز خلق فارغ بال
شد ز تفریح وقت آن درویش
منکه شاهم بدولت و اقبال
هم پلاو طعام ها خوردن
زندگانی بغم بسر بردم
کرد از وی سوال کای درویش
گر نه مجنون شدی و دیوانه
گفت میخواره و سیه مستم
از تی یافتم من از باده
باشد عشق مجاز را این حال
دیدم از ساکنان آبادی
کس از آنها ندیدم از دادی
زین عمارات عاقبت ویران
از ره زیر خویشتن انگارم
گفت و گوی مذاهب و ملت

هر چند که افشای آن فنا هیبت دارد و بیم مهلکه است

بود در گوشه‌ش هزاران مرد
آن نه آهو که بود اقبالش
بود در نسبت و جوی آبادی
شد پیاده ز جا و گرد افشاند
اوست آن نور ذره دنیا دار
شسته دستی خود ز پیمانه
بود اندر سواد بودش درد
محو در نشاء خوشدلی و خوشحال
باخود اندر خیال دور اندیش
هیچ حاصل نشد مرا اینحال
هم بمعشوقه ها بسر بردن
اندران عمر آخر آوردم
اندکی دانم مرا از خویش
چون بسر می بری به ویرانه
با شراب است انس پیوستم
کرده‌ام ترک زهد و سجاده
هست سوی حقیقت این آلای
مرد را می آید اندرین وادی
باز آید بسوی آبادی
میشود نقر تم شد است از آن
با شراب این اندرین دارم
بود بیحال وقت من عقبی

گشت پیدا ز دور آهوی
که دل شاه را جدا ز لشکر
ناگهان دید کازهٔ از دور
اندران کازه بود درویشی
پس نظام جهان ز درویشی بست
کز ره الفت ز کثرت درداو
زین سبب او بگوشه در ساخت
شاه از آن وقت او عجب در ماند
گفت خفته است مرد را بالین
بسترم مخمل است و بالین پر
هر چه میخواهم آن مهیا هست
اندرین کازه اینچنین خوش زیست
اندرین کازه شب انجمن کیست
نی رفیقی که خوش بر آن باشی
هست عمری که من قدح نوشم
در رهی می کشی پی کوشم
مرد را در ریاضت این دارد
هست ویرانها از آن آباد
نام ویرانه خواند آباد
عاقبت کارها به تنهائیست
پیش ازین بوده‌ام آبادی
روز صرف بدان و چشم بد

تا نشود رهبری ز ره پیدا
دلفریبی لب چشم جادوی
شد ز نشه غایب آن پری پیکر
اندکی نشد ز دیدنش سر زد
دست میخواره و قدح کیشی
خوش کسی را که اندرین کیشی است
باده صاف را که خورد او
انس حق را بخویش یار ساخت
از تواضع سر پای او سر ماند
بسترش خاک و خویش بدین آئین
پایه های سر پرمن از زر
عمر را وقت خوش ندادم دست
هست این بینوا رفیقش کیست
بود مست فرو در جهان از هیست
یا که دزد که تو تنها باشی
از خود و خلق شد فراموشم
روز و شب این شراب مینوشم
یک دمش بی تلاش نگذارد
از فنا مهر جهان بس آن ارشاد
چشم بر اصل حق مرا بکشاد
میکنم خواز السابه تنهائیست
هیچ روزی ندیده ام شادی
وقت و جانم دران بسی فرسود

در گریبان تنبه کشیدم سر * شد ندا سوی خود مرا بی سر
ترک از آبادیم بالیت کرد * خوردن باده ام عنایت کرد

داد از فضل خود در آن توفیق * راه بردم بعالم تحقیق
در بر خویشتن ذوق پوشیدم * فرزندم به زجاجه ها دیدم

سگ بدیق گدای شد در چنگ * بودم از شهر شد بجا تنگ
خویش را از سگان نهان کردم * بودن خود ترک از آن کردم

چونکه از شهر ده به بر بودم من * قبض بر بسط خود ندیدم من
زانکه من از کسی نه کس ز من فهمید * ترک کردن ز بحث دل بدید

هیچ من هر که ترک دنیا کرد * فرحت حال و وقت پیدا کرد
پیش من اینچه ان غم آباد است * خوش کسی کو ز بند غم آزاد است

این شراب از خودم کند بیخویش * زین سبب با غم نیامدم در پیش
گرچه تلخست شد مرا شیرین * هیچ آئین ندیده ام به زمین

من نخورم باده میشوم مسرور * از جهان زین سبب ایستم دور
هر که را عقل و هوش این دنیاست * غم قبا نیست برقد او راست

من شدم از قبای این عریان * شادم اکنون شراب در من جان
لیکن اینجا پی قدح خوردن * نیست ممکن ابد بسر بردن

سالکی کو براه حق بشتافت * معنی از باده طاعت حق یافت
ذکر حق یار خلوت خود کرد * ترک صحبت ز نیک و از بد کرد

او بیجز سازد او حق با او * طالب حق شود حق از او جو
هر که لذت ز میکشی دریافت * آرزوی همه جهان برتافت

شاه از استماع این احوال * کرد بر کیش مرد استقبال
در رق میخواره چون از گردش * درد اعشق شراب سرگردش

از بر سو که پرتو اندازد * گر بود سنگ لعل می سازد
رفتن خواند ز فتنش از یاد * رفت دل بر سوال ای بگشاد

گفتش اینجا نه شیب شست ز جام * از شراب است بر زبانت نام
برشراب تو رنگ و بوی چه است * در بر دل ز شوق آن خونست

آنچه از روی تو همی بارد * شد یقینم که نشاء دارد
گفت او رنج بیراه بودم من * عاجزی بر خدا نمودم من

گفتم ای کردگار بی همتا * راه بر خویش بنده را بنما
از سر درد زار نالیدم * هم در آندم اجابتش دیدم

پیر مردی پدید شد پیشم * پر توش گشت مرهم ریشم
او مرا داده است این باده * بود او مستقیم سجاده

نه قدح داشت است نی ساغر * از دلش کرد در دل من سر
بر سر جانماز در مسجد * داشت در این شراب خوردن جد

خوردن باده که او فرمود * نی ز انگور و نی ز ما کس بود
زانکه آن باده درد سر دارد * خوردنش شرع هیچ نگذارد

بر مسلمان حرام آن جام است * دردمن بوی و تلخی کام است
بول شیطانست نام آن باده * خود خدا زان خبر بجا داده

از شرابی که او مرا داد است * رخصت خوردنش خدا داد است
هر چه او گفت من گرفتم یاد * رفت هستی من از آن بر باد

از دو گوشش کرد در جامم * مست گشتم از آن د بستانم
از دلم بر زبان همی جوشد * وز زبان دل مدام می نوشد

نیست لب محرم چنین جامم * لذت از ذایقه است در کامم
من بگوش که خواهم آنرا خواند * دست خواهم چو من ز خود افشاند

می شود گوشه گیر چون خلق * راه پیرش بعرض گردد وا
آنقدر نشاء داد بر من دست * هر که با من نشست گردد مست

مجتنب از شراب انگورم / آن حرام است و من از آن دورم
گشت از این باده پاکم / آن وجودی که هست چون ماکم

نی نگنجد بهیچ ظرف انحرف / شد دل عاشق حق این را ظرف
وه خورد آن نه کوزه اندر خم / معنی اش را بگو با کنت گم

معنی لفظ گر نساید روی / شش جهت از جهت شود یکسوی
عرش و کرسی بوسعتش تنگ است / با همه لون و رنگ بیرنگ است

آن شراب است حلال از ایجاد / هست ایجاد را همین بنیاد
شاه چون وصف باده اش بشنید / جان خود بسته از سماعش دید

گفت یک جرعه بمن بخشی / در با حوال خود مرا بنمای
ابن شدم هم چو جلوه ام ای مرد / بر تو الطاف وجود خواهم کرد

چون روانم ز می برافروزی / از کفم سیم و زر بر اندوزی
من ترا بر خلیفه بنوازم / در جهانت به زر غنی سازم

این زمان من نه خیل او دورم / از دو جانب بده که نخورم
بینوا چون توام اندرین دشتم / هست بر سوی خانه واگشتم

چون رسم من بخانه از می مست / پس بجود و کرم گشایم دست
مخزن لعل و در کنم ایثار / زان شوم بر تو ابر گوهر بار

زان آفت ز بهر چه نگه ترسید او / نام خود را ز مرد زر دید او
بود با خویش و کرد خود داری / عقل را هست اینچنین باری

مصلحت در دروغ گفتن دید / برقع کذب را بخود پوشید
عقل و نفس تو با تو تا باشد / راست گفتن ترا کجا باشد

هر چه گوئی دروغ خواهی گفت / راست گفتن بکس نباشد مفت
داستان را سنگری بی باشد / هر چه در دل برون نمی باشد

تا بود نفس و هستیت بر جای / نیست بر راستیت هرگز رای
مرد بر عقل و نفس شد مجبور / ماند از راستی این ره دور

نفس و عقلت شود ز می معزول / نی دلیلی تو و توئی مدلول
مرد درویش زان بدر و آمد / بیخود اندر جواب مرد آمد

زین سخن چون روان او آشفت / حرف مستانه در جوابش گفت
هست تلخی باده در کامم / بس گوارا و خوش بآرامم

بیخودم من مرا که هستی نیست / مرگ دریا و من ز هستی نیست
مستم اینجا خلیفه را مفروش / از برای خدا قدح می نوش

نیست اینجا خلیفه را بازار / نام او را ببزم ما مشمار
نی حسب نی نسب خریدارم / هست بحر دنیا ز درکارم

بر خلیفه کسی خریدار است / که دلش بند عشق دینار است
عاشق جاه و احتشام است او / بیجز از شراب و جام است او

مال و زر را به زر پرستان ده / ساغر می بدست مستان نه
خواهش مال و خواهش باده / ضد همدیگرند در جاده

من در این انزوا که بنشستم / از جهان و جهانیان رستم
مردن خویش و غیر می بینم / از جهان زان بریده بنشینم

هر که دلخوش کند از این دنیا / می پرد بهر خود عبث سودا
چونکه می آید آخر عزرائیل / از برای چه زر کنم تحصیل

گر بود ظالم و ستمگاره / نیست مظلوم را جز این چاره
گو بنالد بحضرت جبار / کای خدا ظلم این زبردار

بر خلیفه ز جان دعا گویم / زانکه اندر قلمرو او ایم
گرچه بر نام من قلم زد خط / سخن بجا نه ترا فهم زدم فقط

خلق از عدل او که باشد شاد / زان کنم بر دعای خیرش یاد
او غم خلق می خورد زین راه / خواهم عمر درازش انشاءالله

غیر ازین سرِ باده ندارم دل
می بنوش از جهانیان بگسل

در شرح شاد از بقای الله است
بیش از جز خدا کجا شاه است

مست می را خلیفه بود یاد
باشد از حال مستی خود شاد

من هم این می بجان خریده‌ستم
سودها در شرابش دیده‌ستم

دولت آن راست آنکه نادیده
دادن جان بهر پسندیده

چون ز جامی دو ره احتراز آمد
باز بر جرعه اش نیاز آمد

نیست ماهی از آب هرگز سیر
گر ببالاست ور بود در زیر

نام این را شراب ازین گفتند
بیش نخوردند و بیش آشفتند

همچو ماهی به آب خو دارند
در جهان جان که هست از و دارند

نسبت از حال حال گردش مست
اندکی داد قرب منزل دست

جرعهٔ دیگرم کرم فرمای
پیچ و پیچم از جام عقده ام بگشای

نسبت از پیش تشنه تر هستم
طاقت و صبر رفت از دستم

ساقی از حرف او تبسم کرد
دلبر او را که خویش را گم کرد

مست شد راز خویش افشا کرد
جوهر خود ز باده پیدا کرد

گفت درویش را که خود شاهم
این طرف افتاده است راهم

گفت چیزی که اصل او بوده است
نی از آن کرد کم نه افزوده است

جام دیگر بده که سرشارم
مستم و سر بجا نمی دارم

چون بدین کاره رهگذارم شد
همچو تو ساقیِ دو چارم شد

محرمت کرده ام کنون از حال
پر بده جام دیگرم فی الحال

زانچه دشمن مرا جهانی بود
برد این می ز من دلم آسود

تا کجا وسعت است در ایجادت
تا کجا کرده است می ارشادت

نیست از صحبت ز مرشد مستان
می بدستت دهم بدین دستان

اول ابنِ اعم خلیفه بدی
زابن عم عم شدی خلیفه شدی

شاه از بهر اهل دنیا هست
نیست بر تیره هر ده او داد دست

پادشاهی گرِ عالم فانی
هست بر ابلهان ز نادانی

گوهر جان بهای جامم هست
دست از آن دار و باده کن در دست

لیک همت در اول حال است
چون شدی مست کی ترا دل است

این سخن گفت و جام می دادش
عقده های ضمیر بگشادش

آنکه خود را بجام می داده است
نام حی را مدام بنهاده است

زان مدام است مسکنش در آب
نام حی را مدام ازین دریاب

می کشان را ز می قناعت نیست
طاقت و صبر نیم ساعت نیست

چون ز یک جام رفتش اندک هوش
شد دلش چون خُم می اندر جوش

گفت عم خلیفه عهدم
کام شیرین بکن ازین شهدم

سخت مستسقیِ شرابم من
پای تا سر غریق آبم من

العطش العطش بحالم هست
از چه این حال داد بر من دست

جامِ دیگر بدست او بنهاد
شاه را پاس وقت رفت از یاد

عقل را می زجای خود برداشت
نشارها کرد از آنچه در سر داشت

از کفِ راستان چو می خورد او
راستی را شعار خود کرد او

ز اهتزاز او هزار دستان شد
راز گوینده همچو مستان شد

جام دیگر بده که شادم من
رازِ خود پیش تو گشادم من

زین دو جرعه که خوردم از دستت
هستم اکنون چو ماهی شستت

رفته است ترس جان و سر از من
رفته است عشقِ مال و زر از من

گفت درویش ظرف تو دیدم
زین دو جامی که بر تو بخشیدم

در ترقی رتبه افزودی
بر خلیفه تو ابن عم بودی

از دو ساغر که نوش کردستی
بیخود از خود خروش کردستی

گر دهم جام سومت ای مرد
گرم تر وجد و حال خواهی کرد

میکنی دعوئ نبوت زود
جام دیگر بدستت ار آید
پس بگوئی که من خدا هستم
میکشانرا دگر مکن بدنام
خورده ام باده وازان مستم
خود شما داده اید می برمن
آنچه احوال بود باوے گفت
گفت کو زید یا رسول الله
او نباشد بخویش تا بر جاے
نیست جز وصف او دگر ذکرش
قدرت حفظ حال خویشت نیست
قدرت از دستش ار برون باشد
کرد از بهر غیر عذر پیدا
آنچه شد کشف راز ت از مستی
سالها شد که می پرستم من
مستم و هوشیار و راه راه
خوردن باده را ز من آموز
پادشاهی شود فراموشت
باده خوردن خوشی بیار آرد
تغنی رو دو ها دار دست
من زمی بیخود و فنا دارم
بنده ام پیشه بنده گی دارم
مستیش هم ز مستی افزودم

مست را حفظ خویش خواهد بود
جوهرت پر و بال بکشاید
از تغییر و فنا جدا هستم
حد بحی هستیت از ان ناکام
رفته است پاس حال از دستم
می تراود کنون ز من در من
زان رسول خدا برآشفت
تا کند نصح ها بجانش راه
کس چه گوید برو که لب بکشای
غرق در ذات لنشاء است فکرش
شرم ازین قیل و قال خویشت نیست
او در عالم خلیفه چون باشد
اوست بیعقل و ابله و شیدا
پیش مستانست آنهم از مستی
آنچه بودم همینه هستم من
رفتن این طریق از من خواه
دعوئ خود ز نخبش مے سوز
میکشد ننگ نز در آغوشت
عاقبت آن خوشی خمار آرد
به که داری برای دار و دست
هر چه دارم همه خدا دادم
پیش ساغر فکنده گی دارم
تا ز دعوی و لاف آسودم

از حد خود برون نهی پا را
جانب لامکان کنی پرواز
هر کرا نشاء دو بالا شد
ناصح ار گوید ت مگو زینسان
هر چه گفتم شراب میگوید
گفت پیغمبر خدا بر زید
گفت لب بند کن ازین گفتار
زید اکنون نمانده است در خویش
نیست چون اختیار او با او
هر قدر میشود ازین می مست
شاهر اگر نه اختیار استی
هر که از حال خویش افشا کرد
گر نه حفظ مراتبت باشد
از سر هر که آب بگذشت است
عمرها شد که میخوریم باده
میخورد باش در طریقت مست
نیستی پیشه کن چو گشتی مست
بنده گی کن ز شوق و مستی تو
گر خوشی از شراب میخواهی
گر خوری از برای مستی تو
کرده ام نفی حالت هستی
بارها داده رو مرا مستی
هم نسب هم حسب نشد از یادم

در جهان افگنی تو غوغا را
کس نه بتوانی ت که دارد باز
از دوئی ها گذشت و یکتا شد
تو بگوئی که من نیم زانسان
راست است و صواب میگوید
چیست حالت مرا بگو ای شید
پاس احوال خویشتن بردار
بیخودی است عاقبت این کیش
پاس احوال را ز دو کم جو
می فشاند ز هر دو دنیا دست
شاهیش جمله ننگ و عار استی
عیب خود خود بخلق پیدا کرد
پیش هر کس معاتبت باشد
از سوال و جواب بگذشت است
پا نه لغزید هیچم از جاده
در شریعت مده تو هوش از دست
تا دهد نیستی تعنت دست
همچو من ده بباده هستی تو
درد سر میکشی و جانکاهی
با خرد و هوشیار هستی تو
از سرم زان پریده است مستی
دیدم آن هوش هست از هستی
کرد مستی ز مستی آزادم

آنچه دیدی تو نیز دیدم من
اِنزوا برگزیدم از عالم
در عبودیتش قدم راسخ
خویش را هر قدر عدم دانم
در من و ذات من تبدُّل نیست
هیچ از می نرفته ام از جا
من ز می بیخودم مرا خشنود
هر همه چه نتو باده خور هستند
گر کنی جام دیگر از می نوش
پیش از ینت عروج الحاد است
وانکه هرگز نه خورده باشد می
آنقدر کسب کن تو در مستی
من گرفتم که صاحبِ تاجی
گر شود از خودی فراموشت
تا که جاه و حشم ترا باشد
چون بجاه و حشم به پیوندی
ورع و تقوی و طاعت جاه است
ار دعائی تو مستجاب استی
حاکم انس و جان بود رایت
جن و انس و ملک برد فرمان
هست سه جام پیش من دیگر
چون کنی آن اداء با اخلاص
بود در پیش من که کردم پیش

لذت و نشاء اش چشیدم من
تا بجز می برون نیارم دم
در وجود و عدم عدم راسخ
در طریقت بحق قدم دارم
چونتوام در نسب تسلسل نیست
تا کنم خویش و خلق را رسوا
کردم از می منی خود پدرود
ره باسرار کار بُرد هستند
در سر تو از آن نماند هوش
تا همین جاست راه وارشاد است
قولِ تو راست او شمارد کی
تا زبانت نماند از هستی
پیشتم اینک بجرعه محتاجی
بعد از آن هست جرعه ها نوشت
نام تو در جهان کجا باشد
پس خلیفه تو ئی بخود سندی
هر کرامست در جهان شاه است
دعوئی تو دگر صواب استی
برتر از عرش و کرسیت جایت
خود بطبیعت شوند همه از جان
بر سه حالت تو آن زمن بیخبر
بر سه جام دگر تو باشی خاص
هست سه جام دیگرت با خویش

لیک افشا نکرده ام این راز
مست آنست که بیخبر باشد
کاسه کاسه بنوشد از انجام
کشتیِ مِی که موج ها دارد
نی ببالا و نی به پستم من
ای بسا راز من ز می دیدم
دعویت در خلافت ای نادان
آنچه دانسته ای تو میدانند
مرترا نیست ره از ین بالا
مست می از شراب میگوید
وانکه خوردست باده او مست است
من گرفتم خلیفه هستی تو
خورده می ولی نه گشتی مست
گر دمت با قدم برابر نیست
دعویت کس نمی کند باور
برکسانِ خود از خلافت لاف
از جهان ترک و در قناعت پای
چون رود حکم تو در عالم پیش
چونتو فرمانِ حق بجا آری
لافت اوصاف شد مبارک باد
روزه هست و زکوٰة دیگر حج
زینده جامیکه با تو دادستم
آن یکی ذکر حق دوامم بُود

برنیاید ز بیخودان آواز
ز آنچه مستی تو مست تر باشد
هوشِ اول بماندش انجام
بهر بیخویش او چها دارد
از نشیب و فراز مستم من
از خود و خلق باز پوشیدم
نی ز تو هست نشاءِ می دان
لیک در پیش کس نمی خوانند
اینقدر بس ترا مرو از جا
نی خطا نی صواب میگوید
گوش از سمع آن سخن بسته است
لیک نی این زمان که مستی تو
ز آنکه از حال خویش یاد هست
همچنین لاف از تو در خور نیست
بر حشم چون رسی بر آور سر
گر زنی دعوئی تو باشد صاف
همچو من اِنزوا ت باشد جای
کس نگوید ترا دگر درویش
حکم و فرمان دگر روا داری
ورنه دعویت می شمارم باد
بر تو فرض خدا درین منهج
در نهادت روان نهادستم
نشاءِ می از آن بجا مم بود

بود قرب نمازم اندر جان   که ترا کرده ام بر آن جهان
مست و بیخویش رو مکن آنسوی   سستی بیش پیش ازاں میجو
حق ترا پیش من رسانیداست   تا ز من نشاءت دلها نیداست
گر تو باشی گدا و یا خود شاه   بنده گی بر خدا ز جان میخواه
تا به بینی بچشم خود معبود   از عبادت نبایدت آسود
نعمت است این و شکر نعمت کن   بر فزونیش هست طاعت بن
در سخن بود شاه با درویش   از دو جام شراب او بیخویش
خادمانه بشاه ایستادند   بوسه بر دست و پاش میدادند
نور طاعت چشم بود بر مرد   باشد آنرا که ذکر و طاعت کرد
ظاهر و باطنت چو گردد یک   در خلافت ترا نباشد شک
چون بمتبعش پای داری تو   سر بدعوی نمی براری تو
پنج باشد تعین از ایجاد   ره بآنها به پنج جامش داد
کنده ام دل ز مسکن و مأوا   کرده ام در خرابه جا تنها
میرود حکم من بهر جا پیش   باطنم پادشاه و من درویش
با چنین رتبه منزوی هستم   مستیم را عنانست در دستم
خود نیم مست و مست بیسازم   هر که جو بنده است بر رازم
بنده گی بر خدای دارم من   سر بطاعت همی گذارم من
او بهر رتبه که خواهد خواست   بنده را آن به بنده آید راست
پس ز جامیکه آخرین دادش   سوی آغاز کرد ارشادش
آن تعین محمدیت بود   هر که باشد در آن بود محمود
چون به نور سیاه ره برد او   خویشتن را بباده بسپرد او
در جهان او چو مردم دیده   از سمک تا سما همه دیده
برد نور سیاه کارش پیش   ساختن تنهائی ز جان درویش

هم تو دایم نماز بگذاری   بر خدا تا که جان بتن داری
تشنه لب آمدی چو در پیشم   بهر حق آب دادنست کیشم
آن نصیب از ازل ترا بوده است   با تو الفت ازین مرا بوده است
مبکن از حق طلب ره توفیق   در عبادت که حق کنی بتحقیق
بنده گی در لباس شاهی به   غیر ازین رتبه نه خواهی به
دولت نشاء بر تو بخشیدم   چون ترا مستحق این دیدم
ناگهان شد چشم ذره پیدا   شاهرا جسته واله و شیدا
باده کش جاه و احتشامش دید   آن سه جام دگر براو بخشید
گفت هر دعوی که خواهی کرد   هست با این چشم ترا در خورد
چون ز می خوردنت فزاید هوش   هر قدر دست میدهد می نوش
آنچه گفتی تو من یقین دارم   لیک بر راز خویش ستارم
گفت دیدی تو چون گدایم من   در گدا این مقام و جایم من
حق انیس و جلیس با من هست   غیر ازین از همه فشاندم دست
حکم من حکم اوست من فانی   حکم ما هست حکم ربانی
کس نباشد به نشاءام واقف   من بمستی بهر همه عارف
خود نیم گرم و میدهم گرمی   طینتے را که بنگرم نرمی
دعویم را چه حاجت اثبات   بنده ام بر خدای خود بالذات
وصف خود کرد ذکر و تعلیمش   ساخت مردے رضا و تسلیمش
شاه ازین باده کامل و اکمل   رفت سوی تعین اول
بود و تا بود باده در دستش   خواند پیر مغان سیه مستش
غالب است او همه بر او مغلوب   شد از او هستی همه مقلوب
پنج باشد مقام بر سالک   شد ازین پنج جام او مالک
گشت از عالم و تن او ناسوت   برد او را بعالم لاهوت

چون ز لاهوت رفته در لاهوت
دید خود را در عالم ناسوت
لیک لاهوت دید و خود را دید
هم ز خود راه در سیم خود پرسید

بود ناسوتی اول این سالک
لیک ناسوت آفت و هالک
آفت و هالکی ز ملکوتش
رفت از راه و بود جبروتش

دید لاهوت او و از لاهوت
باز برگشت جانب ناسوت
هست ناسوتش از همه بالا
غیر صوفی بکس نه انجا جا

پنج ارکان دین بجا آورد
پنج جام او ز دست مرشد خورد
هر که امر خدا بجا آرد
این عطا ها ز مصطفی دارد

پنج وقت از نماز بگذارند
سنت مصطفی بپا دارند
تا بجائیکه راه او را بود
امتی را بها نشود مشهود

پیشوا او و پیروان ماییم
در ره او چو راه پیماییم
هر کجا پای او سر ما هست
هر که سر ماند در رهش وا رست

کردن ذکر حق شرابت هست
هر قدر بخوری صوابت هست
شاد میزیست از غم آزاد
خوردن می بر او مبارک باد

کرد صرف شراب چون هستی
بود رقاص از سر مستی
ذکر حق هر که کرد از اخلاص
میشود شاد میشود رقاص

گر بنام خدا دلت شد خوش
رقص از آن باده میکنی سرخوش
ای خوشا دل که شاد از انجاست
گر کند رقص عز دانجاست

ساقی ما که بحر العرفانست
جام او پر ز آب حیوانست
نیست در خور بهر کس این باده
خضر را خوش بدست افتاده

خورده بر حرف مست مستان نیست
واردات است و مکر و دستان نیست
رقص ایشان بقول قوالست
قول ایشان ز مستی و حالست

بر سر هر که سایه اندازد
برتر از عرش پایه اش سازد
هر که بر دست شان سپارد دست
تا ابد زین شراب باشد مست

نزد رندیکه زین می آگاه است
دست مستان حق ید الله است
عاشقانه بذکر الله اند
عشق بخشنده بر هوا خواهند

این نوائی که نائی از نی کرد
رقص شد فرض هر که دارد درد
ای مغنی سرود باید گفت
مصطفی را درود باید گفت

هر که را این سرود رقت داد
رقص کردن بر او مبارک باد
رقص بهر خدای باید کرد
جام ذکر خدای باید خورد

چون تغنی حق کند قوال
میکند اهتزاز صاحب حال
از دل خوش جهان کند خوشدل
خوشدلی کن ز خوشدلان حاصل

شرح این رقص لازم است کردن
مدعی را بحالت آوردن
رقص پیر و مرید شد زین پیش
بشنو اکنون برقص ای درویش

چون ز باطن مرید دید آن حال
گفت بر پیر و پیر شد بوالال
زین همه چون باصل باز آمد
جان از آن ره در اهتزاز آمد

بر دل نرم زود اثر دارد
جسم را دل برقص بردارد
ذکر حق هر که کند دل نرم
قول قوال سازد از اکرم

مصطفی آنکه بحر تمکین است
دین او افضل از همه دینست
از وقار بکه ذات پاکش راست
رقت از جان پاک او برخاست

شرح حال و وجد صوفیه که در طریق این طائفه علیه امریست بزرگ و حالتیست بیرنگ چون غلیان شوق و ذوق در باطن تلذذ میکند آن حالت روی میدهد

شد اثر از سماع جانش را
بشنو اکنون ز من بیانش را

در زمان محمد محمود
کعب ابن جبیر مردی بود

او بنعت نبی زبان بگشاد
کرد بانت سعاد را ایراد

چون شدش این قصیده ازبر حفظ   کرد بر سوی مصطفیؐ از سر
از ادب ایستاده بر پا ماند   نعت پیغمبر خدا میخواند
رقت از آن سماع و دستش داد   تا ز دوشش ردا فرود افتاد
کرد از آن معاویه درخواست   خواهش او ز کعب نامد راست
کعب بر او ردا نمیداد ی   هیچ در بند زر نیفتاد ی
از پسرانش ردا باو حاصل   داشت از روز اول آن در دل
هم خبر کرد فاضلی طاهر   در صحیح بخاریست آخر
پس ز بیتی که مصطفیؐ خوش شد   کردم آنرا قسم درین لابد

چون پی پای بوس او شتافت   حضرتش را درون مسجد یافت
کعب چون خواند و مصطفیؐ بشنید   همچو شاخ درخت می جنبید
رقت از قول او چو در خود دید   مصطفیؐ آن ردا بر او بخشید
از زر و جان عزیز تر دانست   دست از او باز داشت نتوانست
کعب چون مرده ماند با اولاد   آن ردا را معاویه زر داد
این خبر از کتاب شد مشهود   شرح ملا علی قاری بود
گر حدیث دوم بود موضوع   آن صحیح است و آن دگر مرفوع
هست بالا الخط شجرف آن   چون کنی قرأت اول آنرا خوان

یک خبر دیگر از عوارف هست   داد از آن مطالعه این دست
خواند اعرابی پیشش شعر   بود از استاد یار خویشش شعر
مصطفیؐ آن ز لحن خوش بشنید   همچو دریا ز موج خود جنبید
او فتادش از آن ردا از دوش   بود از شوق بر سماعش گوش
هر که امروز امت او هست   مید هد گاه گاه آنش دست
گر کسی را همچو حالت برد   سنت مصطفیؐ بجا آورد
هر که ذکر حبیب خود بشنود   یا ر از آن استماع رقت بود
همچنان خواندم از خلیل الله   دید قومی بذکر یا الله
رقتش دست داد و شد بیخویش   کرد در دل سماع شان در پیش
ذاکران زان سرود لب بستند   یک زمانی خموش بنشستند
گفت بر ذاکران که برخوانید   بازم این نغمه بدیه بستانید

در عوارف شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدین سهروردی قدس سره آورده است که خواندن اعرابی این شعر در جناب مقدس نبویؐ

لقد لسعت حیة الهوی کبدی   فلا عندی طبیبٌ و لا راقٍ
الا الحبیبُ الّذی قد شُغفت به   فعندهٗ رقیتی و تریاق

و شادان شدن و اهتزاز کردن آنحضرت صلی الله علیه وسلم و اعتراض کردن کسی و گفتن بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم که انت انت یا رسول الله حضرت در جواب فرمودند مه مه ولم یهتز عند ذکر الحبیب فلیس منی و ملا علی قاری در شرح بیتی که در قصیده بانت سعاد است۔ انبئت ان رسول الله اوعدنی۔ والعفو عند رسول الله مامولُ و مهتز شدن پیغمبر صلی الله علیه وسلم و در گذشتن از تقصیر او

گر روان مرا بجوش آورد   گر نخوانید باز خواهم مرد
لذتی یافتم کز آن مستم   رقتی داده است خوش دستم
گفت نعتی ز مال استانید   پیش من باز نغمه برخوانید
هر قدر می شنید می شد مست   می فشاند از جهان و پا لیش دست

ثلث عالم فدای این آواز   گر شنیدن رهم بحق شد باز
اندکی باز پیش او خواندند   باز خاموش همچنان ماندند
مست تر شد ز خانمان برخاست   ذکر حق را ز ذاکران درخواست
از سما بوده اند قوالان   آمده ز امتحان بخوش حالان

آنهمه ذاکران ملک بودند
بر خلیل خدا محک بودند

مست حق بوده خوش بجانش بود
زان فراغت از اینجهانش بود

خوش بذکر خدا دل آنکس
هست کو آمد است از عالم بس

صوفی و سالک و بکر وحست
نغمه یابد وجد مفتوحست

چون رسد مژده وصال او را
خوش شود زان سماع حال او را

جان که مشتاق این خبر بوده است
چونکه بشنید شوقش افزوده است

صوت خوش قوت روح مستانست
صوفی حق هزار دستان است

جسم چون نی نوا چو جان باشد
آن نوا از خدا دران باشد

بعد آن نی جماد هم فانی
زنده نادان و مرده نادانی

گر ز نام خدا نه خوش شد دل
جسم و جانت تو هست خر در گل

هستی تو چو صورت دیوار
خنده و گریه ات ندارد یار

آدمی زاد را شرف عشق است
نیک بنگر که هر طرف عشق است

بیخودانرا از این خبر نبود
گر بگوئی درو اثر نبود

هست قهر خدای نادانی
آدمی را دران گران جسمانی

جمله آداب را بجا آرد
از همه روی بر خدا دارد

چونکه رضوان کشید در او را
زان صدا وجد کرد اثر او را

در وطن چون رسد ز غربت مرد
بشود شاد و وجد خواهد کرد

وانکه در روی او شود در بند
کی دلش زان صدا بود خورسند

کس که در باز کرد یا در بست
یک صدا هر دو وقت بر در هست

از در جنت آنکه را رانند
مقبلان دیو راندهاش خوانند

گوش او هم صدای در بشنید
او نشد خوش که بستن در دید

وانکه خوش شد حسد بحالش برد
ظن عیبی بران کمالش برد

خویش را نار خواند و او را طین
کو در طین ندید نور از دین

یافتند از خدا است جانش پر
زاینجهان و عرض ره دانش جر

بر دلی کز غرض بود خالی
ره دهد همچو حالت حالی

هر که هست عاشق اندرین جاده
او دو عالم براه حق داده

آن عزیزی که از وطن دور است
از نگار عزیز مهجور است

آن خبر شد ز گوش در جانش
گشت بر زخم و درد درمانش

از سر عشق آن پر از اخلاص
گشت از استماع آن رقاص

هست الحانش صور اسرافیل
زاستماعش بمرده جان تحویل

نیست بی روح جسم را جانی
چون جمادی فتاده یک آنی

گر ازین ذکر اهتزازت نیست
راه در بزم اهل رازت نیست

آدمی نیستی جمادی تو
در جهنم خود اوفتادی تو

مهر و رقت که وصف انسانست
هر کرا نی حمار و حیوانست

عشق را بیخودی بود بازار
بیخودی را است وجد و حالت یار

وانکه شد غرق عشق از خود مست
دوست را از التفات اباد است

چون از آن بشنود خبر او را
گردد از شوق پا ز سر او را

از صدای رباب فتح الباب
شد بسوی بهشتش از هر باب

میکند اضطراب از آن احوال
تا شود در دو خویشش استقبال

وانکه افتد ز قرب رحمت دور
او نه از عمر خود بود مسرور

مالک دوزخش نماید روی
اوست در رنج و درد از هر موی

این سخن قول عارف روم است
در صحائف نه نقد هر قوم است

دوزخی بیخبر ز غفلت نیست
هیچ شوقی بماند غفلت نیست

سور او سوگ شد از آن احوال
نیست خوش از ترنم قوال

دیو را دشمنی است با انسان
خوانده باشی ز آدم و شیطان

دیو زان از بهشت شد مردود
زانکه در اصل ذات ناری بود

نار خود به نزد میدانست
بود ناری بشنار داد ندش
عیب بر اہل وجا میگیرند
در ازل شاخش این ثمر دارد
ہر شجر را بود ثمر دیگر
آن عزیزان از اہل توحیدند
ہم خدا پرده از میان بکشاد
ہر کہ در راه شان قدم بنهاد
نور ایمان او ہویدا شد
غیر با خدا ہشتہ نیست
ہر چه جز این بود تباہش دان
دور خست آنکہ چنین اتحاد
در ره سالکان سلوکی کن
چون بپاکان دین به پیوندند
آنچه علم من است عمل گردان
تا بجائیکہ شد نظر بازم
یا کسی کہ دو گوش من بشنید
از ہمه بند رسم و اسم آزاد
ذکر معشوق در میان آمد
میرسد در مشام او بوئی
پرده بردار و از میان اسرار
میکنم اینز از وجد انیست
این مدد را از مصطفی دارم

سوگ خود به زسو میدانست
راه دوزخ از ان کشادندش
حاسد انه ببغض میرند
زین سبب در سقر مقر دارد
مذہب و فعل را چنین بشمر
وحدت حق بچشم دل بودند
محسنان را الحسن رویت داد
حق تعالی براو ولایت داد
عیب بدگوی نیز پیدا شد
جز خدا دوست نوش سرشتہ نیست
دور از خوان بزل شاہش دان
سوی حق ہر زمان کن استغفار
تا شود ابند رحمت پاک از بن
پاک و شیرین از ان ثمر بند
ہم بری از ہمہ خلق گردان
در قدم ہم بکن سر افرازم
بخش بر چشم من عطا زان ید
داد وجد و سماع خواہم داد

مالک دوزخش نماید روی
ہمچنان غافلان باہل اللہ
پیشه و کار خویش آن گمراه
اینچنان باغ و آدمی اشجار
آن یکی میوه در خور شاهان
سنت مصطفی بجا آرند
آن بزرگان ز انبیا ہستند
در ره دین حق ولی گشتند
ہست این میوه خواہش آنشاه
دوستدارند دوستدارانرا
ہم ز است تلخ و ہم بد بوی
بر بزرگان دین تبع میباش
میوه اش سنت نبی باشد
یا الہی مرا از ایشان کن
بخش از فضل خویش توفیقی
ذکر خود جاری از زبانم کن
تا من از عشق بال بکشایم
باز در شرح وجد و حال آیم

باز در شرح وجد و حال متوجدان که متواجد انند و رمنع مخالف که آن عمل را ممنوع میدارد

دیدن سر بعاشق است پیدا
خواه تمکین و خواه تلوینیست
تا بحق خویش را فنا دارم

لذت وصل چون دہد آنراز
باد این راز جای پیدا رد
آنچه او کرد من تبع ہستم

او ست در رنج و درد از ہر سوی
طاعن و عیب جوی در این راه
کرد بدگوئی ولی اللہ
مذہب و فعل او بود اشرار
ہست آن مذہب دل آگاہ
عشق حق را بجان وفادارند
ہادی خلق بر خدا ہستند
در جہان روشن و جلی گشتند
ای خوش است این ثمر دل آگاہ
بخم دانند جملہ یاران را
ہیچ ره نحوستش ندارد روی
زنگ شرک از درون خود بتراش
دور از وہم ہر غبی باشد
معتقد بر سلوک کیشان کن
تا رسم من بکیش تحقیقی
لذت آن عطا بجانم کن
رستہ از قید راه پیمایم
مست در فاض لاابالی استم
روح راده بجان جان آمد
میکشد بو دنشن به آنسوئی
روح از شوق میبکند پرواز
می برد تا بجا کہ سر داید
داده است وجد و شوق از دہشم

نور حق طور را چو بگداخت   بادل جاهلان نخواهد ساخت
جان موسی که قابل آن بود   گشت بیخود چو جلوه شد مشهود

شد چو جانش ز جلوهٔ خود شاد   شاد لیش نثار کرد و مست افتاد
خر موسی تو از نبی مے خوان   تا شود روشنت حقیقت آن

صوفی آن حال چون از دل بشنید   وجد خود را برابر مشبه دید
انبیا را طبع شد از انحال   گشت از قرب خویش فارغ بال

وارث وجد و علم ایشانند   در پی انبیا همیشه رانند
جان موسی بطور نوری یافت   زان تجلی دلش سروری یافت

بیخود از خویشتن در آن افتاد   نی ز خود نی ز نور ماندش یاد
همچنان صوفیان این امت   کرده اندر وصول دین همت

وارث انبیا همیشه خوانند   عالمے را که بر خدا سر ماند
روز و شب طاعت خدا دارند   زنگ هستی ز خویش بر دارند

زاندل شان چو موم باشد نرم   میشود زود آب از اندک گرم
اندران آب میشنابد روی   پرتو نور روی این خوشروی

آب صاف همچو آئینه ببیند   عکس در روی هر آئینه ببینند
بیخودی بار میدهد زینحال   در تغنی چو مے شود قوال

معنئے قول او چو حقانیست   حق طلب از سماع آن فانیست
موم دلها از شعلهٔ آواز   کرده اندر گداختن اعجاز

در دل شان تجلئے زان نور   میشود ندمی طپند از ان دستور
هر چه قوال میسراید راز   معنئے جلوه مے کند آواز

در دل شان چو کرد اثر معنے   یافت سامع از ان خبر معنے
میشود از تلذذ و مدہوش   گر تو خواهی براه معنی کوش

آن نه از روی اختیار هست   نیز نی جبر و اضطرار هست
حالتے طرفه باشد این احوال   هر که دریافت اوست صاحب حال

بر در برامس بنگر صوفی راه   بر در آهش بوحدت الله
خویشتن را ندید چون در خویش   گشت رقاص وقت خود بخویش

دید خود را که نیستم موجود   حضرت ذات از نقش مشهود
داد بر خویش زان فنا دیدن   مرد را رویت خدا دیدن

از همین دیدن او خدا را دید   شکر اینحال کرد چون رقصید
جمع شد اختیار و مجبوری   بر موحد از الست معذوری

جبر این را با ختیار آورد   بیخودی زان بروی کار آورد
چون دو ضد جمع شد نداند چیست   وانکه او جمع کرده الست آن کیست

یک سخن خنده ناک گرکس کرد   زان سمع خنده بر هزاران مرد
ضبط آن خنده نیست ممکن شان   می نیاید بهم دهن از آن

بیخودند آن جماعه در خنده   نیست شان احتساب بینده
محتسب نیز خنده خواهد کرد   گر بگوشش سخن بمعنے خورد

لیک در کارهای دیگر شان   هست هوش و حواس یا در شان
در دهن خنده هست و کار از دست   هیچ رفت است اختیار از دست

ور رود آن حرف خنده ناک از سر   هر که در مجلس است خندان گرد
هیچ هوش و حواس ره نگرفت   خنده را نیست حال نی شگفت

نی جنون و نه بیخودی باشد   آن نه نیکی و نی بدی باشد
چون ترا نیست علم این احوال   غیبت کس مکن زبان کن لال

کیمیائی سعادت از بر کن   اندرین بحث حرف را سر کن
شد در احیا علوم این مرقوم   چون بخوانی شود ترا معلوم

مجتهدان که جهد دین کردند   شرح وجد و سماع این کردند
منع تا نغ از آن از این هست   گر دهد ذوق نفس و شهوت دست

گر بود وارد ذات رحمانی
وجد او را در نعت موسی کرد
مجتهد است و کامل دین او
آنکه بشنید خنده خواهد کرد
وانکه نشنید خنده نی دردی
وانکه او را مصیبت آید پیش
مرده دل مصیبت کم نیست
اندر و حرف حق اثر نکند
بود وجد از سماع آن آهش
ورنه در نوحه های بیهوده
از شنیدن اصم ز دیدن کور
لیکن آنکس که خنده خواهد کرد
آن یکی را بهشت و رضوان داد
روز نی زنده دل بحق ذکر است
قسوه از دل ز ذکر حق برود
غم بدل شد بشادیش در دم
فسخ شد روز نی یکی دیگر
هست هر کس براه خود در راه
هر کسی را مقام و منزل هست
غافل از خویش و فیر شد غافل
زشت او را کمال زشتی هست
آن یکی را ز خنده شد مشهود
هر دو انجام حال خود دیدند

گوئی از وجد آن سبحانی
گفت انا الله سبحان ز آن ابیخرد
کرد تعلیم ما در آئین او
نیست مجنون بهوش هست آن مرد
هم ز ما اعتراض نی بر وی
گریه ها مرده را کند در خویش
گر دلست زنده او بهایم نیست
زفلنش نیست گریه بهر بکند
میکشادی بسوی حق راهش
جان و ایمان خویشش فرسوده
جلف و نافهم از معانی عور
گو بکن عیب گریه بر آن مرد
خوان نعمت و حور و غلمان داد
بهر عقبی خویش در فکر است
زان بیاد حقش دل خوش بود
خنده و قصص او نزین نافهم
می برد در فحچه سمر او سر
راه بین نشد راه او بخواه
هر چه او گفته است وصل هست
دین و دنیای او بود آن مثل

وجد چون بایزید را آشفت
چون غزالی رسید بر اسرار
جان او لذت سخن دریافت
خنده او دلیل هشیاری ست
تا بر آن بزم بود اصم بود او
گر بگوید کسی که مرده او را
چون دل کافر اهمن و سنگست
گر نشدی او ز عیب خود آگاه
گر شنید او که مرده شد زنده
هر چه گوید بشاد جانها کو
آیدش بد ز خنده خندان
هر دو در حال خویشتن سالک
داند گر آنکه جهنم شد
انس باذکر وی با نمازش هست
ذکر حق شکر حق همی خواند
بلبلی هی ولنگ گویا نیست
لذت او برای او زهر است
هست هر راه عافیت نادرست
منکر حال گر نشد عارف
نیک و بد پیش عارفان یکسانست

صوفی گو بید گرفتن عیسی علیه السلام بر آسمان و زنده کردن
مردک از خاک ساخته و پرانیدن آن را بر آسمان
و بید افتادن موسی علیه السلام

حرف ... را هم ز هم نشنیدند

لیک ابن دم ز قصص آن طالب

بیخود از خویشتن عیس میگفت
کرد اندرکت بیخود اظهار
نور معنی بروح او دریافت
خوش شدن حالش از خبردار است
تا بشادی و خود بغم بود او
بد دلش مرده او نمرد او را
وسعت دین درون او تنگست
از ندامت همی کشیدی آه
گریه او شود کنون خنده
زانکه اعمی است از حقیقت او
آنکه جانش نشد است از غم سندان
هست بر حال هر دو حق مالک
از ازل روزیش همین غم شد
غیر از این جان پی نیازش هست
جاهلش ساز و نغمه میداند
از زبان نیست از دل و جان است
رحمت او برای او قهر است
رهبر در راه در راه رند خود اوست
اوست بر اصل غیر داد وا قفست
او شمارد که این همه از دوست
خواست او آنکه بهشتی هست
داند گمره را بگریه ره بنمود
شد بر و فکر در روان غالب

طالب خویش او خدا را دید — دیده خود ز پیر خود پرسید
پیر چون دید که در مریدش بود — پیش از آن بود شاهد و مشهود

نیز حق بجان شان دریافت — هر دو را یک وجود شد دریافت
از خود احوال عالمی دیدند — عارف حق شدند و رقصیدند

آن دو در رقص و من از آن احوال — گشته‌ام در جهان کنون قوال
رفت بر آسمان مسیح از وجد — کشته است زنگی صبیح از وجد

خاک جسم مرید را هر پیر — از نظر میکند چنین اکسیر
مرغ گل در هوا ز وجد ... بود — بال و پر سوی آسمان بگشود

مرده را زنده کرد از وجد او — دل خوشی‌ها ز دل خوشان میجو
روشن از وجد چشم یعقوب است — این اثرها ز بوی محبوب است

بیخود و باخود است در آن او — حاکم جسم اوست چون جان بو
در طلب نور چشم خود در باخت — تا ز بوئی دو چشم روشن ساخت

باختن خویش شرط این ره است — خویش را باخت هر که آگاه است
داد جان آگهی جانان یافت — چون شد آگاه باز پس جان یافت

نور چشمش کنون همان تو بیست — ناظر مقصد او ز هر مو بیست
رفت از وجد صوفی بسما — از همین امت رسول خدا

تا کنون کس نبرد از وی بوی — تا کجا رفت و چه نمودش روی
از کجا بر چنین بر آورد او — جسم خود بر سما از آن برد او

خوانده‌ام این خبر ز نفحات — تا شود پیش مدعی اثبات
من سخن‌ها ز نقشه میگویم — در ره وجد حق همی پویم

هر چه سر میزند ز اهل الله — عارف الله شناخت فعل الله
هست این نور افضل الاذکار — ذاکران را چو کرد دل بیدار

شد ز دل در روح او یکی ز اینحال — روح را ره باایزد متعال
مرغ چون زور و قوت از وی یافت — با قفس تا بعرش بشتافت

گر تو خواهی خبر از این بازار — ذکر حق کن بافضل الاذکار
آن تر از رنگ نور خود بخشد — ره خدا بر ظهور خود بخشد

هر که شد ظاهر او رهائی یافت — راه در محفل خدائی یافت
بند هستی خویش را ببرید — او بمقراض لا و ره را دید

تا بجائیکه بود رفتن تاخت — شد موجد و جا باوی ساخت
قصد هر کس بقدر همت بود — می تر او بر آنچه شد مشهود

یاد میکن درود را با ذکر — تا باصلت رساند از این فکر
بعد از آن هر چه یار خواهد داد — راه تا قرب یار خواهد داد

هر که در قبح شان سخن گوید — راه دوزخ بخویش میپوید
منکر رحمت خدا هست او — کفر تهمت با ولیا بست او

چون ز ذکر و درود شد پیدا — کفر گفتن بترس ای رسوا
او که لا گفت و هستیش لا شد — بعد لا هر چه بد هویدا شد

از ریاضات شاقه داد این دست — نام این کفر و لعب نتوان بست
گر چه این بحث اهل عز گفتند — راست گفتند حق نه بنهفتند

من بخیر لنگ از همه بستر — کرده‌ام همچو راه رفتن سر
از همان بیشه پرورش دارم — وز همان نسترن خورش دارم

هست همان ساقی و همان باده — نشان‌های دو دل بر رها داده
هر چه رو داد جمله یار انست — بنده را نیز ننگ یار انست

هر که عالم بعلم توحید است — آنچه من دیدم او همان دید است
آنچه او دید نیز من دیدم — متحد هم باو ز توحیدم

هست دریا بجوش از هر سوی — آب جاری از دست در هر جوی
آنچه در دفتر من دیار انست — از همان ابر و از همه یار انست

آب هر جوی و کوزه از دریاست   از همان آب کوزهٔ ماراست
از یکی جوی آب شد بسته   تا بلب تشنه ماند آن خسته
آن یکی آب چاه بس شیرین   آب چاهِ دگر نمک آگین
قدرتِ حق درونِ یک پرده   اینچنین بازئے بپا کرده
آن یکی مرده واند گر زنده   هر دو بر حضرت خدا بنده
زنده جوئیست آب او جاری   جوی مرده ز آب شد عاری
مرد همسایه زنده همسایه   بود از بس نور هر دو را پایه
زان یکے باز داشت بحر آن آب   بهر آبِ آن طرف دگر بشتاب
هست دریا بذات خود قایم   جود و فضلش بهر طرف دایم
در کمالش زوال کے کس دید   هست در ذات خویش بر توحید
وصف او لاشریک بے انباز   مونس نیک و بد بود دمساز
از کریمی مرید هر کس او   رو برو کن که بر تو دارد رو
شو مریدش که خیر در این است   خواستنش خواه بهر دین است
از غنا بر مرادِ تو یار است   بر مرادش بگو که انکار است
هر چه داری مراد آن فانی است   از قضا لیش ترا پشیمانی است
لامراد آنکه در رهش بشتافت   او دو عالم بکام خود دریافت
عاقبت کار خویش آرد پیش   بگذرانه کار خویش ای درویش
علم در نیک و بد نداری تو   خواهش خود بر و چه آری تو
عاقبت در رضا و تسلیم است   در رهت نے امید و نی بیم است
هر چه زاینسوست عیب و عصیانست   هر چه زانسوست عفو و احسانست
زانکه بگرفت حاسد او نیست   قابلیت دگر دران خو نیست
آب ازو لیست و جرم او را شست   تا که صافی ز تیرگی ها رست
بعد از آن آب تا ابد جاری است   بر همه جوی ها چنین ساری است
بر مرادِ تو خود مرید است او   انتقامت از آن کشید است او
آن مرادِ تو چون رود از دست   نیک بنگر دگر چه حسرت هست
چون شوی بر مراد او سالک   بر خدائی او تو ئی مالک
عارف اینجا رسید و شد شاکر   هست هر دم بشکر او ذاکر
ذاکرانرا است ذکر از احسان   این خبر را بخوان تو از قرآن
عاشق است این هر آنچه خواهد دوست   بهتر آن هر چه علم او با اوست
نیست در ذات پاک بخل و حسد   تا کند بندگانِ خود را بد
بر بدان نیک از کرم شد پیش   نیک را نیکئی خود است از خویش
بر همه بندگان کریم است او   از عنایات خود رحیم است او
هر که باشد رسیده بر این حال   نیست ادبار باشدش اقبال
این رسیدن نبود ازین سو بیش   جذبه ها در رسید از آن کو بیش
از کریمی خویشتن در تاب   کرد بر روی او گشاد این باب
بود از ایجاد قابل این مجذوب   شد با نجام آنطرف منسوب
آفتاب کرم چو هر سو تافت   هر کسے نور او بخود دریافت
تربیت کرد قدر استعداد   در معادن هر آنچه بود آن زاد
حکمتِ او مشیتِ او بود   عاقبت اصل خویش را بنمود
بهر کارے بکار آن اشیا   بود تا شد مشیتش پیدا
لاشریک است او چه گوید کس   این چرا آن چرا ازین کن بس
گشت ابری بیکطرف حایل   گشت زان سمت نور او زایل
ابر باشد نشیب و نور فراز   لیک نور از نشیب دارد باز
نور زیر ابر ماند و خالی ارض   قدرتِ حق درو پدید الفرض
حکمتِ حق جو سے خطا نکند   هر چه بکند بجز بجا نکند
دلبرِ ما ببین چه طرار است   با همه کس بصد سر و کار است

آنهمه کرده است عاشق خویش — از همان عشق پرده اش در پیش
عشق او را بعاشقی در کار — او حکیم است اندرین اسرار
می ندانم که من چه می گویم — هیچ من چیست آنچه میگویم
باغبانی که تخم من در کاشت — چونکه شد وقت حاصل آن برداشت
معنی آنچه خوانده است قوال — تا چه پی برده ام که شد اینحال
ژاله و مست و بیخود و شیدا — میکنم رقص و عاشقی پیدا
همچنان حال صوفیه میدان — هیچکس را نگو که بد کرد آن
وانکه کرد است زشت کم گویش — زشتی او میار در رویش
تو مکن زشت گر ترا دست است — زشت کردن کسی بر او بست است
داند انجام کار او دادار — او در انداخت در سرش انکار
مرد را بر جماع دل دلال — شد پدید از قضیب اثر در حال
گرچه مقصود او در اینجا نیست — لیک آن عضو او شکیبا نیست
سخت وایستاده منتظر در کار — شوق را هست اینقدر آثار
مرده بود و زنده کردش شوق — آنطرف دل کشنده کردش شوق
نیست نامرد را اثر پیدا — کی شود آن قضیب او برپا
نیست این شوق در دل و در سر — زان قضیبش سست شود باور
پی نبرد است او از آن لذت — تا بود عشق او در آن لذت
از ازل قابلش در آن دیدند — زان رگ آهسته از بریدند
رفت بر سوی پس اثر در پیش — که دار آن پس روی عمل بر خویش
نیست لذات پیش در سودا — بهر لذات پس بود رسوا
روز نی لذتش ز پس کردند — غیر از پیش نه دست رس کردند
شوق او زین سبب بود از پس — گر تو خواهی دلیل اینست بس
نیز اگر احتلام خواهد شد — کارش از پس تمام خواهد شد
آنچه او بهر پیش در جهد است — همچنین سوی پس بر این عهد است
او کند عیش پیش و این از پس — فهم این راز کن بمعنی رس
گر به خوابست خیز و گوینده آر — خیز خیز است داند اینسان کار
لذت از پیش حاصل مرد است — از ازل حق نصیبش این کرد است
گر شود محتلم هم از پیش است — خواب و بیداریش بر این کیش است
مرد زاینده بود از مادر — کرد مردانه عاقبت ره سر
هر دو در قول همدگر جاهل — لذتش را ز همدگر زائل
همت هر کسی ز هر سوئیست — رفتن هر کسی بهر کوئیست
هر دو از کار خویشتن راضی — خود بمقصود خویش خود قاضی
کی نصیحت بهمدگر دارند — تا بیک راه هر دو را آرند
آن یکی عار کار او دارد — وین یکی نیز عار او دارد
کرد حق همچنین تسلی شان — داد زاینگونه فعل را رجحان
مرد و نامرد را چو پیدا کرد — وایه هر دو شخص دنیا کرد
وانکه مرد است کرده ره در پیش — زاد عقبی نمود مکسب خویش
گر دم مردی برید از وایه — یافت از عیش اخروی مایه
در خود از فقر با فنا را دید — شکر کرد آن بخود غنا را دید
روح او بهتر است از این احوال — زانکه فقر است دولت و اقبال
مصطفی نیز فقر را در خواست — فقر را فخر گفته عز پیراست
هر قدر فقر و فاقه خواهد دید — خواهد از وجد آن بخود بالید
نفرت دل چو دید از دنیا — فرحتی شد بجان او پیدا
روز دنیا بسر بطاعت برد — چون ز دنیا گذشت با خود برد
ترک لذات دنیوی کرد او — زان بوجد و سماع ره برد او
در سماعش نفیر روحانی — وجد از آنش ظهور نورانی

بی زبان همچو نی صدا در وی | لب بریده ز بندها چون نی
هرچه دنیا بدست او افتاد | بهر حق از برای عقبی داد

دید در پیش راه عقبی او | کرد در پیش روی در ره او
لذت از پیش یافت چون مردان | بهر او پس نگشت سرگردان

پیش روز جزاست آن هشیار | گشت در کسب زاد آن در کار
گر دو سه گام راه سختی دید | عاقبت روز نیک بختی دید

ترک دنیا و ترک عقبی کرد | عاشقانه طلب خدا را کرد
واندگر حب ز بود و پس خو کرد | ماند عقبی وا این طرف رد کرد

هرچه دریافت کرد پس انداز | داشت لذات پس نه پیشش باز
چون زنان از لباس خویش خوش شد | بست بر بسترش چو زن لابد

آنچه کس یافت شد در آن محکم | این بود حال مذهب و عالم
هرچه از نام و باب خود بشنید | بهر خود آن طریق را بگزید

باب و ام مراد ایجاد است | تا چه آدم بر او سبق داد است
بود در عین ثابت این حالش | چونکه مظهر شد آن شد اقبالش

خوی بد در طبیعتی که سرشت | از زمین بود تخم در وی کشت
آن زمین را بتخم لایق دید | هر قدر خواست اندر و پاشید

پس درو آنچه کشت می روید | شکر حق خوش از آن همی گوید
خود بخود عاشق مکان خوش شد | بر متاع خود دوکان خوش شد

هر کسی را متاع دیگر بود | شد ببازار و کرد بر خود سود
هرگز از خوی نشود تبدیل | لیک بدل هست قال حق بی قیل

مرد بدخو چو خوی خود بد دید | از سر درد سوی حق نالید
اندر و خوی نیک بودست آن | تا نمودش خدای ره در آن

قادر است حق که آن بدل سازد | سوی نیکیش سر بر افرازد
عصمت اولست عطا از حق | بنده در محو اندر آن مطلق

تا بود توبه آخر این کار | این عطا از حقست حق غفار
دید بدخوی خوی بد را خوب | او نه بر فضل حق شود منسوب

اندر آن خوی خویش خواهد مرد | تا بعقبی رفیق خواهد کرد
وانکه گر خوی خوش بهشتی دان | میرود باز خویش سوی دوکان

گر کند شکر نعمت آن خوشخوی | زان خوشی پیشتر نماید روی
گر در آنحال خویش شود مغرور | غیرت حق براندش زان دور

تا توانی بعجز و زاری باش | عاجزانراست یاری او فاش
چشم هر کس بگو نه در ترکیب | این بروان براین شد تعذیب

زشتی خویش زشت خوش شمرد | تا در آن عمر خود بآخر برد
گر خدا را شریک هم بودی | زشتی خویش باز بنمودی

هست هفتاد و دو گروه در راه | یک از این ها بره همه گمراه
آنکه در چاه او فتاد نه چاه | چاه را ره شمارد آن گمراه

او بتکمیل زشتی خویش است | بر چنان حال طالب پیش است
وانکه ره یافت راه سنت بود | عامل است آنچه مصطفی فرمود

کرد چیزی که کرد پیغمبر | روح پیغمبر است بر وی یاور
هر قدر مال و زر بدست آرد | بیشتر بیش حرص آن دارد

نیز اعمال زشت دار پیش | زشت را خوب بشمرد بر خویش
نفس او خویش که مال و زر دارم | می بر آید ز زر همه کارم

این بزرهست شاد او از حال   نیک بین کیست صاحب اقبال
قاضی الحاجت منست این زر   پس ز هرکار جمع زر بهتر
ذاتِ حق هادی مُضِل دیما   مار مه او شُعبان بود بر ما
هر نکیم شاں که تا دانند   هر زماں در سجود سر مانند
قرب در قرب هست این افعال   واسجدوا واقترب بود اینحال
کرد قومی بضد آن پیدا   دیو را داد آنطرف سودا
حیرت و عجز اندرین احوال   هست حاصل بوقت صاحب حال
گر از اینها کسے باهل الله   متّفق شد خدا نمودش راه
هم ز جهل و هم از ضلالت رست   عاقبت او بدینِ حق پیوست
روی خود سوی راه دین آورد   خویشتن را ز جاه بیرون بُرد
معترف شد بمذهب توحید   در مذاهب مشیت حق دید
هست مستغرق او بسر الله   او ندیدا ست هیچ غیر الله
همچو کنعان فتاد در طوفان   او نیاورد در پدر ایمان
آنچه از وی شد عاقبت پیدا   از خدا بشنو آن تو نی از ما
راه امید ماند بر ما باز   گر نه در توبه راه کُن به نیاز
سنتِ آدم است با آدم زاد   کرد توبه ره بحق بنهاد
هر که باز آمد ار بود کافر   حضرتِ ما بر او نه بندد در
کرد منظوم شیخ دین عطار   حال شمعون در رحمت غُفار
زین همه راه سنت شوین است   هر که بگزید او خوش آیین است
توبه و عجز هر که پیش آورد   کار خود پیش ره طریقت برد
حق جمیل است جمال دارد دوست   ای جمال تو طاعت نیکوست

حالِ این مانند چونکه آمد مرگ   حال بر اهل حال آن نسو برگ
هم لذینا است فعل زشت او را   نیک میداند او چنین خود را
بر کسانیکه عشق خود را داد   داد بر دست مصطفی ارشاد
سجدهٔ شکر سجده بگذارند   شکر بر شکر نیز میدارند
کاینچنان او بجمع زر کوشید   این ز ذکر خدای حی نوشید
قهر چون کارِ ایشان بد بود انداخت   دیو آن قوم را ز دوزخ ساخت
بندگی و خدا ابیست این راز   کس از این پرده بشنوی آواز
توبه آخرین نصیبش بُود   گشت انجام کارش آن مشهود
گشت لطف خدا بر او شامل   شد با آثارِ مصطفی عامل
یوسفی او فتاده بُد در چاه   زان بر آمد بعالمی شد شاه
وجه حق باقی و همه فانی   ناظر آنست مرد ربانی
یا یکی از میان ز حق برگشت   دیو در راه یار و یاور گشت
او نه فرزند نوح بود ابرد   در ازل خواستش خدا این کرد
هست امید و بیم با ما یار   تا چه تقدیر کرد آن جبار
ز آنچه کردی بدی از آن باز آی   توبه کن ره بمغفرت بکشای
حضرتِ ما بخلق غفار است   لیک در باز آمدن کار است
آفریدا است مذهب و دین ها   خود معلم بکیش و آیین ها
سوی او راه ها ز هر باب است   راه نزدیک و خوب کم یاب است
تا بیابان اخر بر میدارند   ز آنطرف عجز را خریدارند
جلوهٔ حق بوجه احسن دید   حُسن از حُسنِ همدگر بالید
بنده را حسن کردن طاعت   از نه دل به خواجه هر ساعت

واند گر راه های کج و دور است — ظلمت است آن نه مطلع نور است
نیست گمراه هم ز حق بیرون — لیک او را لیست و این شد دون
مظهر اوست نور و این شد نار — استعاذت ز نار بر او دار
کس نه چون و چرا تواند گفت — تا کرا خواست تا کرا آشفت
گر تو هستی و با تو هست انکار — ور نه فانی شو این دو را بگذار
نی در و نار و نی در و نور است — آشکار است لیک مستور است
لم فانی کسی نه خواهد دید — هم تجرد در اوست هم تفرید
گشت مصروف در خدادانی — خویشتن را بدید ازان فانی
نور او گشته نار را در خویش — در فنا باقی حق است درویش
او بهر مذهبی گذر دارد — بر فنای همه نظر دارد
دمبدم با خدا سخن دارد — بر حقیقت او نه با دمن دارد
او امام است بهر آزادان — حق ازو شاد و او ز حق شادان
همچو در یتیم کم یاب است — اندرو نفع ها ز هر باب است
او از اهل هدا هدایت یافت — بعد ازان رتبه ولایت یافت

حق برو جلوه کردنی با حسن — زانکه با جلوه هست پیدا حسن
گفته ام نور و نار در مطلع — اندرین گفتگوی شد مقطع
کس بنور خدا اندر راه — راه او را ازو بجان میخواه
وحده لا شریک له میگوی — اشک میریز و راه ازو میجوی
ذکر کن لا اله الا الله — این کشاید سوی فنایت راه
کرده مظهر ز نور و از نار است — شک نیاری که کار بسیار است
هر کرا سوی او ارادت خواست — کرد در راه عزم رفتن راست
مصدر نور و نار شد آن فرد — جلوه ها گونه گونه خواهد کرد
گر بفرزند و گو بزن باشد — خلوت او در انجمن باشد
شد مذاهب به پیش او فانی — مذهب و دین اوست ربانی
او چو خود جمله را فنا بیند — در همه وحدت خدا بیند
او شرابی ز خم وحدة خورد — پیش او اینهمه مذاهب خرد
سایه اوست کیمیا تاثیر — مس هر کس نه چشم او اکسیر
وصف او هست در کتب تحریر — چیست حاجت مرا دیگر تقریر
او ز دیدار حق ز خود بیخویش — کرده است شادی و طرب در پیش

وجد کردن صوفی در کلام آوردن حال خود را در وجد در پرده شکر و حمد گفتن پروردگار را بر حال خود

هی ولنگ این زمان چه وارستم — خویشتن را با ولیا بستم
هی ولنگ این زمان که جلوه یار — شد تجلی ز هر در و دیوار
هی ولنگ آنکه در پس در پیش — جز خدا کس نبیند این درویش
هی ولنگ آنکه از جهت اندر است — آفریننده جهت پیدا است
هی ولنگ آنکه دیو با آدم — اندرین بزم گشته است همدم
بهر اظهار ضد چنین شد — مظهر ضد به ضد بود لابد

هی ولنگ آنکه خانه برپا — شد چو آئینه خانه دنیا
هی ولنگ آنکه در ته و بالا — نیست جز بانی بنا پیدا
هی ولنگ آنکه هیچ جهت دیدم — خویش را شد چنین مواجه دم
هی ولنگ آدم عاقبت محمود — عاقبت دیو می شود مردود
یا لی وقت خوش که لحن آرم — از قبولان حق سخن دارم

بلبلی روح شان ز من شاد است … این کتابم ز باطن ارشاد است
بلبلی من چه سخت بی باکم … سیر باز است تا با فلاکم
بلبلی من منفرست یارم … زین سبب شد ملک پرستارم
بلبلی حق ور است میگویم … رتبه ام تا کجاست میگویم
حق جدم به خلافت خود خواست … بهر او پیش از و بهشت آراست
کرد ذات و صفات خود تخمیر … زان پدید آمدست این تصویر
دیو از شان او حسد برده … بزم او کرم و دیو افسرده
ضد هم گشته اند درین راه … هر دو حیران در اله الله
آن فضول از حسد که برپا کرد … زان بدا زین خدا اش رسوا کرد
طاعت و علم و فضل خود دید او … سر ز حکم خدای دزدید او
سجدهٔ نا کرده دست مردود … سود آن علم و فضل او این بود
سوی ما از ره حقارت دید … دید دنیا بخود خسارت دید
همچنان هر که سوی درویشان … از حقارت بدید در ایشان
او چو دیو لعین بود مردود … گشت پیدا ازین که خود بین بود
به اگر خویش را نمی دید او … سوی ایشان بسجده کردی رو
زین ادب دولت ابدی یافت … بی ادب سر چو دیو از آدم تافت
لعنت حق شدش ازان حاصل … ماند ملعون ابد خراب ز کل
ما حقیران بعشق مینازیم … با بهت خویش عشق می بازیم
اندکی نور وصل اگر یابیم … مضطرب و بیقرار و بیتابیم
هست وجد و سماع ما ز حال … وصل یار است یاد ازین افعال
دیو در بند ننگ و ناموس است … از چنین حال ما در افسوس است
هر دو پیر و مرید ما خاصند … محرم راز محفل خاصند
دولت بی زوال می بینند … در خود آن وجد و حال می بینند
داد ازان شوق رقت شان دست … هوشیار اند و از تجلی مست
بلبلی بی ریا فقیرم من … خاک در رب سرای پیرم من
بلبلی پیر من مرا بنواخت … بر کرم ها و جانشینم ساخت
بلبلی بر قبول حق مقبول … گشته ام مدعی ز حق معزول
حال نیکان ز گفته ام نمرد … رتبهٔ خویش کم نخواهد کرد
میدهم من جواب غیبت گو … پیش او از زبان من میگو
زین سخن ها که می شود گفته … خاطر مدعی شد آشفته
زان بغیبت زبان ز خود بگشاد … این ندانست خود بعیب افتاد
خوانده ام در کتب که غیبت گو … روز محشر بود تسود رو
گفت این رقص از جنون کردند … گر خرد بود رقص چون کردند
این قدر گفته ها ز نفهمید او … جانب حال خویشتن دید او
حالش این بود و گفت حالت خویش … کرد اظهار خود جهالت خویش
میشد هی خود ز جهل خود اخبار … همچنان هرزه گوی شد زنهار
چیزی از کون خبر نداری تو … عیب مردان چه می شماری تو
این مثل شاهد است بر حالت … میکند بر تو شرح احوالت

حکایت چیزی مثل آورده در تادیب غافلان که متعرض صوفیه در وجد و حال لند

بود چیزی که کون همی بد ادی … پیش مردان برو در افتادی
هر کسیش حکایت حال … بذل کردی بهر عذب او مال
از هر آنکس که میشدی خشنود … بر در او در همین او می بود
طعنه بر مرد میزد آن جاهل … که ز لذت چرا شدی غافل
آنچه من میکنم کمال است این … بلکه تفصیل کشف و حال است این
مرده ام ره بلبت لذت من … بهتر از مرد هست پشم زن
کاش فضل خدا ز هم بکرد … از پس و پیش می شدم بر مرد

لذت شهوت ز نکسو لیست / زین سبب بر تا ستم ز دوست
دخلم از راه پس ز مردان بود / گر ز بیشم شدی فزون بد سود
لذت خوردن از خورانیدن / بیشتر هست و باید آن دیدن
حیف مردی که شهوت خود راند / با زن و هم دران قناعت ماند
شکر کیس ... زن ندارد حرج / بهر عقبی همی گذارد خرج
سترم می نمایدش از کون دادن / اشتها دست در فزون دادن
غرق غفلت چو آنچنانش یافت / بهر تحصیل کار خود بشتافت
حالتش خوش شود دهد مزدم / او نه خواهد گرفت چون دزدم
بود از انجال حکایتش در جوش / بهر ذی خود بکون خود پا پوش
من بیچه گام او چو رانم کام / خواهدم کرد مزد آن انعام
تا که فارغ شد آن عذب از کار / او از آن خواب خود نشد بیدار
بود انگشتری در انگشتش / برد و بر خواست از سر پشتش
گر در این وقت میشد او بیدار / مزد دادی بلذت این کار
چون که او رفت رفت از این هم خواب / دید مقعد که بود پر از آب
کرد بر کون خود ز خشم عتاب / عیش کردی تو و من اندر خواب
زین سپس با تو دشمنی دارم / چون نکردی بوقت بیدارم
بعد از آن چشم سوی دست افتاد / خاتم آنجا ندید و زد فریاد
... او را چه العطش کردی / این صوابیست گر خطا کردی
نیز دستار و جبه ایثارش / کردی بهر مزد این کارش
رفت از مزد کار ناخشنود / بر امنش آن نه خواهد بود
تا قیامت سرا سزا را حیف / گشت حرمان نصیبه من زان
ننماید امید غفلت غافل / غافلان را چنان کنند آفل
مست لذات بس ز نامردی / با بزرگان دین بدم سردی

گر بهم از بیش رو ز بیم بودی / تا روانم چو زن بیا سودی
میشدم فربه و قوی زان حال / میشود مرد لاغر از انزال
می خورد خیر و میخوارند مرد / او تلذذ چو من نه خواهد کرد
مایه را کرده خرج آن مادان / کاش می بود غلش از مردان
همچنان بود حال آن بدبخت / کرده در فعل زشت خود ره سخت
ناگهان لطف روز خوابش برد / لوطیی در لواطه روی آورد
گفت با خویش گر شود بیدار / چون به بیند مرا چنین در کار
گفت گر گه تو خوردی از آب / العطش در من و تو بی سیر آب
حرف هیز دبکون خود بشتاب / عیش کردی تو و من اندر خواب
او باوضاع خیر دانا بود / زان دلبری بکار بدسمود
حکه چون یافت زان سبب تسکین / شد از آن حال خواب او سنگین
گفت این مزد کار خود دارم / همچو نابود دست نگذارم
ماند از خواب غفلتش نگفت / بعد از این راه خویش را بگرفت
گفت با خویش احتلام شد / لذتی بی خبر بکامم شد
شربتی کرده بخر من نوش / ماند این بار من ترا بر دوش
گر خبردار میشدم زانحال / کردمی بذل دیو بس از مال
گفت با دست کای جفاپیشه / هستم از کار تو در اندیشه
چون من از خواب گشتمی بیدار / بذل میکردمش از این بسیار
تا دهانش شدی از آن شیرین / بار بیشم شدی بدین آیین
او ملذذ ز من من از وی تی / بخت بد را علاج و دارو نی
هست احوال غافلان زاینسان / داده اسم اهل هوش را رجحان
نقد ایمان ز دست شان رفته / دیو بالا و جمله ته خفته
حالت خویش به ز شان دیده / دین و دنیا از ان زیان دیده

هرکه او هست کور مادرزاد — نام بینا چو خویشتن بنهاد
او چه داند که چیست بینائی — هست او را بنور دانائی
جمله را او بکیش خود داند — سوی مطلوب خویشتن خر داند
علم در نزد جاهلان جهلست — چونکه فهمش ز فهم نااهلست
کس چه داند که وجد و حالت چیست — مدعی را بگو جهالت چیست
نیست در راه صوفیان راهست — تا کند وجد و حال آگاهست
چه نتوذ در وجد خویش مجبوری — هست او را بحال معذوری
هر کسی راه خویش داند راه — بیهشی خود برو بمن کوتاه
صوفئی را شمرد مجبورش — داشت در کار خویش معذورش
او بحالش گذاشته از لطف — او قدح کرد صوفیان از عنف
ناشمردیم که خدا آراست — هرکه او کج فتاده است یا راست
آفرینش تمام مجبوریست — گفتن این سخن نه دستوریست
ابتلائی خداست این احوال — مبتلا را بگو بحق سئوال
ای خوشا آنکه شد بحق مجبور — او فتادست او از آن در دور
جبر بر حق نسبت شرعست — اصل اینست و باقی فرعست
آنچه بیرون بود ازین دیواست — زد ترا راه در رهی دیواست
هرچه بیرون راست است اسما — دمبدم بر خدا کن استغفار
او براهیکه خواستت دین است — دین طلب کن که غیر حق این است
واند گر شد بساحلی از راه — لاشریک است مشیت الله
گر نه زشتست خوب نبود خوب — زشت از بهر خوب شد مطلوب
این نفهمیدگان ز اهل الله — چون نشد زآن وصول هم آگاه
در دو آئینه یک خدا دیدند — خوش شدند و ز شوق رقصیدند
تا چه میشد ببزم شان مذکور — تا بران رقص گشته اند مجبور
حق چه شد در دوان شان مشهود — رقص از آن بجا شکر نعمت بود
از چه حرفست در دل شان جوش — پی نبردی تو باش از آن خاموش
مدعی را خدا دهد انصاف — تا نه بیند به درد از نیسان صاف
صد هزاران هزار هم از خود دید — چونکه از خویش بود آن پوشید
جرم ها کرد و آن صواب انگاشت — نام این فعل ننگ عصیان داشت
خوب را زشت زشت میداند — چون سرشتش سرشت میداند
هست این هم غلیظ عصیانش — دوزخی کرده است شیطانش
گفت بر اهل هوش دیوانه — زین سبب شد بدیو همخانه
این نفهمید جاهلی نافهم — او فتاد از سیه دلی در وهم
از چه آن اهتزاز پیشش آمد — گر جنون بود چون بخویش آمد
بوسعید بزرگ و نجم الدین — داشتند اتصال این آئین
از مشایخ همه درین حال اند — از همه عار فارغ البال اند
شد ز اهل سلف چنین بسیار — آن همه اولیای بزرگوار
نام این رقص گر جنون کردی — گر نه دیوانه تو چون کردی
شرم از روح شان نیاوردی — طعنه در کار اهل حق بردی
آن کرامات و خارق عادت — هیچ بر حق نکرد ارشادت
چون شقی تو ز بطن ام زادی — تا بطعن دلی در افتادی
از حرف تو کم نخواهد شد — تو شدی مشرک اندرین لابد
در همه کارها وکیلست حق — هر طرف میرود دلیلست حق
از ره افتاده تو ز کم بختی — گشته بیهوده گو ز روسختی
کرد این حرفت از خدا محروم — تا نه شد سر حق ترا معلوم
همچنانست رگ ابوجهلی است — قیل و قالت ز روی نااهلی است
آن شقی صد هزار معجزه دید — گفت سحر است سر ز نور دید
کرد به سحر معجزه منسوب — او بدان زین سبب منکوب
همچنان وجد را جنون خواندی — همچه بوجهل ابد نگون ماندی

عزت وجد شان تشنو اکنون — تا شوی معتقد تو ای مضمون
خوش جنونی که اندران احوال — برسعیدان شده حل اشکال

اندران دفت هر که او دیدند — علم و فضل و کمال بخشیدند
سگ که منظور شد ولایت یافت — در ره دین حق هدایت یافت

آن همه زنده چو آگه شد — بر سگان پیشوای این ره شد
روزه میداشت سجده میکرد او — چون شدی شام خیری خورد او

او بصورت سگی ز نو آدم — مانده رو بر زمین بحق هر دم
بود در وجد شیخ نجم الدین — گر نگه داد بر سگ این آئین

تو بصورت چو آدمی زادی — حیف در ره ز سگ پس افتادی
آدمی را چو رتبه افزایند — گر بسویش نگاه بگشایند

از کرم صعوه را نظر کردند — روزیش از بار منتشر کردند
باز از صعوه بار شان بگرفت — هر که بشنید ماند از آن بشگفت

در دل هر که فکر پنهان بود — پیش آن اهل وجد شد مشهود
از سر لطف آن نهفتند — در زمان رو بروی شان گفتند

با همه هوش و با خرد بودند — داعی خیر نیک و بد بودند
مصطفی ؐ از فراست مومن — گفت پرهیز کن تو ای موقن

در بیان آنکه صوفی بر حق در وجد و سماع با هوش و شعور می باشد و در وجد که واردات الهی است

زانکه بینا بنور الله است — زاندلش راهبر دلی راه است
خوانده ام من که شیخ نجم الدین — اوست در کیش اولیا بزمین
بوده است ابتدای حال او را — در همه علمها کمال او را
همچنان خورد سال بالغ بود — باطنش آفتاب بازغ بود
فقه را نیست کس چو او استاد — داد آداب شرع را او داد
غالب از بحث بود در هر علم — چون علی اوست باب اندر علم
علم خود بر دبیش و بزم آراست — او ملقب ازین سبب کبراست

بود وجد و سماع را مانع — همچو زاهد ز زهد را قانع
گشت اندر مسافرت بیمار — خواست از اهل حق در ان تیمار

گفت باشد کسی که بهر خدا — تا شود او کفیل من بود را
چند روزی ز رنج آسایم — بعد ازان راه خویش بنمایم

جمله گفتند شیخ اسماعیل — وارد این خوی را ز حق تکمیل
منعم ظاهر است و باطن او — از در او دوای خود هیچو

گرد ران خانقاه ره یابی — از همه رنج ها فره یابی
چون خدا را بر او عنایت بود — رنج دیداریش هدایت بود

تا بران شیخ دین پناه آورد — شیخ او را بحق براه آورد
چون ز هر سوی این خبر بشنید — صحبت خود بدیدن او دید

بود در مان شنید انجا نش — رفتن آنجای بود در ما نش
لنگی لوگان بخانقه بشتافت — صحبت آن بزرگ دین دریافت

دید شیخ و سماع بر او در حال — مستمع بر تغنی تو ال
های و هوئی چو محفل مستان — طرفه قومی ز خود نهید ستان

آن یکی همچو بسمل اندر خاک — داند گر کرده پیرهن را چاک
دف و نی دست داده بر احباب — چشم هر کس نگر به پر از آب

آں یکے ہمچو بسمل اندر خاک — واندگر کردہ پیرہن را چاک
رقتی دست دادہ بر احباب — چشم ہر کس ز گریہ پر از آب

واندگر سر برہنہ در رقاص — ہمچو سیماب مضطرب اشخاص
دل چو مرغی قفس طپندہ زار — کردہ در بر صدا چو موسیقار

چوں جرس نالہ می شنیدی گوش — ہر کہ بودے ببزم صاحب ہوش
ہر کسے نغمۂ جدا کردہ — اندراں ذکر با خدا کردہ

گفتہ ہر کس بلند اللہ ہو — سر زدہ ایں نوا من اللہ ہو
بلہ بی و ولنگ سر کردہ — ایں نوا از فلک گذر کردہ

شیخ بیمار را ازیں احوال — میرسیدے ملال از قوال
گفت با خویش گر شفا یابم — از چنیں بزم روے بر تابم

نیست مشروع آنچہ می بینم — بہ کہ زاینجا فرار بگزینم
شیخ آں خانقاہ شد آگاہ — زانکہ دارد ز دل بہ دلہا راہ

از فراست نہ جہہ ہر مرد — نور حق رازش آشکارا کرد
فکر چیزے کہ در رواں خواند — از خدا آں نہفتہ کے ماند

لیک بر روی کس نمی آرد — چوں خدا ستر راز میدارد
ساعتے زیں گذشت و شد رقاص — ہم مریداں دراں بصد اخلاص

اندراں رقص عارف اسرار — آمد ایستاد بر سر بیمار
گفت دستت بدست من دہ باز — زاں کنیم ہر دو تا خدا پرواز

او ہم از صدق دست بر وی داد — سر ز تسلیم پیش او بنہاد
چونکہ بگذشت دست بر دستش — کرد آں لحظہ تا ابد مستش

چوں ز خود رستہ بود بر رستہ — سایہ افگند کرد وارستہ
گفت بیمار را کہ شو رقاص — تا بیابی شفا ازیں اخلاص

آنچہ فرمود مرشد کامل — شیخ بیمار شد دراں عامل
آں طبیب خدا داش ایں دید — بر مریضاں چنیں شفا بخشید

در دو سہ رقص صحتش بخشید — تا کہ بود او مرض نہ در خود دید
ہر کہ بیمار پیش ایں میشد — در زماں صحتش قریں میشد

پیش او ہر کہ بار صحبت یافت — شد خلاص از بلا و صحت یافت
بہر گروہی ز خود شفا داد او — کرد لبیار بستہ آزاد او

دید بے اختیاری در خویش — کرد بے اختیار بودن پیش
ہر کہ خود را ز خود جدا بیند — ہر چہ بیند دگر خدا بیند

بود تا بود ہمچناں رقاص — نیز رقاص مجلس اخلاص
تا کنوں ہر کہ از مریداں نست — مست در رقاص صحو وجلانست

گر دراں حال سوی کس میدید — زاں ولایت بر وہمی بخشید
بود شیخ ولی تراکش آں مرد — از نظر مرد را ولی میکرد

بر ہمو جد ز وجد باشد ہوش — از رہ ہوش اندراں رہ گوش
ہوش در وجد را دلیست او — از بزرگان دیں جلیلست او

اندراں وجد حرف میکردند — بادہ حق بظرف میکردند
ہر کہ با خویش باشد و بیخویش — ہست اندر سلوک او درویش

بود در عین رقص دستش داد — عقدہ خاطرش ازاں بکشاد
کرد ازاں افضل الزماں او را — شہرہ شد فضل در جہاں او را

رشد کہ بہشش از قدر مفتوح — گشت بہتر ز وجد ایں مجروح
گر بگوئی کہ اندریں ایام — نیست آں حال ای تو بد انجام

منکر رحمت خدا گشتی — در رہ جہل مبتلا گشتی
رحمت حق ہمیشہ افزونست — حق ہمانست کی دگر گونست

تا جہاں از وجود شاں بر پاست — بلکہ از پیش بیشتر حالاست
باز دنبال صحوہ افتاد — تا کند بہر طعمہ اش بیداد

صعوه فریاد داشت نیز در حال
حضرت شیخ بوده هم قوال

نعره از عاجزی او بشنید
شیخ در وجد بود و سویش دید

زان نظر صعوه یافت آن نیرو
بازرا کرد عاجز از بازو

میزدش چنگ و میزدش منقار
تا دل و دست باز رفت از کار

پس بچنگال بازرا بگرفت
ماند اصحاب شیخ ازان بشگفت

صعوه این صید پیش شیخ آورد
پس رها کرد و جان سلامت برد

از سر وجد هر کرا دیدند
دولت بی زوال بخشیدند

مدعی را بگو که وجد اینست
باش مؤمن گرت سر دین است

ناتوان زان نظر توانا شد
وان توانا ز عرش بالا شد

اندرین بحث حرف بسیار است
لیک اینم مراد گر کار است

یادم از پیر و از مرید آمد
درمن آن حال شان پدید آمد

بیخودم نیز من درین احوال
گشته در شرح حال شان قوال

ثنا گفتن مصنف این کتاب بر موجدان الٰهی که بشوق دریافت اسرار جهتر می شوند و پای میکوبند

رقص ایشان ز وحدت حق بود
حق ره فکر شان بخود بگشود

جود و الطاف حق هویدا کرد
زان بریں هر دو حال پیدا کرد

گفت جود منست کز ایجاد
مرشدا را بسوی من ره داد

کردم از آن بر شما در پیش
تا بدانید عشق من بر خویش

من شدم طالب شما زین راه
تا ز اسرار من شوید آگاه

اختیار از روان تان بردم
تا شما را برقص آوردم

بیخود از خود برقص برجستید
از من و مائی و خرد رستید

وجد شد از سماع و رقصیدند
جبر و بر اختیار خود دیدند

درهمه کار آن نظر شد وا
غرق دریا شدند ازین بی ها

بیخودی را غم و الم نبود
آن دو احوال در عدم نبود

این دو طالب درین طلب بودند
چونکه شد یافت در طرب بودند

چونکه دریافتند مطلب خویش
شادی و اهتزاز آید پیش

چونکه شد یافت آنچه میجستند
کرد کلفت ز جان خود شستند

خویش را واصل خدا دیدند
هر دو از یک وجود رقصیدند

گشت آن یافت سارئی اعضا
وحدتست لذتی و شد پیدا

ذکر کن لا اله الا الله
تا تو هم آن طرف بیابی راه

زین خبر در نواست اعضایم
زین نوا راه بر تو بنمایم

حالتی هست هر که دریابد
او ز حکمش چگونه سر تابد

او بخود نیست هست لذت شد
بیتوان گفت مست لذت شد

هست با خویش و لیک نی با خویش
اینچنین حالتیش خواند پیش

بیخودئی خودی روا باشد
فعل صوفی کجا خطا باشد

خاشع القلب از خدا شد او
ناروا در روا روا شد او

نفس خود را بسوی حق رو کرد
شهوة وا ز جمله جنس او کرد

در ره بیخودی همه پوید
از خدا بیخودی همه جوید

گر ز خود از خودی بیابد بوی
در دعا بر خدا بیارد روی

ای خدا بیخودی عطا فرمای
سوی بیخودیشم همه بنمای

زانکه در بیخودیست آسایش
از همه گیر و دار و آلایش

بیخود اند وجوب باشد شاد
گشته ز امکان و آفتش آزاد

هکن از خویش چون فنا باشد
هر چه باشد همه خدا باشد

شاربان شراب خمر از آن دارند
تا دمی بیخودی بسر آرند

از شراب طهور بی بهره
همچو انعام هست نر نه بهره

جمله گویند خواب شیرینست
بیخودی یار اوست از اینست

نیست در خواب مذهب و دینی
نی بکس صلح و نی بکس کینی

هست شاه و یکی در خواب
حال بیخویش و محو ازین دریاب

دیدن رؤیت خدا در خواب
هست از خواب همچو فتح الباب

شد چو بیدار و خواب یادش بود
گفت حق شد بجواب من مشهود

هرچه در سالها ز استقبال
باشد و باشدش خبر زان حال

روح او شد ز بند تن آزاد
سیر سوی حقیقتش افتاد

هر که صوفیست گر بود بیدار
هست از این جهان چو خوابش کار

یابد از بوی آنچه میجست او
از ریاض دلش چو گل رست او

غنچهٔ فکر زد چو گل خنده
او از آن حال گشت رقصنده

همچو یعقوب چشم روشن شد
بوی یوسف طبیب این فن شد

نی در اینجا جنون و نی هوش است
نی در اینجا زبان و نی گوش است

لا بچون و بچون ازین دور است
نی بظلمت نزاست و نی نور است

او بدبینی که رفت از این دار
چون شود حشر باشدش آنکار

یاد ما بود و بود در رقص او
یا در انفخ و بعد از آن میگو

یا در ایاد آفرین کرد است
کس کجا احتساب این کرد است

آنکه کرد است و جدا او داند
کان مغنی چه نغمه میخواند

بیخود و باخود است آن حاصل
دارد او همچو حالتی حاصل

در دل من که شور در انداخت
بایدم در سلوک با او ساخت

ورنه زین شیوه که کرد م من
مبتدم مجتنب بهر دم من

نیست بر حال خویشتنم هیچ دست
دست از اختیار جامم بست

آنکه رست است از خودی زین فن
می نگنجد ز شوق اندر من

می رود بوی ولیس چون ز من
گر کنی احتراز نیست سخن

صوفی حق چو ره بمعنی برد
بود معنی محیط او را خورد

نیست در خواب حبس و بیماری
هیچ سوئی بدل گرفتاری

دید در خواب ناپمی یک نور
شد از آن دید جان او مسرور

کرد تعبیر خواب خود در خواب
شد ازین نور جلوه گر وهاب

اینچنین حال آنکه او در خواب
همچو بیدار دید فتح الباب

او ز حالی اگر خبر باشد
آن خبر در زمان خبر بخشد

اندر آن حال پرده بگشایند
آنچه مقصود ماست بنمایند

بیخود است او ز کار نفسانی
مست در نشاءهای روحانی

بود بیدار و فکر شد خوابش
خواب بگشاد آنطرف بابش

دید در خواب رقص دارم من
پر ز لذات وصل یارم من

می طپد جان او از آزادی
نی در آندم غم است و نی شادی

این زمان شرع و احتسابش هست
اندرین راوی دکتابش هست

بر موجد مگو ره وا این نیست
او فنا شد بقا نیان ذین نیست

کرد یاد بکه رقص کرد از یاد
شرع کی بیند او تو از داد

هر که را رقص و وجد رو داد است
اعتراض من و تو بر باد است

گر کنی احتساب نوای مرد
کن بر آنکس که یاد پیدا کرد

چون ترا نیست اعتراض مکن
و آنکه را هست خود مگوی سخن

بلکه در خود بجو ز خبر اینیست
در من این وجد و شوق رباینیست

چون کنم دل عنان ز من به بود
حفظ خود کردنم نداد و سود

دل بگویش که عرش الله است
صاحب وجد و محرم شاه است

آن مقرب قریب شه با دوست
در چنین اهتزاز ها ز آن دوست

چون که بی اختیار شاد است او
در هوا همچو گرد باد است او

چون ببینی ز قید آزادی
می تراود ز هر رگت شادی

بعد از آن جز محیط پیدا نیست
صوفی آندم بغیر دریا نیست

این نه وجد است هست استغراق　　جلوهٔ وحدتست عَلَی الاطلاق
لیکن از راه وجد راهش نیست　　برتر از وجد پایگاهش نیست

وجد بارفته رفته بار این داد　　قطره تا در روان بحر افتاد
وجد چون پخته میشود آنست　　بعد از آن چشم مست آن جانست

هست هوش و شعور او فانی　　تا نه چون او شوی نمیدانی
گر بهوش و شعور خواهد بود　　آن نه از اوست حق بود موجود

این زمان حد حرف گفتن نیست　　غیر خاموشی و نهفتن نیست
نیست در خود تمام هوش است او　　گرچه در نغمه و در خروش است او

اوست دریا ز موج جود در شور　　نی در واختیار و نی از زور
اتفاقاً بر او چنین رو داد　　باد بر خاست باد شد در باد

نی ز قوال باشد این حالش　　هم نه لحن خوش است آمالش
خود بخود در خود از تماشا نیست　　گر کند رقص قصش از جا نیست

دیگری گر بود در آن محفل　　نیست زاینگونه حالتش حاصل
او همه جسم و این همه روحست　　روح را جمله باب مفتوح است

او همه خاک و این همه نور است　　جمله احوال هم ز هم دور است
گو بدش بی شعور ره بود از　　زان گمان هیچ عیب او را نه

زانکه اینجا لرا ندارد او　　هرچه دریافتست بگو میگو
خواهش حق فکند این حالش　　چون از آنسوست ای خوش احوالش

دیده از نفی غیر بینا کُن　　در وجود خود آن تماشا کُن
بعد از آن عیب صوفیان مکن　　خود به بینی که آنچه دارد بُن

هست بکذات ناظر و منظور　　از دو بیننده گان شده مستور
چند روزی به پیش صوفی رَو　　خدمت او گزین و صوفی شو

چشم خود منظر نگاهش کُن　　جان و دل را فدای راهش کُن
تا ز جان تو زنگ بزداید　　راه بر جان جانت بنماید

چون نه بینی وجود خود بینی　　زان ابد در شهود بنشینی
گر در اینجا قدم زند درویش　　باشد عاشق بحُسن خود در خویش

عشق چون در وجود او جا کرد　　صورت اصل حُسن پیدا کرد
اندر و حُسن ماند و دیگر هیچ　　شد همه آنرو از این سرا پیچ

صوفی آنست که صاف خود را کرد　　داد بر باد وجود خود چون گرد
انا لیلی چو سر زد از مجنون　　عالمی شد در این قدم مفتون

انا لیلی بلند میگفت او　　عاشقانه ز درد عشق آشفت او
گفت فصاد را مزن نیشم　　در منست لیلی آن شود ریشم

همچنان سالکان این شه راه　　چون شوند از روان خود آگاه
لی مع الله دائماً گوید　　خود خدا در خدا خدا جوید

هر که از لاکدورت خود رفت　　لی مع الله دائماً او گفت
حُسن او را ابد نهایت نیست　　پیش بیننده حد و غایت نیست

از تلذذ درون لذت غرق　　در خود و دوست می نداند فرق
آنچه میجُست دید آن در خویش　　عاشقی با خود است او را کیش

سر بزانو همیشه بنشیند　　اندر آن حُسن خود همی بیند
گر کسی گویدش که هستی تو　　از کجا این شراب مستی تو

او بگوید ز بادهٔ توحید　　مستم و نشأ جمله او را دید
نیستم من کنون همه اویم　　در من است او که من همی جویم

گر بگویند تو پشت و رو داری　　تو وجودی و رنگ و بو داری
او منزه بود ز هر تصویر　　هست این دعوت همه تکفیر

او بگوید وجود خود دیدی　　بر من این بار را پسندیدی
من چو آئینه پیش تو هستم　　صورت تو بروی تو بستم

گذر انور چشم من بینی / از خود و من کناره بنشینی
پشت در روی نباشدت آن دم / من بخود تو بمن شدی دم هم
دیدن صورتست کنون فانی / گر تو معنی شوی دگر دانی
جیب سرت دره تو راه سر دارد / تا ز تو صورتت تو بر دارد
هر که چون ما وجود خود بگداخت / بعد از آن او بدین ما در ساخت
از جهت چون غریق در بگذرد / زانکه آبش گذشته است از سر
هر که از وی سوال خواهد کرد / خویش را گنگ و لال خواهد کرد
او چو ساز از درون کند آواز / نشنود زان جواب سایل باز
پُر ز آب است چون دهان او را / کی تکلم کند زبان او را
پُر از آن آب گشته است جامش / ماهی بی زبان بود نامش
گشت کل اللسان درین حال او / بی دهان بی زبان است در قال او
گر رود کس درون آن دریا / راز او میشود برا و پیدا
لیک از حال خویش داند او / تا چه داد است بر غریقان رو
او نه از حال او خبر دارد / لیکن از حال حال بر دارد
اوست چون او غریق در آن آب / فارغ از مرگ و زندگی زین باب
فارغ از کیش و مذهب و دین است / رنگ و بویش تمام نمکین است
بر غریقان مقام استغراق / از وصال و فراق دارد طاق
بحر العرفان کنون شد آشفته / ماهی خویش را خبر گفته
میکند وصف اهل دریا او / از صفات خداست گویا او
وجد صوفیست موج این دریا / هست دریا ز خویش در غوغا
غرق بحر است از خودی آزاد / نیست او آب خاک و آتش و باد
نیست صوفی تو آنچه می بینی / بحر می بین که اهل این دینی
واصل الذات میشوی زین دید / ببیند آنکس که حرف ما شنید
در ریاضت درون خود بزدود / بعد از آن دید کین همه خود بود
وجد بر هوش او نشد غالب / وجد ها روز و شب بر او غالب
اینچنین وجد و اینچنین احوال / بهر صوفیست دولت و اقبال
بر ریاضت بکس نشد حاصل / تا شود او محیط را واصل
سبیل سر را درین طلب پا کرد / سالها رهبر راه دریا کرد
سماعی زین طلب نیازمند / یافت آرام چونکه دم بازمند
هر که آرام ساخت دل در بر / بحر زان آبگینه اش ز دم سر
وجد و احوال ها درو بیند / بیکدمی او ز هول ننشیند
آلت سازی و سازش هست / بی دف و بی سماع رازش هست
چونکه این بشنود شود فانی / هست این وجد مرد وجدانی
بشنود زان نوا خبر از دوست / زان خبر راه می برد در دوست
چون درو راه برد و شد بیخویش / هستی خویش و غیر رفت از پیش
سماعی بیش نیست این احوال / مینماید بحال صاحب حال
اندکی دیدها همه تو اندیشش / هر چه در دست میگذارندش
از چه نغمه های آن ساز است / در حریم حرم رهش باز است
باز چون سوی خویش ره یابد / ز آنچه شد بیخبر خبر یابد
مرد نایم ز خواب سر برداشت / آنچه در خواب دید در سر داشت
هستی و نیستی نه بیند او / بیخودی نیستی گزیند او
لیک باشد سماع او برجا / آنست ذکر دوام آن دریا
آن سماعش نه بیخودی آرد / با خودش هیچ راه نگذارد
وقت و حال گاه گاهش هست / لی مع الله بر این گواهش هست
چونکه آن حال او شود زایل / هست هستی چو پرده حایل
لیک چیزیکه دیده مومن هست / گر درو نیست لیک موقن هست

گیس در وجود منت زاں موجود
کاینچه در وجد شد مرا مشهود

او در خودیش دید آں عالم
باشد ایمان او برایں عالم

او بداند که دیده میگویم
نی که از کس شنیده میگویم

بود معراج مصطفیؐ یک دم
باز برگشت سوی ایں عالم

لیک چیزیکه بود آنسوے
یاد لش بوده است روبروی

گرچه در عالم است در هر آں
بود ناظر بجلوه جانان

آنچه دیداست روبرو با اوست
دوست یکدم جدا نشد از دوست

بر تماشای آنکه وارد لے
باشد آں جلوه روبرو هر جاے

ایں نه علم است بداں یقین دارد
کز یقین جانش علم ایں دارد

نیست بے آب زنده ماهی او
شو تو ماهی در آب و ماهی جو

پرتو حق بجمله شی عام است
لیک آئینه حسن را دام است

در بر خود کشید او را سخت
رفت بر باد از اں ز هستی رخت

پست در خویش پرتوش را بال
اینچنیں است وجد صاحب حال

نور کرد است ظلمتش فانی
ظلمتی هست و لیک نورانی

باشد اینحال حال آزاداں
کو شوند از فنای خود شاداں

در فنا صورت بقا دید
لذت رویت خدا دیدند

آں فنا را لقا همیدانند
آں زماں را وصال میخوانند

اندر اینحال هست ابن الوقت
تاکرا از ازل عطا شد بخت

حال اگر رفت لذت آں حال
ماند اندر رواں صاحب حال

ضبط خود را بدست حق دادند
از خودی دست خویش بنهادند

ساعتی گرچه بیخودی دیدند
تا ابد نیستی بخود چیدند

آں بدا ریں نجات غم ها شد
بستگی های شاں ابد وا شد

خویش را در فنا شمار آرند
جمله را ذات اعتبار آرند

گر کسے همچناں شود فانی
بعد از اں آنچه اوست کے دانی

رگ رگ جسم او چو موسیقار
میکند ذکر واحد القهار

دید خود را و غیر را مجبور
نیز ذرات محو اندر نور

آں صدائیکه از انگشش رست
داده بود است دید با من هست

ایں همی ها صدای آنسو نیست
زیں سبب روی شاں بداں کو بست

تا الی ربک صدا باشد
سامع از سمع آں فنا باشد

ایں صدا لیش بخواب و بیداری
میکنند تا ابد برد یاری

چوں سماعش دوام خواهد بود
ایں مجال تمام خواهد بود

پس ابو الوقت وصف ایں گویند
طالبان وقت را ازیں جویند

ایں بوجد و وجد دایم هست
بر بقا و فناش قایم هست

وقت ایں هیچ ره نشد زایل
نیست چیزے بزعم او هایل

غیر ازیں وجدها حرام آمد
ایں بخاصانست کے بعام آمد

پای کوبند و دست افشانند
عرش را صحن خانه میدانند

اینچنیں وجد کار مردانست
هر که از خود گذشت مرد آنست

هست ابو الوقت طالب اینحال
لیکن او شد ز حال بالامال

هیچو از عام سر نه خواهد زد
کاو چوں مرغ پر نه خواهد زد

قصد هم از مرغ مرغ طیاره است
آنکه بر شاخ سدره طیاره است

می پرد مرغ خانه تا دیوار
بعد از اں چوں جماد شد بیکار

گربه و سگ بود بدنبالش
چونکه افتاد بد شود حالش

ایں سگ و گربه دیو نفسش هست
راه بردن از آسمانش هست

وانکه راسب برفضا باشد
سایه اش پایه هما باشد

ایں سبک پر چه تیز پرواز است
نسر رست شیمن ناز است

گربه و سگ در وی یابد راه
هست او در حمایت الله

شکر ایزد که خاطرم جمع است　　هر کجا آفتاب ما شمع است
کس چسان نور شان بحس پوشد　　چشمه که نیست آب چون جوشد
این مثل هم چو معدن و کان است　　کان چیزیکه هست و زان است
کان زر یا ز مس از ایجاد است　　حق بهر جای هر چه بنهاد است
قادر است حق اگر بدل بکند　　آن بدل نیز از ازل بکند
کان یاقوت و لعل او کرد است　　آنچه خود خواست آن در و کرد است
هر چه پیدا است خواهش او بود　　هر کجا هر چه خواست شد مشهود
او ازل علم او ازل باشد　　کرده او کجا بدل باشد
جانب کس بعیب کم می بین　　چشم بکشا بغیب هم می بین
مکر و تقلید را که آرد خواست　　با خدا مکر می نباید راست
گر کسی مکر کرد و شد مقبول　　آن نه مکر است مقصد است حصول
وانکه تقلید کرد و محکم ماند　　عارف او را دران محقق خواند
گر بتقلید حق دهد توفیق　　نیست تقلید گشت آن تحقیق
هر کرا هر طرف ارادت خواست　　جز بتوفیق حق نباید راست
گر بگوید کسی که تقلید است　　مشرک و منکر او ز توحید است
هم بتقلید قوتی یابد　　تا ز قوت بفعل آراید
کاش تقلید هم دهد دستش　　آن باعلی برد ازین پیشش
آن مقلد که شبه موسی شد　　زین سبب مقبل او خدا را شد
اوست وهاب و لطف او عام است　　عاقبت جمله رحمت انجام است
از مقلد نمیرود در پیش　　هر چه بینی ز خود مدان از خویش
گر نه معشوق روی بنماید　　طالب وصل کی بشوق آید

در جواب متعرض وجد پیر و مرید است

حرف پیر و مرید تا زاید　　در دل شان چو اهتزاز آید
رقص کردند اندران احوال　　چشم رقاص و جان و دل قوال
چونکه از جنس تن جهان گشتند　　هر دو سیار لامکان گشتند
بوی بردند از عالم تحقیق　　هر دو گشتند غرق در توفیق
نی بخود نی بسوی کس دیدند　　اصل خود یافتند رقصیدند
عیب بین قدح گوی شد پیدا　　خواست است حق که باشد این هر جا
عیب گو شد بآدمی شیطان　　دیو ملعون شد این و آن انسان
قدح گوئی محمد است بوجهل　　او نبی خدا است این نا اهل
زشت بین زشت باشد و مطرود　　خواهش حکمت خدا این بود
چونکه دریا ز جوشش آرامید　　حضرت شیخ بر مریدش دید
پرده از روی آن خرد برداشت　　گفت با او هر آنچه در سر داشت
خود بخود طالب است و خود مطلوب　　خود محب خود است و خود محبوب
خود مغنی شد است و خود رقصید　　خود بران رقص خود تماشا دید
هست با ذات پاک خود مظهر　　از هر اشیا همی بر آرد سر
خود شد آئینه هم دران خود دید　　خود بر آن عکس عشق ها ورزید
خواستم تا ترا بیان بکنم　　آنچه دیدم از آن عیان بکنم
بود آئینهٔ ترا صافی　　بر توام بی بیان ترا کافی
حسن آئینه را مقابل یافت　　هر چه اینسوی بود آنسو یافت
از ره دل ز دل شنیدی تو　　هم در آئینه عکس دیدی تو
دل بما داشتی چو خود حاضر　　شد دل ما بسوی تو ناظر
چشم بستی ز خود بما دیدی　　تا بانجا قدم رسانیدی
آنچه بر من خدا عنایت کرد　　هر ترا نیز آن هدایت کرد
آن هدایت کرامتت بنمود　　باشد احوال من ترا مشهود
هر مریدیکه فانی پیر است　　گر چه مس بود جمله اکسیر است

پیر سر بر مراقبه بنهاد / هم مریدش بفکر آن افتاد // دل بدل راه داشت پنهانی / دید ازان رازهای ربانی
پیش پیر این مرید چون شد پیر / طالب حق شو و تو پیرش گیر // باشد این سلسله ابد پیوند / تو به پیوند و مگسل از هر بند
وان کسانیکه با تو پیوندند / چو نتو از واردات خورسندند // رابطه در طریقت این باشد / در سلوک شریعت این باشد
گر نشیند کسی بحق حاضر / حق بهر بنده از کرم ناظر // حاضران فیض ازان نظر دارند / زان نظر در ره وان خبر دارند
این خبر لذت وصال آمد / باز صوفی بوجد و حال آمد // گر بسوئی تو دیده و تو غافل / گشته مشغوف مطلب آفل
آفلی دوست را نمی بینی / به که غافل ز دوست ننشینی // دوست بر آفلان نباشد دوست / این خبر در ضمیر ما از اوست
منکه بر سوی رو بتو دیدم / روی خود را بروی تو دیدم // هر دو بودیم یک درین احوال / شد بتوحید این حقیقت دال
چون دو تا خویش را یکی دیدیم / وحدت حق بجز یکی دیدیم // ما نبودیم و بوده است آن ذات / این شد از عالم مثال اثبات
زین سبب شادکام قصیدیم / نیز در رقص بیخودی دیدیم // هر دو همرنگ هم شدیم از حال / این بتوحید دیدن آن دلال
کاین و کون را یکی دیدیم / بر تو نیز این مقام بخشیدم // آنچه گفتی تو در ضمیرم بود / از ضمیرم ضمیر تو بربود
چون مرا ذات بحت شد دیده / دیدن آنقرب بر تو بخشیده // سر بزانو نهاده این دیدم / از فراقت شد این مواحیدم
مر ترا این زمان بشارت باد / حق تعالی ره دولت بگشاد // از ره دل بدل رسیدی تو / آنچه اسرار بود دیدی تو
جان ز وسواسها بحال آمد / ناظر نور ذو الجلال آمد // وهم و وسواس و غفلت از دل دور / گر شود نیست محتجب آن نور
این من و ماتی از ذهول آمد / حق ازین ما و من وصول آمد // ذکر کن لا اله الا الله / غیر ازان در دلت نیابد راه
آنچه تحقیق کرده در خویش / آن مراقب همیشه نه در پیش // هستی بنده و خدا این است / مرده باش این ره دین است
گر در آئینه زنگی بینی / از دوئی ها ز زنگی بینی // باز نام خدا بکن اذکار / رنگ و زنگ از درون خود بردار
پاسبانی دل بکن در راه / تا نه سوئی ز ره شوی گمراه // هر طرف رای کرد لا میکن / از همه سو تو دل جدا میکن
در هوا و هوس میالایش / لا و الا بگوی هر جایش // هم ازین یافت گر شوی مغرور / گردد این نور از روانت دور
باز این نشات نه خواهد بود / راه نور از غرور شد مسدود // باش در غیر ذاکر و فاکر / پاس میدار از اوست خود ذاکر
خوانده باشی چه کرد بر شداد / پرورید و ز فضل دولت داد // خویش را نام بر خدائی برد / دوزخی گشته و بحسرت مرد
نیست شد گر چه بود نت بکدم / رخصت بودن نزد ایکدم // چون ازین ذکر پاک باشد دل / حق نماید جان ازین منزل
این زمان حال زاده آنزدیم / یک غزل حسب حال میگویم

غزل از دوی وجد و حال به در یافت حال

یار ما بهر محفل آرائی / شد تماشای هر تماشائی // بلکه نظاره گی تماشا را / اوست در عالم شناسائی

گرد آئینہ خانہ بر پا
جلوہ ہاے عجب از وسر زد
چونکہ شد جلوہ ہای گوناگوں
نفی کن نفی را تو ہر ساعت
روی او کردہ دعوتِ اسلام
نیست ہیچ از احاطاش بیروں
حیرتم میکشد ازیں حالت
کفر و اسلام را بجنگ انداخت
باز سوی عدم کند رجعت
شد با دم بہ گند می ناہی
دوستدار خود است ہر اطوار

یک غزل گفت شیخ دیں عطار
بر مُریدانِ خود عطا باشند
مُردہ گاں مُردہ شان ہمیدانند
گر نہفتند رو ز نامحرم
دست در دست تا بایشاں است
با محمدؐ ارادت ایشاں
رحمتِ حق کہ خواہش دین بود
شارع شرع مصطفےٰ ہستند
نصح بر اہل مذہب دیں کن
بحر از موج در طلاطم شد
ماہیش عمق و اوج مے خواہد

اندرو عکس ہا برعنائی
کس ندارد سر شکیبائی
کار ما میکشد بر سوائی
تا ز کثرت بوحدت آسائی
موی او کردہ کفر آرائی
خویش را در دوئی نیالائی
چوں شد او کوچہ گرد ہرجائی
خود مرآں جنگ را تماشائی
من غنی ام ز عالم آرائی
خود کشد روز پیش بدانائی
جلوہ گر طورہا برعنائی
باز در مثنوی شروع افتاد
مولوی نیز کرد ازاں گفتار
رہنما بندۂ خدا باشند
زیں سبب بے ادب برہ مانند
محرماں را ز فضل خود ہمدم
بندہ اندر ارادتِ شاں ہست
ہست در اعتقاد درویشاں
مظہر اندر وجود شاں این بود
با حق از عہد در وفا ہستند
سنتِ مصطفیٰ خود آئیس کن
صافی بحر زیر آں گم شد
باز سر ساختہ در و زاید

با چنیں حالتے کہ مے بینیم
کرد بر جلوہ دلے مائیں
ہر چہ نفی است و ہر چہ اثبات است
ہر چہ بینی بگو ہمہ ہست او
نور و ظلمت ارادۂ او شد
ہم ہبا ز ا محفل آرا اوست
خود شو مدعی کہ دین این است
در وجود از عدم کند جلوہ
خود بدیو است دیو را استاد
تا محمدؐ ازاں شود پیدا
اکمل الدین یقیں ہمیں دارد
در غزل زیں بیاں چہ گنجائی
پانصد سال رفت زاں دوران
در ہمہ حال ناظرم ہستند
مرگ نبود بذات اہل اللہ
تربیت بر مُرید خود دارند
بر مُریدانِ شاں مُرید استم
ہر کس اندر زمان خود ارشاد
نیّر دیں ز روی شاں افروخت
زانچہ گفتیم کیں ہمہ ہست او
اول ایں دین و آخر ایں دین است
فوج ماہی ز موج شد پیدا
ہم ازو یافت جان و تن شد مشہود

ہست یک رہ بہود و ترسائی
ست رگرد سے ہوراں ز سودائی
بر جنوں رہنما است دانائی
تا بگوییم نزا کہ بیسنائی
اندریں رہ چو فکر بنمائی
ہم بہر کس رفیق تنہائی
خود دو بد کفر را توانائی
ہم بہ پیری و ہم بہ برنائی
خواند معولنش خود بگو یائی
نور حُسنش بعالم آرائی
مذہبش وحدت است و یکتائی

روح شاں نیست جود ہا باراں
چوں بود وقت حاضرم ہستند
کی بہ اللہ مرگ دارد راہ
بندہ در پیش و خود بگفتارند
فیض اندروح شاں بدید ستم
کرد بر خلق اساس دیں بنہاد
ظلمتِ کفر را ازیں رہ سوخت
زیں ہمہ نور و محمدؐ جو
آنچہ مقصود حق بود ایں است
ہمدراں عمق و اوج شد پیدا
ہم دراں فانی و ہمہ نابود

هم از دریافت جان وشد مشهود / هم دران فانی و همه نابود
همچنان یخ بر آب شد موجود / آب در جسم شان شده نابود
یخ وجودی بخویش پیدا کرد / خویشتن را دوئی بدریا کرد
گرم شد آفتاب و یخ بگداخت / یخ ازان اصل خویشتن نگداخت
گردمی چند لاف هستی داد / چونکه واشد درون آب افتاد
شد ازین راه باقی و فانی / از همین حیرتست و حیرانی
موج خاکش که موج بارانند / هم دران خاک خاک خوارانند
هستی ما نه هست او هست است / او بخود هستیت همه بست است
جزوها را بکل خود افزود / تاکه کلیتش ازان افزود
هست خود جزو هست خود کل او / هم ز خود خود گلست و بلبل او
هم مجرد بذات از اسباب / ذاتش اسباب را شده ابواب
کل بجز جزو کی شود پیدا / بنده کز نسبت خود خدا بنما
مر خدا را بگو که بنماید / این طلسم از چه روی بنماید
این دوئی جلوه رحمت خود کرد / تا چو کرد او چه مرد در این کرد
گر نباشد وجود و هستی ها / شد عدم این خدا پرستی ها
زین سبب شد ظهور حق از ما / ورنه ذات قدیم دان یکتا
از حدوث است چون قدم مظهر / مانه ماییم زین نظر بگذر
عکس و آئینه نیز شد تمثیل / هست در خود بخویش ذی تکمیل
عکس پیدا و شخص ناپیدا / عکس بر شخص عاشق و شیدا
آنکه دریافت عکس از شخص است / تا بچو پیر و مرید در رقص است
یافت چون روح هست روحش را / داد ازین زنگ حق فتوحش را
همچنان در نماز قوم و امام / یک وجودند در سجود و سلام
هم رکوع و قیام را کردی / کرده هر سوی سجده بر یکسوی
شرع در روی اصل توحید است / صد هزاران وجود یک دید است
چون صلوات جماعت آمد فرض / این بحق است و طاعت آمد فرض
با امام است وجود شان یکتا / با امام اند قطره ها دریا
از نماز از همه برون باشند / همه گر در کم و فزون باشند
در نمازند یک دل و یک روی / کرده رو بر خدای از هر سوی
بر زن و مرد شرع پیغمبر / هست یک راه بر خدا رهبر
هر که از شرع زد قدم بیرون / حکم شرعش ز تیغ ریزد خون
شرع دین است و دین بحق واصل / باش شارع که حق شود حاصل
نیست جز شرع هیچ راهی راه / ای موحد ز شرع حق مینخواه
تو زمن من ز تو سهی جویم / تو مرا من ترا سهی گوییم
که ره مصطفی و دین اینست / هر که در بند او اینش آیین است
مصطفی را خدای در خود خواست / بهر او ارض و آسمان آراست
بهر او کرده است این دارین / او بدارین سعید کونین
چون مریدان یگانگی را دید / دامن از جمله گفت و گو برچید

دریافتن مرید حال پیر خود را در خود و موحد شدن او

صلح کل دید شرع پیغمبر / کرده انام پیش حکمش سر
در ره پیر خاکساری کرد / پیشه خویش عجز و زاری کرد
هستی خویش را ازو دانست / آنچه باشد بقادر و دانست
دید کین عکس اوست در جانم / تا بحق روشن است ایمانم
از خدا آمد است رسول الله / تا نماید بما بوحدت راه
از رسول این رسول شد برمن / محو شرک و فضول ازین درمن
از مجاز او ره حقیقت برد / پیر خود را بخود خدا بشمرد
گفت ای ظاهر تو پیغمبر / از خدا برمن و مرا رهبر

باطن تو بحضرت حق ذات / حضرت تست مصدر همه ذات
زانکه این یافت اند از و دانست / صرف او کرده هرچه بتوانست

هر طرف دل ز نفس کرده نمود / در ره پیر حق شناس شهود
هرچه دریافت چون از و دریافت / دانشت تا جهان به بندگی بشتافت

عمر خود را بکار او میکرد / جان و دل را نثار او میکرد
پیر چون دید این و داد از او / پرده را از حق گشاد از او

گشت از جان فنا بنیش خشنود / جمله محصول خود را برای او بخشود
پیر شد جان مرید چون خانه / می نمودی بدیده پیمانه

جسم جان را بر وی او چون دید / دید او را چو پیر میرقصید
پیر خود را چو دید اندر وی / گفت من نائیم ترا تو نی

بر همه خلق مقتدایش کرد / بهر ارشاد پیشوایش کرد
چونکه دیدش ز خویشتن فانی / ساختش غرق بحر ربانی

دید با پاکی وجودش شد / حق ز وحدة بدل شهودش شد
زانچه من رهنما شدم به خلق / رهنما بنده است کنون در خلق

در همه کارها رشیدش دید / هستی خویش را برای او بخشید
از وفا چون درین فنا شد او / این فنا از وفاست در آن رو

در رهش آن مرید باقی شد / هر کجا تشنه یافت ساقی شد
عکس شد شخص از وفاداری / شخص با عکس کرد این یاری

شکر میکرد و این دعا میگفت / چون خدا پیر را ثنا میگفت
از صفت ها وجود و وصف وجود / از وداد تو شد جهان مشهود

چون مرا خواستی ز رحمت تو / مستقیمم بکن بخدمت تو
ساز معصوم عصمت خویشم / آنچه نهی آن مبار در پیشم

خطاب مرید با پیر روشن ضمیر بعد از وصول حال بشکر حالتی که در خود از موهبت او دیده

زانچه خواهی شدن ز من خشنود / از وجود من آن کنی مشهود
حضرت تست خلعت مرا بسپرد / آن ز من باز پس نخواهد برد

چون وجود مرا ابد داری / نیک بنمود مرا که بد داری
از غنائیت تو کم چه خواهد شد / گر بری گمرهی بره از وُد

فقر بر بندهٔ خود افزون کن / در ره عشق خویش مفتون کن
از همه رنگ و بو بکن ساده / تا نشینم ز قیدش آزاده

بیغم و شادیم مقامی بخش / از می ذکر خویش جامی بخش
چون مرا کردی از کرم مودود / دم بدم از وداد شو مشهود

مستیی ده که تا ابد باشد / حالتی ده که بی عدد باشد
آنچه دیدم تو ام نمودستی / بلکه بیننده هم تو بودستی

روزن دل بسوی خود بگشای / تا بجائیکه جاست ره بنمای
تا برم ره از آن بخلوت خاص / کردم از شوق آن زمی رقاص

بر سوی لامکان کنم پرواز / بنگرم جلوه های انجا باز
بود ما وای روح من بی سوی / اوفکندی به بند خاک این کوی

از وجوبم بسوی امکان راه / گر دمی گشته ام از آن آگاه
هستی ممکن از وجوبت هست / باز بر سوی اصل گیرم دست

نفس را نفس و دیو را دیوی / خالق مکر و خالق دیوی
بر ملک هم توئی ملک در ذات / هم تو بر آدم آدم از آیات

یک خدائی ترا بسی اطوار / در همه شیء پدید از این آثار
گشت هفتاد و دو ز ملت راه / ده بتوحیدم از فضیلت راه

از همه کثرتم موحد کن / سوی تحقیق خود موحد کن
موجد این وجودها هستی / شد بپهرها نشد بتو هستی

آن همه در طلب ترا جویند / بر زبان همی تو ترا گویند
آن یکی بت پرست در این راه / شد دلیل او از آن تو آگاه

ور درون نقش شد همی طلبِ تو / از نکو کیشِ اندرین فن تو
هر کسی در رہی در افتاده / از همان راه دادیش باده

یافت ره او بقدرِ همتِ خویش / تا همان راه کرده است در پیش
هر طرف عشق و عاشقی دارند / عاقبت سر بتو فرود آرند

از همه راه سوی تو راه است / هر کسی مر ترا هوا خواه است
بر همه راه ها نهایت تو / بر رہ راست کن هدایت تو

آن رہی را که دوست میداری / آن رهم تو رفیق و کن یاری
هر چه نزدیک تر بود آن راه / از همان ره مرا بخود میخواه

چون تصیر الامور می خوانم / مرجع این همه ترا دانم
وحدتِ خود بکثرت آلودی / جلوه ها گونه گونه بنمودی

هر کسی در تلذذی افتاد / ذات پاک تو لذت او داد
زهر از قهر بر کسی دادی / میل در خورد نفس تو بنهادی

زین همه دین و زین همه مذهب / زین همه کیش و زین همه مشرب
هست رجحان دینِ من زینها / بر تو روشن یقین من زینها

معتقد روز و شب بر انجام / سنت مصطفیٰ ست آثارم
قطره غرق بحر توحیدم / غرق بودن نجاتِ خود دیدم

خود نرفتم تو هادیم بودی / تا برین کیش راه بنمودی
کفر شد بهر تو بخود راسخ / بر امید تو تا بیابان باسخ

غیر ازین شیوه نمیدانند / کرده بت پیش و مر ترا خوانند
گر بیک مو شوی بر آن هادی / یابد از شرک و کفر آزادی

اندرین راه گر یقینم رست / راه و بیراه از مشیتِ تست
از همه هر یکی خود امانم ده / حق اشیا همه نشانم ده

تا بدانم که مار و ماهی چیست / در سفیدی چه و سیاهی چیست
هم ز شرک خفی کن آگاهم / کم فکن این خسک تو در راهم

کیستم من کیم وجودم چیست / غیر فضل تو هست و بودم چیست
زشتم از تو و خوبم از تو من / در خمیر و سرشتم از تو من

هر چه راندی قلم بقضا برم / هم در آن زنده هم در آن میرم
گر تو تقدیر بر بدم کردی / آن ز من نیست از خودم کردی

هم تو قادر بمحوِ آن هستی / بر همه کارها زبر دستی
از کرم محو کن بدی از من / همچنان محو کن خودی از من

کردی از عشق خویش محظوظم / کن ز عین الکمال محفوظم
داشت زینسان خطاب بر مرشد / در طلب می نمود با حق جد

چون نمودش وجود از انکار و / کرد زینسان خطاب با پیر او
پیر در ظاهر ار مخاطب بود / باطناً حق درو بر او مشهود

در نهادش چو وجد حق افتاد / کرد امکان بگرد بادش داد
باد او را ز جای خود برداشت / سر ندادش ز دست تا سر داشت

ساعتی رقص کرد و شد فانی / اندرین حالت او ز ویرانی
ممکنی را چو رفت از ذاتش / کرد از واجبیت آگاهش

بی مکان و زمان شدش مشهود / آنچه بود است و آنچه خواهد بود
یک صفات از صفات وحدة او / چون بسالک نمود از آئینه رو

زان بجمله صفات عارف شد / نه صفت بل بذات واقف شد
چون خدا رو ز مرشدش بنمود / این خطابش از آن سبب شد بود

خود بخود حرف داشت آن بیخویش / مرشد آئینه سان برو بش پیش
دید ذات و صفات حق در وی / برد از آنرو بحالت خود پی

آنچه در پیر دید در خود دید
عالم وجد راست زاینسان کیش
داد چون دست مستری بسویش
دیو اگر پیش روی او میشد
باز از این وقت او بخویش آمد
یا تو بودی وجود از احسان
تا ازین خاک وجودها برخاست
این نقاب جمال ذاتت شد
تا وجود تو بود بی امکان
مصطفیٰ نایب خدا بوداست
هرچه گوئی تو سر بران داریم
در جمالت جمال حق دیدم
کس نه جز تو جمال تو بیند
حمد و نعت است این سخن از من
هم تو هم من بمصطفیٰ تابع
این سخن گفت و تند تر شد باد
نی بیانی که گوش کس بشنید
ساعتی چند شد هزاران سال
چون برابر مرده شد پیدا از
من ازان نغمه ها که فهمیدم
آنچه از ذکر حق بفرماید
زان نه اسرار حق بدان بیند
بلی لی لا اله الا الله

باز آن گرد تا ورا بچپید
خویش را در نیافت او از خویش
هر کس آئینه گشت بر رویش
بخت برگشته اش نکو میشد
حرف گفتن به پیر پیش آمد
از وجودم بجسم دادی جان
در تعین تعینت پیداست
تا جمیل الابد صفاتت شد
حسن خود داشتی ز خود پنهان
او ترا نایبی بفرموداست
گفته تو ز دست نگذاریم
از سلوکم شد این مواجیدم
کاملی تو کمال تو بیند
غیر توحید من ندارم فن
زین تتبع هر دو به خدا تابع
رفت عرفان تر اشتیش از یاد
او بخود گفت او بخود میبدید
بود مستغرق اندران احوال
حضرت شیخ زنده کردش باز
مصلحت شرح کردنش دیدم
آن عمل هر مرید را باید
زان ابد شاد کام قصیده ند
می کشاید بسوی وحدة راه

او نه در ارض و در سما جا داشت
بر در آخر عروج این حالش
عکس این چون در و بهی افتاد
یافتی خلعت عز ازلی
گفت با شیخ خود وجودم من
سابقی در تعین از ایجاد
نی وجوبی در عالم امکان
از جمال از نقاب برداری
مصطفائی در عالم اسرار
امر معروف و نهی منکر او
رویت حق ز روی تو پیدا
نور رویت نقاب رویت بود
هر که از تو کمال بخشیدی
نی منم نی تو هست حق بر خویش
هر که بر دین مصطفیٰ ارشاد
یکدمی چند بی زبان بود او
گشته چون مرده بحس و خاموش
شیخ دین هرچه خواست از تکمیل
هرچه بر طرب بباطن او خواند
طالبان نیز بهره دارند
چون اثر لا اله الا الله
بلی لی ذاکر خدایم من
بلی لی نام پاک یا کم کرد

از مکان و زمان برون جا داشت
سوی اطلاق فارغ البالش
از تقید برون خبر میداد
میشدی در مقام جبریلی
تا مرید از وجود بودم من
پرتو تو بمشت خاک افتاد
ممکنی پرده واجبی در آن
ممکنی را وجود نگذاری
انبیا را وسیله دیدار
او نگفت و تو بما میگو
من ز آن گواه این شیدا
رویتت زان نقاب شد مشهود
رویت زین جمال بخشیدی
از من و تو نقاب دار پیش
میکند مصطفاش رویت داد
فانی از خویش در میان بود او
لیک از عشق و یک دلی در جوش
کرده آن راه بر دلش تحویل
ظاهرا اندکی ز لب افشاند
در طلب پیش پیر سر دارند
کرد در دل مرید ها را راه
بر همه راه می نمایم من
نور در نور مثبت خاکم کرد

هی ونگ آنکه شرع راهم شد   از بلا مصطفیؐ پناهم شد
هی ولنگ حامیم بد این اوست   بر من از دوستیش حق شد دوست

هی ولنگ از درود خوانیها   بافتم علم نکته دانیها
مصطفا را درود میگویم   از خوشی ها سرود میگویم

بدلی چون بسنتش عامل   گشتم و شد مرا مصفا دل
بدلی آنچه او مرا فرمود   مرشد من براه حق آن بود

بدلی فتح باب از آن دیدم   در درون آفتاب از آن دیدم
هی ولنگ از خدا پرستیها   رفت از من غبار هستیها

هی ولنگ از نماز در شب ها   از سر درد و ذکر یا رب ها
هی ولنگ از شنیدن لبیک   شادی دل ز دیدن لبیک

زین محاکات بس نخواهم کرد   بهر این شیوه خلق اللهم کرد
ذکر پاکانست ذکر حق کردن   جان و دل صرف فکر حق کردن

چشم دارم که باطن مذکور   پرتو افکند بمن از دور
گر کس از من برنجد ارشاد   پس ندارم ز گفتن ارشاد

چون نی کلک من شکر ریزد   خاک در چشم مدعی بیزد
قبح بر حسن مے نیارد دید   زین سبب از کلام من رنجید

عطر کی ساز وار دباغست   مر جعل را نه راه در باغست
مدح نیکان بنزد نیکان گو   دوستدار است نیک را نیکو

محسن از است آئینه مطلوب   زان ببینند خوبئ خود خوب
زشت آئینه را ندارد دوست   چونکه در رو بروی او بدگوست

خوب و زشت این زمان بیکسونه   خوان نعمت به پیش انسان به
نیست در خورد گاو لوزینه   می نخواند کتاب لوزینه

بهر آنکه حرف میگویم   اوست آئینه روی بر رویم
لذت این کلام خواهد برد   قند و لوزینه الست و خواهد خورد

تشنه جویای بحر العرفانست   اصل این بحر ز ابر و باران است
بارش ابر از سما باشد   بر سما حکم از خدا باشد

من نیم این نوام از جائیست   نغمه ام می به باده پیمائیست
من نوا از ندم از نوازش ها   میکنم زین نوانیایش ها

رحمت حق بخاک باران کرد   خاک از آن جلوهٔ بهاران کرد
پر شده است عالم از گل و اثمار   در خور اشتها ازین بردار

دوستی کن بدوستداران هم   ارمغانی بسر بیاران هم
هم بخور هم بمشتهی مے ده   حصه بهر غائبان مے نه

تا دم مرگ اینست بهتر کار   بهر عقبا توزاد ره بردار
هر قدح دست بید می نوش   وقت و بی وقت در طلب میکوش

زین طلب علم جو بهره در باش   هم نهان دوست می طلب هم فاش
عمر خود صرف عشقبازی کن   جز حق از عبرت نیازی کن

عشق از پیش عاشقان میجوی   عشق کی یافت کس بجز آن گوی
گشته از عشق عاشقان معشوق   هست در حسن شناس نهان معشوق

یا الهی ز تست توفیقم   تا که تلاح اهل تحقیقم

حمد و شکر ارشادپناهان کردن مرید صادق

اولیا را که فضل تو بستود   بنده را فرض ازین ستودن بود
سوی پاکان خود رهم دادی   چشم ایشان به بنده بکشادی

خود بجای خودم بپا کردند   حکم دادند و منفعت کردند
حق ایشان و حق طاعت شان   هم مرا بخش استقامت شان

منصب بندگی عطایم کن   هم مصئون از همه خطایم کن
خلعت از نماز بخشایم   لذت از نماز بنمایم

غیر ازین هرچه هست بیزارم
جز بخود هیچ سوی نگذارم

یا ودود این وداد کن با من
تا نماند مرا بتو تو و من

تا که من با من است گرانبارم
لطف کن بار خویش بردارم

تا سبک بار در نماز آییم
از سر عجز در نیاز آییم

پای تا سر همه ودادم کن
فارغ از هر کم و زیادم کن

موی موی هم ودود میگوید
یا ودود این وداد میجوید

یا ودود از تو هست انعامم
شد ازین نام پر شکر کامم

جمله عالم وداد میدانم
بر شهودش درود میخوانم

حمد من نعت و نعت من حمد است
هم چو توحید نقش در من بست

چون ازین نام گشت کام رواست
ذکر این نام پاک فرضم راست

ذاکر از پرتوش شود مذکور
سایه ها محو میشود در نور

هم درین شغل بخش توفیقم
تا شود آنچه هست تحقیقم

بلی لی از وداد آن دلبر
سایه گستر شده مرا بر سر

بلی لی زین دعا که میگویم
هم براه وداد میپویم

بلی لی یا ودود گو یائی
بر من از فضل خویش جو یائی

هی دلنگ این زمان که شادیهاست
از چنین حال خوش منادیهاست

هی دلنگ این زمان که خوشحالم
هی دلنگ آمد الست اقبالم

هی دلنگ از ودود مسحورم
می نیابی جز این بتن خورم

بحر العرفان ازین شده در جوش
هیچ ره من نمی شوم خاموش

دولت از کرم خدایم داد
تا که در بزم پیر جایم داد

این بجز دیدن و رسیدن نیست
از زبان کس این شنیدن نیست

هست گوینده در جهان گوگوش
گر بود گوش هم کجا هست هوش

بشنود بانگ آدمی حیوان
می نفهمد ز بانگ معنی آن

هست گوینده در جهان بسیار
کم کس است آنکه دارد این کردار

گر محقق شدی بحمد الله
ورنه تقلید هم نماید راه

چون ز تقلید جانب تحقیق
از ودود است مر ترا توفیق

غیر ازین هیچ روزگاری نیست
غیر ازین بر کس اعتباری نیست

ای مقلد بجانب تقلید
ار بود نیتت بدان توحید

غیر ازین حرف زیادتی بود
که ترا راه این طرف بنمود

آن خیال آفریده دل بنهاد
فکر این راه و راه رفتن داد

هم بتقلید کار عامل باش
آنچه رو دادنست حایل باش

هرچه کارے بدان ثمر باشد
جان نگردد خطا خبر باشد

هر هوائے که در سرت افتاد
آن ز تقدیر حق بود در وداد

در وداد در هر آنچه خواهی بود
آن ودود است منبع و مشهود

او همان حال آشکارا کرد
شکر مر رحمت خدا را کرد

خواهش حق بشهرت خویش است
زان سبب آفرینش اندیش است

خویش را خود چو آشکارا کرد
از صفت های خویش ما را کرد

جمله را چون بذات آن ذات است
هم نهایت بر او ز اثبات است

چونکه گشت از ودود آن مظهر
کرد صوفی بعالم آن اشهر

چند روزی به پیش پیرے بود
شد چنین رو برو مشهود

هر محقق هر آنچه میگوید
در ازل کاشت حق که میروید

یک صفت زان صفاتها این دید
وجد او این همه جهان بشنید

از یکے ره که فکر او بکشاد
در همه راهها شدنش افتاد

از یکے ذات شد که بد مستور
این مظاهر بصد هزاران نور

پرتو زان بجان پیر افتاد
پیر ازان بر مرید پرتو داد

این صفت ذات بر صفتها شد
عارف جمله معرفتها شد

چون در آئینه آفتاب افتاد / آئینه نور از آن برون بنهاد
عکس آئینه بر در و دیوار / کرد چون آفتاب نور اظهار
حق قریب است یا بعید از خویش / گشته از روی وهم دور اندیش
ورنه یکبار هر که حق را خواند / خود فنا گشت و حق ابد زو ماند
لذتش در روان شود ساری / بخشدش در همه خبرداری
پر ز لذت شود ز سر تا پا / هست لذت کنون همه اعضا
شد مریدی به پیش پیر از راه / گفت شیخا مرا بکن آگاه
از تو دارم سوال در کاری / حل این مشکلم بکن باری

پرسیدن مریدی از پیری که هر حرفه گر را بحرفه او می نامند و ذاکر الله را که او بجز این حرفه نمیداند بچه نام بخوانم

جمله فرزند حضرت آدم / هر کجا آدمی است در عالم
هر یکی شد بحرفه محروف / او بدان کار در جهان موصوف
هم بدان صنع نام او خوانند / تا که استاد صنعتش دانند
بر دگر زردگری شد باب / هم بدرزی ز صنع او القاب
آن یکی هست در جهان کناس / هست او نیز در حقیقت ناس
در حقیقت بماند خوان او دست / گرچه بر سوی حرفه او را دست
همچنان هرچه حرفه در دنیاست / آدمی زاده از هنر آراست
هم دگر فوق خویش میدانند / نام هم زان و هم جدا خوانند
هر هنر را که کس بخود دارد / وان دگر از هنر بنام آید
از کفش آن هنر وجودی یافت / پیش آن دیگران نمودی یافت
زان هنر حاصل معاش او را / پیش خلقت نام فاش او را
او که آن صنع کرد روزی اوست / حضرت دوست را بر آن است دوست
این نه از اینست هست تقدیرش / برد آن سوی فکر و تدبیرش
بهر آن کار بود این در کار / در وجود از عدم چو شد اظهار
شد در آن کار در جهان مشهور / یافت مزدی ز خلق آن مزدور
بود مزدور آنکه مزدش داد / لیک در حرفه دگر استاد
در تردد تمام حیرانند / آن طرف میرود که میدانند
هر که الله ورد می سازد / بر کرم های او همی نازد
کرد در این عمل توکل او / بهر روزی نکرد سوی رو
شد معاد و معاش او الله / حق در این حرفه داد او را راه
غیر از این هیچگونه کارش نیست / یک زمانی جز این قرارش نیست
حرف های دگر شد از دستش / روز و شب خوی در همین هستش
هر نفس را که می کشد آن ناس / از ذهولش همیشه دارد پاس
از هنر غیر از این نمی داند / تو بگو خلق تا چه اش خوانند
هست الله گوی هردم او / این هنر را اگر نه بد از علم او
حضرت از لطف نام او گویند / تا بآن نامش از جهان جویند
شیخ گفتش خدای از ایجاد / هر کرا خواست حرفه بنهاد
آنچه خود می کنی سوال از من / پرتو آن گشت کشف حال از من
حق چو عقبی و حق چو دنیا کرد / علمش اسباب آن مهیا کرد
هرچه امروز هست از ایجاد / خواست فضلش کنون بر او افتاد
بهر هر کار هرچه قابل دید / خلعت آن صفت بر او بخشید
او در آن کار کرده خود را بند / هست از آن در نگار خود خورسند
علم آن علم ها بعالم داد / آدم آن نامها بسی بنهاد
یافت از علم علم الاسما / آنچه بود است نام آن اشیا
هم خدا را بهر صفت نامیست / حاصل از نامها بما کامیست
کرد از جزو ذات خود معدن / از زر و نقره و مس و آهن

زرگر و مس گر و دگر حداد　　بهر این کارخانه شد بنیاد
گرچه در بوته ها گدازش یافت　　زان گدازش بسی نوازش یافت
آن بروز ازل مقدر بود　　شد کنون در جهان همان مشهود
او هم آن همتی که زآنسو داشت　　حرفه خویشتن همان پنداشت
گرچه مشت پرند کرگس و باز　　هر دو را سوی قصد خود پرواز
از ازل همت از خدا باشد　　تا بقدر همان جزا باشد
از ازل آهنی که قابل ساخت　　با خود آئینه شان مقابل ساخت
هر کرا برگزید سید اوست　　یافت زاینگونه خلعتی از دوست
جمله خاصان دگر طفیل استند　　هست او شاه و خلق خیل استند
ساخت اعلی و افضل از این روی　　تا ز سرگین و مشک یابی بوی
در خور علم عزت است بمرد　　تا کرا افضل و دوست عالم کرد
قدر اعلی ز افضل است پیدا　　حکمت آن دید بانی دنیا
هر قدر معرفت کنی حاصل　　اندرین دار ای تو صاحب دل
معرفت هر که کرد حاصل بیش　　معرفت در قصور شد در خویش
فاذکرونی اگرچه زاینسو نیست　　لیکن اذکرکم از آنسو نیست
نیست اذر ثانیه چنین بودش　　مثل آن کار آن در افزودش
رالضان از ازل بدنبالش　　می برندش براه ازین حالش
لطف حق بهر ذکر خویش چو ساخت　　در جهان سر بدین عمل افراخت

هر کسی را بقدر خود بنواخت　　بهر کاری که خواست مظهر ساخت
گرچه زد زیر تیغ و سندانش　　قیمت افزود و کرد احسانش
بود در کارخانه در کارش　　کرد از بهر آن پدیدارش
میل خاطر بآن طرف کرد او　　زان نموده مشیت حق رو
آن یکی را بدست شاه است جا　　وانگه بهر حیفه ور سودا
مزد هر حرفه حرفه گر دارد　　روزیی بر معاشش بر دارد
آهنی نعل بر ستوران شد　　گشت نزدیک او ز دوران شد
نیست کس را بمنزل او راه　　شد از ایجاد قابل درگاه
قابل علم و فضل دیدندش　　از همه خلق برگزیدندش
اینجهان را است امتیاز از هم　　زان تفوق با دمم از آدم
ضد ز ضد جلوه گر شد از ایجاد　　هست عالم کنون همه اضداد
معرفتهاش بی نهایت هست　　بر نهایت کسی ندارد دست
اندران دار آن ثباتت هست　　در خور معرفت مقامت هست
وانچه گفتی ز ذاکر الله　　باشد این موهبت بر از شاه
بود از ایجاد قابل این او　　تا در آئینه اش نمود آنرو
ساخت بی اختیار مشغولش　　او دلیل است و اوست مدلولش
ثبت در ثابته قلم این کرد　　مرد را تا که همچو آئین کرد
او کند ذکر حق و حق ذکرش　　حق در انداخت است این فکرش

اذکر الله درود میگوید
عاقبت تخم او ثمر دارد

کاشت این تخم ازل که میروید
هر قدر بیش کاشت بر دارد

جواب گفتن پیر مرید سائل را که الله گوی صادق طریقت بر اهل الله اهل الله مسبب گوید

صورت عالم مثالش بود　　گشت از سیرتش کنون مشهود
هیئتش با نام اوست اهل الله　　واصل حق و عارف الله
اذکر الله گفت و جان افشاند　　این جز الله اندرو کی ماند

عالم امر امر او این کرد　　تا درین حرفه مرد آئین کرد
آنکه را شغل ذکر الله است　　او ز مذکور خویش آگاه است
زین سبب ذکر نام او دارد　　خویش را صرف کام او دارد

لذتی یافت است از ذکر او
نام آں لذت است وصل اللہ
لذتِ وصل فوق لذتہاست
کردن ذکر روزئے او شد
اوّل از نام کام شیریں کرد
یاد او مرگ و رجعتی دارد
در زماں نام حق چو میگیرد
ای خوش آنرا کہ حالش او باشد
گرچہ او صورت بشر دارد
گرچہ او صورت بشر دارد
حق خود ایں راز را بروں افشاند
مولوی رومی است مفتی ایں
شد وجود تو فعل و فاعل اوست
نفخ را حق بجسم خاک دمید
باشد از نفخ جسمہا را جاں
آں ہوا معنی است و لفظ وجود
بردزاں باد جسم تو از فرش
نیستی تو در آں زماں در خویش
آں حلاوت چو رفت یادت ماند
چشم شد بستہ بیخودی رو داد
با پسر شد ز نطفہ یا دختر
گر تو از ذکر یافتی لذت
آنچہ زاید ابد بود یارت

تا برآں سو گماشت است فکر او
لذت از وصل یار خود میخواہ
ہر کہ او واصلست واندر است
زاں سبب ذاکر است او لابد
بعد ازاں یافت رہ بوصل آں مرد
در ہمیں حال رفعتی دارد
او در آں دم ز خویش میمیرد
بحر در پردہ سبو باشد
صورتش معنئے دگر دارد
صورتش معنئے دگر دارد
عمل الصالحات باقی خواند
آنچہ او گفت تو ز صدقش بیں
ہر طرف میروی تو جاعل اوست
شد متحرک از آں کلوخ پدید
چشم بند است جاں درو پنہاں
لفظ را ہست و بود معنی بود
در تماشای نور حق تا عرش
برد لذت ترا فرو در خویش
یاد آں ہم ترا بفرحت خواند
از تو بے اختیار آب افتاد
از حقیقت با صل آں بنگر
بے تو لذ نماند آں نعمت
مومن الست و رفیق در کارت

ہیچ لذت جز ایں سے یابد
وصل را نام لذت است ایمرد
ذکر حق روزیست برایں مرد
روزئی پاک روزئے او بود
نیز اللہ ذکر او دارد
زندہ گی کسب زندہ گی از مرگ
رجعتش زندہ گی نماید روی
شد ہماں نام جسم و جاں او را
اندریں بزم درمیانست او
ہر چہ باشد ہمہ شود فانی
ہر کہ اللہ گفت الٰہی است
در ہوائی ہر آنچہ خواہی بود
ہستیش ہستی ترا گذاشت
حق صفاتِ ثبوتی اندر خاک
باشد از نفخ جسمہا بنوا
چوں گرفتی تو نام حق در یاد
لذتے کو رسد دہانت را
از حلاوت بجا لتے دیگر
چوں شود از جماع انزالت
محو لذت تو ساعتے در وی
ہم شوند آں دو بالغ و کامل
آنچہ باشد نتیجہ آں زاید
ہستی خویش را نکو بشناس

تا برآں سو بجز فنا بشتابد
وصل کامت لذیذ خواہد کرد
مرد ازیں راہ قصد رو دی کرد
بہر ایں گشت از عدم موجود
ہر زمانش بیاد می آرد
کرد تا یافت از حساب ایں برگ
او ز خود زندہ مردہ است براوی
لیک حق خواست درمیان او را
زندہ گی سجدہ گاہ از انست او
ذاکراں یافتند نکو دانی
ہر کہ در بحر زیست او ماہی است
آں ہوا مر ترا ز خود بربود
او در آمد ز تو ترا برداشت
کرد با خاک گشتہ است دراک
ور نہ در گل چنیں صفا ز کجا
رفت جسمت ز یاد او برباد
گشت ساری تمام جانت را
کردہ جانت بچشم آندم سر
گشتہ ستو بدل از اں حالت
ہیچ از حالِ خود نبردی پی
ہمچو تو بر ہماں عمل عامِل
لیک دایم عمل دراں باید
آنچہ دریافتی براں کن پاس

از چنین لطفی که گفتم من — نیست آلایشی بر او زان
خود بگو زین دل چه می شاید — غیر عیبی از بن چه می شاید
مرده را جان دهد از انفاس — گوهر است آن و دارم آن را پاس
چونکه زد عطسه حمد لله گفت — حمد حق همچو گل بدم بشگفت
یرحمک الله زبد گر بشنید — گفتن حمد را نتائج دید
قدرت آن باد را که پیدا گشت — بعد از آن در روان او آن کشت
بود در مهد طفل پیغمبر — کرد بر خلق حق بدعوت سر
دمبدم بر خدای حامد باش — تا بیابی بر نوا از پاداش
هر نفس کو بذکر حق آید — رحمت و نعمتی از او زاید
مهر حق گر بجان خود داری — آن چو جانست در تن ساری
حاکم است او بهر طرف راند — نیست اینکس ولی نه پیداند
کن تخصیص هوش داری هوش — هوش گر باید ترا خبر ده گوش
تخم چیزی که کاشتند برست — کرد کارنده کار خویش درست
وصف او لم یلد و لم یولد — بیک میلاد کی از او بیجد
در هر اشیا که او برایت کرد — فارغ او را ز حد و غایت کرد
او سوی سحو دی شدش جاذب — سالک صادقست نی کاذب
ای نج از خویش کر تو وا کردی — زود با بحر آشنا کردی
چون که تقلید زور و قوت یافت — گشت تحقیق و ضد قوت یافت
رفته رفته شد اندران استاد — حرفهای دگر نماندش یاد
اندران حرفه نامدار است او — صاحب علم و اعتبار است او
چون حبابی که سر ز دریا کرد — ز آب دریا وجود پیدا کرد
بود خود آب و باد حق در وی — آن حباب آن طرف نبردی پی
باد هم زان سبب ها پیوست — وحدتش آب و باد صورت بست

از دهانی که سر زند الله — سوی مبتلا دمیکش به راه
هر نفس نزد عارف با الله — بهر هر مرده هست روح الله
خوانده ام جان بقالب آدم — چون در آمد ز عطسه آن دم
گشت دارین از زبان خوشبوی — گفتن حمد داد از ایشان روی
حق روان جبرئیل را فرمود — تا که آن باد عطسه پیدا بود
گشت مریم ز باد آبستن — جلوه گر شد مسیح از آن زن
رفت بر آسمان چارم او — حمد را این نتیجه بدهد رو
همچنان پاس دار بر انفاس — تا نه غافل بر آری وسواس
مرغ جنت برای تو باشد — از نوادر ثنای تو باشد
حاکم است او نو گشته محکوم — بیخودی زان نشد ترا معلوم
غالب است نفس و گشته بیهوش — چون از این هوش عیشوی بیهوش
چون خیالی فتاد در دل تو — کاشت آن تخم در بر گل او
ذات پاکی که می ستایم من — آفریننده من و هر فن
از ازل تا ابد بجز پیوند — فرد بالذات بی زن و فرزند
خویش را احتیاط بنموده اند — او همیشه اندرش که میسر اند
گر ببیند که کیست راننده — جلوه گر گشت خواجه بر بنده
ای حباب از تو باد بنمائی — زود وا شو که اصل دریائی
کرد تقلید حرفه یک مرد — پس بتقلید حرفه را میکرد
یاد اگر داشت دست از و وا داشت — آنچه تقلید بود بر پا داشت
بحر العرفان چو موج خود برداشت — بنده با خواجه اش یکی سر داشت
ایطرف و آنطرف همی گشت او — دید دریا برای خود دشت او
بود از وزفت وا و ز خود وا شد — بود دریا و باز دریا شد
چون مرید این سخن ز عرفان گفت — باطن شیخ نیز از آن آشفت

آمد از سیرگاه خویشتن باد
نیز آزاده مرید را بگشاد

پیر هم مست شد از این معنی
طالب از دست شد از این معنی

هم مرید از شراب مستی یافت
پیر هم ذوق می‌پرستی یافت

اینچنین جلوه از مرید او دید
پیر را شد تجلی تجدید

هر دو را چون سخن رسید اینجا
حالتی طرفه شد پدید اینجا

من هم از حال شان برآشفتم
بحر العرفان به بیخودی گفتم

آن دو در بحر وحدت افتاده
گشته از ننگ و دون خود ساده

از سر علم بر یقین رفتند
از مکان جانب مکین رفتند

چون مرید آب بحر وحدت خورد
مست شد آنچنانکه آبش برد

مغزش از مستی شراب آشفت
روبرو پیر خویش را میگفت

حرف تو در روان من جا کرد
آنچه پوشیده بود پیدا کرد

از خداوند ایزد متعال
ترجمانی مرا درین احوال

چون خدائی مرا ز من برهان
تا بجائی که هست جا برسان

بود این نیز بر حق آئینه
حق در آئینه حق در آئینه

این نظر چون مرید را آشفت
کرده بر حق مخاطب و میگفت

پیش از ینها نبراست قدرت کار
هستی من ز من دمی بردار

از کرم بنده را بکن درویش
تا کنم فقر و فاقه را ره پیش

بهره ده ز دولت خویشم
تا بنامند مرد درویشم

هرچه ایشان براه دین کردند
کسب در علم و در یقین کردند

وانچه از جهد حاصل شان شد
یا مقامیکه منزل شان شد

اندکی زان نصیب من گردان
تا نباشم ز نفس سرگردان

میکن از هر طرف بخود دردیم
تا نگویم و ترا جه بیم

ساز از ذکر تو شیر را همسم
گوشه با تو انس میخواهم

شکوه دارم که بی عم و خالم
شکر دیگر که سنی زر دالم

بی کسم تو کسی بهر بیکس
چون تو باشی مرا مرا این بس

از عم و خال هیچ نکشاید
لطف و احسان تو مرا باید

گر ذبابی بخود کنی همراز
خادم او شود ز جان شهباز

دیده ام بر همه فتاد ارند
خود شبهائی بخود کجا دارند

یار بی یاوران بود از تو
هست توفیق هادیان از تو

وارثم غیر حضرت تو نی
رازقم غیر رحمت تو نی

چیست در من آن که از آن نیست
در روانم بجز روانت نیست

چون برون پا نهم از این عالم
از کرم کن نظر باعالم

نیست اسباب نفس با من هیچ
فارغم من ز فکر پیچاپیچ

نسبتم نصب کن بدرویشان
از کرم میشمارم از ایشان

...همین نام مردن من کن
یاد خود زاد بر دل من کن

یا ز خلقم بکن بدرویشان
به که باشم ز زمره ایشان

[illegible]ی خویش را بتو بستم
جز تو چیزیکه بود بشکستم

بلبلی سوی اصل پی بردم
صاف گشت است بعد از این دردم

بلبلی از شراب یک رنگی
رستم از بستگی و دلتنگی

هی ولنگ آنکه چون شدی هادی
یافتم از تعلق آزادی

هی ولنگ آنکه قطره دریا شد
راه هر قطره گنوان واشد

هی ولنگ هر صفت که بد در ذات
شد ز دیدار تو مرا اثبات

جمله ذات و صفات هستی تو
این طلسم از رهم شکستی تو

این نه از سوی من ز سوی تو بود
سبقت این طلب از کی بود

هر چه غیر تو هست آن فانیست
بودن عاشق بر آن ز نادانیست

هست دنیا بجمله دین و دل
زاد از که این مرا مقبول

این خدا بین خدا در او میدید | زین تماشا ز عشق میرقصید
گفتش ای دستگیر دانیم | پاک گردان کنون ز هر شبنم
استقامت براه دینم ده | ره سوی عالم یقینم ده
چونکه آئینه پیش رویش بود | گفت چیزی که اندرو بنمود
نیست از پیر تا خدا فرقی | لیک این فیض می‌برد غرقی
هرچه دست از دل و زبانش داد | داشت از شور عشق از آن فریاد
گاه در استبیر خورده بود آن شیر | گاه وابسته دید رویش پیر
جان خدا بود خانه بود این پیر | زان دلیرانه داشت این تقریر
از یقین نور این یقین میجوی | بعد از آن این سخن مرا میگوی
گفت یا شیخ الیقینت این | در دلم نور تو ز دین است این
من از این قال خود یقین دارم | این ز من نیست حال این دارم
این کلامی که میکنم با تو | زان منم قطره در تو دریا تو
هرچه از حرف من همی روید | حضرتت در دلم همی گوید
از کف پای تا سرم غوغاست | رگ رگم از نواش چنگ آساست
هست سنگ و کلوخ در الحان | حمد گویا بحضرت دیان
گوش من بشنود ز هر جا راز | هست این گفت و گویم آن آواز
ساعتی چونکه شد از آن خاموش | دید و یک وجود خود در جوش
هرچه در دیگریست در من هست | بر من و جمله خلق یک تن هست
چون چنین حالتت پدید آمد | کس نه پیر و نه کس مرید آمد
از چنین گفت و گو زبان بربند | باش اندر تخیلش خورسند
گرچه کثرت تمام توحید است | لیک این حال عارف دیداست
گفت تقلید لب تحقیق است | منحصرش نیست و توفیق است
ای مغنی چه خوش نوا داری | کس نداند که از کجا داری

پیر بود کش مخاطب آماد | داشت زین آئینه بجائی رو
تا مجدد کنم ارادت من | برکنم بیخ رسم و عادت من
خود دعاگوی و خود مجیبی تو | بر همه حال من قریبی تو
شد تجلی حق چو از پرسش | خورده بر هیچ حرف کم گیرش
بیخودانه به پیر خود میگفت | هیچو مستان بخویش می‌آشفت
گرچه این بحر بر خدا بنمود | لیک مرشد بر او مخاطب بود
ورنه کی زهره داشت بر گفتن | میشدی شیفته ز آشفتن
پیر گفتش چه حاصلت از این | گر نباشد یقینت اندر دین
تا درین قیل و قال خواهی بود | بی تلذذ ز حال خواهی بود
من از این حال حال می‌بینم | جلوه گر از کمال می‌بینم
قالم از روی حال میروید | ذات وصف صفات میگوید
تشنگی میشود ز من ساکن | هست پیدا تسلی باطن
در همه عضو جسم از هر سو | شد شهود خدایم از هر مو
هر همه حمدگو در او در اوید | نغمه دارند و مست فریادند
جمله تسبیح و ذکر میگویند | زین همه نغمه‌ها ترا چه بند
آنچه در خویش داشت هرجا دید | گشت تحقیق و رفت از تقلید
گفت در غیرهم همین حالست | جسم بر من وجود ها دالست
در من و خلق از چنین رو داد | از میان پرده دوی افتاد
خود خدا بیست و نیست کس بنده | باش در عمر خود سر افکنده
تا زبان را بحرف بکشادی | از دوئیها بکثرت افتادی
از ریاضت تو زنده میکن دل | تا چنین حالتت شود حاصل
شد مقلد محقق از توفیق | چونکه تقلید شد بر او تحقیق
این صدا شد بلند در عالم | از سر عشق و شوق قو الم

ای مصنف چه گفتگو بیست این
شاهد گل چو زنگ و بو بیست این

از بیانت تراود احوالت
باشد اسرار حق همه حالت

گفته سابقان یقین میدان
هرچه در کوزه مے تراود آن

زید را عمر را کنی در پیش
میکنی شرح حال خود از خویش

میرزد عشق از روانت جوش
تا قیامت ندارد این سرپوش

از کلامیکه خود شود جانت
آن خوشی هست عین وجدانت

منبع جوی ها ز دریا هست
زانچه انجا تمام اینجا هست

هرکجا آب صاف و شیرین است
تو بدان اصل منبعش دین است

هست تاثیر صحبتش پیدا
گر کجا یافت نغمه شد گویا

کوزه در بوزه کرد از دریا
آب دریاست از سما پیدا

از ره کوزه تو بدریا شو
پس ز دریا بسوی بالا رو

تا ببینی حقیقت عالم
چیست ذات حق و بنی آدم

غیر آدم تمام مخلوقات
ذات کرده بذات حق اثبات

گر باهل کمال کس پیوست
داد آن صحبت این نگاهش دست

مولد و منشا اش بخارا نیست
زان درو علم و فضل و دانا نیست

زین بخارا غرض بخارا نیست
عالم و علم جز خدا را نیست

هرکجا نشاء خدا باشد
جان او بهر علم جا باشد

هیچ خواندی که شیخ دین عطار
منطق الطیر کرده در گفتار

شاد کی دطوطیست و بو تیمار
از کلامش شدند در گفتار

هرچه ذی بال در جهان کرداست
پیش آن شیخ نکته دان بوداست

حرف توحید زین همه طیار
کرد ارشاد ما نه هر منقار

گر تو دیدی که گرد و دهقا نیست
زان درو حمق و جهل و نادانی است

هرکه با هرچه خوی میگیرد
جان از آن رنگ و بوی میگیرد

این گدا دولت از کجا آورد
هست پیدا که از خدا آورد

ذات پاکش ز رحمت و احسان
هرکجا هرچه خواست کرد آسان

در ره پیر شد فنا طالب
علم آن پیر شد درو غالب

هرچه میگوید این ز پیرش هست
پیر را تا خدای باشد دست

صحبت پیر کرده است پیرش
هست از و در کلام تاثیرش

هست این نشاه ها از و دریا
حق نشد است از وجود او پیدا

شیخ عطار را چو دست این داد
من خدایم بگفت در فریاد

نامه بے سرش در عالم هست
رفته رفته سخن کجا پیوست

گفت اول کلام خود در طیر
تا باینجا رسید آخر سیر

نسبت در حسن و قبح بر کس هست
همچنان کیش و مذهب از حق هست

هرکجا هرچه خواست ظاهر اوست
در همه کار خویش ماهر اوست

هرچه رو داد حالی و وجد آمد
آنهمه فعل ذوالجلال آمد

از ولی گر کرامتے زد سر
ای تو عارف ز فضل حق بشمر

بنده پیدا برائے طاعت شد
پس بطاعت اطاعتش لابد

امر حق جان جان او باشد
هرچه در ماست آن او باشد

جمله احوال ها چو روزی دان
روزئی هرکه هرچه شد از آن

عشق و حسن از مرید و پیر آمد
حسن بر عشق دستگیر آمد

حسن کرد است عشق را پیدا
داشت است زان ظهور خود برملا

عشق عشق است حسن را محبوب
زانکه زین شیوه مے نماید خوب

در ازل همسر ندیک دیگر
عاشق و دلبر ندیک دیگر

آن یکے در محل استغنا
و اندگر بهر خدمتش برپا

هر دو یک گل ز گلبن توحید
ذات از ازل در صفات شان تجدید

حسن چون شمع شد فروزنده
عشق پروانه گشت سوزنده

شمع از نور حق چو نور اندوخت / خویش را سوخت تا جهان افروخت || خوش فنایی که شد جهان آباد / هر طرف کز فناش ضو افتاد

هم بما هم ز ما جدا هست او / اندرین رتبه چون خدا هست او || حسن چون سوی خویش طالب دید / رنگش افروخت حالتش بالید

عشق را عشق گشت ازان افزون / که مرا خواست است حسن افزون || عشق موجود گشته از حسن است / آتش و دود گشته از حسن است

حسن را عشق هم جلا داده است / نسبت همدگر خوش افتاده است || بعد ازان حسن عشق را افزود / در ازل حسن و عشق یکجا بود

هر دو بر یکدگر خوش آینده / یک وجود اند و دو نماینده || عشق ذات است و بس صفت دارد / عاشق آن به که معرفت دارد

از دو سو چون بهم ارادت خواست / انجمن از مرید و پیر آراست || در میان مانده است خود ما بین / نکته فرق شد ز عین با غین

این صفت همچو گوی و چوگانست / گوی در زیر امر و فرمانست || گشت سالک بهر چه پیش آورد / شده سرده بهر طرف بسپرد

نیست بی گوی جلوه چوگان / هر دو باهم خوش اند در میدان || اینهم آنسو که رفت پی در باخت / خویش را تابع ارادت ساخت

هست چوگان بدست چوگان باز / چون تو گوئی بحکم او می ناز || او ترا کی ز دست بگذارد / با سر تو مدام سر دارد

هست ارادت ز صاحب چوگان / ساخته از الوهیت میدان || گوی خود را فکن و پس آنگوی / گرد از انرو ز ضرب چوگان روی

میکشد گوی زن سوی خویشش / گرچه خود رانده است از پیشش || هم ازان ضرب دور جاده / گوی بیچاره در ره افتاده

گوی زن در رهش همی تازد / زین ارادت مرید میسازد || گفته چوگان در آن زمان بر گوی / هر طرف رو کنی تو دارم روی

گوی دارد زبان درانجالال / ورنه میگفت از توام انجال || جلوه گر گشته طالب و مطلوب / شد محب جاذب دل محبوب

گشت مطلوب طالب طالب / عشق ازین هر دو سوی شد غالب || جذبه مضطرش کند در خویش / هر چه جویای آنست آید پیش

هر که هر چیز جست می یابد / گر درین راه جست می یابد || گر درین راه چست بشتابد / در جدش داشت کردگارش راست

در دل هر که صدق و عشق اندوخت / آن طلب بر مرید خواهد ساخت || هر چه امروز از قدیم است آن / شد عیان گرچه بوده است پنهان

هر که را هر چه میشود مشهود / باشد موقن که در الست این بود || خوانده ام در کتاب ای کردی / عالمی را هوس بسر بردی

آن هوس رفته رفته شد غالب / عالم را شد ز عاشقی طالب

از ازل دیده بود جانش نور / آن طرف عشق ساختش مجبور

جان و دل رهن علم می بودش / عشق راهی که خواست بنمودش

چون هوس بر کمال انجامد / آن بود عشق را شد و آمد

قصه شیخ ابو عبد الله المشتهر سابونی که در یک شب از روی صدق طلب بمطلب رسیده و کشف مطالب برو شده و گفتن او که

عشق باشد دلیل مقصد خویش / میکند خود بمقصد او ره پیش || راه هر آینه میکند پیدا / تا رسد بر مراد خود شیدا

این طلب اندر روز ایجاد است / لیکن امروز جلوه را داد است || فکر آنسوی کرد ارشادش / عشق فکر آفرینست استادش

او رسید آنطرف که عشقش خواست　　عشق بنمود راهش آنسو راست

هر طرف میروی ز مقصد بوی　　میبرد بوی مرد را آنسوی

چون رسید او بمدرسه از جهد　　بود آنجا و فطرتش این عهد

نی بکس گفت و نی زکس پرسید　　مصلحت بر مراد خود آن دید

عشق علمش بمدرسه ره داد　　بوده است این پر و طلب چون باد

فتح باب از کتاب می جستند　　در مداد آفتاب می جستند

بر همه لطف و تربیت دارد　　ضایع از جود کس نه بگذارد

سالکا هر زه هر زه میجویش　　زان نه بینی تو عاقبت رویش

رو چو در راه مدرسه بنهاد　　رفت و در بندگی بپا ایستاد

شخص با عکس در خطاب آمد　　عکس با شخص در جواب آمد

در همه جسم هاست خود جان دوست　　اینطرف آنطرف همه خود اوست

گفت عمریست علم میجویم　　در طلب روز و شب همی پویم

سوختم لیک دل نشد روشن　　شعله درد مید اندر من

علم باشد وسیله دریافت　　راه اینست کو بره بشتافت

آمدم پیش تان بدریوزه　　تا برم آب بحر در کوزه

خوانده ام هر که علم میخواند　　تا ابد زنده در جهان ماند

ره کنون برده ام در این وادی　　حاصلم شد ز دیدتان شادی

عشق بیرون ز حد گذارد گام　　نیست اصلا بمصلحت او رام

این فقیهان ز فقه در این باب　　او فکنده کتابها در آب

مرد دیوانه طالب علم است　　کی درو برد باری حلم است

در چهل سال هر چه کس آموخت　　گرم ره بود تا دل و جان سوخت

کو بیک روز علم دریابد　　چونکه دریافت زود بشتابد

اهل فضلش نظیر دل دادند　　در پی فضل او در افتادند

عشق هر راه را نکو داند　　بی دلیلی از خودیش میراند

آن طلب سوی مدرسه بردش　　برد و بر اهل فضل بسپردش

آنطرف رفته بود تقدیرش　　راه آنسوی کرده تدبیرش

سیل خود راه خویش بگشاید　　تندی و زور راه بنماید

دید آنجا جماعتی باهم　　از همه خواهش جهان بی غم

در سیاهی و در سفیدی اوست　　دل ده زو ز ناامیدی اوست

هر کسی از ره طلب گارش　　بهر هر راه رو بود یارش

اندکی تو بسوی او کن روی　　او دهد بر تو روی از هر سوی

همه گه قیل و قال میکردند　　کسب و فضل و کمال میکردند

در نظر دو نمود و بود آن یک　　زان با شوق فزوده هم از شک

اندران مجمعی در آمد مرد　　خواهش علم از انجماعت کرد

ز اینطلب هیچ حاصل من نی　　هم شکیبا جز این دل من نی

مرحبا گر شما رهم بدهید　　اندکی علم در دلم بنهید

می نوازد ز فضل میخواهش　　میدهد وصل خود ازین راهش

تشنه را جرعه در یابید　　زانکه سیاح بحر و ها بید

زین طلب در طلب شتابانم　　سخره غول هر بیابانم

زین سخن اهل فضل خندیدند　　چونکه نادان و ابلهش دیدند

هست دیوانه هر که دارد عشق　　بر صلاحش نمیگذارد عشق

حل این مسئله نشد از کس　　عشق را عشق حل مشکل بس

در یکی روز علم میخواهد　　خویش را غیر را همی کاهد

عاشق علم مضطر از عشقست　　در طلب اندرین سر از عشقست

عشق در اضطرارش افکنده است　　مضطر از عشق علم را بنده است

زین سوالش بسی بر آشفتند　　وز تمسخر بسوی او گفتند

آنکه گوینده بود دیگر بود | لیک خود را بر وی نشان بنمود
شاه ما راست در زبان هر حرف | شاه ما راست بحرها در طرف

شاه ما راست روی از هر روی | اوست از خویش و غیر او را جوی
اوست از هر زبان بگو یابی | بشنو از وی اگر تو جویایی

شاه ما صد هزار فن دارد | امتحانها بشکل وطن دارد
شاه ما جان جانست جانها را | او مکین است این مکانها را

بی مکان است هیچ جا مکین دیده | جسم را جسم غیر جان دیده
شاه ما ناظر است از هر چشم | نیست بی مردمک خدا در چشم

شاه ما گوش هر کجا گوش است | در کلام و سماع رو پوش است
شاه ما معنی است بهر صورت | پس تو معنی بجوی در صورت

بی صور معنی نماید روی | کیست بیننده اش مرا گر گوی
لایق فضل هر کرا دیدند | هزل کردند و فضل بخشیدند

هر کرا راه راست بنماید | از یکی هزل عقده بگشاید
شاه ما راست علمها در ورد | هست خود اوستاد و خود شاگرد

شاه ما راست مکرها بسیار | اوست استاد بر همه مکار
شاه ما آن قدر غنا دارد | صد هزاران گدا پدید آرد

شاه ما هر طرف گدا جو یست | زان گدا ای ز هر زده سوست
هزل بی هزل باده و جام است | هر جائیکه باده آشام است

هزل این مرد حادثه از اوست | حد ابلیس هزل دارد دوست
هازل عشق راست عشق استاد | هر طرف او فکندش او افتاد

خود نیفتاد بلکه مجبور است | هر که مجبور عشق در نور است
میوهٔ جد عقل استکبار | عاشقان را از این بود زنهار

عقل باشد عقیله و پابند | عشق این بندها ز خود بر کند
هست مختار را و بحالت خویش | بر ضلالت کند ضلالت خویش

رفته بر عاشق اختیار از دست | مرده افتاده پیش عشق این است
با خود است و بخویش میراند | هر که با خویش هست درماند

عشق با خویش را بود دشمن | هست با خویش خود بخود رهزن
عشق با خویش را نباشد یار | دشمنست او و با دیش انکار

عشق با خویش را نه بستاند | از در خویش دور میراند
عشق در راه هر که آمد پیش | میکند مرد را تهی از خویش

بیخود انرا بسازد و از اوست | مردهٔ عشق عشق دارد دوست
ابن ست بیخویش در همانش او | هر طرف رفت بیخود آن نیکو

با خود انراست عقل دور اندیش | عشق هر که ورا رساند پیش
هر که خود را بعشق خواهد داد | گشته از بند فکر و عقل آزاد

حق معتلم براه کیش او راست | اوست پس ره خدای پیش او راست
اوست چون گو خدای چوگانی | حاصل گوی چیست حیرانی

این بعلم خدا گذارد گام | زد بر مقصدش بود انجام
او بعلم خود است سرگردان | با خودی بیخودی چنین میدان

بشنو اکنون چه هزل شد تعلیم | طالب علم چون بر آن تسلیم
هزل مردان ببین چه جان دارد | صد هزاران عطا نهان دارد

لیک مهزول بیخودی باید | تا بر او هزل راه بنماید
ما بچنان هزلهاست تصنیفم | بهر ارشاد بر تو تکلیفم

هزل من نیز هست بی تدبیر | گر تو خوانی از آن نصیحت گیر
بیت با بیت نیست اقلیم است | هزل ما هزل نیست تعلیم است

از برای خدا سخن گویم | نی ز کس مزد و صله میجویم
هزل ما را ببین چه حکمتهاست | هزل ما بنگر از کجا برخاست

نے بخلق خدا دغا داریم — رہنمائی سوئی خدا داریم
اندریں ہزل لب ارشاد است — گر شنیدی خدا رہت داد است
ما ہمہ بہر علم آں کردیم — ما فضیلت بدست آوردیم

بشنو اکنوں گرت شنیدن ہست — تا دہد وصل حق ازیزت دست
پس بگفتند فاضلاں ہی مرد — ہر چہ گوئیم بر تو باید کرد
بے ریاضت ہنر نشد حاصل — کوشش اندر طلب بکن از دل

ہزل اہل مدرسہ بطالب علم صادق و یافتن او علم بطلب ہزل

ریسمانے بپای خود بربند — باش بر ایں تعب شبے خورسند
یکسر ریسماں بسقف از پاے — بند میکن بہر چہ یابی جاے
ریسمانرا بکش ازاں بر خویش — ایں ریاضت دریں طلب کن بیش
تا شود سر نشیب و پا بالا — خویشتن را شمر در آں دم لا
کز برہ اصفرہ مکن اذکار — باش تا صبحدم دریں بیدار
ہر کہ شب را بروز آوردہ است — در ریاضت بروز آوردہ است
یک شبے بر خود ار تعب داری — در ہمہ عمر ازاں طرب داری
ہر چہ علمست رو بدو از جانست — میکند او ستادہ در راہت
اہل حق راست علم در سینہ — عالمانند و علم داری نہ
آں جواں ہزل راجد پنداشت — ریسماں بست و پای را بر داشت
مصطفٰے گفت آنکہ جاہد بشناخت — عاقبت او مراد خود دریافت
آں جواں نیز آنچہ شد تعلیم — کرد خود را بصدق دل تسلیم
زانکہ میگفت با ہزاراں شوق — غرق جان و دلش ازاں در ذوق
چشم در انتظار علم از خویش — راسخ امید باوفا و کیش
از سر صدق ایں سبق خواند — از دو چشم اشکہا ہم افشاند
در توجہ بسوی دل ہوشش — تا چہ آمد زغیب در گوشش
باطن خویش را نظر میکرد — از سر شوق ذکر سر میکرد
کرد و امید و عدہ محکم — در طلب شاد و از تعب بیغم
ہمچناں بود و صبح پیدا شد — روزن در ضمیر او وا شد
چوں زد در گاہ جد او دبدند — ہر چہ مقصود داشت بخشیدند
حقتعالی از و اجابت کرد — گشت یک شب ز علم کامل مرد
آنچہ گویند فقہ و تفسیر — شد باوج دلش ہمہ تحریر
آنچہ در عمر عارف کامل — باشد او کرد در شبے حاصل
می شنید او کمال بے حرف — تا کہ پر شد ازاں شرابش ظرف
در پی آنچہ بود او شیدا — گشت ناگاہ از دلش پیدا
شد دریں راہ یک شب آں جاہل — ہم ولی خدا و ہم فاضل
ہر چہ فکر و خیال او میجست — از دل خود ہم از دلش میرست
دل بکوئیش کہ بود در نامے — منبعش آمد آمد از خامے
ہم کتاب اندرو ہم تعلیم — آں ز خود بیخود و دراں تسلیم
خواب و راحت حرام بر خود کرد — شام را تعب بر صبح آورد
از ازل تا ابد ہمہ اسرار — دید در خود ز خود چو شد بیدار
ہر کتابے کہ پیش رو میداشت — ایں بخواندے ہر آنچہ او میداشت
حکمت و ہستیش ہویدا شد — چوں ز ہستی طلسم او وا شد
در دل خویش چوں حقیقت دید — یدلی گفتہ و ہمے رقصید
گفت دیروز شام بودم گرد — لطف حق صبحدم ز من آں برد
یافتم علم از عنایت ہو — شد ہویدا مرا ہدایت تو
گفت امسیت کردم از ایجال — گشت اصبحت دال
زیں فصاحت کہ در زبان دارم — فا صحی گو کہ در بیاں آرم
فعل ازیں ہزل مطلبش جد بود — تا خدایش بعلم رہ بکشود

علم علم خدا شناسی بود
زین طلب حاصلش مطالب شد
یافت چیزی که خواست در یک شب
بیخود از خود بر آیه ها میخواند
یدلی حق علیم عالم بود
یدلی حق بمدرسه راهم
هی ولنگ آن عمل قبولم شد
بود در عهد افضل الاقران
هست توفیق جهد از آنسوی
در دلت چون خیال خود بنهاد
گر کسی همچو او کند این کار
هزل مردان برای خود ره دید
بحر العرفا نیست حضرت انسان
اسپ و خر را نه نشان انسانست
چون ترا داد در رهی رهبر
نیت از صدق بود بر آن مرد
عشق حق در دلت چو پیدا شد
در دعا خواست از خدا اینحال
چون ببازی و رقص کردی روی
برد عمری بسر درین اطوار
تا که روزی ز بهر روزی مرد
منزلی از دو کوه راهش شد
نیت خیر از ضمیرش خواست

حق بروزان تعب عطا فرمود
بر همه اهل فضل غالب شد
داشت لبیک حق بهر یارب
سر بسجده بشکر حق میماند
علم عرفان واعظان فرمود
داد و بی درس کرد آگاهم
هرچه بود است علم وصولم شد
خوانده معنی و لفظ از قرآن
بر تو ایجاد کن بر آن زدی
باش راسخ که وصل خواهد داد
هست او نیز از یکی بشمار
رفت از آن راه و جان آگه دید
ای تو انسان طلب ز حق عرفان
مختص انسان برای عرفانست
راه میسر و بفضل حق بنگر
عاشقانه درین طلب جد کرد
از همه راه ره بحق دا شد
قول او هست بهر سالک دال
بذل و انعام بودش از هر سوی
بود وجه معاش او زاینکار
ره ز کشمیر سوی تبت کرد
سایه سنگ شب پناهش شد
کرد فضل خدای کارش راست

کرد معلوم علمها یک شب
طالب علم معرفت شد او
جود و فضل خدا برا چون دید
وجد آن نشاء اش دو بالا کرد
یدلی فضل حق چنین گنجم
هی ولنگ آنکه هزل اهل الله
هی ولنگ آن مسبب الاسباب
داد حق سوی جهد راهش داد
هر شجر را بذات خود بالاست
آنچه خواندیم در خور او بود
خویشتن را بریسمان آویخته
بهر این آفریده بود دیدش
جهد بیداد حق نباشد جهد
گر نه تحصیل کرد کس عرفان
مرد را چون بدل طلب افتاد
پیش خلق ارچه هزل و افسون است
خواندم از قول شیخ نور الدین
گفت بازی گری در عالم بود
از تماشائیان گرفتی زر
بود زین مزد جو بهر بازار
با رفیقان خویش ره پیمود
شب چو شد صبح اندران منزل
زحمتش هادی المضلین است

عمر را کرد ذکر حق هر شب
نیت نیک داد او را رو
گشت بسیار شاد و در قصید
دیر یعنی زبان خود وا کرد
داد یک شب باندکی رنجم
بنده را هادی است یا الله
بر من از فضل کرد فتح الباب
راه را هم بفضل خود بگشاد
جامه کس بکس نیامده است
چونکه شد وقت رو بره بنمود
در طلب آشک و آبرو در ریخت
قابل جهد دیده بود دیدش
همچنان رفته از ازل این عهد
نیست انسان جماد و حیوانان
بوده است حق بصیر و اجرش داد
پیش عاشق نماز معکوس است
قصه در بیان این آئین
مایه اش رقص و مزد رقصش سود
غیر از نیش نه حرفه دیگر
چند تا گرد هم بکارش یار
جمله اسباب رقص بادی بود
گشت حالی پدیدش اندر دل
راسخ امید اکمل الدین است

گفت با خود دریں سبب دیدار	نیست جز ذات واحد القهار
عمرها نیز خلق رقصیدم	مزد آن رقص بیش و کم دیدیم
آن یکے جبه داد و آن دستار	واں دگر کرد بذل زر بسیار
هرچه آمد بدست رفت از دست	بهر عقبی نه زاد راهم هست
بهر اسباب عالم فانی	صرف شد عمر من ز نادانی
نیست اینجا کسے که بخشد زر	مزد رقصم بجز خدا دیگر
خالص از بهر حق کنم بازی	باشد او بخشدم سرافرازی
مختص از بهر حق دریں کهسار	میکنم رقص از عمر خود این بار
پیش خالص شوم کنوں رقاص	زاں کنم عرض حال از اخلاص
هیچ از اغراض نفس اینجا نے	آنچه باید بنفس پیدا نے
آنچه دارم همه کنم درپیش	بر خدا لیست هدیه زیں درویش
نیست از بهر نفس ایں کارم	زیں رضاے خدا غرض دارم
آمد آں فکر در دلش غالب	گشت ازیں ره خدای را طالب
زیں عمل او رضای حق در خواست	راستی ها نیز در حق شد راست
بود آن خواست از خدا او را	کرد در قاص سوی حق او را
بر سر کوه شد سوار آن مرد	بند بر سنگ ریسمانرا کرد
یکسر دیگر از رسن با خویش	کرد با کوه دیگر او ره پیش
ریسماں بر دو کوه محکم بست	بهر بازی بر ریسماں زد دست
ز دو حبل المتین دو دست از شوق	خویش را با خدای بست از شوق
بر رفیقان خویش آن آگاه	گفت تو موا در اقصوا بالله
پس رفیقان زجای بر جستند	در پی کار خود کمر بستند
از دهل زن دهل بلند آواز	گرد و ناتی به نی شده دمساز
دف زن از دف زدن همی آسود	اندریں وقت طرفه حالے بود
از شعب هر صدا دو بالا شد	شوق را بال و پر از آں وا شد
جسم رقاص گرد و باد بود	یاد پنهاں کرد و مشهود
مرد در گرد پنهان ایں	دیده در مرد و مرد پنهاں ایں
می ندانم که گرد یا د او را	بار هستی نماند یاد او را
بر سر ریسمان که میرقصید	غیر ازیں عالم عالمے میدید
گفت بر همرهاں که بنوازید	گرم تر حال من از آں سازید
دست از جمله طمع افشاندم	بر تماشا خدا را خواندم
نی نماز و نیاز میدانم	تا خدا را بخود از آن خوانم
هرچه میدانم آن کنم در پیش	هست ایں هدیه بر حق از درویش
گرم آں رقص بود از اخلاص	شد بهاں فعل بر دو جهت خاص
جذبه در رسیدش از درگاه	داد تا عرش و عرش بالش راه
مرغ روحش ز شوق در پرواز	کرد در راه جسم را همراز
برد مرغش نفس بخود همراه	رفتن آن راه را طلب میخواه
منت خاکش بآسمان بردند	پس با فلاکیانش بسپردند
کرد چوں رو بسوی حق عیسی	روح با جسم شد سما پیما
جود و فضل از حق خداوندیش	تو ز اخلاص راه حق کن پیش
پیر چنگی که چنگ را بنواخت	بعد هفتاد سال با حق ساخت
حکم بر جانشین پیغمبر	از خدا شد که سوی او بگذر
بزل او کن تو مقصد دینار	هم بگوییش که حضرت غفار
بر سرت دست فضل و جود افشاند	از کرامت ز دوستانت خواند
از کرم عاجزی قبولت کرد	ز اولیائی کنوں بحق اهل درد
با همه جا نست رقص ایں رقاص	گشت رقاص بر حق از اخلاص
زیں عمل ز اولیای حق شد او	وجد ایں صوفیاں ازیں میگو

قصهٔ او ز مثنوی خواندم   روی بر خاک سوی حق ماندم
شکر رحمت بجا همی آوردیم   پای کوبان پناه حق بردیم

از همه عار و ننگ آزاده   گشته از زنگ عقل و بد ساده
عشق و اخلاص هر کرا باشد   وجد و رقصش خدای را باشد

راوی رقص شیخ نور الدین   رقص او راست این خبر بربین
هست مبعوث عیب بین بسیار   عیب بین عیب کرده دید فرار

منکر وجد نیز و اهل الشر   منکر است اندر رحمت الله
هر که اندر سلوک ره جد کرد   حق جدش را براه مرشد کرد

مرشدش حق هر آنکه طالب هست   اینچنانش ازین مطالب هست
بی ریا رقص بر خدا کرد این   گشت از اولیا یکی مرد این

از ره رقص خواست حق او را   داد قرب نماز آن خود را
گر کسی همچنین نماز آورد   چون نخواهد قبول از حق برد

خود خدا ها دلبست هر خود را   از همه راه ها بخود او را
هر چه مرشد بکس بفرماید   استقامت مرید را باید

از سر صدق گر کند آنکار   میشود زود فضل حق اظهار
بهر اشتر دلان نه راه است این   پهلوانی بود بدین آئین

اندرین راه کار آنکس هست   کو ز هستی خویش شوید دست
دوستدارند ترا ز حق از جان   هیچ اغراض نفس نی در آن

هیچ گه باب لطف نبود بند   باش امیدوار و دل خورسند
اندرین راه جد بر آرد کار   از سر هزل هم قدم بردار

لطف عامش بهانه جوینده   زانطرف بنده راست پوینده
با نیاز آ که بی نیاز ست او   پس کریم است و کارساز است او

بر نیاز تو نازد آن رو شاه   حاجتت را همی بر آرد شاه
لیک از و غیر او نخواهی خواست   گر دهد بر تو آن نباید راست

او اگر از تو شد همه از تست   غیر از و حاجتی نباید جست
شاه ما خالق همه اشیاست   هر چه پیدا از و همه پیداست

از دف و نی همیکشد آواز   سور و شادیست کرده ام در ناز
گاه و بیگاه هر که می آید   حضرت ما جمال بنماید

گر بگاه آمد است ور کس دیر   گردد از خوان نعمت ما سیر
بی طمع بی غرض خدایم من   سوی خود راه مینمایم من

نیست بر روی کس در ما بند   خوش کسی کز نیاز سر افکند
ما سرش را ز خاک بر داریم   با وی از شوق و عشق سر داریم

من غنیم بحال هر محتاج   ار بود روز و ار بود شب داج
اندکی از شما ز من بسیار   اجر بر طاعتست و بر کردار

کوششی از شما کشش از من   تا بوحدت سرای بیشک و ظن
من بجوینده گان همی جویم   یک وجب راه را گزی پویم

عالمم بر ضمیر هر طالب   بینش چیست در طلب غالب
دیت آن طلب بر و دارم   مزد رهبر از دست نگذارم

ای مصنف ازین خبر خوش باش   رحمت اوست در دو عالم فاش
کس چه داند که چیست احوالم   ز انچه دریافتم چه می نالم

وقت من خوش کز چنین دیدن   کرده ام اختیار رقصیدن
مدعی گر ازین خبر یابد   بر سوی اهل وجد بشتابد

از زمین بر هوا برد آزاد   ننگ و ناموس را نیارد یاد
این زبان من چو قطره در دریا   گر بجوئی نمیشوم پیدا

جند آبم در آب افتاده   هستی خود بموج او داده
بر کسی من چسان نمایم روی   گر تو خواهی مرا بدریا جوی

حمد بر قادرے کہ از احسان
میکند اینچنیں بما فرمان

شاه ما راست دلبری پیشه
میدواند بهر دلے ریشه

خام را پختگی ز رحمت اوست
تربیت بر خساں ز حضرت اوست

ناقصان را ز نقص بر دارد
گمرہاں را براه سر دارد

پیر بهر مرید پیدا کرد
در دل او مرید را جا کرد

در ازل هر دو را بهم پیوند
خوش بناز و نیاز هم خورسند

بندهٔ خویش را باحسان دید
علم مجید و کسب را بخشید

خوانده ام این حکایت از نفحات
گشته مخبر بر این خبر ثقات

همچنان از مقلد موسیٰ
کرد تقلید جامه سر تا پا

هم ردا هم عصا چو او بگرفت
گر چه بد کرد حق نکو بگرفت

خویش را در نبی تمسخر کرد
فضل حق پر عنایتش پرورد

جانب او بشبه موسیٰ دید
دشمنی را بدوستی بخشید

هر که در زیِ پاک کیشان است
او بقول نبیؐ از ایشان است

با شد این بیت مولوی جامی
او در علم حدیث علامے

چون چنیں فضل دوست می بینم
شادی و خوشدلیست آئینم

یلهلی دو لنگ فرضم شد
کردن نغمه و رقص فرضم شد

مست و بیخود براه مے پویم
هی ولنگ هی ولنگ همی گویم

اهل وجد اینچنیں که می بینند
یک زمانے ز رقص ننشینند

حالتے طرفه در من افتادست
جان من مست و شاد و آزاد است

دوست در روی پیر میجویم
این زمان او منست و من اویم

بلکه من نیستم همه پیر است
من مسیم پیر من چو اکسیر است

انا لیلیٰ کلام مجنون است
از جنون حال او دگرگون است

هر که در صحبت وجوی من افتاد
دولت وصل پیر دستش داد

حال من خوش ز ذکر خوشحالان
مقبلم من ز صاحب اقبالان

انبیا راست بهر ما ایجاد
تا بما سوی حق شود ارشاد

رحمت عالمست بعثت شان
بهر ایشان بنا جهان میدان

تا نه خلق است انبیا چه کند
ره رو ار نیست رهنما چه کند

هر دو هستند لازم و ملزوم
تا نشود رحمت خدا معلوم

شاه ما دوستدار این احوال
تا هدایت کند بهر ضلال

شاه ما جود دوست میدارد
تا کسے را ز خاک بر دارد

هر که سرپیش او بعجز انداخت
او سرش را بلطف خود افراخت

او گدا آفرید بود او جود
تا سخا و گدا شود مشهود

هر دو را همد گر رساننده
وحدت آمد بنزد داننده

خود تماشا ز لطف بر پا کرد
خود در آن لذتے تماشا کرد

وانکه داناست او خدا بین است
وحدهٗ لا شریک له بینست

هر دو سو ذات اوست نی نهفت
عارف این راکه دید واحد گفت

گشت از این قول محو در واحد
وحدتش راست ذات حق شاهد

ای موحد تو ذکر واحد گوی
تا نماید صفات واحد روی

حقیقت حال مردے از مردان حق که به ارشاد طالبان حق بر جادهٔ شرع محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم بود و زمتن شخصی برائے مریدی بجناب ایشان و تربیت او از او

بود شیخے بزرگ از اوتاد
بر بزرگان عهد خود استاد

از خود آزاد و بندگی میکرد
از خودی مرده زندگی میکرد

مرشد بے بدل در ارشاد او
ره بحق یاد خلق میداد او

حق برا و از خود هویدا داشت
پردهٔ وهم ها از بر داشت

بندهٔ کو بود ز خود آزاد
مخزن خویش خواجه بردی داد

چون امینش بدید در اسرار
کرد الطاف خود بر او اظهار

نیست بر خاینان بخزن دست
هر کسی در بروی دزدان بست

وانکه از خود امینش بغرض عاری
در وی اخلاق خواجه اش ساری

بر خداوند خویش عاشق هست
تا دهد رتبه رضا بیش دست

زین سبب اعتبار بود او را
کز همه وابه عار دارد او

راضیست آنچه خواجه اش درخواست
کار او شد هر آنچه کار او راست

تا بدنیست میل آزادیش
می فزاید ز بندگی شادیش

هر که چون این بود بدان حال
تا چه زاینحال داشت او اقبال

خوانده امر از خلیفه چارم
عز تعظیمش بهتر از طارم

مرشد و پیشوای هر طالب
اسد الله سرور غالب

شیر یزدان و شاه مردانست
هر که او را مطیع مردانست

گفت گر حق مرا رضا بدهد
از کرم نیکی و جزا بدهد

گو بدم ای علی رضا داری
زین دو جا رای هر کجا داری

مسجد و جنت است ماوایت
بر رضای تو زین دو جا جایت

من بجنت نمی شوم شادان
مسجدم به ز طاعت آبادان

اختیارم نماز و سجده هست
گر دهد اختیار بر من دست

لذتی یافتم ز طاعت من
از بهشت آنچنان ندارم ظن

جنتی به ز بندگی نبود
افسری چون فگندگی نبود

به نمازم که با خدا باشم
وای آن دم کز او جدا باشم

زانکه در مسجد است نمازم یار
زین عمل میدهد خدایم بار

نیست عیشی جز این بجانم راست
نیست جز دید دوست هیچم خواست

هر که در بند خویشتن دالیست
او ازین رتبه غافل و خالیست

قرب در سجده با خدایم هست
کی دهم همچو دولتی از دست

وانکه دارد بهشت بر خود دوست
نیست عاشق که نفس او با اوست

بنده با خویش طالب مزد است
پیش بیخویش ملحد و دزد است

دایه خود را ز خواجه می خواهد
بهر مقصود خویش میکاهد

طامع است او بمطلبی در کار
نیست از صدق و عشقش این بازار

میکند بهر نفس خود طاعت
او نه از خواجه است یک ساعت

میکند بندگی بکره او
گر نیابد رهی بتابد رو

میکند او نمازها از بیم
نی که از صدق دل بود تسلیم

یا به امید مطلبی در کار
می پرستد خدای را بسیار

اوست از بهر نفس خود بنده
دیو دارد بریش او خنده

او فتاد او ز قرب حق بس دور
او ز طاعت بمطلب است مسرور

بندگی کردنش غل و زنجیر
آرزوهای نفس دامن گیر

بندهٔ نفس خویش باشد او
در ره عاشقی ندارد رو

راه جویان که کی شوم آزاد
فارغ از بندگی نشینم شاد

مطلب خویش چون کند حاصل
بعد از آن نیست با نمازم دل

آنچه میخواست آن بر او دادند
غل بگردن از آنش بنهادند

هست غیر از خدا همه فانی
حاصل از مطلبش پشیمانی

وانکه از خویشتن بود آزاد
داد خدمت بخواجه خواهد داد

چون خری کو بزیر بارست او
زین سبب زار و بیقرار است او

چون بیفکند ماده خود از دوش
مست بهر چرا شد و مدهوش

افتد اندر زراعت دهقان
زان رساند باهل ده نقصان

بیخبر او ز عشق داخل هست ...
بنده گیتی نسکم بر او غاهد ...

مدعی هست در ره دین او
می نداند طریق و آیین او

اوست محمد البطون نه عبد الله
از ره راست گشته است گمراه

خواجه اسرار او خبر دارد / یک مجلس بر وسے آرد ⁂ دور گردش ز فرِ خلعت خویش / روز لیش میدهد رحمت خویش

تا نمیرد ز خودپرستی او / در نخستر ابدز هستی او ⁂ وانکه از خویشتن بود آزاد / داد خدمت بخواجه خواهد داد

منتظر تا چه خواجه فرماید / اندران سعی و جهد بنماید ⁂ خواجه اسرار خود بر او گوید / از همه از رهی رضا همی جوید

گر بگویم حقیقت این راز / میشود شرح قصه دورم باز ⁂ میکنم وصفِ بندهٔ آزاد / گر ز خود خواجه را گذارد شاد

او علی همت است در این راه / همت راه حق از او بخواه ⁂ حال آن شیخ دین همیگویم / اندرین گفتگو خدا جویم

هم خدا جوی را کنم ارشاد / گر نه این قول خواهد او دل داد ⁂ سر بزانو نهاده بنشستی / بر تماشای دوست پیوستی

کرده خور روز و شب بتنهائی / ناظر از جمله سو بیکتائی ⁂ بنده گوید که دوست ناظر بود / شیخ بر آن نگاه حاضر بود

هر که معشوق در نظر دارد / کی نظر جانب دگر دارد ⁂ خواجه بر بندهٔ که دارد رو / بنده از ره چه ره نتابد روی

شیخ در پاس حال و انفاست / غیر ازین هرچه هست وسواست ⁂ خلعتِ شیخ بود عدم مانند / اندران حال خوشدل و خورسند

همتش ترک جمله عالم داشت / دامن از نیک و بد فراهم داشت ⁂ بود خود پاک و صحبتش با پاک / تا نبالاید عالمش با خاک

چشم بر اصل داشت نی بر عکس / زان نمیکرد او نظر بر عکس ⁂ زین جهان خواب داشت آن بیدار / بود بیدار آن جهان با یار

گشته در گوشهٔ ز خود پنهان / نور خورشید و ماه تے در آن ⁂ نور دل شیخ حجرهٔ او بود / در همان روشنی همی آسود

خاک بر نور ماه و خور انباشت / از دل خود سواد روشن داشت ⁂ لوح دل را ز نور دل میخواند / دست بر سطر بر ورق میماند

چشم بسته ز عالم کل او / گشته سیاح وسعتِ دل او ⁂ ناگهان قبض حال تنگش کرد / خود بخود با خودی بجنگش کرد

قبضِ احوال ساخت مجنونش / تا از آن حجره کرد بیرونش ⁂ حالتش چون بحالتی افتاد / آن ره سیر او بباغی دید

حجره بخلوتش عدم آسا / بوستان بیشمار و بند آسا ⁂ در خود این خواست راز آنسو دید / زان نیاز رست سر ز ره دزدید

حکم حق را کسے نتابد سر / آنچه او خواست آن شود مظهر ⁂ مرد عارف براز پنهان بود / سر لطاعت بحکم حق میسود

هرچه میدید از خدا میدید / بود سالک رهِ رضا میدید ⁂ از عدم در وجود مجبوریم / چون بنودیم ما معذوریم

بهر این عالم آن وجودش بود / مرد تا باغ ره از آن بسپود ⁂ چون برآمد ز حجره بیرون مرد / از خورشید و مه تماشا کرد

دیده آثار رحمتِ بیچون / در تجلی برنگ گوناگون ⁂ سادح و بهت ذات و تمکین / کرده در باغ جلوهٔ تلوین

در تلون صفات و تمکین ذات / کرده تمکین ز لونها اثبات ⁂ دیده بود اصل این بخلوت او / دید کین باغ بر لو است ز از رو

بود نورے بخلوتش پیدا / دید عکسش برون شد و شیدا ⁂ دید هندوستان بخواب این فیل / حجره اش هند و باغ از آن تمثیل

ز صدائی الستش اندر گوش / شعلهٔ شد از آن نوا در جوش ⁂ ارجعی ها شنید پے در پے / شد بجانش سماع آن چون می

شورشی در نهاد او افتاد
هست در غم این تماشایش
گر به بند و مصیبت آید پیش
آنچه مظهر همه ز باطن دید
گفت زین باغ انتقالم هست
عاقبت بایدم بخلوت بود
روز صنعت بسوی صانع تافت
در گریبان خود چو سر بنهاد
چشم پوشید ازان ز دیدن او
نے به گل نے به بلبل او را کار
قلب در دید نیز از قالب
روح او انس اصل باطن داشت
همچو مرغی که در قفس باشد
سوی خانه همی کشیدش دل
گر کسے دل به شیوه این بست
روح در عرش آشیان دارد
چند روزی که بند افتاد است
گشته جانش منزه و آزاد
دید تلوین و حالتش آفل
سر برون نارد از گریبان او
چونکه تنها نشستن او خود داشت
اندران باغ صوفئے دیگر
هر کجا جستری نمودے رو

خلوت خویش آمدش در یاد
بے کدورت نه هیچ جا جایش
حسرت آن برد ابد با خویش
از تماشاے باغ دل ببرید
از تماشای این ملالم هست
دیدن باغ کرد ازاں پدرود

دید کیں باغ مأمن دل نیست
عاریت هست هر چه اینجا هست
هست تکوین تنزل و تبدیل
در گریباں کشید سر در حال
اصل در خلوت است و فرع اینجا
از هو الظاهر از هو الباطن

سر بمراقبه داشتن صاحب تمکین در باغی و چشم پوشیدن ایشاں از تماشای گل و و مشغول بودن او بمشاهدهٔ عالمِ دل متعرض شدن احوالش بتلوینی

محو شده به تجلیٔ دیدار
تا نگه در هوا در و غالب
زاں زدار الغرور دل بر داشت
سوی آزادیش هوس باشد
زاں سبب می طپید چوں بسمل
او ابد از بلا نخواهد رست
دل مکدر ز باغ ازاں دارد
مرغ در بندگی دمی شاد است
نے ز خود نے ز خلق او را یاد
همتش کند ازاں ز تلوین دل
زنده و مرده بود در این کو
بود در انجمن دروں روداشت
داشت عشق و گل و هوا در سر
ساختے صوفی قبله را آنسو

کرد پیوند هر دو لب با هم
باغ نے بود بند و زندانش
گفت هست اینجہاں فریبنده
بود از عشق وطن دراں گلشن
دید کیں باغ عاریت جا نیست
طالب حق از اینجہاں محبوس
روز و شب شوق آشیانش هست
لیک این مرد زنده ره آنسوی
روز تلوین بسوی تمکین داشت
قصدش این بود تا دمیدن صور
ترک دیدن ز نیک از بد کرد
خلوت او در انجمن بود این
امردے جلوه گر اگر میشد
از دف و نَے برقص افتاده

غیر از اندوه هیچ حاصل نیست
اصل بیں دل درین نخواهد بست
ناظرش را ست رنج ازاں تحصیل
شد ز تفریح باغ فارغ بال
فرع را نیست در دل من جا
اندریں هر دو وصف او ساکن
ظاهر و باطن او ز صانع یافت
حق رهش سوی لاجهت بکشاد
گوش را بست از شنیدن او
تا بغفلت بروں نیاید دم
در غم و درد آں دل و جانش
به که باشم ازیں شکیبنده
همچو صیدے بدام در شیون
بر زوال و ملال مأوا نیست
چوں غریب وطن بصد افسوس
رفت و آمدنش از آنش هست
داشت بسیار بود دراں کوی
در دل و جان خویش تسکین داشت
او نگردد ز حالت خود دور
باغ را نیز خلوت خود کرد
کرد نادیدن چمن آئیں
صوفی از عشق او بغم لابد
زانچه احوال صوفیه ساده

هیچ نشنیده نغمهٔ دل او
بوده است در سماع آفل او

بی ریاضت از عشق دم میزد
در ره باطل او قدم میزد

ظاهر و باطنش مقلد بود
هم بتقلید خویش در وجد بود

بود اعضای او ز تلوین پر
شیخ را دید و کرد رو را غر

بر سوی خانه فکر رفتن نی
همتش غیر خوردن و خفتن نی

خانه اینجا مراد عقبا بود
کرده از عشق باغ آن پدرود

آنجهان را بنسیه نامیده
سیر این باغ نقد خود دیده

سیر میخورد و دیر میخوابید
هم ز شهوت بر لعبتان میدید

گفته من نور دوست می بینم
نی برین رنگ و پوست می بینم

از خدا بی حیا نه شرم او را
کرده هنگامه نفس گرم او را

چون مرا هست چشم معنی بین
برا ماید نگاه من از این

بر زنان و بدختران دیدن
هست پیش خدا پرستیدن

در دلش اعتقاد از اینسان بود
او زیانرا بخویش دید سود

آمد و پیش شیخ دین استاد
بعد از آن سر بگوش او بنهاد

باهم مجادله تلوینی با شیخ صاحب جمال و تمکین و وقار در باب سر بر مراقبه داشتن و تماشا کردن باغ را

گفت یا شیخ سر بزانو چیست
چشم بکشا به بین که صانع کیست

باغ آراسته برعنائی
مردم شهر ده تماشائی

در چمن گل شگفته رنگارنگ
عندلیبان ز شوق خوش آهنگ

هر کسی زیر گلبنی دل خوش
اعتدال هوا جهان بغش

هم بهر شاخ میوه گونا گون
بهر ما آفریده است چون

کرد اینها حلال بر انسان
چون دهن بسته نخوردن آن

گشت کلوا و اشربوا تنزیل
بهر تو هست حاملش جبریل

حسن خوبان برای دیدن هاست
زن بآدم صفی عطا شده است

روز و شب بهر کسب و بخشایش
شب بود بهر خواب و آسایش

حق زراعت ز این زمین فرمود
تا بکاریم تخم و بر ما سود

مرد و زن آمد از پی میلاد
زین تزوج جهان شده آباد

اندرین باغ این همه اشجار
اندر اشجار آن همه اثمار

بر و بحر که اندرین دنیاست
حضرتش بهر آدمی آراست

در زن و مرد جلوه گر او شد
همه گر راز عشق هم رو شد

مظهر اوست آنچه من گفتم
راز حق هیچ از تو بنهفتم

حق ازین علم چون علیمم کرد
من معلم شدم ترا ای مرد

جلوه گر حق ازین همه پیدا
تو چرا سر نمیکنی بالا

امر سیروا اگر نه خواندی تو
سر بزانو نهاده ماندی تو

گر نه تو ضعف در بصر داری
چون نه بر صنع حق نظر داری

چشم بکشا و سر بالا کن
کسب احسان حقتعالی کن

حق که بر خلق چشم بینا داد
بهر تحصیل این تماشا داد

گوش بهر شنیدن آواز
تا شوی نغمه سنج از هر ساز

همچنین هر حواس در هر کار
کرد بر حکم حق پدید آثار

ذائقه بهر لذت اطعام
کرد فضل خدا بما انعام

تا به شیرین و تلخ پی بردیم
بود بر ما حلال و آن خوردیم

گر تو داری بصارت ای بینا
چشم بر سوی این چمن بکشا

گر نه گر سخن ز من بشنو
آنچه میگویمت در آن نگرد

میبکنم مر ترا به رشد ارشاد
تا نمیاری به نفس خود بیداد

نیست تکلیف حق بنفس ای مرد
آنچه نفس تو نیارد کرد

بی حسی از حواس های مرد
تا دلت ترک این تماشا کرد

نفس خود را برنج میداری — رحم بر حال خود نمی آری
بیدلی چند روز بخرت هست — اینچنین نعمتی مده از دست

همچنین گفت گو بپایان برد — مذهب خود بروی شیخ آورد
مفتی دایه های خود بود او — حال خود را بشیخ بنمود او

آنچه در کوزه داشت بیرون ریخت — شور در جان مرد حق انگیخت
شیخ ازاین حرف سر ز خود برداشت — لیکن آن وجد و حال در سر داشت

این سخن صاف او نشد تیره — کرد رو در جواب آن خیره
کرد از لطف چشم بر حالش — برد او بار و داد اقبالش

آنچه او داشت پیش شیخ آورد — وسعت شیخ درد او را خورد
صاف خود کرد پیش در پاداش — تا نشاند فرو دازان مفراشت

در حقیقت دل که قلب المؤمن عرش الله تعالی

گفتش ای نارسیده در منزل — تو چه داری که در چه دارم دل
ذات حق هیچ جا نگنجید است — بهر خود جای او بدل دید است

عکس باغ دلست این باغت — ورنه آب و گلست این باغت
صاف ز آلوده گی عدم باشد — ای خوشش آنرا که این عدم باشد

باغ دل را خزان ندارد راه — تو تماشای آنطرف میخواه
ای خوشش آنرا که ره بآن دارد — ترک ازین تیره خاکدان دارد

آنچه تو گفته همه اطفال — گشته بر قول تو بخود دلال
تو چه دانی که جلوه سخن چیست — از تماشای باغ مستی چیست

از برای چه کرده اند این باغ — همدرین باغ کرگس است هم زاغ
همدرین باغ صد هزاران گل — هم درین عندلیب و هم بلبل

هست سیمرغ بیرون زینجای — اندرین تنگنا ندارد رای
هم شما را بتاج بنود سیر — زانکه در خود ندید اینجا خیر

باز در دست شاه جا کرد است — از خود آن باغ را رها کرد است
گر ترا اندکی خبر بودی — نی بخود نی بکس نظر بودی

در تعرض بحال کس نشدی — زیر بار و مال کس نشدی
کرد حق مظهر حق و باطل — نفی باطل کن و ز حق مگسل

حق بچیزی که نام باطل خواند — مر ترا از کلام خود وا ماند
او ترا نهی کرد از آن احوال — هم ترا اجتناب به زان حال

هر چه دیدی ز سوی حق دیدی — دامن از دید غیب بر چیدی
این همه بود حق ترا در سیر — از چه دیدی تو اکنون از غیر

سوی من چون ز عیب دیدی تو — پرده از عیب خود دریدی تو

خواندن شخصی نماز بر خلاف قبله و آن نماز را بحضور حضرت بایزید قدس سره و معترض شدن ایشان بر آن مرد در آن نماز

خوانده باشی که شیخ دین بازید — در نماز ایستاده مردی دید

پشت بر قبله در نماز آمد — قرأتش هم ز حد در از آمد
اختلالش نکرد و نی آشفت — حال او را ز حال خود بنهفت

آنچنان حیرتش از و افزود — شد ز خود محو و قبله رو بنمود
سایلی گفت تو به بازید — حضرت تو نماز این را دید

چون نه گشتی بقبله اش هادی — مرشدی و برای ارشادی
گفت گشتم ازین نماز آگاه — تا معنی است ثم وجه الله

حق مرا اینچنین تو نو گفت — ثم وجه اللهش چو گل بشگفت
دیدمش در نماز مجبوری — دادمش در نماز دستوری

هر دو مستغرق اندرین احوال — بوده ایم شنیدیم ازان رو لال
حالت او مرا بحال آورد — فکر نقص مرا کمال آورد

رای من چونکه رو بغیب آورد | این هنر را پدید از عیب آورد
غالب آمد حق و ربود او را | قبله آنسو از آن نمود او را
کار مانیست است درین راه | ناظر قلب هر کسے الله
گر بدو گفتمے کہ اے افسل | این نماز تو بحق بود باطل
زان جدا می شد از خدا آن مرد | آن عمل حق نسیه ام میکرد
بهر من این همه دلالت بود | جذبه سوی وجد و حالت بود
آن نمازش مرا شده تعلیم | زان شدم بر نماز او تسلیم
گر نه عشق است احتیاطت نه | سجده بر قبله در نباتت نه
عشق را احتساب کس نکند | زین عمل به صواب کس نکند
گر ترا رای با خدا بودے | حال من بر تو جلوه بنمودے
بس بگفتے که در چنین گلزار | نیست این مرد بر تماشا بار
رحمتِ دوست را نهایت نیست | حال این مرد بے هدایت نیست
مرد چون چشم خود ز صورت بست | شاهد اندر شهود معنی هست
چشم واکرده دیدم این عالم | چشم پوشیده جلوه بینم هم
گر تو چون من دو چشم پوشیدے | آنچه من دیده ام تو هم دیدے
گرچه هر سو خدا اے دادرو | سجده را حکم حق بود یک سو
نیست جز قبله سجده کردن راست | تا که هوش و شعور ما برجاست
او از آن سو ز سجده سر برتافت | در زمان آن نتیجه را دریافت
گر بجز قبله سجده خواهی کرد | بت پرستی ز حق پرست ای مرد
شرع را باید رهی بودن | اندر و نیست راه افزودن
عشق آنسو که صورتش بنمود | گشت یک صورتی بر او مشهود
بر خدا سجده کرد سے بر غیر | نیست مرد اندران در خیر
شرع دارد بهر دو مختارم | گر کنم ترک دور بجا آرم

گر ز من او ز قبله پرسیدے | باز ارشاد من در آن دیدے
نیتش سوی قبله صادق بود | تا جدا گشته شاهد و مشهود
با حضور تمام در طاعت | بود سوئے خدای آن ساعت
آن فلی باطلی ز من مے بود | نزد حق آن زیان من نی سود
بود در آنسے مرا خبر دادند | بهر ارشاد من فرستادند
من چگویم که خود در او بودم | با خدا در نماز او بودم
بر خدا روی میکن از هر سوی | از سر عاشقی تو حق بجوی
عشق بیراه و راه یکسان کرد | هر قدر مشکلست آسان کرد
او ز باطل بسوی حق ره برد | صاف را برگزید از آن سان درد
مبشدت سوی حق ازین ارشاد | لکه تو سوی اصل می افتاد
زین تماشا که چشم پوشیدست | به ازین عالم عالمے دیداست
هست آن حال به ازین احوال | چشم پوشیدنش بمن دلال
چشم ازین لهو و لعب در پوشم | چند روزی براه این کوشم
تا بیابم حلاوت آن راه | که دم از چشم بستنش آگاه
بایزید آن نماز را چون دید | در خود احوال عشق افزون دید
امر او هست و جمله مأموریم | ور نه از ره فتاده و دوریم
بود عز ازین سالها در نور | سوی آدم بسجده شد مأمور
هیچگه او ز سجده سر نگرفت | چون بآدم نکرد ود نگرفت
سجده بر قبله و خدا کن ساز | گر بجز اینست ماندی از ره باز
او که جز قبله سجده بر حق کرد | بود هر مرد عشق آن دم مرد
داشت است عشق اندرین کاوش | هر طرف سجده کرد مختارش
و اندرین حال نیست تابع شرع | که چرا بستهام از فرع
شرع مانع نه دیدنِ فحشا | حکم در دیدنش مرا بنما

شرع کرداست نظر حرام بمرد
بر امارد نظر نباید کرد
میوه بے اذن صاحب باغست
از مناہیت چشم پوشیدن
چشم پوشیدن از تماشا به
پاس انفاس خود بکن در ذکر
احتسابے بہر دو عالم نیست
دعوی وحدتت دروغی نیست
چشم باطن گرت بُوَد بینا
چون محبت از اینجهانت هست
عیب این میشدے ترا پیدا
می نه بینی تو زشتی این زشت
چون ترا هست اینجهان محبوب
امر سیروا بدیدن آثار
عاقبت را چون مراجعت آنسو است
حادثست آنکه در نظر باشد
سوی حُسنِ بُتان که مغروری
بشنو از گوش دل نوای مشتاق
هم تو فانی و هم بتان فانی
دیو خود را بنور بنماید
پیش چشمت چو نور افروزد
گر بگوئی که نور حق است این
آنطرف چشم خویش را واکن

بر زنان چشم وا نباید کرد
دیو بر دار دار نهادت کرد
در دگویان بجبهه الست داغت
حکم بر ما نه امر تر دیدن
سر ز پرهیز در گریبان نه
تا بروید ز ذکر کردن فکر
لیک زاینحال انتقالم نیست
این چراغی تو بے فروغی نیست
میشدی زان بحال من دانا
این تماشا بچشم از انت هست
می نبودی تو بهر این شیدا
گر شدی نصح در تو نتوان کِشت
مینماید به چشمت عیبش خوب
هست بر عبرتِ اولوا الابصار
به که دارید آنطرف را دوست
جمله را بر فنا گذر باشد

خوش چو شد نفس شهوتے راندی
گر ز دیدن به پیش نهی پای
ترک از این کارها که خواهی کرد
نیک بنگر ترا عمل چونست
زین عمل خوش مشو که شهوانیست
منکه پوشیده چشم در باغم
محو نورِ ضمیر خود هستم
آنچه گفتی دروغ میگوئی
سوی باطن چو چشم بکشایند
گر ترا عشق آنجهان بودے
زین محبت تو کور و کر گشتی
شوق این پرده چشم بینا راست
چون نظر ز آنطرف ترا بند است
تا از این روی خویش بر تابند
عشق باقی گرت شود ساقی
چشم حادث بسوی حادث دید

جواب صاحب تمکین بمردے که معتقد تلوین بود

با هش غیر از خدا از هر کس طاق
لیک تو جاهلی نمیدانی
ناظران را بتاده آلا بیه
آن شود نار تا ترا سوزد
در تو هم هست نور او می بین
نور حق را در آن تماشا کن

ز آنچه امروز شاد و خوشحالی
آن نگاهے که سوی خوبانست
نور دیدی ولیک باشد نار
ناظر از روی شان شود خورسند
سر بزانو گذار و در حق رو
بر امارد که چشم وا کردی

این خطا را صواب هم خواندی
شرع بر دار کرد از انت جای
نیستت هیچ احتساب ای مرد
این ز احکام شرع بیرونست
نفس اماره تو شیطانیست
در تماشای نور صباغم
از تماشای باغ و گل رستم
این نه راهست آنکه می پوئی
جلوه بے زوال بنمایند
چشم تو راه دید بکشودے
ز آنچه اصلیست بیخبر گشتی
کج به چشمت همی نماید راست
تا باین لهو و لعب خورسند است
سوی حق قدیم بشتابند
تا ابد هم ترا کند باقی
عاقبت هر دو را فنا در دید
چون بمیرند هست مهجوری
شب ز هجر و فراق می نالی
بهر بیننده سهم شیطانست
میکند شهوة ترا بیدار
دیو کردش ز مکر فرزین بند
با دل و نور دل تو ملحق شو
گر نه از شهوتست چرا کردی

هر طرف عشق آنطرف راهست   عاشق آنسو مواصلت خواهست
آنچه اندر دل تو محبوب است   راغبت اوست او مرغوب است

اہل شهوت بشهوت نازند   میل جنسیت بتو دارند
چشم تو آنطرف شده بیناست   هم از احوال او دلت داناست

پیش ما این جهان همه فانیست   دیده ما عبرت است حیرانیست
زانکه دارد تغیر در هر حال   هست بخدعه و محتال

لیک با بهر طالبان دارد   تا گرفتار خود بر آن دارد
خادم طالبان حق است این   می نیاید بحال شان دست این

آنچه دیدی تو ما همه دیدیم   لیکنش از فراق نرسیدیم
دیدن فحش دوزخ آرد بر   هم فراقش از دوست دوزخ بر

پیش از آن کان شود جدا از ما   ماجدا آن گرفته عزلت جا
چشم ازین رنگ و لون پوشیدیم   دل شد آئینه اندرو دیدیم

نیز دالست هر چه در انجاست   در تماشای آن ره ما واست
روز و شب با خدای همرازم   اندران حجره عشق میبازم

هر چه حسن است پرتو او هست   داشتم من ز فرع دیدن دست
از ره دل مرا نماید روی   زان بدل روی کردم از هر سوی

نی فنا یافته بدانش راه   حسن و عشق ابد از و میخواه
نیست در حسن او بغیر از رنگ   هست بیرنگ و دارد این نیرنگ

از ازل آنچه بود باشد آن   هم ترقی بماند دیدن دان
چونکه بر ذات او بدایت نیست   نیز بر حسن او نهایت نیست

حسن افزون و عشق افزونست   جان ما زین شراب مشحونست
چشم پوشیده ناظرم بر او   او بصیر است و حاضرم بر او

حسن بر جا و عشق ها بر جا   زان حیات ابد بود در ما
باز معشوقه که شد فانی   از تو رفت عشق و تو پشیمانی

باکسانیکه عشق ورزیدی   مرگ ایشان بچشم خود دیدی
زانیجهان چونکه رخت بربستند   خاک بوده بخاک پیوستند

هم تو آخر بخاک پیوندی   نیست زین عشق هیچ خورسندی
ما همیشه بنور او بینیم   بر همین کیش و بر همین دینیم

خود شود انتقال از اینجا   عشق ما میشود بما پیدا
یار ما خود بقعر فراست او   عشق از و بود و او نماید روی

ثابت از عشق با خدا باشد   زان حیات ابد بما باشد
چشم ازین ره ز باغ پوشیدیم   مصلحت بهر خود درین دیدیم

چشم خود را تو نیز بر هم نه   هر چه بینی از آن تو شرح مده
چشم بر هم نهاد و دل تیره   گشت آن خیره بیشتر خیره

گفت جز تیرگی پدیدم نیست   هیچ چیزی درون بدیدم نیست
شیخ گفتش که راست میگوئی   آنچه حاصل تراست میگوئی

صیقلی هیچ ره نکردی دل   کی شود نور دیدنت حاصل
گر دل از ذکر حق صفائی یافت   نور مذکور اندرو در تافت

تیرگی ها ز نور روشن شد   آن درونها تمام گلشن شد
آنطرف بر تو ره نباشد باز   ای تو کوری بر تیرگی ها ساز

چشم ازین باغ بند چون کردم   در تماشای قدس میکردم
اندران شهر و باغ می بینم   هر طرف دشت و راغ می بینم

میفزاید از آن بر چشمم نور   نیست چیزی ز چشم من مستور
لاله و گل چمن چمن در من   از همه میوه ها بسی خرمن

کوه و دریا و دشت بسیار است   هم دَر و دیر هست و دیار است
صد هزار آفتاب و مه در او   هر طرف میروند در او

هست نزدیک راه او بر سو — خود دید بود در آنچه داری رو
حور و غلمان در و خوش آینده — سبزه و سنگ او سراینده
بازگشته بستان این عالم — سوی آن عالم و همه ما هم
چون عدم هیچ جا تماشا نیست — آنچه آنجاست جمع اینجا نیست
هست آنسوی وعدهٔ دیدار — از خداوند بر اولو الابصار
حسن او از همه فزون بوده است — کز جمالش خدای مشهود است
هرچه در کائنات پیدا هست — بر همان حسن روی شیدا هست
دست بر چشم خویش بگذارند — سنت از آدم صفی دارند
رفت جویای او زلیخا هم — یافت دیدار او در آن عالم
هر کرا هرچه گم شد است اینجا — چون در آنجا رسد شود پیدا
اندران جمع لیلی و سلمی است — اندران بزم وامق و عذرا است
وانکسانی که آمدن دارند — همدران مجمع وطن دارند
نیست آنجا کسی ز کس مستور — همه گر از جمال هم مسرور
محشری خوب و زشت در آنسو است — جمله مخلوق را در آنسو روست
عیب و عاری کسی نبیند کس — وانکه رفت آنطرف نگردد بس
هم بهار و خزان از آنسو نیست — عاریت جلوه در این کو نیست
هر که ز آنسوی آمد اینجا بود — یکدم از عمر خود نمی آسود
عاقبت سیر شد ازین منزل — کند جانش ز جسم آخر دل
رفت و هرگز نه یاد دنیا کرد — او ابد جا از آن بعقبا کرد
آنطرف نی شب است و نی روز است — آنطرف نی غم است و نی سوز است
نی در روز و سال و نی ماه است — نی در دوره عریض و کوتاه است
پیر هم آن طرف جوان باشد — شاد و خوشحال و کامران باشد
نی درو ترس و وهم دقیانوس — نی ز نفع و ضرر درد و افسوس

غیر ازین آسمان سما سپید — هم جز این عالمی بر پا
طیر و سیاره او همه خوشخوان — جان تلذذ شده از ان الحان
زانطرف گشته آنهمه موجود — رجعت جمله باز خواهد بود
آن عزیزان که زاینجهان رستند — اندران محفل امان هستند
هم بدآنسوی رفته پیغمبر — گر شود نزد حق لمسا یاور
هر که هر چیز اندر اینجا کاشت — حاصل خویش آنطرف برداشت
نام او بر زبان که میرانید — هر که باشد درود میخوانید
شد در آن محفل یوسف کنعان — در جهانش نداشت چون آوان
صحبت یار یافت بے اغیار — گشت آن گل به نعمت دیدار
هرچه اینجا همی شود خورده — در زمان نور باره آورده
مجمع عاشقان و معشوقان — اندران محفل است یقین میدان
چون نیابند باز برگردند — اندران بزم جلوه گر گردند
هر که زاینجای رفته است آنجای — نیستش باز آمدن را رای
جای زشتان میان خوبان نی — خوب را هم گذر بزشتان نی
نفرتش باشد از چنین منزل — جای بر عرش به که اندر گل
بر بهارش خزان بود در پی — خورمی در بهار و باغش کی
طفل زائید شد جوان شد پیر — رفتنش بازگشت دامنگیر
برد اندوه و حسرت ازین باغ — بر جبین او باهل باغ است داغ
هست این مزرعه زراعت گاه — هرچه کارد کسی برد همراه
در عدم نیست کار کس با کس — در عدم نیست عار کس با کس
نی جوانی نه پیر نیست در او — نی امیری نه میر نیست در او
خواب اصحاب کهف در اینجال — ای جوان بود و سیصد و نه سال
آنطرف نفع و ضر نمی باشد — هیچ از اینها خبر نمی باشد

اندراں غار چونکه آسوده ند
هر همه نورس و جواں بوده ند
بود در خواب و جسم بے سایه
در پریشاں تمام پیرایه

چوں ازاں خواب چشم بکشادند
در تماشای خویشتن افتادند
رفت از عمر ششصد و نه سال
بود یک روز پیش شاں آنحال

بیخبر زآنچه رفت در آں خواب
زیں خبر حال آنجهاں دریاب
عنفوان شباب شاں در یاد
شک نیامدی ز قدرت دادار

جامه‌ها نیز تازه و نو بود
چشم شاں چوں دوباره حق بکشود
عمر شاں سال و مه چناں بنمود
ساعتی پیش چشم شاں بنمود

ایں صفت‌ها همه عدم دارد
خوش کسے کو در رو قدم دارد
اندریں نشأ بیں در آں محفل
چشم چوں بند و ایں بود حاصل

دل ازیں باغ چوں که بر دارد
فرحت و نشاء دگر دارد
دنبل از ریم و خوں شود خالی
بر چنیں حاصلش بود عالی

اندراں هر زماں تماشا نیست
هر آنکس که چشم بینا نیست
وجد را حد و حصر پیدا نیست
حصر در حسن دلبر ما نیست

عشق چوں حسن خویش بنماید
عاشق آندم بوجد بنماید
هر قدر عشق بیش حسن است بیش
حسن بردارش نقاب از پیش

من دریں باغ وجد او دارم
سر بزانو ازاں فرود آرم
هر چه میخواستم شد آں منظور
سر بجیبم بدیدنش مسرور

در مقامیکه سیر دارم من
عاشقم کی فرو گذارم من
هست اشخاص و لیک بے سایه
هر کسے را قدیم پیرایه

هست لبس جدید در اینجای
عمر فرسا ازیں ندارم رای
هر چه پیرایه‌ تو در اینجاست
تا یکے راه با تو بود راست

هفته گشتت کهنه و چرکین
پیش چشمت نماندش تزئین
من بجائیکه در تماشائیم
بیخودی کو که راه بنمائیم

نی درو کفر و نی درو دین است
نی درو مهر و نی درو کین است
نی خزان است و نی بهار اینجا
هر طرف باغ و لاله زار اینجا

نی درو غسل و نی طهارت هست
نی خرابی و نی عمارت هست
اندرو خواب نیست بیدار نیست
نیست غفلت تمام هشیار نیست

دیو زاں طرف نباشد راه
نفس نی تا شود زده گمراه
شرب و شهوت و لیک عصیان نی
هر چه شد فوت هیچ تاوان نی

سال و مه نے که عمر سر آید
کاشتن نے که بانه بر آید
اندریں باغ هر چه کس کارند
آنطرف زاد راه بر دارد

بهر سر عاریت امکانی هست
دل دریں مزد حق نخواهد بست
میکند فکر زاں منزل
ایں ز اعمال نیک شد حاصل

عمرها عشق کاشتم با دوست
هم دریں نشأ بر مرا از اوست
آنچه اینجاست عکس اینجا نیست
عکس ازاں اصل خویش بر پا نیست

نامدار عدم و لے محشر
خیر در خیر و خالی از هر شر
از وجود محمد محمود
شد عدم در عدم کنوں نابود

نیست معدوم حضرت انساں
زانکه نور محمد است در آں
چشم پوشیده چوں چنیں دیدم
زاں طرف چشم خویش پوشیدم

طاقت حق بجای سے آرم
چشم بر جود و فضل میدارم
میکنم ذکر نام پاک از جان
پای تا سر بلند تم ازآں

نور مذکور هست منظورم
سر بزانو نهاده مسرورم
جسم من گرچه اندریں کو نیست
لیک جان و دلم در آں کو بست

جان من جسم و جامه‌ها دارد

جواب دادن مکرر صاحب کمال بر آں ناقص حال

راه تا محفل خدا دارد

گفتنی گفت شیخ دین برمرد
گفت برمن چه اعتبار از این
هر کسی هیچو گفت و گوئی کرد
شیخ گفتش که این بجز مردن
بشنو که اکنون نوم اخ الموت نست
دید در خواب آیدش اعمال
تا که زندانی بخواب افتاد
هست این باغ خواب و بیداری
لئی وران باغ بود و نئی گلزار
باید از جسم حس شود بیدار
این طرف خواب و آن طرف بیدا
وسعت آباد آن جهان را دید
بعد از آن چون تو آمدی باخویش
آن همه واقعه بیاد نت بود
خویشتن را خلاص از آن دیدی
خواستی خواب از آن ابد باخویش
همچنین است حال بیداران
نفرتی داشست جانت از آن خواب
بود آن رنج و غم ترا در خواب
شرح خوابی ز دیده بر گوی
گوئیا جان ز تن بیکسو ماند
گشت یک لعبتی عجب پیدا
دلبری کرد و دل مرا ببرد از

وتسلی کردن اورا از رو دادستا هده که دست چگونه میبد هد

نبیت نادیده باورم ایمرد
کس نیارست ره بسر بردن
نوم ازین نشا مردن وتوست
نی به او جاه ولشکریش نئی مال
رفتن خواب فتح بالش داد
آنجهانست گر بدست آری
کس نه سیاره وهم نه کس طیار
تا نیابد ترا کسی بیکار
خواب بیننده دیده است صد بار
باز بر سوی جسم خود گر دید
شرح آن میکنی بیاران پیش
بیخودی بر تو راه آن بکشود
در خود از وقت خویش مالیدی
تا نیابد عذاب نارت پیش
آنطرف خوشدلند و میخواران
خواستی از خدای فتح الباب
بر دها نیت حق کشادای باب
تا شوم مرشدت بحق آنسوی
لیک آثار گه متی او ماند
من شدم در جمال او شیدا
در سرم شوق برجماع افتاد

هر کسی این خبر ز کس بشنید
هست موتوا قبل موتوا راه
گر بود بادشاه و بردش خواب
خواب حیش کرد این تبدیل
لئی بخود دید بند و نئی زنجیر
هیچ در عمر خویش خوابیدی
هست از اینعالمت دران عالم
چون حواس تو رفت اندر خواب
اینچنین خواب چونکه دستت داد
وانمانه ز آنچه خواب ها دیدی
زانچه در خواب گفتنی دیدی
گر معذب همیشدی در خواب
نفرتی داشتی ز بیداری
چونکه باز آمدی ازان عالم
با شبی شاد کام خوابیدی
رفت خواب تو آمدی بر خویش
هستی در روان تو از آن
گفت امشب بخواب در بودم
تا بجائیکه شد حواس از کار
همچنان لبس لطیفه ها دیگر
دست بردم کشیدمش در خویش

صوفی اندر جواب او سر کرد
کی بگیرد دلم قرار از این
لیک از چشم خود کسی کی دید
زنده میمر تا شوی آگاه
دولت ولشکریش زان نایاب
خواب مرگش نماید این تفصیل
بود در خواب بر گدهی پیر
اندران خواب هیچ هم دیدی
چشم پوشیده رفتنت یکدم
شد دران راه بر تو فتح الباب
روح آنسوی بال و پر بکشاد
واندران حرف وصوت بشنیدی
از مخاطب هر آنچه بشنیدی
خواب دیدی که گشت فتح الباب
چونکه بود آن عذاب و بیداری
با تو شد آن عذاب تو همدم
اندران خواب رنج و غم دیدی
شکر کردی بفضل حق در پیش
هر دو عالم ز حق بحق میدان
چون ببالین خویش سر بسودم
چشم در خواب بود و جان بیدار
جلوه گر پیش من دران بستر
کرد او برمراد من سر پیش

ساعتی همچنان بکام شد تا بحدیکه احتلام شد
ناگهان رفت از سر من خواب بود آب منی ذکر پر آب
نیز ران و زهار ازان تر بود می ندانم کدام دلبر بود
هست غایب ز چشم آن دلبر کو همه آغوش ما بود و هم بستر
شیخ گفتا که بود آمالت ظاهر و باطنست اینحالت
آنچه بیدار آرزوئیت بود خواب تو از ره آنطرف بگشود
دیو خود را نمود بر تو حور برد غسل تو و شد از تو دور
کرد ناپاکت اندرین عالم شاهد حال تو از اینحالم
هست بیداریت پشیمانی زانکه بودی بخواب و حیرانی
اینجهان شب ترا و تو نایم وانجهانست نخفتنت دایم
مرگ سازد ز خواب بیدارت شد ندامت ازین ابد بارت
گر به شب هات هست بیداری بر خدا در تضرع و زاری
مرگ چون میکند ترا بیدار باشد آن گریه‌ات ابد گلزار
خنده و خوشدلی این دارت آنجهانست ابد بغم کارت
زاینجهان هر که تلخ خواهد مرد او دران عالم عیش و عشرت برد
آنچه دیدی تو بود آن فانی با تو زان حسرت و پشیمانی
این تماشای باغ و بستانت هست انجام کار تاوانت
هیچ ازینها ترا نه خواهد ماند با بد این خوشدلی ز خویشت راند
چشم پوشیده منتظر بر مرگ باش و میکن برای آنسو برگ
چون ترا زینجهان برون برند خواهشت پیش روی آورند
باز کردند ازان ترا بیدار هیچ با تو نماند ازان بازار
قرب تو قدر معرفت باشد حشر تو در خور صفت باشد
فیل بیند بخواب هندوستان بر جهد او ز خواب چون مستان
چون ازانجاست اصل و ایجادش بیخودی یاد آنطرف دادش
بندها را برید آن بیخویش کرد دیوانه آنطرف ره پیش
زانچه بیدار رای دارد کس چونکه در خواب سر گذارد کس
رای او راست صورت دیگر آن برارد ز خواب پیشش سر
دیو با اهل حق ندارد کار نیست در احتلامش انجا بار
چونکه بیدار مرگ ازان دارند چون بخوابند خوبهان دارند
زانچه بیدار ذکر او میکرد ببیند آثار آن بخواب آن مرد
مرده را چون بخاک بگذارند آنچه او کرده است پیش آرند
گر بود طاعت خدا کارش میدهد در زمان خدا بارش
ور بود لهو و لعب این دنیا چونکه بیدار شد شود پیدا
فانی و زشت و وحشت انگیز او کرده دندان بسوی تو تیز او
گویدت دوستدار من بودی عمر در عشق من بفرسودی
من همانم که دیده بودی خواب طالب من تو من ترا مطلوب
تو پشیمان فکنده سر در پیش خود ملامت کنان در بر خویش
این دراز است با تو دارم حرف قدر خود گیر تنگ داری ظرف
این زمان باز قصد کن آنسوی هر چه بینی نشان ازان برگوی
گفت هوش و حواس شد رهزن ندهدم راه اندران گلشن
تا به بیخود شوم ز بیداری نیست زان عالم خبرداری
گر ازینسوی چشم بر بندم سازد آن جلوه باز خورسندم
شیخ گفتش که خود بده انصاف آنچه گفتم نبوده است آن لاف
نیست آن هوش جز به بیهوشان راه سر باز شد بمدهوشان
گر کسی را خدا دهد توفیق او کند عزم عالم تحقیق
زینجهان خود کناره میگیرد پیش ازین مرگ خویش میمیرد

چشم بست و هوا ز سر بگشاد
بیخود از خویش شد بخوابش داد

گشت فانی ز خویش در یکدم
سیرش افتاد سوی آن عالم

چشم او را ز لطف بگشایند
هر چه گفتم تمام بنمایند

هر چه بیدار بود آمالش
پیشش آمد ز خواب احوالش

نیست در خواب خواب می‌بیند
هر زمان فتح باب می‌بیند

شب اگر آفتاب کس بخواب
دید بخوابش کشاده است این باب

همچنین بیخودی فزایندش
بوالعجب چیزها نمایندش

آنچه کردی بخواب از اعمال
نیست مر شرع را عد افعال

نی بروز جزا حسابت هست
نی بپاداش آن بمذهب هست

تو که بودی بخواب در بستر
رفته بودت حواس ها از سر

این جسد چون جماد افتاده
از همه احتساب آزاده

نه دروغ گفت و گوی مذهب ها
بود دیگر رنگ جمله مشرب ها

خویش را با جسد دران دیدی
آنچه گفتی بگو چسان دیدی

زان بت نازنین سیم اندام
یافت این نفس تو ز شهوت کام

بود دیو نبود بر تو حور
مانده عقل و شعورت آندم دور

ناگهانی شدی از آن بیدار
بود بیدار در اینجهان آثار

دیو از آن پاکئ تو غارت کرد
شرع حکم تو بی طهارت کرد

غسل واجب شده است از این کارت
هست اینحال و کرده ام اظهارت

تا ابد گر بخواب میبودی
شرع غسلت از آن نفرمودی

هم نگفتی که تو زناکاری
اندر این کار رای چون داری

این بود حال عالم آنسوی
گر بتابی از اینجهت ها روی

آنطرف حور هست و نبود دیو
تا نیاید به پشت انسان دیو

آنطرف یار تو بود اعمال
ای خوش اعمال باش تو خوشحال

مست اعمال نیک باید بود
تا شود نیک حالها مشهود

هست تعبیر جنت از اعمال
هم بتعبیر دوزخست افعال

گر نه حال است در طلب باش
تا شود این نهفته پیشت فاش

نزد آن بیخودی که آگاه است
یک نفس زین جهان بخود راه است

این وجودی که هست اندر کار
هست بی اعتبار و پر اسرار

چون شود بیخود آن نمایندش
چون بخود آید آنچه ربایندش

نیک باشد بیادش آن محفل
هر چه در خواب دیده بودش دل

نیک هستیت دشمن این راه
نیک بشنو که کردمت آگاه

هر چه جز عشق حق درین دار است
دیو را با تو بیع و بازار است

عارف حق بمرد گفت اسرار
شد ز خوابی که دانست زان بیدار

زین سخن رفت جهل او از سر
لطف این شیخ شد براو رهبر

علم خود جهل دید در پیشش
شد مرید و رهین آن کیشش

مرحبا شیخ داد این ارشاد
کی چنین جاهلی بره افتاد

رفت از سر هوای آن باغش
گشت دل سوی صنع صناعش

زشت را خوب دید تا اکنون
خوبی خوب یافت شد مفتون

صبغة الله در دلش جا کرد
ترک آن آرزوی و سودا کرد

نیک بخت آنکسی که در این باغ
چیست از رنگ گل ره صباغ

عارفی رهبرش شود بر اصل
واصلش سازد از کرم بوصل

خضر راهش شود ز گمراهی
بخشدش از خدای آگاهی

گفتن گرم او درو گیرد
تا ز هستی خویشتن میرد

از دل و جان شود باو مرهون
تا برد پی بعالم بیچون

جرم هر بنده بر حد خویش است
لطف و احسان او ز حد بیش است

هست باغ جهان همه افسون
گشته از سحرش عالمی پرخون

هر که با شیخ رهنما شد یار
آن نه مرشد خدای را دو بود
گفت یا شیخ راست میگوئی
این زمان هست مطلب در دل
چون چنین ست حالت ای حضرت
در ره دین چنین کمالت هست
میل تو سوی باغ چون بود است
گفت بی اختیار و مجبورم
حق بکاری مرا فرستاد است
گشت از آسمان کتب نازل
اندرین باغ عالمی بیمار
رفته تا وای شان از یاد
گل خوری پیشه کرده اند این قوم
زان ازین علتت شفا بخشم
ظاهراً آمدی تو از من پیش
انبیا بهر این فرستادند
نایب دین انبیا هستند
دستگیرند و راه بنمایند
منت و مزد کس نه بستانند
ز آفرینش وجود من در خور است
ز اتحادی که همدگر داریم
چونکه شد وقت آدم پیدا
مزد کارم رضای حق باشد

سحر و جادوی باغ رفت از کار
شد از آن روی بنده را مشهود
راه حقیقت اینکه می پوئی

بنده را که فضل حق بگزید
برد بر سوی خویش از ره هش
آنچه گفتی تو اعتقادم شد

انصاف دادن تلوینی بحال صاحب تمکین پرسیدن آن مرد که چون حال تو اینچنین است بباغ آمدن ترا چه احتیاج بود که بباغ آمدی

چون بباغ آمدی چه افزود است
نیست از نفس دار معذورم
اندرین جلوه کرم داد است
زان هدایت بآدمی حاصل
هست و شد بر دوای شان در کار
شد ز غفلت بنفس شان بیداد
کار شان پیش پیش شد هر یوم
از کف غول ها رها بخشم
باطناً سابقم ز خود اندیش
کار دین را اساس بنهادند
از خودی دور و با خدا هستند
از دعا بند و عقده بگشایند
زانکه فضل خدای میدانند
بهر من باغ اینجهان آراست
بر همه یک وجود بشماریم
تا کنم من هدایت ای شیدا
با توجه دم برای حق باشد

در دو ساعت تو اندرین منزل
بر من این از خلاف عادت بود
رحمت عام او که عام گرد
آن کتب چون به انبیا آمد
زانکه بیمارها ز پرخواری
راه بنمای تا شفا یابند
آمدو دیدمت چنین بیمار
فیض حالت مرا کشید اینجا
می نمایم ترا ره تحقیق
گرچه آن وقت رفت آن ایام
همچنان علم انبیا دارند
نیز از معجزات شان کرامات است
آنچه او گفت و آنچه او فرمود
من یکی نی چو من هزارانند
از برای هدایت گمراه
مزد این وصل دوستدارم من
غیر ازین حاصلی نمی خواهم

بر دو او را بمرشدی بخشید
کرد از راز خویش آگاهش
بر بزرگیت اعتمادم شد
بر تو گویم بکن تو حل مشکل
بهره ور گشته ام ازین خدمت
هر زمان همچو وجد و حالت هست
باز گو آنچه کرده حاصل
جذبهٔ حق مرا چنین فرمود
محض و فضل و جود از آدم کرد
بهر بیمارها شفا آمد
بند اندر مذلت و خواری
سوی دار السرور بشتابند
حکم حق را کنم ترا بیمار
کرد حق چون توئی پدید اینجا
بخشمت همت و دهم توفیق
اندرین عهد اولیای عظام
گمرهان افتاده نگذارند
راست است آنکه ز رق طامات است
تا کنون در فتاب رحمت بود
ز آسمان قطره های بارانند
در جهان آمدیم از الله
حکم او را رهین کارم من
بهر ارشاد اندرین راهم

تا کنم دعوتِ شما بر حق / زاں شُماره بر بدا اندر حق
در پسِ آئینه چه میگوید / زانهمه گفت دگو چه میجوید
خواهشِ حق بُد آنکه کارش شُد / شیخ در وقت خود دو چارش شُد
گفت من نیز آدم هیچ است / شکر للہ که کارم آمد راست
بیخبر آمدم در این منزل / بر گل و لاله اش نهادم دل
این مجازم پلِ حقیقت شُد / نادمِ طالب طریقت شُد
بنده را از کرم هدایت کُن / آنچه خود خورده عنایت کُن
هر کجا مرترا گذر باشد / بنده را هم دراں نظر باشد
اندراں حال نفس شکیبند / بر سوئی دایه هام بقر بیند
باشم از هر علاقهٔ آزاد / آنطرف جمع خاطر و دل شاد
دیدنِ من درین سرایت کرد / بر سوئی حق حقش هدایت کرد
هستیت کوه و زیر آنست گنج / هست در کوه کندنت بس رنج
بایدت خواند سالها افسون / تا رود آں طلسم ازاں بیروں
زاں کُنی جهد اندراں تا دیر / در مصاف و نبرد باشی شیر
مار چوں مار با تو دید او را / از سرِ گنج تا ابد او را
رفت از محفلِ تو چوں اغیار / زاں ابد واصلی تو باد لا

طوطئ ما بعکس گویا شُد / بشنو اکنوں چه نغمه پیدا شُد
اندرین باغ بزمگه آراست / این دو با هم شدن بگوی که خواست
جاہل باشد اندک اکنوں اہل / میبرد لطف مُرشد از این جهل
ورنه با باغ هیچ کارم نے / اندرین کار اختیارم نے
تا گل و دو دستم شگفت اینجا / آنچه او بار و رونهفت اینجا
زین گلُ و لاله سرد گردم دل / پایم آمد بروں کنوں از گل
تا سوئے بیخودی بیابم راه / جلوه ها بنگرم وگه و بیگاه
چوں سرِ خود بجیب بگذارم / آنطرف او فتد سر و کارم
دل در آنسوی باشدم مایل / کم شود عشوه اش مرا مایل
شیخ دیدش که یافت این توفیق / از دل و جانست طالب تحقیق
گفت گنجیست در دلت پنهان / مار نفست طلسم شد بر آں
بایدت جد و جهد این کارت / تا دهد ره بگنج آں مارت
هم ز افسونگری طلب یاری / تا کُنندت بدل مدد گاری
او چو همت دهد ترا در کار / تا کُنی آں فسونِ مار از کار
بهره او نیابدست در دست / آں بهر حال فتح کارت هست
آنچه خوانی تو مار خواهد خواند / خوی ماری ز خویش خواهد ماند

کافراست چوں شود مسلمان کیش / حق پرستی کند عمل درویش
هست نام بزرگ حق افسُوں / نفس از خواند نفش شود مفتوں

قصهٔ مارگیرے که در گرفتن مار سی سال استقامت و جهد ورزید و عاقبت آں مار را در سله کرد و بکام خود رسید

نفس رام از خواصِ آں نام است / هر که خواندست حاصلش کام است
نفس در باطنِ تو چوں دیو است / دیو را با تو حیله و دیو است
عهدِ عیسیٰ نبی علیه السلام / بود افسونگری بعلم تمام
خواند سی سال مار را افسوں / تا بیاید ز سکنش بیروں
هر که در دین جهاد اکبر کرد / جهد با نفسِ خویشتن سر کرد

نفس کافر دگر نه خواهد ماند
بهرِ تسخیرِ نفس باید خواند / خوانده ام در کتابِ استاداں
با خدا بنده از خود آزاد آں
در زمین جای اژدهای یافت / بهرِ تسخیرِ او ز جاں بشتافت
بهرِ تسخیرِ او ز جاں بشتافت
این خبر بهرِ استقامت داں
کرد ذکرِ خدا و کم خواری / روز و شب در نماز و بیداری

خشک و تر هر چه یافت تاراج شد / نفس را داشتن در تعب لابد
در خود از جوع آتشی افروخت / زان پر و بال خود را سوخت

روزها فقر و فاقه کارش بود / بهر تسخیر انتظارش بود
سالها صرف کن درین اطوار / تا نشود رام بر فسونت مار

گر همه روز مرگ یابی کام / ساعتی گشت مار با تو رام
مژده گانی ترا که وارستی / زین قدر زنده ابد هستی

یکدم از وصل تا ابد وافیست / گر دمی یافتی ترا کافیست
کام نایافته در آن مردی / در طلب بار رنجها بردی

نیتت راسخ و قدم در راه / از خدا استقامتش میخواه
تا بسی سال او فسون میخواند / آبرو در طلب همه افشاند

هیچ از افسون بمار درنگرفت / مرد از آن کار نیز سر نگرفت
هیچ نی غیر ازین مراد او را / آن هوا در سر اوفتاد اورا

دشمن من بمن که همزاد است / بادیم جهد در دل افتاد است
کافر است او و من مسلمانم / بر مسلمانیش فسون خوانم

بهر ارشاد تست افسانه / پند ما را بکن بدل خانه
نیک و بد در شمار نا ورد او / در طلب روز و شب بسر برد او

زاینطلب هیچگه ملالش نی / غیر ازین خواست در خیالش نی
اندرین عشق داشت استغراق / بی خبر بود در طلب مشتاق

رفت آن اژدها به پیغمبر / غایب از مرد از رهی دیگر
گفت افسونگری مرا سی سال / خواند افسون نگشت از آن احوال

جهد کش از دل بجهد انجامید / حاصل عمر خویش حسرت دید
ماری و نه هر ماریم افزون / گشته از بهر مردوان افسون

گر بسی سال دیگر هم این مرد / خواند آن صرفه نخواهد کرد
من نهنگم نه ماهی خوردم / دام و شستش کجاست در خوردم

میکند عمر خود عبث کوتاه / من نیایم از آن فسون در راه
می نگردم شکار افسون گر / من نیم بهر صید او درخور

عالمی زین طلب بسر دادند / لیک چیزی بکف نمی آرند
زاینطلب خود ملول میکردند / بازپس از فضول میکردند

از برای خدا بگو او را / تا بتابد از اینطلب رو را
تا بسی سال ثمره مراکی کرد / بعد ازین چیست حاصل این مرد

رفت عیسی به پیش افسونگر / شد به پند و نصیحتش یاور
گفت گردان عنان ازین مطلب / می نیابی نشان ازین مطلب

تا دمی مرگ می نیابی کام / عمر باقی بخویش سی آرام
میکشی این تعب تو بیهوده / باش چندی ز عمر آسوده

اژدهایی غیور و زهرآگین / می نیاید ترا بدست ازین
اندرین آرزو بسر بردند / این تمنا بقبر خود بردند

کی اثر میکند درو افسون / می نیاید ز مسکن او بیرون
مرد گفتا که یا نبی الله / هست سی سال تا منم در راه

گر نگردد مراد من حاصل / من ازین شیوه بر ندارم دل
گر بگردم چه کار خواهم کرد / بر چه مطلب ترا خواهم کرد

رفت سی سال اندرین کارم / بر نیاید چگونه آرامم
رفت عمر عزیز در این سر / نیست عمر دوباره ام دیگر

خوبی عمر صرف شد در رنج / تا ازین مار دست تا نم گنج
مهر از دست او چو بستانم / آن بهر درد هست درمانم

رخصتم ده تو یا نبی الله / تا کنم صرف جان خود در راه
بهر من استقامت از حق خواه / تا بیابم ابوی مطلب راه

مردنم بهتر است از برگشتن / اندرین خواست جان رود از تن
از دهانی سگرف خونخواره / تند و بدخو چو نفس اماره
من کمر بسته ام به تسخیرش / تا کنم در گلوی از زنجیرش
گر رود جان ازین ندارم دست / یا نبی نیست اینچنینم هست
مستقیمم درین طریق از جان / غیر ازین نیست بنده را ایمان
عشق این آرزو مرا کردم هست / گرچه وصلش نداد بر من دست
حیف باشد که رنج سی سالم / بگذرد بی مراد ازین عالم
جان بتن باشد و روم از راه / خود بخود خویش را کنم گمراه
جد آن مرد را چو عیسی دید / رقتش آمد و برو بخشید
چون چنین کرده گم فتارش / هم بتحصیل کار شو یارش
ظالم است آن ظلوم در آن کار / چون جهول است جهل از و بردار
بسکه شد رنج بیحد رو بجواب / بنده تست بر کرم دریاب
کوه کاهیست گر کنی یاری / کاه کوهیست گر فرود آری
این دعا شد قبول در درگاه / گشت حاجت روای او الله
در دعا از خدا ترا خواهم / تا شوی در طریق همراهم
بشنو این قصه در علاجش کوش / بحر رحمت ز کوشش است در جوش
صدق و جد از تو او طلب دارد / کوششت را ز دست نگذارد
مرد افسون به اژدها بخواند / اشک حسرت ز چشم می‌افشاند
گشت آن اژدها بر و تسخیر / کرد از دم بحلق خود زنجیر
ارحم الراحمین تجلی کرد / داد چیزیکه داشت خواهش مرد
مهره در دست مرد چون افتاد / بافت گویا بسوی حق ارشاد
صوفی از مهره معنی دل برد / نفس دل را بدست او بسپرد
هر کرا دل بدست خود باشد / او مبرا ز نیک و بد باشد

من ز روز یکه این کمر بستم / تا روم زانجهان درین هستم
افعی پای تا بسر زهر است / کس نه از نیش او ز عالم رست
بر کنم آن سنان پر زهرش / تا رهد خلق عالم از قهرش
نیست غیرت که دست بردارم / رنج سی سال خویش بگذارم
بر دل و جان خویش مجبورم / دانشت الست لامراد مرورم
گر ازل مرگ من چنین بنوشت / آن نوشته ز خویش نتوان هشت
زندگانی چو غیر آن دارم / هست شرمنده کی دگر بارم
تا بحدی برین وفا دارم / عمر بگذشته را بدست آرم
کرد پنهان دعا کهای جبار / هست مجبور این جوان در کار
حاجتش از کرم روا گردان / سالها شد که هست سرگردان
مار را یاد کن بفرمانش / تا شود خوش بفضل تو جانش
فتح بابش کن از عنایت تو / ای تو هادی بکن هدایت تو
ماند از جد او بلب بشگفت / اندران داشت راه از دو بگفت
همچنان من رسیده ام بر تو / تا کنم تربیت کنون در تو
اندرین باغ دید مست مجبور / مار قهار و تو شده مقهور
قصد تسخیر مار کن در پیش / حق بیاری تست از حد بیش
بر تو کوشش از آنطرف فرمود / اندرین خواهشش اجابت بود
بود نام خدای آن افسون / جوش در اژدها از آن زو خون
شد ز سوراخ خویشتن بیرون / گشت آن فتنه ساز را مفتون
مهره خویش را با و بسپرد / مرد آن را بالعمر باقی برد
سوی عرفان حق در آن ره یافت / پس از آن زه بمعرفت بشتافت
دل بدست آمدن نه کاری خورد / مرد ازین شیوه دل بدست آورد
نیست دل را دگر بسوی خواست / آنچه حق خواست خواهد او هم خواست

هر که در دست دل در افتاد است — هم ز یار رفته از سر افتاد است
دل که در دست مار خواهد بود — مرد از آن رنج زار خواهد بود
این فسونگر بدست دل بود است — تا به سی سال از آن نیاسود است
باز آن دل که با نفس است او — زان خلاصی برحمت حق جو
جهدها کرد و دل بدست آورد — هدیه از بهر حق همین دل برد
دل شد آیینه چون بدست آید — زان شب و روز حق پرست آید
این دل آیینهٔ خدا باشد — حق از آن دل درون ما باشد
بر همین دل که حق نمی ارزد — صاف کن دوست عشق می ورزد
گشت قبله نما دل صافت — صاف در نزد اهل دل لافت
هر چه در کاینات خواهد بود — در جهان دل همه شود مشهود
عمرها جهد کرد افسونگر — عاقبت داد جهد از جد بر
گشت بر مار چون فسون غالب — شد بمطلب مشرف این طالب
گرد در سلسله مار را آن مرد — زیر آن مار گنج باد آورد
اندر آن مهره آب حیوان بود — بهر یابنده آن ابد جان بود
از دو عالم غرض دل پاک است — زانکه بر نور پاک درّاک است
فاد در کارساز بی همتا — روزن دل بگنج کردش وا
در دل طالبی طلب افکند — گرد جانش بصد سلاسل بند
جز طلب هیچگه نیارامد — تا نه کارش بمقصد انجامد
چون رسد رنج بر تکمیل — بشود آن مراد او تحصیل
حاصل قصدها بجد بستند — اهل جد بر مراد پیوستند
قصد این مرد مارگیری بود — مهره و گنج آمدش زان سود
مار بگرفت و شادکامی کرد — چونکه از عمر خویشتن برخورد
حاصل جهد خویش چون دید او — مست و مجنون ز شوق رقصید او
اندرین وقت در سرودم من — در پی خواندن درودم من
تا دل زنده زان مدد یابد — خلعت زندگی ابد یابد
روی از غیر دوست برتابیم — از دل و جان براه بشتابیم
مار را نام حق فسون داریم — خوی ماری از آن برون آریم
خواندن لا اله الا الله — می گشاید ز دل بوحدت راه
بعد از آن زهر مار بد تریاق — بهر هر زهر خورده مشتاق
ما هم از شوق هاوهو داریم — همچو مجنون به نجد رو آریم
انس ما یاد حق که ما راهست — این دل ما و صد نجا راهست
در تغنی شویم و می نوشیم — همچو این مرد در طلب کوشیم
با دف و نی سرود آغازیم — خویش را از اهل وجد میبازیم
خاک در رقص می شود از یاد — طرفه بادی بخاک من افتاد
روح آن اهل وجد از من شاد — کرده انداز نفس بخاکم باد

وجد کردن آن مارگیر از گرفتن آن مار که مطلب او بود

گر نه حالست رقص تقلیدی — می توان کرد از عشق توحیدی
ورنه زاینحال آنچه شد مذکور — رقص در سنگ بین ز حالت طور
این نه تحقیق این نه تقلید است — این همه وجدها ز توحید است
هر زمان شادیش همی آشفت — مست و بی اختیار خود میگفت
یلدلی مار نفس شد تسخیر — گردمش من ز نام حق زنجیر
یلدلی مهره ام بدست افتاد — زان دلم غیر حق نیارد یاد
یلدلی مار یار شد بر من — می نیارد گزند خود در من
هی ولنگ اینچه گنج باد آورد — داد از فضل خود مرا داور
هی دلنگ اینچه در نظر دارم — از سری تا ثری گذر دارم
هی دلنگ آن غنی غنایم داد — مخزن علم را بمن بگشاد

دیو باطن مرا مسلمان شد　　خواندم افسون کز اهل ایمان شد
زهر او شد مرا کنون پازهر　　مهره بانست نماند در وی مهر
گنج ها داشت آن مرا بخشید　　در فسون خواندنم چو بر جد دید
من از آن گنجها بهر محتاج　　از غنا بر سرش گذارم تاج
گنج من حسن روز افزونست　　کس نداند بجز من آن چونست
هر که چون من کشد بعمری رنج　　میدهد حق برا و از اینسان گنج
یافتم عمر و گنج ابد از دوست　　شد یقین جد بهر طلب نیکوست
اندرین بود حضرت عیسیٰ　　اندران دشت مار شد پیدا
دید او را که مست و مجنونست　　حالش از حال خود دگرگونست
هست در وجد و یافت مقصود　　رقص پیر و مرید هم اب بود
یادم آمد اگرچه بعد از دیر　　شرح احوال اوست اینجا سیر
هر که مقصود خویش می یابد　　نور آن از جبینش مے تابد
یافت او را مفرح الاحوال　　از غم و رنج پیش فارغ بال
گفت چونی و چیست احوالت　　تا کجا در رسید آمالت
شد ز رویت مرا کنون پیدا　　مطلبت حاصلست ای شیدا
زنده دل زنده ابد باشد　　هر زمانش ز حق مدد باشد
هر کرا دل بعشق شد زنده　　مرگ را نیست ره بر آن بنده
اهل حق جمله این خبر گفتند　　غنچه دل ز عشق بشگفتند
هر که در بند سال و مه نبود　　مرگ و پیری در او بره نبود
پیری و مرگ در جهت باشد　　لا جهت علم و معرفت باشد
عشق حق زندگی دارین است　　غیر از این هر چنین ابد شین است
گفت چون آمدی تو ام بر سر　　دولت و بخت شد مرا یاور
عقده از کار من خدا بگشود　　روشنم شد که از دعایت بود
گفتش آن آمدن مرا بر تو　　کردن آن نظر نهان در تو
آن نبود از من آن خدا بود است　　از ازل دولتت عطا بود است
چون جد تو قبول حضرت شد　　آمدم زان به پیش تو لابد
آفل و بوالهوس بود محروم　　اهل جد را همی شود معلوم
در مرید از جد ست جد پیر است　　کوششش را ز غیب توفیر است
مار افسون تو بصد فریاد　　پیشم آمد خبر ز حالت داد
باطنم را ز تو خبر دادند　　بر اعانت مرا فرستادند
آن کشنده کشید هر سو بیت　　این دلم را که دیده ام رویت
هر سبب را مسبب است وهاب　　چشم بکشا خدای را دریاب
این سبب را خدا مسبب بود　　او مرا راه سوی تو بنمود
در حق تو بحق دعا کردم　　رفتم از تو ترا رها کردم
هست مار نظر بسوی بیت باز　　تا تو داری بما نفس را ساز
غایب از چشم تو ترا ناظر　　بوده ام چون تو بوده حاضر
این نفس ما نظر زن و مردند　　هر کجا همدگر قران کردند
زان قران چونکه جمع می آیند　　دولت و دین بتو امان زایند
باز گو از حقیقت آن مار　　تا کجا در کشید آخر کار
گفت در سله مار را کردم　　چون بزندان سله بسپردم
گنج با دآ وز از کفش بردم　　مهره اش گشت داروئی در دم
هست علم حقیقتم آن گنج　　بهر آن برده ام بعمر این رنج
بے نهایت چو بحر العرفان است　　بهر پاینده آب حیوان است
منبع علم و حکمت آمد دل　　شد دل از مهره ام کنون حاصل
رفت عیسی ابله آن مار　　کرد او را ز دعوتش اظهار
تو بگفتی که من نیم زان سان　　تا بگیرد مرا کسے آسان

گفت هستم ولی چنان این مرد
ذکر نام خدا افسونم کرد

تا بسی سال خواند افسونم
کرد از جای خویش بیرونم

تا کنون بوده ام امیرش من
از فسون گشته ام اسیرش من

این امیر است و من اسیر این را
تا درین ره شدی تو پیر این را

چون دو دل یک شود منم مجبور
نیست یابم ز حکم بودن دور

هرچه فرمان کند مرهونم
گرچه در خود ز خویش محزونم

گشتم از نام حق چو رامش من
اوفتادم کنون بدامش من

خویشتن را چو بر خدا دادم
گشت در وجد و حال صیادم

شادیی این مرا سرایت کرد
همچو صیدم نماند در جان درد

فارغم من ز صید صیادان
این زمانم امام آزادان

نیست مار ای مرا کنون یارم
هرچه فرمایدم پرستارم

رفت آن خوی من ز من بیرون
مؤمنم موقنم بحق اکنون

پیش ازین سرکش و حرون بودم
خود بخود غرق بحر خون بودم

چون شدم رام خوش شد انجامم
غرق اکنون به بحر العرفانم

گشت این زهر من کنون تریاق
آن دوا بهر درد دهر مشتاق

مار بودم کنون شدم آدم
زین صفت شد مرا خدا همدم

پیش ازین من نیافتم این راز
کرد حق بر خودم کنون در باز

مار و آن مارگیر در شادی
دید از حبس و بند آزادی

جهل من از فسون این شد علم
تندی و سرکشی من شد حلم

من ازین راضی و خدا راضی
حیف اوقات عمرم از ماضی

مارگیر از شنیدن این راز
بیشتر کرد وجد و حالت باز

مهرهٔ مار زد چو گل خنده
در تماشای آفریننده

دید عیسی که مارگیر است شاد
بایدم کرد دلش کنون ارشاد

آفتی هست همدرین حالش
کرد اندر ز وقت و احوالش

حضرتش راه را محقق بود
رهروان را ز لطف ره بنمود

گفتش ای مارگیر مارت یار
گشت از افسون صحبتت ناچار

نیست بی این بنا حیاتت را
این بود ذات مر صفاتت را

نفس عین است مغز مشمارش
لیک ایمن مباش از کارش

بهر این مار بر حقی مقبل
لیک این پند ما شنو از دل

مار ماهی شد از فسون خواندن
نیست رخصت ز ما بوا ماندن

یکنفس بی حذر ازین منشین
تا دمی مرگ کن فسون آیین

دشمن دوست روی هست آن دون
می نماند بطاعتت مفتون

بی فسون خواندنش نخواهی بود
تا دمی کین جهان کنی بدرود

گر ازین ساعتی شوی غافل
این همه سعی تو شود آفل

گر نشینی تو یک زمان ایمن
دزد را دزد نیست در باطن

همچنان عادت زدنش هست
از فسون گرچه ترس و بیمش هست

دشمنست این بدوستی بگزین
دشمن دوست دوست دارد کین

این لئیم است و اعتباری نیست
لایق مهر و دوستداری نیست

این فسون هر زمان همی خوانش
روز و شب دار بند و زندانش

خلعت و اعتکاف آن باشد
مرد حق روز و شب در آن باشد

از خور و خواب و بند کن پرهیز
بر سر مار خود از آن بستیز

هرچه شادیست غفلت آرد بار
تو شوی غافل او شود بیدار

از سر قهر می زند نیشت
میکند زان ابد جگر ریشت

مار مارست یار نتوان گفت
شد بدامت مده تو از کف مفت

هم ترا هم بما را این خوبست
آن عمل بر خدای مطلوبست

بند شرعی بکن بپا این را
بستش ره بنود گر کین را

آدمی زاد اگر فقیری هست / مار او کرمکی حقیری هست
گر از آن بند او رها گردد / که بکشش مار و از دو رها گردد

هم تو مجروح و هم از آن مردم / مار زهری است از سرکشی تا دم
فاقه و فقر تا شعارت هست / از فتاده بدام مارت هست

روز و شب میل بر عناد اند / تا نزا بازه در بلا دارد
این خیالات بکام شیرین است / قند دیدی تو زهرآگین است

هم دم و هم قدم از این نه دور / باش ابد زین بقرب حق مسرور
گفت این قصه شیخ دین عطار / تا رسست این مرید در گفتار

باطن شیخ این رهم بکشاد / میکنم خلق را بحق ارشاد
جابجا در کلام افزودم / بهر یاران ضرور از آن بودم

گر مناسب بود شد افزوده / فکرم این سوی راه بنموده
که بیاید بکار کس کاریست / سالکان را براه حق یاد لیست

خوانده ام نیز از جلال الدین / یافت این از کتاب از تزئین
من مریدم با آن جناب از جان / ذره خوارم ابد من آن خوان

در بیان آنکه فقیر سالک را مصالح سلوکست

هست اندر کتاب شان مرقوم / هم بکن از مرید شان معلوم

مارگیری هم مخاطب ست اما / مرشدم بر مرید ره پیما
خوانده باشی تو از جلال الدین / کرد از این قصه او بما تلقین

مارے از سردئی وی افسرده / بود افتاده بیخود و مرده
مارگیرے بر او رسید از راه / گشت از بی حسی او آگاه

ریسمان بست وا از هش بگرفت / تا بماند خلق از و بشگفت
چون ز کوهش رسید در شهر او / حیرتی شد بخلق این دهر او

جمع شد مرد و زن تماشا را / خوش دل مارگیر غوغا را
از پئی طمع گیسه او وا / کرد این مار خلق را شیدا

مجمع پیش هر قدر دیدی / سبکتش از غرور مالیدی
میگرفتی برائے دیدن مزد / ظاهرش مارگیر و باطن درد

مار او را گرفته بود آخر / در گرفتنش بخویش از فاخر
در خود از آن خوشی نمیگنجید / جانب مار هر زمان میدید

هرطرف خلق آفرین گویش / چون مریدان نشسته در کویش
مار نفسش شد از دها در بر / بهر نیتش بپے کشیدی سر

گفته من پیرم و شما طالب / گر شمار است عشق من غالب
نذر تان شاهدی مریدی شد / نذر آرید پیش ما لابد

کرده ام مار نفس خود در دام / هم کنم مار نفس تان در دام
گرم کرد او بخویش هنگامه / کرد او پس خلایق عامه

شهره شهر گشت و فی الناس / حاکم اندر ضمیرش الخناس
کرد آما است گفت من فربه / زین مرض او ابد نه گردد به

آمد و رفت این خریدارش / بے خبر ساخت کرد بیمارش
کرد تحسین خلق خود بینش / کرد آفت ضعیف از این دینش

گرم شد روز و مار شد بیدار / بند ببرید و کرد پیدا کار
کشت آن مارگیر را در دم / کشته گشتند از آن خلایق هم

نفس در حبس و فقر او لاتر / در خوشی و غنا میا و مسر
هر کرا فقر پیش قربت بیش / باش در فقر و فاقه ای درویش

از غنی هر که دارد او استغنا / در حریم خدای یابد جا
فقر را فخر گفت پیغمبر / گر از وشی بحکم او نه سر

پادشاه و فقیر بوده است او / راه تا حق بما نموده است او
ز آمد و رفت خلق شو یکسو / روز و شب کن بطاعت حق رو

جز خدا نیست هیچکس یارت / کس نیاید بکار در کارت
گر قبول خدا ترا باشد / کی کسی با تو آشنا باشد
انس با حق جدا نیست از خلق / خویشتن را نهان بکن ز خلق
باش مشغول در فسون خواندن / از همه خواست دست افشاندن
بخور و خواب مار را میدار / باش در حفظ حال خود بیدار
کرد افسون مار تعلیمش / تا شود مار نفس تسلیمش
زانچه میخواست شیخ شرح آشام / کرد از آن باده اش لبالب جام
طرح و ترتیب خواندنش آموخت / زان دلش را بنور حق افروخت
نی زبان محرم اندران نی نفس / اندران لحظه هم نفس در حبس
ساخت مشغول و زود از کارش / همت خویش کرد در کارش
آنچه آداب بود بنمودش / آنچه بایست کرد فرمودش
هرچه فرمود آن بزرگ احوال / کرد با خویش آن مقلد حال
قصهٔ مارگیر افسون بود / بهر تسخیر مرد مفتون بود
دید در نفس خویش حق اثبات / بر دلش شد از آن تجلی ذات
گشت زان نور باطنش بینا / شد سوال و جواب را دانا

مرید شدن تلوینی بصاحب تمکین و ارشاد خواستن او از خدمت ایشان هرچه در دل ایشان نشست در انگاره

گفتش ای جانشین پیغمبر / گمرهان را بسوی هدا رهبر
کرده بر خدا مرا مشغول / تابعان را تو بر خدا مقبول
صحبت حضرت تو یارم شد / اندرین باغ فتح کارم شد
از نگاهت ز بندها رستم / اندرین دل کنون بحق هستم
از فسون تو مار یارم شد / خوشش از امروز روزگارم شد
تافت نوری گشته ام مسرور / ذات حق نور و تو ز نورش نور
آنچه افسون مار فرمودی / بنده را راه راست بنمودی
این خلائق همه مسلمانند / خواندن این فسون همیدانند
مارشان میدهد تعب در حال / رام شان نیست باز گو احوال
گفتش این نام اگرچه میدانند / بهر تسخیر او نمی خوانند
نیت شان ازین مسلمانی است / لیکن از اصل کار حیرانی است
گرچه در روز و شب همیخوانند / از طریق وصول نادانند
آن طرف یک قدم نمی رانند / زان ز آسیب مار حیرانند
هیچ ره نیست مارشان معلوم / حاکم شان است مار و خود محکوم
از همه کار خویش مسرورند / او فتاده ز راه حق دورند
سوی اعمال خود نمی بینند / در غرور آنکه صاحب دینند
می ندانند مار در ما هست / بارها نیشش زند در دل ما خست
سعی اندر فسرد نشر نکنند / بهر آن بهر مردنش نکنند
چرب و شیرین بخوردنش بند هند / هر طرف حکم کرده سر بنهند
گفت پیغمبر خدا از یاد / گر شدند این همه ازان آزاد
هست در پهلوی شما دشمن / از رهی راست بر شما رهزن
بارها خوانده اند و غافل نی / آنچه او حکم کرد عامل نی
زانچه آن مار می شود خشنود / هست بر وی حیات آن مقصود
حاجت مار چون برون آرند / حرص او بهر مطلبش فزون دارند
مار ازان پیش می شود غالب / ره بمقصد نمی برد طالب
روز و شب باید این فسون را خواند / بهر تسخیر مار دو اشک افشاند
بودن عامل بمعنی افسون / کردن اثبات حضرت بیچون
نفی کردن بهر همه جز ذات / زان خود اثبات میشود اثبات
از ریاضت اثر کند در وی / ورنه تسخیر مار باشد کی
مارشان غالب است و خود مغلوب / زان سبب مانده اند بس منکوب

از ذهولت مسخر یارند — نه آنچه گفتم کجا خبر دارند
گر شما را از آن بگویم راز — کار دنیا نه کار ماند باز
گر کند کس خلاف عادت یار — بشود در زمان پدید آثار
او شمار است دشمن اندر راه — نیکخواه و ندیم او بدخواه
گاه لوامه گاه اماره — آدمی زاد گشته بیچاره
مولوی زان وزید نصاری — داد از مکر او خبرداری
در همه حجت او دلیل آرد — بهر اثبات جبرئیل آرد
از سر جهل جنگ خواهد کرد — عرصه نصح تنگ خواهد کرد
گر دو از نکره خویش بالیده — حاصل آن نماز نادیده
در نماز از حضور دل نکشود — نیست زان طاعتش خدا خشنود
میکند معنی عجب تاویل — تا شود مطلبش در آن تحصیل
حکم چیزیکه مطلب او هست — هست جوینده تا دهد آن دست
کی احادیث و آیه در عصیان — مصطفیٰ گفت و یا خدا قرآن
بایدم نفس را بر آن سودا شست — نی طلب بهر مطلب او داشت
چون نه حکمی بکار خود یابد — پس بره بی دلیل بشتابد
نوع نوع مشارب از نفست — بند خویش و اقارب از نفست
نفس را پیشه است بخود بیداد — هر بلایی که هست از وی زاد
نفس بسیار و اینجهان تنگ است — همه گرشان ازین سبب جنگ است
نی محبت ز حق بود غافل — جمله افعال او بود آفل
گر محبت براه پیرت هست — از همه شرک دستگیرت هست
با خدا تو مقرب و آن غول — دورت از کنده و شدی معلول
بر همه آرزو و فسون میخوان — جز هذا کل من علیها فان
از طرف نفس را چو سر افتاد — نفسی او بر او نماند باد

گفت پیغمبر خبر ما بر ما — اندرون شماست آن اعدا
تابع یار نفس خود هستند — خویشتن را بحکم او بستند
می نیاید بدست ازین یار — علم دارند و نی عمل در کار
زانکه او راست مکر گوناگون — زیر هر مکر او هزاران افسون
گاه چون ملهم نماید روی — آدمی زاد را برد آن سوی
اختلاف مذاهب از نفس است — آرزوی و مطالب از نفس است
گر کسی گویدش که ای جاهل — این نه معنی است زین سخن حاصل
گاه از روزه و نماز آید — هم از آن ره بحرص و آز آید
ما ز نفسش شریک در اینکار — باشد از مشرکان خدا بیزار
هم گواهی ز مصطفیٰ گوید — زانچه مقصود او از آن جوید
در رهی آیه او سخن پوید — بهر خود آیه همی جوید
در احادیث هم بر آنش جد — هست لاهی در آن مخوانش جد
نی دلش که خدا چنین فرمود — صاحب شرع ره چنین بنمود
حیله شرعی همی جوید — تا از آن بر مراد خود پوید
هست مفتی مطلب خود خویش — تا برد آنچه هست مطلب پیش
ننگ و ناموس نفس میجوید — اندر آن ره بجهل میپوید
خویش را مبتلا کند خود او — هست از بهر خویش خواهد او
نیست نی عشق و نی محبت راه — نفس را دست ازین شود کوتاه
از خدا تو محبت او خواه — خود محبت ترا نماید راه
مانع خیر و راغب شر هست — سوی گمراهی تو رهبر هست
این همه گفتگوی جز توحید — کس خلاصی ز بند خود کی دید
وسعت آباد وحدت جبار — اندر او نیست بر کسی آزار
همچو یخ ز آفتاب از فانی — آب در آب غرق حیرانی

جز خدا اندر مذاهب نی — بر کسی خواهش در مطالب نی
فتح بر نفست ار شود مفتوح — بعد از آن نفس نیز گردد روح

یار در قول و فعل هم باشند — منتظر جانب قدم باشند
ظلمت نفس را خورد چون نور — نفس از نفسیت نماید دور

مطمئنه شود بطاعت او — رنج چندین نفس را ریاضت جو
نیست با نفس آن طرف راهت — راه این نیست و کردم آگاهت

روز و شب در درود شو قاری — تا کند مصطفی ترا یاری
نور او رهبرت شود در ره — باشد از ماه و از خرت آگاه

ظلمت نفس محو از نور است — هر که را نور نفس از دور است
کسب از لا اله میکن نور — ظلمت نفس میکن از لا دور

هستی نفس را کند در بیم — نفس از آن بر خدا شود تسلیم
چون ز ترس خدا براه افتاد — زان خدا بر امیدها ره داد

بعد از آن عاشقی کند در پیش — عشق بیرون بر آردش از خویش
ور نه از نفس هر چه پیش آید — از چنان مار افعی زاید

راه بنماید و بود آن چاه — تا در افتی بچه نه ای آگاه
کردن روزه و نمازت گفت — بر بهشتیست از این طلب آشفت

شد از آن دل بجنت و حورت — کرده از این شیوه هم ز حق دورت
جز خدا هر چه خواست کس نفس است — بنده در دام هر هوس نفسست

گشت فعل حسن قبیح از این — از همه چه رخنه دارد دین
نیست امکان که تا نباشد پیر — بتوان کرد مار را تسخیر

تا بدت یار ره مسیحائی — تا رسی زان رفیق بر جائی
او ز عادات خود بمیراند — تا بهر عادتش فسون خواند

مستجاب است دعوتش بر دوست — زانکه این در دعا برخصت اوست
نفس را اعتنا نتوان کرد — سر بره غیر یار نتوان کرد

مرد سی سال رنج این ره برد — مار بر حال و خویش را افسرد
تا نه عیسی حمایت او کرد — بود در رنج و در عیان آنمرد

نیست ممکن که نفس کس بی پیر — سالک راه را شود تسخیر
گر بکس راه راست بنماید — اندر آن صد کجیش پیش آید

نفس جز نفع خود نخواهد هیچ — حاصلش جز زیان نباشد هیچ
نفس نفس است مردنش از خویش — گر بمیرد ز خویش نفسش پیش

گر ز طاعت طلب کند جز دوست — نیک بنگر که آن کجا نیکوست
این نه عشق خدا است مزدوریست — زانچه گویند قرب از آن دوریست

مکر او سخت پیچ در پیچ است — حاصلش عاقبت همه هیچست
هر که تسخیر او کند مرد است — ورنه او خود مسخرت کرد است

بی عنایات مرشد کامل — نیست بر این عمل کسی عامل
تو از این مارگیر ره میجو — تا بسی سال بود در غم او

از همه آرزوی رو برتافت — بهر تسخیر مار خود بشتافت
در بیابان بجز زن و فرزند — خو از افسون و شد بدان خورسند

سرد و گرم زمانه را در ساخت — ذکر حق را بخویش یاور ساخت
نی طلب مهره بود و نی گنجش — بهر تسخیر مار بد رنجش

چونکه مارش بسلسله در افتاد — مهره و گنج خود بدستش داد
جد او شد قبول بر درگاه — او فتاد آن طرف بعیسی راه

کرد عیسی دعا که ای غفار — حاجتش را روا ز احسان دار
جد او و دعای پیغمبر — گشت آن مارگیر را یاور

تا امیدی امید بار آورد — جهد خود را بروی کار آورد
در رهی کرد رو نه آن ره بود — راه بیراهه را گره بگشود

رحم بر جد او نمود الله
چون که ثابت فهم براهش دید
گر نه این کارها ز حق برخاست
گفت یا شیخ وانما ابن آدم
گشت پیدا که واحد القهار
از چه روی قبول حضرت تو
وانما در میان تفاوت چیست
مرجع اصل شد فراموشت
زین طلسمات دل فریبنده
حسن و خوبی تو ابد باشد
هرچه بینی نکو نات ایندم
بوی خوش چون ز روز تن بیرون
همچنان رنگ این گل هر باغ
او به هر رنگ دید از هر رنگ
بو برا دست داشت پیغمبر
عشق باقی که آن ابد باقیست
مرد در وجد چونکه بو یابد
هر کرا بوی خود عطا کردند
مصطفی از نماز برد آن بوی
سنت و فرض هست دیگر ایم
هر که عاشق بقرب او باشد
وجد اینست و ماسوی وسواس
هم شود زان تسلسل اولاد

تا بعید افتاد آن سو راه
هرچه میخواست از دعا بخشید

اول او را که منع از آن فرمود
گر از اینسوی و ور از آنسو نیست

پرسیدن مرید از پیر که در آمدن باغ هر دو مجبوریم و فرق و تفاوت در میان من و حضرت چیست

بهر کاری که خواست شد آن کار
تا چنین شاملی برحمت تو
تا بدانم هر آنچه آن خفی است
بوی این باغ کرد بیهوشت
نیست نعمت دمی شکیبنده
هم بعقبت ابد مدد باشد
در دمی دیگرش نه بند بهم
بینی خود ز مرده گیری چون
هست از ضو و نور آن صباغ
یک نوا دارد و هزار آهنگ
تا بمعراج آن شدش رهبر
بر جهان بوی وجد مشتاقیست
از همه آرزوی رو تابد
بر دی از خویش پرده وا کردند
داشت بر سوی حق از آن ره روی
تا از آن نافه را بدست آریم
هر دمش در نماز رو باشد
عارف حق بنفس دارد پاس
آن همه در ره خدا اعتاد

چون که ایجاد هر دو یک کار است
بر تو دادند رتبه اعلی
گفت چون آمدی تو در این باغ
گشته است دل اسیر این باغنت
آنچه را صنعت خدا خوانند
این طلسمات را بجان او کرد
با همچو دماغ گر نه بد خوئی
آنچه بوی خوش است از اینجا نیست
عارفی کز خدای آگاه است
هر طرف رفت نور دل بشتاب
بوی مرد اینجهانی نسی
هر که سنی است طالب بو نیست
چون از آن بود دماغ او بالید
بو فلا و زنا به بو باشد
چون در این فعل بوی نیکو بود
قرب ما با خدا ز نماز آمد
یافت کز نماز فرحت دل
دوستدار نساست پیغمبر
هم از این ره شنید از حق بوی

امتحانی بجد و جهد کش بود
جذبه حق تر از هر دو بهست
صحبت ما و تو نمیشد راست
هم ترا هم مرا در این عالم
در دل من هنوز این ما راست
من باسفل فتاده ام ز اینجا
نفس شد خوش برنگ از صباغ
نیست در سر هوای صبا غنیمت
پس ز صانع چرا جدا ماندی
باز بر کرده ها زوال آورد
روز و شب چون اسیر بد بوئی
گرچه در ماست لیک از ما نیست
گشته ناظر بصبغة الله است
آهوئی نافه دار را دریاب
عشق و شوق متاع فانی نی
لیک بوئیکه از جهان کو نیست
در پی بوی رفت و بو نادید
جست آن بوی و نافه پیدا شد
زان بجا هم نماز را فرمود
خوش کسی کو برای نماز آمد
بر نماز نیست وجد از آن حاصل
کوست در حزن ها بدل باور
روی تا بوی داشت از هر سوی

این طلب ها ز دست دادی تو
بر تماشای جهت فتادی تو

آنچه روز الست شد گفته
آن ز نسیان شد از تو بنهفته

گفته دوست هیچ یادت نیست
میل تو جانب عبادت نیست

آنچه کردی تو عهد با معبود
هستی خود بر آن تو ای معبود

هم بر آن کرد مصطفی اخبار
کین ز هست ترت بجانب دادار

کرد غافل چو این تماشایت
برد در سوی سود سودایت

آنچه نقصان تو سود میدانی
نفع پنداشته ز نادانی

غرق در جاه اکل و شربی تو
دور از آن بوی وصل و قربی تو

امر کلوا و اشربوا خواندی
امر لا تسرفوا فرو ماندی

لذت و شهوتت نبود از جا
بر گل و لاله اش شدی شیدا

آمدندی که این همه یک روز
رنگ دارند و تازه و فیروز

میشوند عاقبت همه فانی
بهر نظاره گی پشیمانی

آمدند از عدم چو در این باغ
جلوه رنگ شان از آن صباغ

باز رجعت بآن طرف دارند
اندرین باغ شان نه بگذارند

هر گل و لاله کو بهار آرد
هم بدنبال خود خزان دارد

لعبتانند صورت دیوار
دلبری از طلسم شان در کار

آنچه دیدی تو سحر و افسونست
عاقبت حال شان دگرگونست

سحر بهر فریب ما خود کرد
هم از اینها شکیب ما خود کرد

هر کرا زین نظر شکیبا ساخت
بر غرورش ره ز فضل خود ساخت

او ازین راه اصل اینها دید
زین تماشا دو چشم خود پوشید

دیخوش آنکو ز سحر ها در تافت
بهر تحصیل ساحرش بشتافت

ره برون زین فنای صوری جست
زین تماشا ره صبوری جست

چون ز عقل انقلاب دوران دید
مصلحت دور بودن از آن دید

دید انجام ناظر و منظور
بر دو عبرت نشست از اینها دور

خوردن و خواب شد دلت را بار
دانه و آب و گل گلت را بار

آب و گل طالب گل و آب است
جان و دل را هوای آن آب است

هست در زیر دانه پنهان دام
آکل دانه زان برآند کام

حاصل از جمله غیر کاهش نے
جانب اصل عیش خواهش نے

نقره و زر که جمع آوردی
اندران سعی و رنجها بردی

جمع کردی تو چون جعل سرگین
آن رفیق تو هست نیکو بین

مرگ سوی لحد ترا خواند
آنچه با تست آن برون ماند

شد دلت طالب عمارتها
آن کند مرگ از تو غارتها

آمد و رفت در نفس داری
از برای چه این هوس داری

این نفس در تنت چو مهمانست
آمد و رفت این پی آنست

می بر آید که سیر بوم بیرون
اندرین خاکدان منم محزون

تنگنا بیت وحشت انگیزم
به که بر سوی اصل بگریزم

می در آید که حق بر اینش داشت
کی تو اندر تن ترا وا داشت

دو دلست این برفتن و ماندن
بهر دو این نه خواهدت ماندن

زانکه ماوای این دو اینجا نیست
هیچ ازین هوش بر تو پیدا نیست

بر سر رفتن است این مهمان
تو بفکر عمارتی نادان

غافلی پاس مهمانت نیست
آنچه میخواهد این بخواهانت نیست

میشود مهمان جدا از تو
میکند شکوه بر خدا از تو

گو بیای کردگار این آفل
بود از ذکر و طاعتت غافل

هیچ داری خبر که این مهمان
با تو تا چند میشود هم خوان

آنچه تو میکنی سرانجامش
هیچ ره نیست اندران کامش

این در این تن به بند و زندانست
خواهش این نه آب و نی نان است

راه رفتن همیشه میجوید
آمد و رفتش این خبر گوید

این خبر از کتاب من یحیان
هر نفس را پسین نفس میدان

چون بر آید اگر نگردد باز
خواب از آن تا قیامتت دمساز

آنچه مألوف و آرزویت بود
هیچ دیگر رفاقتت ننمود

ذکر حق را غذای این میکن
هم بسجاده جای این میکن

زانکه پاکست و پاک خواهد جای
این بود جز این ندارد رای

هر این آمد است در دنیا
تا که باشد بسجده سر فرسا

از خدا معرفت کند حاصل
با خود آنرا برد در آن منزل

خانه و خوان تو ترا در خور
هست نفس تو خر و این آخور

میکنی جان که جا کنم اتمام
خانهات پخته آرزویت خام

عاقبت در زمین توئی مدفن
دیگری میکند همان مسکن

او کند نیز چون تو رو در مرگ
نیست جز حق بقا کسی بر برگ

عاقبت این عمارت و باغت
هست مأوای کرگس و زاغت

نفس و جام ذهول دادستت
تا بسر این هوا نهادستت

عشق بر طاعت و نمازت نی
هیچ ره سوی حق نیازت نی

آنچه نابر نیست آن جمع است
میر نفس تو حرص با طمعست

این همه فرعها ز نادانی
شد ترا دایه تا خدادانی

راست گفتی همه جدا هستند
تا ترا همچو دلبرها هستند

تو شدی عابد این همه معبود
باز ماندی از آنچه باید بود

بر همین زنگها دلت شد شاد
نفس در راه عقدها بنهاد

دشمن است او نهان به پهلویت
راه رانید گرد آن سویت

چون چنین حلقه بی دقارت دید
سنیتت نیز در بصارت دید

زانچه بالیست بیجز کردت
ابله و طرد و کور و کر کردت

غیر ازین نیست بر تو کس دشمن
این شد از راه راستت رهزن

مردن مادر و پدر دیدی
هیچ از مرگ خود نترسیدی

همچو ایشان تو نیز خواهی مرد
آنطرف جز عمل نخواهی برد

چون ترا زاینجهان گذار آید
با خود آن گیر آنچه کار آید

گرنه کر زمرگ حبیب یاران
بار ها خود شنیدی از یاران

قصه‌خوان خوانده است افسانه
بیست ای بی‌شعور دیوانه

چون بحسرت ازین جهان رفتند
روی را زیر خاک بنهفتند

سنگ بندی به قبرشان چه پدید
بر سر سنگ مردمان ربدید

عزت قبر حق پرستان راست
جان شان در جهان خدا را خواست

هر دو عالم بکام ایشان است
هم در آن خاک قبرشان جان است

جز مصیبت ندید کس انجام
اینت در پیش هر همه ناکام

اندرین باغ دل چه می‌بندی
هیچگه کس ندید خورسندی

هر که زاید و هر که خواهد زاد
بایدش روی در عدم بنهاد

هست کون و فساد این منزل
مرد دانا برین چه بندد دل

دلخوشی را کند ز خود پدرود
غیر طاعت نخواهد او آسود

با خود آن گیر آنچه خواهد برد
ای خوشا حال او چه خواهد مرد

هرچه اندود آن برد همراه
آن بود طاعت و دل آگاه

غیر از اینجا تو جا نمیدانی
گر هم باغی نه مرد میدانی

تو برای آفریده‌ها بنده
غافل از حسن آفریننده

او جمیل است و هر جمال از اوست
حسن و ملکی بجز زوال از اوست

ضو ز حسنش فتاده بر دیوار
نادر و آن جمال شد اظهار

چون از او نور خویش برگیرد
عاشقش تا بسر بصر گیرد

پس همان به که روی بر تابیم
جلوهٔ اصل حسن دریابیم

هستی خویش مرده انگاریم
روز و شب عزم آنطرف داریم

ما غریبیم اندرین بازار
بازگشتن بخانه ما ناچار

تو بخورسندئی همین جائی
گشته دیوانه و سودائی

منکه در باغ آمدم ناکام
چشم دارم بسوی آن درگاه

باغ فی عاریت سرائی هست
آمد و رفت را نه کس ره بست

تا نه کارش بمقصد انجامد
یکدمی نفس را نیارامد

اندکی از ضرورت ار پوشند
بهر آنست تا بره کوشند

نا رسیده بمنزل مقصود
هیچ ره راحتش نخواهد بود

چاره دانی که او ثمین باشد
آن بمستیش بهر این باشد

چون خبر پیرم از نهایت گفت
الرجوع هو البدایت گفت

گر جز این منزلی ولت خوش شد
تو زره اوفتاده لابد

باشند اعمال صالحت آنسوی
نفس تو باقیست ازانه روی

حال من شاهد است عالم را
بنگر از چشم خویش حالم را

هیچ این رنگ ها مرا نه فریفت
آنچنانیکه مرترا بفریفت

باغ و بستان بود به پیشم باد
در سر من هوای این نه افتاد

خانه و مسکن من آنسو نیست
هیچ خواهم اندران کو نیست

ورنه من کی بر این نظر دارم
چشم پوشیده ناظر یارم

هر چه بی روی یار خواهد بود
عاشق آنسوی چشم خود بکشود

گشت بالیده جان از این نامم
ساخت شیرین ابد ازین کامم

کرد این نام بیخود و مستم
حالتی طرفه میدهد دستم

نام او کوکب درخشنده
چون زجاجست طینت بنده

ذکر این نام فتح باب کرد
در جهان همچو آفتابم کرد

چون شراب طهور این نام است
جسم من جام او درین جام است

هست تحقیق ما که میمیریم
پس همان به که زاد بر گیریم

آن زمان مرگ ما بود چون قند
تا ز دایه بآن طرف خورسند

مردن تو ترا نماید تلخ
غرهٔ دولتت از آن شد سلخ

با کسی آلودگی ندارم من
هیچ آسودگی ندارم من

غافل اندر سفر نیاساید
رفتن راه جهد میباید

بر غریبان کجاست آسایش
یا بدل میل خورد و آسایش

هر که او طالب وطن باشد
او نه در فربهی تن باشد

فربهی خوب بهر حیوان است
کو غذا از برای انسان است

لیک انسان که عقل و هوشش هست
هست در فکر عاقبت پیوست

خود مگو چیست این بدایت ما
تا بدانجا که شد نهایت ما

نی از آنسوی و نی ازینسوئی
همچو سگ هرزه گرد هر کوئی

از ذهولت ز راهی افتاده
دل به لهو و لعب عبث داده

مانده ام هر دو چشم پوشیده
وانکردم بر نگها دیده

وصف ما زاغ چشم بینا راست
نی که نظارگی دنیا راست

این مرا باغ نیست زندانست
زانکه آنسو مرا دل و جانست

از برای تو چشم کردم باز
تا یکی شمه گفتمت ز آن راز

حیف نبود که نور بینائی
جز بدیدار یار فرسائی

اندرین باغ چون غریبم من
زانکه از منزل حبیبم من

ذکر این نام چون نصیبم شد
ذات پاک خدا قریبم شد

شد ازین نام رتبه ام عالی
سر زد از من کلام اجلالی

مرده را زنده میکند این نام
ذکر این کن بصبح هم در شام

تا ابد زنده من ازین نامم
هر دو عالم بر آمده کامم

طالبا ترا ز پرتو ستیست
از ضو حسنش این همه مستیست

مرگ در عشق او مرا شادیست / از همه بند و قید آزادیست
چونکه انجام عالم است فانی / گر برین دل نهی تو نادانی
اینجهان خاک آب آلوده است / طالب بحر از آب آسوده است
چشمت از ابلهی به توحید است / شپرهٔ آفتاب کی دیده است
این دلم مایل تماشا نیست / اندرین فرع اصل پیدا نیست
آن کسانیکه اصل را دیدند / چشم از دید فرع پوشیدند
پرده باید در دید و دیدن نور / چشم پوشیده دیدن آن دستور
گر باین سوی دیده آنسو یار / می نیابد که هست اینش کار
چشم پوشیده هر که بینا شد / از همه سوی در تماشا شد
چشم باطن بهر جهت بیناست / زانکه آنسو جهت نیامد راست
نیست در چشم زین طلب خوابم / کم بتحصیل دانه و آبم
منظر چشم بر قضا دارم / دل بمرگ از سر رضا دارم
مرگ که‌ها بهر کس آید پیش / جانب مرگ میروم از خویش
این خبر راز مخبر الاسرار / کن مطالع که کرده ام اظهار
روز و شب صرف در نمازم هست / همچنان گریه و نیازم هست
عشق آنسو غالبم آمد / حق مرا راه دید بگشاید
چون ازین نشاء چشم می پوشم / اندران بزم باده می نوشم
چشم باطن بچشم ظاهر یار / گر شود دوست راست هر سو یار
گر نه روز و شبت یکی باشد / نزد ما مر ترا شکی باشد
هست چون روز و شبم هم هست / این کرامات کرد بر من بست
آنطرف زان سبب نگاهم هست / جانب وصل دوست راهم هست
تو در افزونی و همه اسباب / من نه بندم بخویش زان ابواب
تا نه آن دانه صرف طاعت شد / آن نه بر من غذا و راحت شد

آنچه این باغ و آنچه بستانست / پیش من لهو و لعب طفلانست
پس به فانی چرا به بندم دل / نور نگه ارم بگیرم گل
مطلب من ز خاک این آب است / گرچه در خاک تیره نایاب است
ذات پاکش غنی ز عالم هست / دیدن آن کسی نیابد دست
لیک اینها دلیل آن دانند / وحدتش را ظهور آیاتند
گرچه عالم ظهور آن نور است / نور در فرط نور مستور است
چشم یکسوی ناظر است هر سوی / کی تواند که او ببیند روی
ورنه اینسوی دید و رفت آنسوی / هست بینا دو چشم در یکسوی
هر که زاینسوی چشم خود پوشید / خویشتن را فنا ازین ره دید
آنطرف تخم آرزو کارم / سوی مرجوع خویش رو دارم
میکنم اندکی بخوف اطعام / جوع ندهد بنفس من آرام
لذت مرگ پیش ازین دیدم / شاد گشتم از آن و رقصیدم
بلبلی گفته ام درین احوال / شکر کردم بایزد متعال
فکر این باغ نیست در جانم / آنچه باغ منست میدانم
آنطرف منزلست و ماوایم / ایخوش آندم که راه پیمایم
هم درین نشاء ام در و بسیار / جلوه‌ها دیده ام در آن بسیار
چشم پوشیده هر که بیند روز / نور توحید راست او فیروز
ورنه دعویش ننگ و ناموس است / پیش ما آن تمام افسوس است
گفت شیبان راعی آن دیدار / هست سی سال شب نبینم یار
نی شب است و نه روز آنسویم / چشم پوشیده آنطرف پویم
بر تو اینسوی عشق و بر من جبر / تو کنی رنج و سعی بر من صبر
تو بسوی خویش شوی دراز خرسند / من خورم در غم الست افزدن
تو کنی خود باختیار آن کار / من از آن کار گشته ام بیزار

برخود از فعل خود حسابم ہست
جبر را اختیار خود کردی
گر تو زیں جبر روی برجبار
چون مرادت شدیں مریست اوست
من در ایں جبر چون شدم مجبور
شد ازیں باغ و گل دل من سرد
ورنہ چون مردہ ماندہ بیکارم
شد دل من ز ہر تمنا سرد
گر مرا اختیار من بودی
از ہستی خود بفریاد است
چون گذشتن از ایںجہان دایم
بہ کہ اینجا بیاد او باشم
ہر کسے را بکار خود کار است
بشریت سفر بدانا شد
ہست ذات خدا ز ما پنہان
حق کسے را کہ بہر خود بگزید
مردہ سان ہیچ اختیارت نیست
او بہر فعل خویش معذور است
سر بزانو فکندہ بنشیند
ہست بر سوی امر حق مجبور
ہرچہ شیطانیست و نفسانی
ہیچ کام از جہان دونش نیست
مرشد دیں کہ ایں نصایح گفت

برسر نفس احتسابم ہست
از سر بددلی و نامردی
می نہادی بسجدہ آن غفار
دل خوشی ہا بباغت از آن رو ہست
گریہ کردم باو شدم مغفور
غرق در بحر عشق خویشم کرد
چشم در کار حکم او دارم
حق چو چشم مرا بخود وا کرد
زاینجہانم برون وطن بودی
زانکہ ایں دیر محنت آباد است
بر خدا سجدہ ہر زمان داریم
از خلائق نہفتہ رو باشم
فرد بودن خوشی باز اد است
زانکہ از نور دوست بینا شد
ہر کہ پنہان ز خود ببیند آن
او جہان بہر خود چو زندان دید
بر خود از غیر اعتبارت نیست
زانکہ در اصل کار مجبور است
جلوۂ وحدت خدا بیند
ظاہر و باطن از مناہی بود
رستہ است آن ز لطف یزدانی
دل اسیر کم و فزونش نیست
زان دل اینجان چو گل بشگفت

ہرچہ در شرع شد روا بر من
جبر از آن بر دلت گوارا شد
زیں بلاہا ترا رہا مید اد
اینجہان را مکان خود دیدی
خویشتن را بفضل او دادم
کارم آنست ہرچہ فرماید
ایں جہانست چون قفس تنگم
ہستی و ایں قفس بہم جازم
مصطفیؐ گفت گرسنے بودم
حق چو نو غراستش بخشید
می شناسیم عاریت اینجا
گر خدا با خلائق آلودی
زیں سبب مرد حق نہان باشد
ایں سخن گفت حضرت عمرؓ
چون خدا طالب نہانیان ہست
از دل و جان ز ہستیست بیزار
زانچہ اغراض نفس از ان فانی
دید در خود کہ اختیارش نیست
ہمہ دریں حال ہست مجبور او
عاصم وقت و حال او جبار
از ہوا و ہوس بری گشتہ
ایمنہ در نہ قبول ہم یکسوی
نور افعال نور خود نسمرد

اندران راہ میکنم سر من
زان دریں باغت ایں مدارا شد
تا نمی شد بہ نفس تو بید او
برخود ایں ظلم خود پسندیدی
از خود و کار خویش آزادم
کار دیگر ز دست من ناید
زان بہستی خویش در جنگم
صحبت شانست روز و شب لازم
بود نسبت از بود بہبودم
او از ان عیب اینجہان زاید
ہست ما را بنزد حق ما وا
بعد ازان او کجا خدا بودی
از جہان در فنا جہان باشد
از سفر ہم فزون برآمد سر
شو نہان تا وصال بدہد دست
ہستی او کنون از دستمار
غرق در حیرتست و حیرانی
قدرتی ہیچ فعل و کارش نیست
جبر کرد اختیار و مسرور او
میکند کار و ہست نیکوکار
فارغ از ایں سرآن سری گشتہ
تافتہ رو ز غیر و بر حق بودی
بر سوی اصل و فرع رہ بکشود

گفت من رهروم توئی هادی / دست من گیر اندرین وادی

طلب کردن طالب از مرشد حقیقت جبر و اختیار

حرف در جبر و اختیارم دار / تا نشود بنده از جنون هشیار

حق کند حاجت روا دارم / صاحب مال و زر تو در عالم

باز اجناس لهو و لعب الحال / شد بنا کردنی ترا دلال

نفس و دیو است آمر فحشا / زانچه گفتم توئی در آن شیدا

از خدا اجتناب از آن درخواه / کای خدا یا مرا تو ده بنما

گم ز دل مدعا چنین داری / مرد دینی و شوق دین داری

گفتم از جبر مختصر برفو / جز خدا هیچ سو منه سر تو

پس از اینها خدات دارد باز / تو کنی کوشش و طلب را ساز

پیش از آن نفس چشم کورت کرد / اختیار است نه جبر و زور نکرد

شرع اینها تو اجتناب از آن / مفتی ز جبر تو کتاب از آن

خواهش نفس هست و غیرت نیست / چون از اینهات هیچ جبرت نیست

بهر خود آن تو خیر انکاری / جبر نی اختیار آن داری

من ز دل خوش درین چمن بودم / بر تماشاش بگشودم

خود تو دیدی که من بغم بودم / بر غم آباد چشم بگشودم

تو ازین اجتناب من کردی / همچو خویشم درین تو ظن کردی

این بود اختیار مجبوری / نیست بر اختیار معذوری

زندان شهوت است خور با خواب / دایه نفس این سه را دریاب

گشته مجبور نفس خویشی تو / دور ازین جبر و دین و کیشی تو

نفس تو خواست تو رضا دادی / خود بخود دیو را صلا دادی

حق مرا داد تا بخویشتن درخواست / هست مجبور بودنت این راست

کرده اختیار خود آن را / می‌پرستی کنون تو شیطان را

بر در هر کسی طلب داری / روز و شب زان تعب طلب داری

گفت چیزیکه خواهشت باشد / بهر تحصیل نفس بجز اشد

با فسق و فجور دل طالب / آن طلب آمده ترا غالب

زانچه نفس تو خوش شود در آن / آنهمه اختیار خود میدان

گر نداری تو اختیار اینها / همچو زهاد می‌بکن آئین ها

دیو نفس اندرین رهم انداخت / باید ازین بلا خلاصم ساخت

آنطرف از قضا شدی مجبور / آن دعا زین بلات دارد دور

اختیار آنکه آنچه شد مذکور / خواهش نفس را شدی مجبور

پیش از آن کار طالب و راغب / بعد تحصیل خاسر و خایب

زان به نفست عذاب و تهدید است / حق ز نفست نه آن پسندیده است

گر خدا جبر تو در آن کردی / پس چرا نهی از آن بیان کردی

اختیارات نفس ای طالب / چون شود در نهاد تو غالب

اختیار تو در بدن این باغ / دل ترا خوش ز سبزه هر راغ

مرد زندان بجبر در زندان / باشد او کی بود بدان خندان

تو درین شادی و منم محزون / نیک بنگر بحالم ای مفتون

من که مجبورم همچو احوالم / چشم پوشیده نیست ازین دالم

اندکی زان کنم خبر دارت / چونکه هستم براه حق یارت

گر تو مجبور این سه حاجتی / تا ابد رفته در ضلالتی

خواهش فخر و زینت هر دم / باشد از نفس اندرین عالم

گر در آن نام که نفس خواهش کرد / بر در حق پناه از آنره مرد

گر جزا نیست راه گم کردی / داده اختیار و نامردی

طالبی عاشقی تو درین کار / نام شرعیت فاعل مختار

اجر آن نیک و بد ترا باشد / در خور فعل تو جزا باشد

آن شنود عاقبت نزاع حاصل
امر پیدا چه و چه پنهان است
ظاهرا آنچه بر تو فرمودند
کاهلی کن بخورد و خواب اندک
گر بگوئی که کرده جبار است
نقد مفتی آن خبر هستند
اختیار است مر ترا در کار
همچو اسپی که مرد شد راکب
میکشد سوی گاه نفس اورا
بود جبر از سوار رفتن راه
گر با مر سوار بردی راه
آنطرف میکشد بجبر دلم
گر بمقتضی نهی روا داری
این گمانست بی یقین چون امر
امر روحست هر کرا جسم است
کرده ما را از امر ما آگاه
گر نه روح اندرون تن بودی
بر مناهی که در تکبر گشتی
نیست آن فعل را مکن اوقاف
در ره اجتناب میکوشی
طوعا آن را وفا مکن مختار
زانچه نهی است از آن گریزانی
رای تو پیش از آن نبود آن سوی

تو بذاتی خود اندر آن فاعل
اندر آن هر که هست از آن است
راه بر سوی خویش بنمودند
بر سوی امر کن شتاب اندک
سوی اغراض نفس مختاریم
متفق در نهی اثر هستند
تهمت آن مکن تو بر جبار
رای راکب بسوی ره [illegible]
بهر خوردن در آن کند رو را
هم در آن جبر امر را بخواه
هم با مر سوار خوردی کاه
هست بر گندم از آن مشکل
اختیار است نه جبر او داری
از همه برتر است و افزون امر
آدمی آنست با نفی اسم است
کین ترا او نشکست اندر راه
کی در این خاکدان وطن بودی
آدمی هستی در زمین نشستی
هم فنا را بذات خود اثبات
جامه زهد و ورع میپوشی
خواسته اند آن نه تو جبار
ورد داد کارها همی خوانی
آنگهانی بر آن نمود آن روی

گرچه از نهان سوی او باشد
شرع را حجت است بر تو بس
اندر آن خواهش را گشتی کاهل
سوی اغراض نفس مختاری
زانچه کرده است حق ترا مختار
نفس تو جبر کرده از آن واداشت
سوی منهی که کام نفس است
سوی مقصد بجبر میراند
نیست امر سوار این نفس است
جبر و امر اتفاق توفیق است
گر بگوئی که خوردن کاهم
هر چه در عالم است مقتضی آن
گر بگوئی که نفس و دل انخواست
گشت بر امر انبیا مرسل
داد بر ما ز امر آگاهی
امر حق روح و ما بر آن زنده
چون رود امر حق ز تن بیرون
باش در امر و طاعت از جان را
از مناهی بجنب و پرهیز
هر زمان سر بخاک بگذاری
جبر او سوی جبر بر راه است
گر حبیبی و شد ز تو عصیان
همچو آدم صفی که گندم خورد

نیست گفتن روا که او باشد
نیست مقتضی مطلب تو کس
پس نداری تو علم ای جاهل
بر خدا تهمتست که جباری
که مکن هست تبعت در اخبار
جبر مشمار این تو ای نادان است
آنطرف میل خاطرت نه است
اسپ تا که نه راه میراند
هستی او به نفس در جنبست
گر شد این بر تو جبر تحقیق است
جبر انگند است در ره هم
وانچه امر است آنطرف میران
بود جبر و قضا که آمد راست
چشم ایشان به جان با فضل
تا نگردیم از آن گمان الهی
بندگی هست امر بر بنده
تن نماند بجان ای مفتون
حق ترا خود از آن درخواست است
آبرو را ز معصیت کم ریز
جبر را امر را کجا آدمی
همه هر [illegible] و لقضی [illegible]
هست آن جبر و آن قضا میدان
مرتبه داران بحسرت بمرد

گر دهم شرحی به نزد غافلی — هر زبان عجز و توبه و زاری
گر یقین است مرترا در دین — جانب امر و جبر کن آیین
بر تو نازل شد است کم بختی — عاجزی کن مبارزه سختی
توبه از معصیت بکر دست او — دیده عاجزی ندارد رو
تو نه‌ای بو آدمی هستی — توبه کن از گناه و ارستی
ای تو انسان بعجز و زاری کوش — بحر رحمت از آن شود در جوش
آدمی جبر دید در گندم — گفت ای رهنما رهم شد گم
عاجزی کرد و جبر را برداشت — شد یقین امر حق در آن سر داشت
سوی نهی که نفس شد جبار — گر بجای توی در آن مختار
هر خود آزار و ابنا بد داشت — باید از توبه آن زخود برداشت
داد فی الجمله اختیار است هم — گر دآگه ز جمله کارت هم
هست در علم او که مختاری — امر را امر و نهی از آن داری
هم کمال دگر شود حاصل — گر به بندی بطاعت حق دل
همچنان عاصی و کنی طاعت — بی تضرع نه در یکی ساعت
سر ز اخلاص نه بجد راندن — آنست عصیان ز تو بر افشاندن
اوست در جبر از تو کامل تر — متفق امر و جبر را بنگر
شد یکی امر و جبر در حکمش — از یقین سر بنه تو بر حکمش
هست منهی به نزد هر کس بد — تا توانی ز خویش میکن رد
تا از آن هم کنیم ما ارشاد — زان بیا در کس قضا بیداد
از قضا کور چشم چون کس هست — کس ز دست قضا نخواهد رست
از همه کار خویشتن عاجب — هم ز هر فعل خود بحق تائب
قوت و قدرتت عطا سازند — زان مصونت ز هر خطا سازند
زان هدایت شفاعت آید — راه بر سوی امر بگشاید

خون دل را ز دیده باران کرد — گشت اقبال سبز از آن کرد
گر بجز امر جبر خواهی دید — پس ز جبار بایدت پرسید
سرکش و سخت روی شیطانست — کار بد بوالهوس کار انسانست
تاکنون جبر کوست او در کار — حق همی گو بدکش که همی مختار
هست میراث از جدت این کار — باش هر دم ز خود در استغفار
جبر منهی از آنست بردارند — مرترا سوی امر باز آرند
کرد از عجز و ذکر یا هادی — بوده محبوس و یافت آزادی
جبر حق را نشانه اقبال است — نی که هر لحظه او بره ز اضلال است
اول نشان گر چه ز آن سو لیست — چون در آن ماند از آن سو لیست
روز و شب گریه میکن و زاری — تا رهایی از گرفتاری
گرنه میداد قدرتت در کار — با تو کی بود امر را بازار
ای تو عاصی به توبه آور روی — جبر کن عصیان خود ز خود میشوی
همچو آدم بتوبه روی آری — معصیت را ز خویش برداری
شرع را آنچه حکم خواهد بود — خواهد از جبر او ترا بنمود
هست قاضی هم اندر آن مجبور — می ندارد ترا در آن معذور
عالم است او نه همچو ما جاهل — تو مشو پیش امر او کاهل
گفتنی بر تو گفتم ای طالب — عاقبت امر حق بود غالب
با قضا کس نبرد نتواند — چونکه آن را کسی نمیداند
عجز هست هر کس از انجام — پخته و خام علم این جا خام
جز مناجات و عجز و زاری‌ها — روی بر خاک و اشکباری‌ها
باشد آن حق کند قبول از تو — دور سازد ز ره فضول از تو
معتصم باش بر در و درگاه — تا نشوی بره نی مشغول
دل ز ذکر و درود گردد پاک — بر بد و نیک از آن شوی دراک

گر دهد دست اینهم از آن نسوست / هر چه دریافت فضل از آن روست
گر شود سوی لب دین هادی / بخشد از هر بلات آزادی

نفی از جمله چون کند جانست / با خرد او شناخت ایمانست
نفست از دایه ها تبرا کرد / از همه سوی ره خدا کرد

زانچه نهبت بخویش داند عیب / کرد روئی نیاز از آن بر غیب
گشت عارف که چیست درد و صاف / دمبدم در تمیز و در انصاف

نور حق در دلش پی تعلیم / او شده هم بامر او تسلیم
نفس از این مطمئنه اندر راه / از بد و نیک ره شده آگاه

یأس دار ناره گشت از هر کار / در دل اوست محفل جبار
هستی در دلش چنان بنشست / نفس بر کار بد نیابد دست

زانچه از دل برون فشاندم من / وانچه را آرزو همی خواندم من
شد طعامی پر از مگس بر دل / زان بنفست تنفری حاصل

اندک آورده گر قضا پیشت / ساخت بیمار و کرد دل زشت
آن نه بر خویشتن روا داری / میشماری بدل چو بیماری

میکنی گریه تا شود شسته / جان پاکت ره خدا جسته
باطنت را است نفرت از هر کار / گشت جان و دلت از آن بیزار

در زبان میکنی تو استغفار / عجز آری به واهب القهار
زین بلا بنده را رهائی ده / از چنین شیوه پارسائی ده

من ازین فعل زشت بیزارم / چشم امید بر شفا دارم
پس گریزی بسوی درویشان / میکنی که به همت ایشان

که چنین کار بنده بیزار است / فاقه و فقر را طلبگار است
صحت جان و دل در آندیدم / اجتناب از همه پسندیدم

ورع و تقوای شفای دردم هست / تو حکیمی بس ده آن پیوست
نیست جز فقر هیچ خواهش تو / آمد آن نیست کاهش تو

زان بنفس تو محنت و آزار / شد بیکبارگی گشته بیمار
اند لا آنهمه دلاد بدی / بر بلای آفرین بنالیدی

بر سر نفس خویش آشفتی / نسبت کار بر قضا گفتی
در جزا هیچ ازین حساب نیست / گر بود فعل زشت عذابت نیست

چونکه در توبه زار نالیدی / مغفرت از خدا در آن دیدی
تلخی معصیت چو جابت کاست / توبه کار تو بر شفا آمد است

لذت آن شفا ز بیماری / یافتی میکنی بحق زاری
این بود قرب سالک اندر راه / از خدا ره بعجز و زاری خواه

نایب آمد حبیب حق در راه / توبه میکن تو مغفرت میخواه
بر قضا آفرین بنالیدی / چونکه در خود خبر از آن دیدی

متقی بوده از آن کار / شد ز حکم قضا ترا جبار
این بوفتی شود ترا حاصل / باش از نور ذکر روشن دل

همچو آئینه روبرویت آن / میکند خوب زشت جان بر جان
زانچه ناکرد نیست نگذارد / تا ز نفس تو سر بدر آرد

نفس بر دست دل بود مجبور / دل معلم که دار دار حق نور
نفس از آن بر دل تو مجبور است / کو بانظار دو دل منظور است

کرده او ورع پیش از هر کار / روز و شب محو جلوهٔ دیدار
وای آن دل که نفس را محکوم / باشد اعمال او بود بس شوم

دیو همزاد تو مسلمان است / در رهست باز نور ایمانست
لغزشی پیشت از قضا آمد / آن نه از تو و از قضا آمد

چون نهادی بنفس دستوری / اندر آن او فتاده مجبوری
آنچه کردی خلاف عادت بود / آن نه عصیان ز آن سعادت بود

عادت از محنست از نفست / هم ز شیطان از بن خواهی نه ست
خواهش نفس اگر تو خواهی خواست / نیست آن در طریقت ما راست

گر مخالف بنفس خواهی بود / زان موافق شدی تو بر معبود
گر بود بر رضای نفست رای / بر خدا ایست مخالفت هی وای

دل که از ذکر میشود پر نور / او بهر کار تو نزاد دستور
هر چه فتوی دهد بکن آنکار / تا از آن کار حق ترا دربار

قلب خاشع که خانه شاه است / خواهش کار را خود آگاه است
او بداند که چیست او را خواست / آن کنم زان با دوست کار تراست

زان تو مجبور و زان تو مجذوبی / حضرت ذات را تو مطلوبی
گرنه تو زاصل خود ابدال / شرع استاد تست در هر حال

تا تو ابدال میشوی در راه / استقامت بشرع از حق خواه
در پی تیز کینه مدل می کوش / تا زند بحر رحمت حق جوش

بحر در خود کند ترا نابود / آنچه هستی تو زان ترا مشهود
مردی و باز زادی از مادر / نیستی رو ز هستی تو سر

خود به بینی چگونه ابدالی / نسبت از بیش در چه احوالی
ورنه زبینا نیست ای تو نابینا / بی عصا در طرف نیاری پا

کور را قاید ای بسر عصمت / شرع مجبر نه اصل و از فرعست
گر تو به حکم شرع مجبوری / در جبا غرق عالم نوری

شاهد پیر بیت سفیدی موی / گر بود پیر خویش را میگوی
همچنان گر دل تو بینا شد / از کم و بیش عیب بینا شد

بعد از آن خبیر را تو دانائی / حق ترا داد نور بینائی
غیر ازین نیست از خصت خیرت / صبر میکن که ره دهد صبرت

کمه تو از حال خویش ابدالی / صاحب وقت و صاحب حالی
وحی قلبی است رهبر کارت / نیست با نفس خویش با زارت

بشنو اکنون ز حال مجبور ال / تا کنی بهر خویش دستور آن

راه نمودن مرشد مریدے را در جبر و اختیار

نهی گندم به آدمی کردند / از دگر سو بخوردن آوردند
کرد پرهیز و گفت این نعمت / گر خورم زان نفاق در قسمت

خویشتن را ز هر طرف دزدید / آن طرف نیز آن شجر میدید
کرد چندان نبرد با نفس او / تا نتابد ز خورد گندم رو

بر نتابد بر نزد ما تقدیر / لیک هرگز بدل نشد تحریر
دیو و زن هر دو یار هم گشتند / آدمی را نجم و ندم گشتند

تا بصد حیله خوردنش دادند / عمر در حکم سپردنش دادند
آن در اینجا به هیچ حکمت بود / تا از آن مصطفی شود موجود

آن همه انبیا که بر عالم / در وجود آمد از بنی آدم
همچنان اولیا در آدم زاد / کرده از آدم صفی ایجاد

آدمی از بهشت شد بیرون / بود تقدیر حضرت بیچون
زان پدید آمدند اولادش / شد چنان کر نبود ایجادش

خوردن گندم است مجبوری / دادن آن رضا بدستوری
تا رضا داده که نفست بود / بر تو اسباب آرزو ننمود

آدمی آن همه قضا دانست / لیک گفتن ز ترس بتوانست
ورنه از نور علم الاسما / بود اندک نه اصل آن دانا

دید بکن بهر ذلت من این کار / بر قضا داد حضرت جبار
عزت و شان کنون ز من بردند / بر اگر عصا به بسپردند

بایدم عجز و بندگی در پیش / کرد و شرمنده بودن اندر خویش
بایدم شست از اشک این عصیان / تا بیابم مغفرت ره زان

با چنین عزتش چنین خواری — کرد در پیش علم غفاری
نور افعالش علم الاسما — کرد از خواهش خدا دانا
لذت توبه را از آن چشانش — تا که شیرین بیا از آن شود کامش
کرد بر خود ز ظلم تو تهمت — توبه آورد و کرد حق رحمت
گفت یارب توئی در آن دانا — ظالم من به نفس و ظلمنا
عالم الغیب نیز مبدا لست — کادمی ترک جبر نتوانست
خویشتن را شمرد او مظلوم — شد ز مجبور حق چنین معلوم
از دهن خورد و کرد دل پرخون — داد آن خون ز چشم خود بیرون
بحر رحمت بجوشش آورد او — عفو حق در سر وش آورد او
توبه و تایب است او را دوست — توبه و جرم آدمی را خوست

گفت ظاهر و راست نهی اینکار — امر بستر دنم بود زنهار
گر کند توبه آدمی ز انکار — حق بر آن گر به اش بود غفار
جبر در نهی گر ترا ز انبوست — هم تو زان توبه کن که آن نیکوست
ظلم بر نفس خویشتن کردم — از سر جهل کندهی خوردم
نفس گفتن بدوست رمزی بود — نور افعالش اینظرف بنمود
جانش مایل به تو و بر گندم — کرد تقدیر من ز پیشش راگم
جبر را عجز شاهد حال است — زان برش دولت است و اقبال است
در همه عمر خویشتن بگریست — او پی گریه بود تا می زیست
حق در آن آب آدمی را سوخت — زان ره توبه را بما آموخت
تا بیان را حبیب خوانده دوست — جبر و عصیان از آن از او ست

شرح دادن حال مختاران بر طالب

بشنو اکنون ز حال مختاران — او سر خویش یافت زان در دم
دیو را گفت سجده آدم — باطنش هیچ راه نشمارند
ظاهرش را حساب میدارند — فعل را نیز فعل خود شمرد
هستی خویش در میان آورد — میشمارند هر دمش ملعون
از قبولان حق شد او بیرون — ساز داور اخلیفه در عالم
گفت از خاک حق کند آدم — اندرین نیست جبر و ها بی
بوده است نیتش سرتابی — گشت خوشحال تر بسی خندید
لعنتی گشت چونکه ز خود دید — اختیار است گر خبر یابی
علم او یافت راه سرتابی — سر چو نیست ز ندز تو افعال
اندرین راه نیست اعمال — آنچه خود خواست حق بدو بسپرد
بربد خویش ظن نیکی برد — بر خود از فعل خویش بینا لید
او اگر ظلم خویش را می دید — تا ز من محو کن که تو نبری
سخنم من زیاده تر چه دیدی

گیرم او با طنش خدا داداشت — در پی دایه ها گرفتار آن
ظاهرش داشته است حق منظور — تا سر خود بسجده اش نگذاشت
قبح را حسن خواند آن بدبخت — هیچ ره نیست فعل او معذور
او ز روز یکه عزت حق داشت — حجت آورد و کرد در رو سخت
من ندارم سر اطاعت پیش — سر بدعوی انا خیر او داشت
پیش از اینکه او شود پیدا — او برای خود است و من بر خویش
اندران حال خویش به دانست — داشت ابلیس نیت الوهی
هم در آن کار اختیارش شد — در دل خویش از آن فره دانست
جهل را علم گفت از جهل او — دیو بودن بخود قرارش شد
بود چشم درون او بی نور — زان ابد مانده است نااهل او
کای خدا تافتم سر از فرمان — ظلمتش ماند زین سبب مستور
کرده ام بد تو نیک کن پاداش — شد نصیبم ز قرب تو حرمان
هست عقابت در عالم فاش

می ندید اختیار در خود او
عمر بسیار داشت آن ناداشت
گر کند توبه آن قبولستش
گر بدل بازگشت عزازیلیست
معصیت را ثواب انگارد
هست مغرور او بد انائی
سر برافراشت دید خود راخیر
شرح مجبور و جبر دارم پیش
آدمی آهوی به صحرای
پاک میخورد تا شود خوشبو
هرچه داند که نیست این خوشبوی
گردنش بند کرده در زنجیر
او گر از جوع زار خواهد مرد
هست از این زندگی ملال اورا
در مناجات د عجز میگوید
عشق صحرا و کوه دارد او
پیش ما هست در عبادت او
گاو خر را سرشت دیگر شد
از گل و لاله بیخبر هستند
گو بدین باغ قید و زندانست
طینت زشت را که نیکو کرد
سگ حلال و حرام کی داند
خلقت و اختیار آن دارد

زان سوئی عجز و گریه کردی رو
سعی میکرد و سیه برمیدا اشت
رتبهٔ خویش باز اصولستش
لیک اینکار و قف تب بلیست
خویش را نخوش بعلم خود دار
کور باشد بفرط بینائی
حق سوئی نیستی ندادش سیر

کای بدان ای تو نیک سازنده
گر کند او کنون پشیمانی
توبه کس زرحمتش رد نیست
علمش این راه را نه بنماید
بر نصایح نه نهد گوشی
نو را انفعال در ضمیرش نی
اختیار امت نفس و استکبار

مثال آوردن مرشد برای مرید حال مجبوران را

میچرید گیاه از جای
آنچه تبدیل می شود در او
از چرا گردنش بتابد روی
داد هر چراگیاه از میر
سبزئی سبز را نه خواهد خورد
تا چه پیش آمد است حال او را
هر زمان مرگ خود همی جوید
از غم اینجا ستوه دارد او
یابد از حق جزای طاعت او
طبع ایشان بخورد و بهتر شد
خورده و زهره مبتلی هستند
سوی آخر مراد دل و جانست
گشت راجع باصل خود ره کرد
کام در مذبله همبر اند
بهر این او بجسم جان دارد

آن چرا جمله سنبل و گل بود
آن خورش اختیار خود کرد است
ناگهان گشت صید صیادی
بست در آخر خران او را
چون بریحان و سنبلست خوش
باطنش در نفیر و در فریاد
اندرین اختیار او کی بود
بر دل و نیتش بصیرست او
همچنان کو بمرد مظلوم است
هر دو آخر بهشت میدانند
تا بباغست نفرتش باشد
من ازین دشت و باغ بیزارم
سگ چه داند که باغ و بستان چیست
او از ایجاد همچو مخلوق است
هست مختار گرچه مجبور است

من بدم شو مرا نوازنده
هست مقبول لطف یزدانی
رحمت وجود او لی خود نیست
در جهان جهل خویش آساید
نیک و بد را نمیکند هوشی
عاجزی نیز در ضمیرش نی
سوی فضل خدا ازین زنهار
اندکی باز بشنوای درویش
زان خورش نافه کردنش مقصود
غیر ازین سان گیاه رد کرده است
بر سرش رفت جبر و بیدادی
خیرها میرود از آن او را
کی غذا هست سیر بد بویش
تا شود او ز حبس و بند آزاد
از قضا همچو حال رو بنمود
هم در انجام دستگیرست او
وانکه مظلوم مرد مرحوم است
رفتن باغ زشت میدانند
سوی آخر محبتش باشد
سوی مادای خویش پردازم
سگ چه داند که برگ ریحان چیست
او ز تقدیر حق نه خواهد رست
صحبت و شر او ز هم دور است

گر از اینها یکی شد آهو یار — برد این را بجانب گلزار
حق شد او را دلیل ره از دور — روز آخر بدشت وحشی شد
کرده درخواست خوی ایشان را — کعبه دانست کوی ایشان را
کرد از خوی خویش نفرت او — بود سگ گشته است کنون آهو
او از آن خورده ها پشیمان است — رالیش انجا برگ الحانست
نور افعال نافه را گویند — آن ز اذکار طالبان جویند
آنچه او خورده و شده خوشبو — خورد این نیز گشته است چو او
با سگی از غذای خود سر تافت — خوردن برگ و گیاه خوش یافت
شد بلطف خدای او مجبور — ز سگ نهادی دور
او از این کار نیز آهو شد — تا فت او نیز نافه او شد
از سگ کهف جست این راز — از نبی بشنو این حقیقت باز
پاک گشت او ز صحبت پاکان — داد این بر محبت پاکان
ای خوش آنرا که حق طلب باشد — همچو جبری براه طرب باشد
چون قضا کرد بند دام او را — در قفس ساختند رام او را
از قضا پیشش آمد این احوال — هست مجبور و عاجز و بدحال
در قفس زار و بیقرار است او — در رها گشتن انتظار است او
نی خورد دانه و نیارامد — نی یکی قطره آب آشامد
جان او سوی باغ و بستان است — در قفس او اسیر زندان است
بالمنش عذر بر خسد اگوید — راه سوی خلاص میجوید
همتش میکشد سوی اصلی — منتظر تا شود قفس در وا
نی چو آن مرغ کند خانه — کو ز سر گیس طلب کند دانه
شد چو فربه ز دانه و آب او — بر سر شیخ گشت رنا باب او
در طهارت شتافت بر دریا — پاش لغزید و اوفتاد از پا

بر سوی دشت رهنمائی کرد — در طریق رفق و آشنائی کرد
قبح در خود و حسن ایشان دید — اشکباران بفضل حق بالید
کرد با آهوان انابت را — دید از حق دران اجابت را
باطن او ز خلق رم دارد — آهوی صورت غنم دارد
این زمان پیش ماست او آهو — ناف این گشت نافه خوشبو
محترز از غذای شبه استند — ز آفت نفس از این عمل رستند
آنچه او کرده بود این هم کرد — گشت همرنگ اهل دل این مرد
هر چه مردار از آن تجنب کرد — بمخورد او چو آهوان از درد
هم ددی را ز خویشتن بگذاشت — کرد این فعل تا بتن جان داشت
صورتش سگ بسیرت آهو است — اهل دل را مشام از ان خوشبو
هم در آن باغ و هم دران صحراست — همچو آهو ز خلق ناپیداست
سگ براه خدای شد آدم — آدمی راست جای خود فهم
بود جائی هزار دستانی — آشیانش بباغ و بستانی
بوده است از گروه آزادان — مهتر و خوشنوا و بس شادان
چونکه از آشیانش آمد یاد — او بنالد بشیون و فریاد
غلغل آسمان ز فریادش — خلق عاجز ز دست بیدادش
بر خود این جان قهر پندارد — دانه و آب زهر پندارد
دانه و آب در قفس بسیار — او از آن آب و دانه در زنهار
خورد بهر رخنه میزند منقار — تا گشاید رهی سوی گلزار
رحم بر حال او کند هر کس — کای خدایا بداد این میرس
خانه اش کنده و برش مردار — در همه روز دانه چینی کار
صالحی پاک دامنی شب ها — جست از خواب بهر یا ربها
دامنش از قذر شد آلوده — تا نشوید نگردد آسوده

مضطرب گشته و شتابانش هست
تا ز خود آن حدث نمیشوید
جامه و جان او نمازی هست
پاکی خویشتن نمی جوید
جامه و جان او حدث آلود
هیچ گاهی بحق ننالید او
عادت آن دگر ز بدبختی
بلکه از اشک آب میجوید
وان یکی شد به تهمتی منسوب
هر طرف او شفیع می جوید
با خدا روز و شب دعا دارد
تا خدایش بلطف بنوازد
چون خدایش از آن رهائی داد
غسل کرد و ز خود کثافت شست
بر خود از فعل خود حساب آورد
روز و شب در نماز و کرد او
عجز و زاری بروز و شب دارد
از بلائی شدیدم او آزاد
بیشتر کن بذکر خود مشغوف
او برین جبر چون رضا دارد
خود بخود گل بر وی میمالد
خویشتن را بزیوره آلاید
که بجرمش خلاص از زندان

روی دل زان بسوی آبش هست
هیچ راهی دگر نمی شوید
از طهارت دمی ندارد دست
بر سوی گازران نمی پوید
همچنان هست و بود خواهد بود
فرحت جان خود در آید او
گشتنش پاک محنت و سختی
تا از آن جان و جامه را شوید
جبر را هست این زمان مغلوب
هر کسی را ز عجز میگوید
بر رقیبانش التجا دارد
از چنان ابتلا رها سازد
عمرها سر بسجده اش بنهاد
همچو گلبن ز باغ طاعت رست
از همه نهی اجتناب آورد
با طهارت بغسل خو کرد او
شوق طاعت ز حق طلب دارد
کرده هستم ز فضلش اکنون شاد
تا به او ذکر کم و شوم موصوف
راضی از خود و زان خدا دارد
بر خود از حال خویش میبالد
آنچنان که بر زنان شاید
میکند فعل زشت صد چندان

جامه و جان او نمازی بود
هست در هر دو حال او مجبور
وان یکی بی نماز و شارب خمر
نیست قید نماز در جانش
شرع گوید که اختیارش هست
وانکه عادت ندارد و دش شست
آن دگر را که هست آن عادت
تا ز از خویش کرد دور او را
در سراپایش از گل آلودند
بر مناص از کرم نوازیدم
هر زمان بر خدا نمازش هست
هر که مجبور جبر جبار است
ناخن خود بریده و مو بسترد
چونکه آزاد گشت و شادی کرد
گشت از نهی امر را مجبور
جامه و جان و جای او پاک است
میکند شکر بر خدا هر دم
گوید ای کردگار بی همت
کاشکی جبر صور نبندد
وان یکی گشته است دیوانه
بند در دست و پای آن بدحال
روز و شب پیشه کرده است این کار
تا بحد یکه باز گردد بند

دیده ما مانم از قذر آلود
راه مجبوریش بود پر نور
جامه صد جای بر از آن مردار
جامه چرکین نمود آسانش
بر همین عادت و قرارش هست
بهر شستن خود آب هامی جست
گفت بر خود که اینچه و آدت
بود بی طاقتی ضرور او را
سوی زندانش حبس فرمودند
مبتلا ام خلاص ساز بدم
بر در اهل حق نیازش هست
کردنش زاری ترا کار است
خویش را در کنار دریا برد
رنگ او سرخ و تازه همچون ورد
شد بذکر خدا از آن مسرور
در نماز و نیاز چالاک است
کو ز احسان چنین عطا کردم
اندرین کار جبر می افزا
در نمازم ابد به پیوندد
نشاء عقل و هوش دیوانه
او شده خوش بیاره و خلخال
نیستش هیچ شرم از جامه
او از انکار دار را پیوند

دار قصد هم دست و تخت است ‖ حال و اسباب لون لون رخت است
مصطفی گر شکم بر سنگ می بست ‖ بود در جوع با خدا پیوست
او نه خواهش کرد روزی از دنیا ‖ وانشست پیوسته روی بر عقبا
عاقبت مرد نیست بر تماشش ‖ هر که دایم یاد حق با خویش
نصح او را مزاج پندارد ‖ زان غرور زکیه او بسر دارد
او باغراض نفس مجبور است ‖ آنچه گویند جبر از آن دور است
طالبانرا که جبر در راه است ‖ گاه گاه است و نیز ناگاه است
جبر خودکامه جبر خاصان نیست ‖ نفس اماره را در آن جا نیست
در توسط ز جبر یا جبر نیست ‖ هر که دریافت اندر آن صبر نیست
گر بود محسنه رضا در آن ‖ مید هر عارف خدا از جان
طالب طاعت آنکه است او ‖ هر چه پیش آیدش براه است او
بی قدر کار هیچکس نکند ‖ جز قضا هم ز کار بس نکند
آنچه تقدیر بر سرش بنوشت ‖ جز خدا آن کسی درو ننهشت
در بر او یک جمله مجبور اند ‖ از تردد بظلمت و نور اند
شرع هرگز ندارد این منظور ‖ نیست هستی بهیچ ره معذور
ایک پرهیز حکم کرد از سر ‖ هم تو بر حکم شرع می نه سر
حق ترا قدرتی ز خود داد است ‖ زانکه امر و نهی بنیاد است
اختیاری در علم حق داری ‖ قدرتت داده است بر زاری
مصطفی و کتاب و پیغمبر ‖ آن یکی رهروان وآن رهبر
پس ز فضلی که نهی او فرمود ‖ بر تو در علم حضرتش بهبود
خیر و شر در عمل ز تو بر جا است ‖ حق ز تو آن حساب خواهد خواست
در حقیقت همه خدا باشد ‖ آن مکن آنچه او روا باشد
شرع را احتساب بر هستی است ‖ نی بر اهل جنون و بی‌هستی است

گر گهی گویدش مکن انکار ‖ ادنی زاده نداری عار
جامهای درشت پوشید او ‖ روز و شب در نماز کوشید او
با چنان شان رفت از عالم ‖ مفتخر شد افضل بنی آدم
مرگ چون جلوه گر شود ناگاه ‖ فقر و طاعت بما بود همراه
فسق و عصیان خویشتن داند ‖ تا ابد اندر آن بلا ماند
گر بگوید که این از انسو نیست ‖ از خدا لیش عذاب از آن رو نیست
نیست اغراض نفس در وی هیچ ‖ جبر نفسی بجبر او کم هیچ
خاص را جبر فتح باب آمد ‖ حاصلش عاقبت صواب آمد
هست دانا که حکم حق بر جا است ‖ نی که از حق برای خود درخواست
گر ز میمنه بود کند زاری ‖ از دل و جان بوصف جباری
آنچه گفتم تمام اجبار است ‖ در همه کار دوست مختار است
جادو شان قضا بدنبالش ‖ می نمانند در یکی حالش
هم نوشت او و هم ستر داست او ‖ خواهش خویش پیش بر داست او
گشته بر آرزوی ها طالب ‖ آنچه حق خواست عاقبت غالب
شرع بر خیر و شر که مومن شد ‖ هر دو را یک خدا است موقن شد
بر تو فی الجمله اختیاری هست ‖ شرع از این راه بر تو دارد دست
تا تو هستی در احتساب هستی ‖ از بد و نیک در حساب هستی
امر بر راه نیک فرموده است ‖ آن نه جبر است بر تو آن بهبود است
از مناهیت نهی فرمودند ‖ راه خیر و صواب بنمودند
شد یقین بر تو اختیاری بود ‖ تا خدا بر تو امر و نهی فرمود
ذره ذره شمار خواهد بود ‖ روز محشر که باز خواهد بود
ناروا کردی و نه حق گفتی ‖ حق چو حد ز چه ابرا نشگفتی
همچنین امتحان بر آن دارد ‖ مرد نیک و بیت از آن دارد

شرع را حکم نیست بر مرده   زانکه شد نفس مرده افسرده
او نه در امر و در مناهی هست   مرده است هیچ ره ندارد دست
گر کند دست باز و کاری کرد   زنده است او نه مرده در ره درد
مرد فارغ ز نیک و بد باشد   شرع را کی بمرده حد باشد
مست از آن حال چون شود هشیار   حد شرع است بعد از آن در کار
شرع گوید به نفس رانم حد   در خور کار نفس رانم حد
حکم حق است مرا بجد راندن   کی توان حکم حق ز خود راندن
مرده در قبضهٔ حق کند زنده   بعد ازانست جبر از آن مانده
مرده از امر و نهی آزاد است   او بر نفس از حق ارشاد است
هر چه بر نفس تست بر تست آن   زانچه منهی است از آن تو بر بیخوان
تا که اغراض نفس در پیش است   کس نگوید ترا که بیخویش است
گر بگوئی که نفس کرد اینکار   نیستم من مرا ازین زنهار
شرع گوید به نفس عذاب آید   نه به سر ترا صواب آید
تو ازین حرف او بتابی سر   زانکه از نفس بر تو آید ضرر
نیست شو نیست شد ز مناهی هست   چون شدی نیست هر چه خواهی هست
شرع [illegible] زند گر حد   پس نزد بر تو میزند بر خود
تو نبودی که کرد از آن سالک   تا بر آن حد شرعی آید باک
گر نه در دوزخم کی داری   نی ترا گر به است و نی زاری
نیستی بر تو درد هم نه بود   هوش از گرم و سرد هم نبود
گفتن حجت زبانے نی   بر تو نفعی و نی زبانے نی
گر نه ز نیسان ترا است مجبوری   دعوئیت باطل است و مغروری
خویش را هر زمان فنا میکن   همچنان طاعت خدا میکن
نیست زینگونه حال تو معهد   بهر تحصیل حال میکن جهد
از خدا روز و شب طلب توفیق   تا شود آنچه گفتمت تحقیق
هوش بیهوش بیت نماید روی   جبر با اختیار شد یکسوی
تا نه واقف ز نور افعالی   کس نگوید که صاحب حالی
زانچه در خاطر تو شک آید   نور افعال بر تو بنماید
نور افعال گر بدل باشد   دین و ایمانت مستقل باشد
او ندارد ز شرع بیرون پای   دستگیری کند ترا هر جای
نور افعال شرع بنهاد است   تا که افضل حق چنین داد است
نور افعال پیرو هر هست   ای تو کوری و آنت گیرد دست
استقامت بشرع در افعال   کرده گشتت در تو پیدا حال
او ترا پیر و تو مریدستی   از ره او بحق رسیدستی
عزت پیر بر مرید آنست   جسم اینست و پیر چون جانست
چند شرط است گر بجا آری   بعد از آن خیر را روا داری
باشد آن شرط ها بسے مشکل   باید اول که آن کنی حاصل
شرط آنست پیش مرشد خویش   مرده باشی نهاده سر در پیش
آنچه شرعست و آنچه احکام است   آن ز حق بر تو لطف و انعام است
عامل آن شوی تو از اخلاص   تا ترا آن عمل شود اشخاص
نور آن در دل تو بنشیند   آن دل از فیض قرب آن بیند
هست قرب فرائض آن نام   خوش کسے را که یافت از انعام
از فرائض تمام بگذاری   آنچه سنت همه بدست آری
هم نوافل که سالکان خوانند   تا دمی مرگ اندر آن مانند
ورع و تقوی شعار خود سازی   شرع را نیز یار خود سازی
هر چه کاری ترا بکار آید   آنچه بردارد آن بکار آید
لفظ الله ذکر تو دایم   از صفا گذر [illegible] در آن قایم

هم به وردت درود پیغمبر
او درین راه بهر تو رهبر
روزه باشی تمام اندر صوم
هم تو شب ها شوی قلیل النوم

زین عمل حالتی شود پیدا
عشق گوید بدر دل او را جا
گشت قرب نوافلت حاصل
ای تو در بندگی حق کامل

بحکم آن استقامتت نی سست
نور افعال از تو خواهد رست
در دلت نام حق چو بنشیند
نفس از دل کناره بگزیند

تا ازان مهره دست بردارد
جمله اغراض خویش بگذارد
نور ذکر خدا که سر افراخت
آنچه حکم خداست با وی ساخت

آینه بر تو روی بر دوست
زان دلت طوطی سخن گوست
گشت بینا دلت چو معنی یافت
سوی تحصیل کار خود بشتافت

بود دیو و کنون مسلمان شد
مومن حق و اهل ایمان شد
کرد اقرار آن فریبنده
کو خدایست من براو بنده

خواند او لا اله الا الله
کرد اقرار بر رسول الله
کرد نفی آنچه نفی باید کرد
شد در اثبات ثابت آندم مرد

پس بامر خدا و پیغمبر
تو مسلمان گذاشت در ره سر
حق ببینی تو حاضر و ناظر
بر کرم های او شوی شاکر

اهتزازت دهد از ره روی
وجد آن اهتزاز را میگوی
نیست بر ره هیچ اختیار او را
خواجه خود داشته بکار او را

نفس او زین ره است فنا فی الله
کردن طاعت است بقا بالله
در روانش روان خدا باشد
نفس و هستی او فنا باشد

پیش ازین بندگی بکرها کرد
بنده است طوعاً این زمان آن مرد
طاعت اکنون ز روی اخلاصست
از دو سو عاشقی بهم خاصست

بود طالب کنون شد است مطلوب
بوده است این محب و شد محبوب
فرصت کار خود ندارد این
بی رضا عضو خود نخارد این

گر چنینی تراست مجبوری
نیز در نزد شرع معذوری
سر نخواهد زد از تو عصیانی
کان نهد شرع بر تو تاوانی

از همه حجت نمازت به
با حق از عاجزی نیازت به
عارف سطوت خدا کردی
کی ز طاعت دگر جدا کردی

گر باینکار میشوی مجبور
تا ابد تو مظفر و منصور
مرده از خویش و زنده با دوست
نیستی در میان تو و تو اوست

بر تو گویند کار دنیا کن
اندکی زان معاش پیدا کن
گر تو دعوی کنی بمجبوری
جبرم این ره نداد دستوری

راست گوئی مبادک این حالت
بر دهد همچو جبر اقبالت
شرع را احتساب نی بر قبر
قبر دعوی نمی کند از جبر

هیچ از مرده نهی سر نزند
او بجز وحی هیچ پر نزند
منتظر با حضور ایستاده
تا چه پیش آیدش درین جاده

مرده هرگز نماز نگذارد
اختیار او بدست حق دارد
حق کند زنده در نماز او را
زانکه این بود پیش خود او را

از خدا آنچه بر تو دستوری
تو در آن سوی گشته مجبوری
ظاهر و باطنت همین حالت
شو موحد که اینت اقبالت

تو طریقت ره شریعت کن
سیر در عالم حقیقت کن
نفس تو مرده است و افسرده
عشق او را بخود فرو برده

امر عشقت احتسابت نیست
حق دهد اجر آن حسابت نیست
آنچه امر خداست ای مجبور
هست اندر صحف همه مسطور

هرچه در ظاهر امر برما شد
چون بباطن رسی مثنا شد
تو بر آن عمر گشته عامل
ز آنچه حکم خدا بر آن حامل

هر چه نهیست ازاں بپرهیزی / بر سر نفس خویش بستیزی
حق بر آنسوی حصنت کی داد / نفس اگر آنطرف رهی بگشاد
ای بسا زن که مرد راه استند / در جهاں عارف اله استند
حیف مردی که سر ز طاعت تافت / او نه جا در مقام مرداں یافت
مرد مجبور نفس چوں باشد / زانکه در نفس صد فسوں باشد
مانع خیر و راغب شر هست / لیک بر مردگاں ندارد دست
اندراں لوح هر چه میخواند / مطیع میراند
جبرت از نفس و تهمتت بر دوست / کانچه تو شبه کرده ام از اوست
زاں شریعت روا نمی دارد / ظلم بر کس خدا نمی دارد
نیک بین این مقام تلبیس است / جبر بنود ز نفس تلبیس است
بنده نفس خویشتن باشد / نفس او مرد و او چو زن باشد
نفس خود را متابعت کردی / نفس را زن شدی تو نی مردی
آنچه حق امر کرده رفت از دست / نفس ظالم بچار میخت بست
نفس در سوی امر دارد راهی / پس دراں راه داشتم پای
ترک عادت خود آید در پیش / هم دراں عابدی تو نی در خویش
هر چه بی حکم پیر کردی کار / آں همه نفس خویشتن بشمار
فادخلی فی عبادی اندر است / وادخلی جنتی سزاوار است
شد لکام تو گشت ظلمت نور / این شراب طهور ای مغرور
نشاء اش جبر نیست و حیرانی / بعد ازیں پیش ما تو نی فانی
تا من امن طاعت حق داں / هر زماں لا اله را میخواں
چشم مرشد ز مرده ما راست / مار او کور هر که یار است
در دل اهل حق هوا نبود / جان شاں مایل خطا نبود
گندم و آدم است آشکارت / حق بخود گرم کرد بازارت

جبر بر امر هست نی بر نهی / نهی را نهی کرد بر ما وحی
پس تو مجبور خویشتن هستی / لاف مردی مزن که زن هستی
بوده زن مرد وار بر طاعت / بوده است با خدا هر ساعت
او ز زن کمتر است دریں راه / مرد بودن ز هیچ زن کس خواه؟
هر چه جز عشق می بود نفس است / هر چه بر نهی میرود نفس است
نور افعال هست در سینه / بهر هر حسن و قبح آئینه
جبر بر سوی امر جبر از خواست / آں باغراض نفس نابود راست
این قضا نیست مقتضای ایزد / مقتضی منهی است نباید کرد
نور افعال را نه عالم / خود بخود ظلم کردی الظالم
گر چنیں است بندگی نبود / امر را ترک بندگی نبود
هست مجبور زن بشوهر خویش / نیست مجبور حق چنیں درویش
هر چه نفس تو خواست کردی آں / ساخت نفست بپایه مرداں
نفس خود را اسیر هستی تو / هیچ ز اغراض ها نرستی تو
اینچنیں عادتت سعادت هست / عاقبت از بلای خواهی رست
این بجز پیر راز کس که یافت / گر چه بسیار در طلب بشتافت
در دل شیخ گر تو جا داری / جای در محفل خدا داری
جام پاک خدا شرابی داں / جام خود پر بکن بره میراں
هست این باده را چناں مستی / تا بخود نشوی ز هر هستی
اندریں بزم دیر باز آرزه نیست / از چنیں حال نفس آگه نیست
بیشتر گفتنت که مجبوری / هست بر بیخودیت مستوری
نفس چوں مرده و فنا باشد / پس دلت خانه خدا باشد
گاه اگر از تو شد خطا صادر / نزد ما آں خطاست بس نادر
ما نیز ازیں سبب بگریانیم / از دو ره توبه بر خودت خواند

هست میراث بر جدت اینخال / آدمی زاد تو دیت را دال
این زمان ترک عادتت کردند / پای تا سر سعادتت کردند
در طریقت خطاست نه مراسست / کرده است وهو معکم آگاهست
گر گناهی کنی ز عصیانست / آن تباهی چو خال خوبانست

در بیان ذلت مجبوران که عاقبت آن تحصیل حسنه دارد چونکه آن از اختیار خود بود در اختیار

خال گفتیم روسیاهی به / غرق در ظلمت مناهی به
خال بر روی خود بخود کردی / تا نگویند بر تو بد کردی
هر چه مشاطه از جمالت خواست / کرد برخورد دانش خود راست
در جمال تو خال زیبا شد / بهر عشاق فتنه پیدا شد
هر که آن خال عیب تو بشمرد / نام مشاطه را بزشتی برد
ای که داناست نیک میداند / هر چه زشتست تو خوب میداند
آن ز عین الکمال تو حافظ / تا بمردن بخال تو حافظ
خال گفتم نه روسیاهی به / این نبیت خال بر تباهی به
ال بر روی آنکه او خونسروست / گر یکی ذره باشد آن نیکوست
دست مشاطه از همه بالاست / نیست چون وچرا درانجا راست
هر که در بند عیب غیب آمد / پای تا سر تمام عیب آمد
غیرت حق کند بعیبش کار / عیب بینی مکن بکس اظهار
آن بود نکته عبودیت / از تو این فرق در الوهیت
بر تو خال سیاه در رویست / روسیاهی از آن به بدگویست
لیک یک خال گر بود بر روی / هم ز خود دور کردنش بجوی
گر گذاری بروی خود هر خال / هم سیه رو شدی تو در اینحال
گر از آنسو بروی تو خالیست / مرحبا مر ترا انکو فالیست
وانکه بر هیچ خال گوید بد / کرد مشاطه اش چو شیطان رد
دیو در خال خاک آدم دید / سر ز امر خدای خود دزدید
کرده مشاطه اش سیاه انجام / تا نگیرد بخال خوبان نام
نزد ما کافرست آن بدگوی / گردش این رشک وطن سیاهی روی
بر یکی خال دید غیب از راه / وای بر آنکه هست روی سیاه
حاسد عیب خود نمی بیند / تا دمی سر بجیب بنشیند
هر که عارف بعیب خویش آمد / جدّ او در علاج پیش آمد
وانکه او عیب را هنر داند / تا قیامت بعیب درماند
عیب خود دیو چون هنر دانست / دور گردن ز خویش نتوانست
غیرت حق ز هش ز بدن بست / تا ابد او بعیب بینی هست
عیب بین چشم کور شد او را / اختیار است نه زور شد او را
آدمی خال دانه گندم / دید در خویش و گفت ره شد گم
بر بیاضش سواد پیدا بود / خود ز غم ساعتی نه آسود
روی در تیرگی زدودن کرد / حق مر او را از آن ستودن کرد
شد تنی دور کردیش جایگاه / کرد حاصل کمال ها زین راه
حق بدامش که دانه انداخت / زان بدارین پادشاهش ساخت
هر چه ز انسوی باشد آن زیباست / بد بود هر چه نفس ها در خواست
بهر یکدانه گرچه عصیان دید / سیصد و چند سال می نالید
دید در حسن خویش آنرا عیب / بر داز انره چشاه دار عیب
دانه را خال میتوان گفتن / کی توان خرمنی ز خود رفتن
خرمنی هم اگر بود یا رای / جانب حق به توبه ده بنمای
گفت لا تقنطوا از آن مندیش / توبه گویان بعجز ره کن پیش
عارف نفس خویش عارف اوست / وای بر آنکه کور گردش دوست

او که عارف بنفس خود نبود هیچ علمش ز نیک و بد نبود

تا ببینی که خال چون باشد زینت حسن ازان فزون باشد

بارها شسته و نشد آن دور پس بدار اهل خال را معذور

در تسود وجوه نبود خال زانکه او هست و بد سیاه افعال

صوفی ما که حسن خوش دارد خود بر خسار خال بگذارد

باشد این نکتهٔ عبودیت تا پرستید ازان ربوبیت

آدمی را ز خال بد بشمرد ظن بصافی او کدورت برد

حسن و خوبی تمام ز شتش شد منع در رفتن بهشتش شد

گشت آدم بخال خود بینا گفت ازان ربنا ظلمنا

شد ممیز جمال را از خال دید ازان راه دولت و اقبال

هست هم وعد نعمت دیدار هر کرا علم آدمی شد بار

هست از ضوء حسن او عالم فخر ازان حسن بر بنی آدم

دیده در حسن خود نمایان خال ما عرفناک گفت ازان حال

بس حقیر است و بس بزرگست او منتظر با خدا نماید رو

از سمک تا سما بود سیرش در سفیدی سیاهیست خیرش

نکتهٔ غین و عین ازین راه است غین ازانرو ز عین آگاه است

خال دارد خیال تو مستور هست خودبینی است ازین ره دور

هر کرا خال اشتها دارد سیر تا سوی منتهی دارد

قیمت و قدر صوفی از خالست هر کرا خال صاحب حالست

از سر غین نکتهٔ عینی گر شود در نبید او عینی

نکته بر حرف دال بر معنیست پس یقین شد که نکته در معنی است

حسن خود حسن آفرین با آن در همین خال کرده است پنهان

نقطه بی بلفظ بسم الله هست اینخال عارف الله

کس نمیگویدش که ای بدگوی این سیاهی ز روی خود میشوی

خال بر روی رومیان زیباست گر بزنگی بود کجا پیداست

در تبیض وجوه اگر خالیست اندران صفحه آن نکو فالیست

در سیاهیش گر سفیدست خال اوست مبروض و خال بر آن دلال

گر نه اینخال بر رخش بودی خویش را چون خدای بنمودی

حسن خود دیده و بود سر افراشت خال در روی او خدا بگذاشت

پای تا سر سیاه کردندش علم و طاعت تباه کردندش

زشت را نیست پیش خوبان جای خوب را کو بزشت رو بنمای

که بود در خال حسن خود پنهان ماند مصئون ز چشم زخم ازان

هر دو عالم بخال او دادند باغ و جنت مآل او دادند

مصطفی زبدهٔ جمالش هست اشرف الخلق جمله آلش هست

ما عبدناک ازان عبادتها گفت آن منبع سعادتها

چشم را مردمک کم از خالست بر سیاهیش بین چه اقبالست

چشم را چون سفید نسبت بسیار بر سیاهیش لذت دیدار

وسعت حال از سر حالست سوی نسبت حقیقت این دالست

خال می یابد از خدا دیدار خال از روی خود دمی بگذار

هر که بی خال او نه انسانست آدمی صورتست او شیطانست

ذات پاک خدا بود واحد خال صوفی بوحدتش شاهد

شاهد خال نقطه نقطهٔ اوست خال بر روی دلبران نیکوست

لفظ و معنی ازان شود نابود نکته بر لفظ بودن اینست سود

سر اهل کمال از خالست بحرفه بر جمال از خالست

ورنه جز خال اگر نماید روی هر دو عالم شوند بر یکسوی

مصطفی چون جمال خود را دید من رآنی بگفت و خوش نالید

چون که بر خال چشم خود بگشاد   تا عبد ناک کوی او بنهاد

زین سبب بیشتر جمالش شد   عشق حق بر جمال و خالش شد

صوفی ما بحال مجبور است   در رهِ گشتنش رهی دور است

گر ز خود دور گردد یکساعت   باز ماند از حلاوت طاعت

بی طهارت شد و نمازش نیست   راه عجز و نیاز بارش نیست

لذتی اندر آن نمی یابد   جستن حال باز نشتابد

خال در حسن از خدا جود است   خال عزّ و بهاش افزود است

مصدر طاعت و نماز است این   مفتح باب هر نیاز است این

گر کنم سالها ستایش خال   مجملی گفته باشم از آن حال

صوفی از خالِ خویش بردارد   بر سر خود از آن خطر دارد

حالت خال دیدی از منصور   کشته شد چون که گرد از خود دور

یا شود کشته یا در آن میرد   حسن بی خال حسن نپذیرد

بحر العرفان ما از آن خال است   و رنه بی خال راز بال لاست

نکته بر لفظ زیور لفظ است   زان حسن و عقل هر لفظ است

غین بی نقطه عین بنماید   عین را نقطه غین بنماید

معنی لفظ کس نمی یابد   تا بمعنی ز لفظ نشتابد

صیقل مرآتِ یقین خال است   چشم را مردمک همین خال است

گر دو سه مردمک بود در چشم   می نباشد دگر ضیا در چشم

هر یک عصیان خدا کریم هست   تا بجرمی به توبه میزن دست

از همین خال اینجهان برپاست   ورنه فانی همه بقا حق راست

اندکی از بقا که بر ما داد   خال نیکی بر جمال ما بنهاد

زندگانی عالم از خال است   رونق روی آدم از خال است

خال با ماست تا ابد همراه   خال ما را ز حال کرد آگاه

مردمک گر بچشم در نبود   چشم را بعد از آن بصر نبود

هست یک نکته حال را تا خال   هر زمان باشدش ترقی حال

حسن و خوبیش روز افزون است   از همه چشم زخم مصئون است

کودکی را که مام دارد دوست   نکته نیل بر رخش زانرو است

ورنه دارد ز زخم چشم آسیب   دادش از نیل بر رخِ خویش زیب

چشم نرگس اوست از هر کس   نیست پیدا جمال او هر کس

تندرستی صوفی از خال است   هر که را خال صاحب حال است

ما ز عین الکمال ترسیدیم   خال در حسن مصلحت دیدیم

هر کس از نقطه لفظ می داند   گر نباشد نقطه غلط خواند

چون غلط خواند کس شود کافر   پس بود نقطه سوی دین اظهر

زین سبب بیشتر جمالش شد   عشق حق بر جمال و خالش شد

هر که او صبیح خواهد بود   خال در روی ملیح خواهد بود

نیست زیبا بروی زنگی خال   زانکه زشت است او قبیح احوال

زان سیاهی سیاه تر گردد   خال زشتش تباه تر گردد

لیک خوب است بر رخ خوبان   دلربا زان جمال محبوبان

از برائی گزندِ چشم آن خال   گرد بر رویش ایزدِ متعال

مرغ دل راست خال چون دانه   بر سر دانه مرغ دیوانه

مرد را خال تا نهایت حال   شد بسوی کمال او دلال

تا نه کارش بصافی انجامد   صاحب حال می نیاساید

زنگ از آینه بایدش بزدود   خال ماندن بروی او این بود

وندران رنج گنج ها یابد   باز از آن زنگها رها یابد

در بیان آنکه طالب حق همچو یوسف است و دنیا و عقبا

آن شنیدی که یوسف صدیق   گشت محبوب و زشت داد این تحقیق

گر شوم پادشاه دوران من   می نمایم چنین بزندان من

همچو زلیخا بر او عاشق و یوسف از آن احتراز دارد

داشت آن برگزیده در زندان   وجه اسباب عیش صد چندان
بر زلیخا هر آنچه پیدا بود   بهر یوسف همه مهیا بود

یوسف اینجا مراد طالب هست   کو دل خود بجستن حق بست
یوسف با جمال هست آمرد   به پی جستن اختیار کرد

این زلیخاست عاشق زر و پیش   یوسف هرگز نه دید بر سویش
از زلیخا مراد دنیا شد   در پی مرد راه شیدا شد

مرد ره از برش گریزانست   زانکه حق جوی از دل و جانست
شد طلب حال یوسف خوش روی   از زلیخا بتافت رو آنسوی

دیدن بت نهان ز دل برده   حالش آنسوی راه واکرده
آن عمل را و سیاهی خود دید   زان سبب از خدا و زان ترسید

در دعا از خدای زندان خواست   او نه در خواست بلکه حق آن خواست
آنچه بایست در گلستانش   بود پیدا همه بزندانش

حسن او در رضای حق بنشست   حال او زان رهی خلاصی جست
نام زندان بخویش دانست عار   با چنان دولت او از آن بیزار

روز و شب در پی خلاصی بود   سعی ها در رهای خود بنمود
تا که از همچو خویش محبوسی   جست یاری چه عیب افسوسی

آفتابی ز ذره یاری خواست   حال را نیک بین چه بزم آراست
دید حسنش ره خلاصی او   نزد شاه زمانه حامی او

گفتش از حبس چون خلاصی تو   صبح در بزم شاه خاصی تو
از من خسته حال یاد آری   شاه را سوی عدل و داد آری

حال جرأت نکرد کز الله   اندران ره نشود اعانت خواه
دیگری را ز خویش بر بشمرد   تا ازین شیوه گوی دولت برد

حال بر سوی نیستی دال است   نیستی در طریق اقبال است
بود هفت سنین در آنجا بند   آنچه از جبر حق بران خورسند

لابه ها در رهش زلیخا داشت   یوسف آنسوی چشم را نگماشت
گر نشد سوی او سوی زلیخا رام   می ندادی بیوسف از خود کام

چونکه یوسف از آن گریزان بود   این زلیخا ببین او زان بود
گر نه یوسف ولی بخود میدید   نازنینکه زو روی می پیچید

آنچه این داشت بعد از آن او داشت   اندر آیینه رویش آن را داشت
هر که را همتی بلندی هست   زال دنیاست پیش پایش پست

اهل دنیا ز گرمی دنیا   گرم گردند و عاقبت رسوا
بود یوسف اگرچه آدم زاد   نفس را هیچ ره نه بر این داد

ظاهرا گرچه نقص حالش بود   ترک دنیا ولی کمالش بود
دولت دیگران بر و زندان   ای اخی از کمال همت دان

دید زندان بخود ز دنیا خوب   شد دران حجره بردنش مرغوب
صوفیی کو بمعصیت افتاد   گشت محبوس محنت بیداد

از همه ره خلاص می جوید   از خود آن معصیت همی شوید
حق از آنره بعلم بکشودش   قدرت و جبر خویش بنمودش

تا شود مضطر و ببند آزار   زار بیش جلوه گر کند غفار
گشت در هفت خانه یوسف بند   با چنان دلبری نشد خورسند

چهره در بند شد پیش او افتاد   که بر سوی فضل حق فریاد
از خدا زان بلا خلاصی خواست   اینچنین شیوه حسن و خوبی راست

نفس از مطمئنه در طاعت   دل حضور خدای هر ساعت
دل بر آن لابه های او ننهاد   روی خود در گریز از و بنهاد

هر که او جبر امر را بشنافت ، اندر آن حالتش خدا دریافت
چونکه جانش در آن بشد مستغنی ، عالم الغیب شد بر آن جانی

از همین حسن یوسفش خوانیم ، نی بآن رنگ و بو که دانیم
ظاهر و باطنش چو خوبی بود ، دین و دنیاش حق عطا فرمود

در سیاهش نه دوست مجبوری ، تا نداد او ش به نهی دستوری
جبر نفسی و جبر سبب از وی ، هر دو بپید ابعلم مختاری

بیش از آن نیت دلش بین بود ، غیرت حق بسا و نیت بنمود
گرچه نفسش بر آن تقاضا کرد ، هم در آن روی مرخدا را کرد

در چنان وقت خوش نشایستی بود ، شد باحسان خود به وی مشهود
لطف او در بروی او بگشاد ، کردنش از بند هفت در آزاد

حق نه بر هیچ بنده ظالم بود ، بر ضمیرش تمام عالم بود
بود از دودمان عالی او ، داشت دل جز خدای خالی او

دید چون یوسف است نزد نزد ، لیک باشد دلش همین خورسند
خواست یار نیمی همنیم یارش ، دست دارم شوم مددگارش

ای اخی هم تو نیز ره کن سر ، بهره خود برادران [illegible] شد
چند در بند عصبیت باشی ، هر که هستی ز خویش برتر باشی

خواند لا اله الا الله ، لیکش بد تر از نشد زراه
گر ز دردان نفس را رضا دادی ، در گناه کبیره افتادی

خالش این حال را بروی آورد ، حسنش از اصل نافه بوی آورد
گر نه خالش جمال بنمودی ، او بعصیان دلیر می‌بودی

جمله اغراض نفس را لا کرد ، بندگی را بحق تولا کرد
قدر همت خدای جاهش داد ، همچنان عزت پایگاهش داد

بود جبر صریح و آن جواد ، گردن خود بطاعتش بنهاد
جبر را امر چون مخالف دید ، دست از آن فعل زشت وا ورزید

گفت معنی است از خدا نکار ، تو به کردم بحق شدم بیزار
بر زلیخا غلام بود است او ، تافت از طاعتش بدینسان رو

از رضایش زبهر حق برتافت ، زین عمل او رضای حق دریافت
او پدر داشت مرتد امرشد ، هست حالا بدر بر او کن جهد

او ز ذات خدا عنایت داشت ، از پیه نیز استعانت داشت
تا ز آسیب نفس سالم ماند ، نیز بر امر و جبر عالم ماند

جبر حق چون کشیدش از کنعان ، هرچه پیش آمد آن شدش آسان
در ازل بودش از خدا جبار ، تا نه بر جا رسید بود او زار

جبر حق سوی نیکویی‌ها است ، شرع را در [illegible] از دست
چون یقینش در دست شد بر دو دست ، گفت با خویشتن همه از او است

جبر خاصان حق همه بر حق ، از همه سوی رو و شان در حق
امر و جبر ای اخی همه یارند ، معدن و منبع یکی دارند

هر دو بر ذات پاک جذب بند ، در حقیقت بدوست پیوند
بر تقاضای شان ز دل بشتاب ، فعل شان از سلوک‌شان دریاب

ز چه کارند و قصد ایشان چیست ، جذبه و میل شان همین از کیست
گر بود سوی امر خود سالک ، اوست مملوک و حق بر او مالک

ملک حق را نه دیو باید دست ، نفس را نیز دست کوته هست
آنچه نه هست آن ظرف راه نیست ، هیچ آن سو گذار آگه نیست

امتحان پیر بر مریدان کرد ، تا ببیند که کیست در ره مرد
ملا را آزمود و نه پسندید ، زان یکی را چو خویش عرفان دید

فرمود شیخ بهاء الدین ذکریا را مرشدش حضرت شیخ شهاب الدین که این مرغ را بکش در جایی که کسی نه بیند

مرغ همسایه از سر دیوار / آمد اندر سرای بزرگوار
خوش شد از صحن خانه پیکر بد / دانه‌ها بستی فتاده را میچید

بود مجبور نفس در دانه / از بلا آمد از در ویرانه
طوف میکرد و شاطر و شادان / خویشتن را شمرد از دانان

چشم آن شیخ دین بمرغ او تاد / کرد سوی مرید خود فریاد
گفت برگیر و مرغ کن بسمل / آن طرف کرده است عزیمت دل

هست امروز این فتوح از غیب / لیکن هست این غذا او بود عیب
میکشد سوی لحم مرغ این دل / مفت پیش آمد این غذای حل

لیک در وقت کشتنش بفریزند / شور بالای حجره کن در بند
تا نه بیند کسی ز ما این کار / زود همسایه را کند اظهار

زان شود شور و فتنه و غوغا / در خلا کن شویم ما رسوا
ماند طالب ز حکم او بشگفت / لیک چون امر کرده باید گرفت

دام بنهاد و دانه افکند / مرغ از طمع دانه شد در بند
دیو چون نفس را فریب آرد / بس بغرض ها بریش او رود او

سوی اغراض چونکه آمد دل / میکند خویش را اسیر از جهل
بس چون دل این مرید روشن بود / صورت کار اندر او بنمود

گفت این مرغ هست چون زانه / تا بدامش فتاده دیوانه
هرچه بر مرغ میرسید از ما / بر سر ماست فتنه زان بسیار

آنچه پنهان کنیم با دل ما / حق ببیند اگر کنند ز خلق
عاقبت حاصلست رسوائی / [illegible] از اینسان عمل شکیبائی

لیک چون حکم کرده است مرشد / باید هم کرد این عمل را جد
هرچه تقدیر هست خواهد بود / هست چیزی که شیخ دین فرمود

رفت در حجره بست در محکم / کس نشد واقف از بنی آدم
حجره تاریک بود و در بسته / اندر آن وقت مرد وارسته

از کسی ترس و بیم انجا نی / غیر ذات خدای دانا نی
خواست تا مرغ را کند بسمل / اضطرابی فتادش اندر دل

نور افعال بر ضمیرش تافت / آنچه میخواست شیخ از دریافت
زان فراست که داشت از ایجاد / فکر صائب برای او افتاد

از چنان فعل زشت بازش داشت / زان بد این سر فرازش داشت
دست فکر حقیقتش در دل / گشت ارشاد حق از آن حاصل

گفت فرمود شیخ شو پنهان / تا نه بیند کسی ز ما زینسان
بر همه حال ما بصیر است حق / کی کم از دیگران حقیر است حق

اوست بر حال من کنون عالم / من در این کار مفسد و ظالم
غالب آمد دلش در این انکار / داد از کشتنش بسی زنهار

چون بدینجا رسید رای او را / گشت براز خدای جای او را
چون بقوت خیال اینسان شد / دست از کشتنش هراسان شد

دید حق را بسوی خود ناظر / هم ملک بهر ثبت آن حاضر
حق شدش سوی راستی جبار / شد از آن کار در زمان بیزار

چون بنفس مصلحت در این ره دید / مرغ در دست پیش او بدوید
جهت ترک امر در راقش / زان روان سوی شیخ شد نامش

تو ستی که فعل بازش داشت / عون حق بود کان برازش داشت
آمد و پیش شیخ سر بنهاد / گفت میکن مرا بحق ارشاد

حکم کار یکه بر سبی کردی / مو قهم کان نه آنکهی کردی
سر ز حکم تو برنتابم / لیک جائی نهان نمی‌یابم

تا بحکم کار را در آن پنهان / حق بصیر است و بنده ام حیران
زانکه ترس است او همه بیناست / زانچه در فکر ماست آن داناست

پیش از اندیشه رای با داند / شیخ از وی نهان بخشد ماند
خالق خلق چون نه ماه بخشد / بخشش حالی کسی چه بخشد
چونکه بینم خود را بخود شامل / کی توانم بنهی شد عامل
خوف حق بست دستم از بیکار / مرشدی گر دمت همه اظهار
آنچه دریافتم شد و بینت / ما بقی شیخ مرشد دینیست
واجب العرض بود و کردم عرض / هر دمم عرض بر تو کردن فرض
باطن تو بباطنم آن گفت / ورنه زاینگونه رای نبود مفت
گر بگوئی دوباره این کارم / هر نه حکمم تو بر سخی دارم
من ندارم زامر سر تابی / لیک باید دلم تو دریابی
گر بگوئی که نیست از وی ترس / از تو خواهم که بشنوم این درس
هست موقوف فتح بنای کار / عرض کردم مکرر این بار
قوتی برگ فعل کردن کرد / درمن و شد پدید در دل درد
جسم و جان و دلم چو زین سان تبلد / دست و پایم ز خوف حق لرزید
هم تو گفتی که شو نهان جائی / تا نه بیند ز کار بینائی
دیدم انجا خدای بینا بود / بردل و دست بنده دانا بود
هیبت حق ز کار بازم داشت / آنچه فرموده بر آن نگذاشت
خوف حق اندرون من چون کرد / مرغ و کزلک ز دست بیرون کرد
دانم این رای در دلم از تست / این نه از من ز نور رایت رست
گر چه این سخن جای بیانم / تا بکشتن شود قوی رایم
مرشد این حرف چون از و بشنید / عقل و ارشاد او محقق بود
گفت هستی تو قابل ارشاد / دوست انصاف عقل و عدلت داد
گفت یا شیخ امر تو برگشت / می ندانم مرا چرا سر گشت
حکم بر مرغ قتل و بسمل بود / می ندانم چه فکر دل بنمود
ظاهرا هیچو کار فرمودی / باطنا هیچو را تو بنمودی
گر خیال منست ربانی / ور ز دیو است تو نیک میدانی
گر مکرر شود بمن فرمان / میکنم جان خویش را قربان
گفت من بر تو امتحان کردم / آنچه دریافتی از آن کردم
شکر لله هر آنچه در دل بود / از تو آنرا خدا بمن بنمود
آنچه دریافتی همان حالست / مژده بر حالتت که اقبالست
پیش از آن که بما به پیوندی / در ارادت بعشق دل بندی
صد کبوتر فتوح ما آمد / بر دلم وحی از خدا آمد
هر چه در بزمت از مریدانند / خویش را هر در راه میدانند
بسمل این کبوتران فرمای / لیک بسمل کنند پنهان جای
حکم دل آنچه بود فرمودیم / همچنان امتحان بدل بودم
تا ببینیم که نور دل دارد / حق ز خود پرده بر که بردارد
جمله بر علم و فضل خود مغرور / او فتاده ز حق شناسی دور
یمن و نوری که دارد آن در دل / دل ز پهلوی این شود حاصل
نور دل را چرا نکو داند / او از آن نور پا بره ماند
این نه از علم و فضل و دانائیست / این ز نور دلست و بینائیست
نیت کس خدای داد این / داده حق از امتحان می بین
گر کسی کسب کرد شد تحقیق / پیش عارف که هست آن توفیق
گر نه فضل خدا کسی را خواست / گردن طاعتش نیا مد راست
مرحبا مر ترا که واستی / در همه حال با خدا هستی
چون تو از دور آمدی بینم / بود رایت کیشم
زان ترا نیز امتحان کردم / پیر در باطنت نهان کردم
از ازل با تو بوده است این نور / تو ابد زان مظفر و منصور

بعد ازاں رو با مصحف کرد
شامت رحمت خدا دیدم
هر همه از حقارتش دیدند
پیش از بر برکشا که فرمودم
علم دارید و از عمل دور ید
شد فراموش حق شمایاں را
چشم کو حق ندیده است اعمیست
هست ایں قصه شهاب الدین
با مریدیکه هست در ملتان
آنچه از خدا براں عامل
گمرهاں راه براه سے آورد
یک شبے رو بروی حق بود او
تا بشی در رکوع خم بود او
همچناں ایستاده آں مشتاق
صبحدم کوژ پشت دیدندش
گفت خوفی و هیبتی از حق
تا دم مرگ بود پشتش کوژ
در سلوک آنکه سر برافرازد
شد بتذکره حال او مرقوم
قرب حق بایقیں چو صورت بست
هر که نزدیک تر ز هیبت تر
آنکه بیناست شاه می بیند
دررع زاں حال شاهد حالش

گفت زین امتحان چه حاصل کرده
بر تو ارشاد خویش بخشیدم
پی بسوی بصائرتش ره بینند
آنچه این کرده آمده بودم
نفس تاں چیره هست مغرور
حق پدیداست حق آشنایاں را

پیش ماشاں مرشدی داشت
اندر ایں امر دریں بهاده
اندر آں کسب نور داد همو
بر شماری دو نقص بود
نور افعال را ندیده ستید
اهل حق را شهود حق هر جاست

قصه عارفے که شبے در نماز هیبت حق بر او رسید و پشت او بشکست و تا زنده بود کوژ پشت بود

آیه رحمتی بهندوستان
در همه علم فاضل و کامل
طالباں را بقرب حق میبرد
دید حق را تجلیش مشهود او
هیبت حق دراں نمودش رو
پشت بشکست و شد ز طاق طاق
بر عبادت همه رسید ندش
بر دلم در نماز شد ملحق
سر بر او همیشه شب تا روز
باید او خویش را چنیں سازد
چوں بخوانی ترا شود معلوم
پشت عارف ز هیبتش بشکست
ریزد از چشم خون دل تکبیر
قدرت و عز و جاه می بیند
زانکه دیداست جاه و اجلالش

خوانده ام از مشایخ ایں راه
اندراں عهد کس چو او استاد
سرو آزاد بود در قد مرد
زانچه اغراض نفس وارسته
جلوه گر شد جلال حق برمرد
ترس و هیبت بجان او بنشست
جمله گفتند ای چو سرو آزاد
پشتم از بار آں چه شد دوتا
چوں که رفت آں بزرگ ازیں عالم
گر تو خواهی شنید از اخبار
تا چه علم و کمال بود او را
گرچه حق جلوه از جلالش کرد
تخم طاعت زانکه بدهد بار
در خور آں جلال ادب دارد
زانکه بینا براں جلالش هست

این همه افتاده را براه آرد
نیست کس جز تو مرد سجاده
نیست امری ز نور دار مستور
همه انس پیش ذات تاں شهود
تعلق بر مریدها چه یک ستیبد
حق نه غایب نه چشم بینا راست
حق نه غایب نه چشم بینا راست
یافته دیں ز عهد او تزئین
بود شیخی بزرگ و حق آگاه
بر مریداں نبود در ارشاد
رویش از نور ذکر همچوں دُر
جان و دل بر خدای بربسته
مرد را مضطرب ز هیبت کرد
تا بحدیکه پشت او بشکست
در قدرت خم بگو چه افتاد
همچنانم نماز را بر پا
روز مرگش ز قد برآمد خم
کرده است ذکر شیخ دیں عطار
تا کجا وجد و حال بود او را
پشت خم شاه کمالش کرد
می نشاند غبار ره ما را
زاں رضا مندیش طلب دارد
همچو نزدیک ادب بجالش هست

وانکه عارف بحضرت او شد ... محو در او ز هیبت او شد
هر که او دور هست محذور است ... نور از چشم کور مستور است
آن لهب خود بخود برافروزد ... خویشتن را در آن همی سوزد
می نه بیند که هست بینائی ... میکند معصیت بهر جائی
لیک در پیش آن عیان است آن ... نیست چیزی ز علم او پنهان
نفس و دیو آن طرف ندارد راه ... تا بسازند مرد را گمراه
دیو را دست نیست بر مخلص ... زانکه نفس است مرده در مخلص
هر طالب مطالب نفس است ... جان آگاه غالب نفس است
بنده گی و فکنده گی سر کرد ... تا مس خویش را از ان زر کرد
کرد حق خویش را بر او اظهار ... اندر آن دید جلوهٔ جبار
زان نگر شود چو او را دل ... علم بر عیب خود از ان حاصل
از سر عاجزی بنالد زار ... تا شود جلوه گر بر او غفار
خوف حق در دلش فتاد آنسان ... رفت از یاد این همه اینهم آن
همچنان صوفیی که کرد عصیان ... همچو مجبور گندمش میدان
بد میراث او لیکن این کار ... هست میراث گریهٔ بسیار
هست میراث مغفرت بروی ... لیک بر توبه های پی در پی
از ازل سر نوشت او شد این ... او بطاعت در نخر هست از دین
بهر عصیان بطینت او هست ... دیو در کار او ندارد دست
هر که داند خدای طیار است ... بنده گی کردنش هر کار است
خواجه بر بنده که حاضر هست ... ذبح کش کردن مناهی دست
شیخ دعی مرید را بسپرد ... هر دو او را برای کشتن برد
شد برین فکر باطنش مجبور ... داشتنش از مناهی حق دور
وانکه افتاده از خدا دور است ... سوی افعال زشت تعهد است

بی نیازی او اگر کس دید ... از همه حال خویشتن برهید
گر نه گری ببار براز آتش ... میرود کور اندران سرخوش
شاهد حال اوست آن احوال ... کو کند راه پیش بی دلال
ز انچه بد کرده است بد کردار ... حق بهر زد خلائقش ستار
گر تو واقف شدی زجباری ... پس چه سان رو بمعصیت داری
ترس حق حصن حال او باشد ... ورع و تقوی کمال او باشد
نهی هر که ترسد از مجبور ... زانکه او بافت است حق از نور
از غنائی که نفس دید از حق ... گشت محو رضای او مطلق
گشت در عمر گر دمی غافل ... بهر آن غفلتش مخوان آفل
باشد از آن خطا صواب او را ... هم در آن گشت فتح باب او را
باره دیگر نه خواهد آن کردن ... هستش اندوه تا دم مردن
تا از و مغفرت نمی بیند ... او بعجز و گریه بنشیند
بهر تنبیه بود این حالش ... کم نگردید جاه و اجلالش
ترس حق فرصتش بر آن ندهد ... تا سوی نهی پای خود بنهد
در همه عمر خود پشیمان نیست ... زان ندامت شعار انسانیست
بنده را بنده گی بود در خور ... بنده گی حال و حال شد زیور
میکند طاعت خدا بخویش ... فانی از امر و نهی آن درویش
نفس او مطمئنه از ایجاد ... در دلش ثبت دفتر ارشاد
هیبت حق بهر که در بنشست ... دست و بازوی نفس او بشکست
قرب حق را نشانه این باشد ... جبر بر سالکان چنین باشد
دید کن هر طرف بصیرت حق ... شامل حال این فقیر است حق
آن مقرب خدا قریب انگاشت ... دست از ذبح مرغ کس بر داشت
بر سرکشی نفس میر خواهد بود ... او بعصیان اسیر خواهد بود

هست مجبور نفس خود آن مرد | طاعت و بندگی نه خواهد کرد
نفس همواره طالب عصیانست | این خبر از خدای در قرآنست
گر کند هم برای نفس افتاد | زانکه او نفس را بجنس افتاد
طاعتش نیست بی غرض بر دوست | او و اخلاص پرده‌اش صد توست
فعل بد شاهد است حالش را | تو منه گوش قیل و قالش را
تهمت معصیت بود بر نور | او فتاده ز امر و جبر او دور
ظلمت و نور را بهر ضد افتاد | ضد بجز ضد چگونه صورت داد
نور بر نور وصف رحمت کرد | ظلمت از پرتوش نماید طرد
ظلمتی هست ضد نورانی | ظلمت از نور میشود فانی
آنچه طاعت بحق دران کاهل | وانچه دریافت خود دران جاهل
هم بیک حالش استقامت نی | وانچه رو داده‌ها اقامت نی
هر زمان او فتد بیک راهی | هم بهر راه او گو چاهی
گشت ملت ازین یک و هفتاد | دوشش را درین نکردم یاد
حمد من چیست وصف شان کردن | رتبه و حال شان بیان کردن
سنت مصطفیٰ را بهر اطوار | به شمردند ما در دلدار
چون رسیدند در رسیدنها | دیده انداز دو چشم دیدنها
صیقل دل کند از دلدار | از جهان آینه دهد حق بار
ذکر شان فکر شان بحق باشد | صفحهٔ قلب شان سبق باشد
از جهان این دو طالب دارند | اندران با خدا طرب دارند
با خدا و رسول از ایمانند | گر هزارند یک دل و جانند
هر همه چون نماز بگذارند | سجده و قعده یک زمان دارند
با امامی که اقتدا کردند | اوست هستی در و فنا کردند
حب بوبکر دانست پیغمبر | اول این سنت است از پی بگذر
سنت مرتضیٰ علی این است | سنی است هر کرا چنین دین است
بود بر سر خلیفه در طاعت | تابعهای خود او بهر ساعت
اقتدا بر امامت شان کرد | هر چه کردند حکم او آن کردند
هر چه در عهد مصطفیٰ بود است | او نه کم کرده و نه افزود است
لب توحید هست این مذهب | حق همی جوی اندرین مذهب
غیر ازین ملت یک و هفتاد | سوی توحید شان بره افتاد
گرچه اینها تمام مجبورند | از مناهج فتاده بس دورند
گر کنم من بیان حالت‌ها | عمر من صرف در دلالت‌ها
نیست دستوریم درین گفتار | غیر ذکر خدا ازین زنهار
از خدا اینهمه بلا برخاست | فتنه‌ها در جهان ازین پیدا ست
ای خداجوی صلح کل خوبست | شرع مگذر که شرع محبوب است
چون خدا دوزخ و بهشت آراست | کاین از بهر هر مکان درخواست
غیر ازین هرچه هست الحاد است | نی طریق رسول و ارشاد است
ناجی است آنکه ره بسنت کرد | سنی است او براه دین آن مرد
هر که سنت بجای می آرد | به پیشوا است چه مصطفیٰ دارد
تا خدا و بهشت راه او را ست | مصطفیٰ پیش حق پناه او راست
این مریضان نفس بیمارند | گشته در علت گرفتارند
حضرت حق بهشت و دوزخ ساخت | بهر هر مرغ زین دو جو قفس ساخت
هر که را هرچه علم او فرمود | اندران هست و نیز خواهد بود
سنت و شرع مصطفیٰ بگزین | افضلست این طرق ز هر آیین
زینهمه باش طالب دیدار | عاقبت را بفضل او بگذار
نی بهشت و نه دوزخ است سر او | به که عشق خدا بود در تو
ملت ناجی ای اخی اینست | هر که سنی است راهش آئین است

مصطفی آمد ز انبیا افضل ... برگزیدش خدای عزوجل
از ازل تا ابد ورا بستود ... آن ستودن محمدیت بود
هر شریعت که حکم او بوده است ... عالمی آن همیشه محمود است
آن شریعت محمدیت هست ... معتصم شو بر اینکه خواهی رست
حق بمعراج چونکه راهش داد ... هرچه اسرار بود آن بگشاد
چشم جز حق بهیچ سو نگشاد ... دل نه بر عشوه های دنیا داد
کس ندیدش بعمر خود خندان ... بود دنیا برای او زندان
حزن در عمر بس درازش بود ... روز و شب صرف در نمازش بود
خلق را بر خدای دعوت کرد ... بارها اندرز در عبادت کرد
هر که آمد ز دوستانش شد ... پر ز نور خدای جانش شد
از خدا و رسول عنایت یافت ... زان تبع خلعت ولایت یافت
دعوتش هر که از سر خود داشت ... او بحکم خدا سرش برداشت
وانکه نی برگزید و سر بنهاد ... حکم دین خرنه رو گرفتن داد
خود خدا شرع و سنتش بستود ... از همه راه افضل این ره بود
او بغار حرا بخلوت شد ... سنت اکنون از آن بملت شد
معتکف میشوند در ده روز ... رفتن ره ز عاکفان آموز
اکثری از مشایخ این دین ... اربعین کرده در طلب آئین
تابعانش نظر بدل دارند ... زانچه بینند در بیان آرند
همتش سوی آسمان ره داشت ... عاقبت زان بعرش پا بگذاشت
هست همت ز حضرت جبار ... بنده خاص را بهر اطوار
در خود همت است ترا حاصل ... هم بقصد دلت بود منزل
گر از آن ساعتی ترا دور است ... آن نه از اختیار مجبور نیست
خال بر عارضت سیه بنمود ... تا شناسا شوی تو بر مقصود
یا بدانی که ایزد متعال ... هست در بنده مالک هر حال
هر طرف ره دهد بیابد راه ... حضرت اوست فاعل آگاه
آنکه داناست فانی جبر است ... گر کند صبر جبر در جبر است
زانچه کرده است آن پشیمان نیست ... چونکه دیده است از من این آن نیست
صبر ایوب نی ز ایوب است ... گر دهد صبر در رها خوب است
نیست در ذات حق حسد بر ما ... خوش بود آنچه میرسد بر ما
نیست از خویش پیش عارف هیچ ... هرچه عارف کند بر آن کم پیچ
تو که عارف نه چه میدانی ... یا بزید است و انا سبحانی
لیک این حال خوش ز وجدانست ... وانکه زان نیست خلق و نادانست
وانکه تحقیق کرده است ره را ... جان معزز ز حق شد آگه را
در ره حق کسی که پا دارد ... کو بهر گام صد بلا دارد
هر بلایش مفتح الوصلت ... داروی ابتلایش از صلت
حکمتی هست اندرین پنهان ... می نیابد کسی بجز حق آن
بر تو حکم است ای بره سالک ... هر بلائی که آیدت هالک
نیت راسخ و قدم ثابت ... در ره دین و داده دم ثابت
آنکه نادان چه کور میراند ... هست روزی که سخت در ماند
نیست عالم بعلم ربانی ... غرق گشته بجهل و نادانی
اول نشار اختیارش بود ... بعد از آن رفته جبر رو بنمود
اولش را اگرچه او را دوست ... لیک حسنش نهفته در صد پوست
شرع فتوی نمیدهد این را ... زانکه زین رخنه میشود دین را
سگ نجاست غذا همیداند ... اینست مقتضی وا و بره راند
هر کسی را ره جدا باشد ... هر طرف خواهش خدا باشد
زین سخن نیست رخنه در توحید ... هم موحد درین خدا را دید

از سعید و شقی ز پیغمبر
بشنو خبر این دو را دو شد ره سر

از سعادت جدا ز شقاوت کس
نیست واقف بجز اشارت بس

سعی اندر سعادت باید
بر خدا زان عبادت باید

سبقت رحمت از غضب باشد
مرد باید که در طلب باشد

آنچه شرعست آشکارت هست
بهمان حکم و اعتبارت هست

این ره راست از سعید آنست
هر که این ره رود سعید آنست

آنچه خود خواست شد در آن مجبور
نیست از بهر ابتلا معذور

نفس ز اغراض بال و پر بگشود
شرع در اعتراض رو بنمود

هر دو مجبور حق در این کارند
شرع را انتساب میدارند

ظاهر و باطنست رخصت شرع
شرع اصلست و جبر ثانی فرع

دلش گر براه حق بودی
بعد از آن هرچه روی بنمودی

گر بدی پیشش آمدی ناگاه
بعد از آن نیز بود جلوهٔ شاه

بلکه در شاهراه بد نبود
زانکه بر فضل شاه حد نبود

هر که او هرچه خواست است نیت
یا بود فاسد یاست امنیت

در خور نیتش جزا باشد
علم حق را کجا خطا باشد

نیت بد که از دلش برخاست
از خدا زان نجات باید خواست

پاس دل سالکان دین دارند
زآفت ره ازین امان دارند

نیت از نیک بود در رو داد
از ره عاجزی خدا کن یاد

رتبه و حالتت رفیع افتاد
در سلوکت اگر بلا رو داد

هیچ ره اندران رضا نه دهد
خویش را در کف قضا نه دهد

گر قضا زور کرد و برد او را
آن قضا بر قضا سپرد او را

دادش از لطف حق ز فعل آن است
تا نداند که نیکی از من هست

زان بجبر و قدر شود عالم
نفس ماند به نیستی سالم

هر زمان عاجزی کند پیشه
باشد از حق بخوف و اندیشه

از ره توبه تا خدا راه است
هر کسی کز خدای آگاه است

تا بداند ز بی‌نیازی او
همچنین خال حسن را نیکو

ای مریدا این ظهور مجبوریست
در طریقت روا و دستوریست

آن عزیزان که جبر میدانند
زانچه شرعیست مرد میدانند

وانچه باشد خلاف در شرع آن
با تانی قدم نهد در آن

در تانی رسد ز حق یاری
بهر برداشتنش کند زاری

بر مریدان که راه بنمایند
ذکر جبار شغل فرمایند

تا ز اغراض نفس باشد دور
پای تا سر غریق اندر نور

فرق در اختیار و جبر او راست
ترک از کار و رد نکار او راست

مختصر شدن جبر بر سه نوع جبر عقبا و جبر دنیا و جبر ابتلا و علاج فرمودن مرشد مرید طالب را

بشنو از جبرها نوای مجبور
جبرها بر سه نوع شد محصور

جبر خاصان بطاعت و ذکر است
در حق صنع و صانعش ذکر است

فکر در روی ز جبر افزاید
فکر داره با صل بگشاید

او شود در طلب بحق مشغوف
او بحق عارف حق بر او معروف

او چو از جبر دید این حاصل
در دلش کرد عشق حق منزل

کرد در جبر اختیار این مرد
چونکه جبرش بر اصل محرم کرد

هر آن جبر مرد بی صبر است
چونکه دیدست وصلش از جبر است

گشت این جبر اختیار او را
داشت مشغول حق ز کار او را

طاعت او دهد برومندی
دین و دنیای او بخورسندی

فرض شد حکم جبر حق در وی
خواهد او این شراب پی در پی

شکر او شد دلیل بی‌بیشی — هستش این نیز جبر و بیخویشی
هرچه از رنج و درد پیش آید — مرد را صبر اندر آن باید
شرع گوید ز حق طلب افزون — تا ازین ره نیاردت بیرون
نیست خوصت زما رفه آگاه — زان بخواهید خلاصی از الله
باید او منتظر بحق باشد — چشم بر کرده سبق باشد
در حق کس نه داند خدا هر بد — رحمت و فضل او بود بیحد
حق از آن تربیت بدو دارد — عاقبت فضل و لطف بار آرد
جبر سوم بفسق و عصیانست — یار این کار نفس و شیطانست
توبه و عاجزی بکن در پیش — متهم دار نفس خود در خویش
گل مخور زرد روی خواهی شد — لیک از عادتی درین لابد
وایه هاء تنعم دنیا — زان هوا و هوس بسر پیدا
مرد باید خلاص ازین جوید — در ره حق بعاجزی پوید
گر شود سالها درین کارش — هست بر توبه حق خریدارش
آن جوان ز شیخ این بشنید — خویشتن را بحال خود گم دید

جبر دوم درد و ابتلا باشد — هم در آن رحمت خدا باشد
قرب حق هست این دم و دردست — حق بقرب از آن بخود کردست
یا بعشق مجاز کس افتاد — در طریقش شد این بلا زاد
نیست زحمت که هم بخواهش خویش — جز آن در طلب کند در پیش
جبر از صبر کرد و از ره دور — نیست دارد جزا این مجبور
از زبان بر نیارد و زد هیچ — صبر جو بر بدی نه پیچا پیچ
لیک در صبر باش در طاعت — ذکر الله کن بهر ساعت
نیست حق را درین رضا بندی — تهمت جبر بر خدا بندی
علت است و مرض که گل خواری — بهر که پرهیز از آن عجب آری
از عبادت تو برگ عادت کن — از سعیدان طلب سعادت کن
از برای تلذذ فانی — روز و شب در تعب زنا دانی
مرد بحق کند زاری — تا رها یابد از گرفتاری
باید او را مرد استغفار — در شکستن بر واحد القهار
گشت فارغ ز خود رهائی یافت — بر دلش نور آشنائی تافت

کرد در پیش او دعا با نفس — گشت فارغ ز هر دغا با نفس
زانچه نفسش خلاف رهبر کرد — چشم بینا در عیب او بر مرد

در یافتن پیر از حال مرید که نور انفعال در دل او یافت و محک صبر و قلب حالا با خود دارد

نور انفعال دید در دل او — زان همی کرد حل مشکل او
بود در دلش قدیم عبد الله — دید اکنون چو حق کشش در راه
شیخ دریافت زانچه حالش بود — تا بکجا رتبه کشش بود
پرتو این دلم بدل افتاد — خواهدش آفتاب از آنجا زاد
اینکه در اندرون او جا کرد — در دو نیک هوش پیدا کرد
چون در آمد درون او بنشست — هرچه مقصود داشت صفوت ست
فارق جبر اختیار آمد — فاضل روز و روزگار آمد

چشم سر بست چشم دل وا کرد — خالی از جهت تماشا کرد
چشم دل دارد چشم سر را کور — هیچ دیگر نماند دستور
شیخ چون دید از دلش بر گل — یافت تبدیل طینتش در گل
باطن خویش را در او انداخت — در زمان همچو خود دگر ساخت
از همه بستگی خود وا شد — قطره بود و همچو دریا شد
دید خود را بنور حق تا چند — گشت بینا ز خویش و بر حق چند
از سمک تا سما هویدا شد — هرچه پوشیده بود پیدا شد

کرد چون چشم پیر چشم بیناز
زان تماشای نور حق دید کرد

هستی او ز جای خود برخاست
گم در شد بجای او را راست

جسم خاکیش پاک چون جان شد
این قدح پر ز جام الوان شد

لیک خود را ابر که پیدا کرد
هستیش را ز خویش دریا کرد

راز دریا بچشم حق بیند
جز تماشای نه بنشیند

کرد امکان سوی سما او را
رفت و شد جسم با توی او را

چشم او همچو چشم بینا شد
غنچه های طریقتش وا شد

هم سرش پای و پایش از سر شد
زان قدم با نظر برابر شد

چون با سرار کار محرم شد
در بهر ادا و چو آدم شد

دیده در جان و دل چو فتح الباب
کرد را به پیر از هر باب

شورشی او فتاده در کارم
نی بخوابم کنون نه بیدارم

وندر آن حالتی که در خوابم
همچو بیدار جمله می یابم

می ندانم که در چه حالم من
غرق در خواب با خیالم من

از کدامین رهم رهم طی شد
می ندانم ز خویش این کی شد

من که از خویشتن جدا هستم
چون ترا دیده ام ترا هستم

تو خدائی بصورت آدم
از تو پر دیده ام همه عالم

بود اینحال شیخ وار خود دید
در گریبان کشید سر ز قصید

نیست چشمی که بیند این رویم
از چه خوشروی و از چه خوشبویم

من بحسن الکمال در قالم
در خود از این مقام میبالم

همه نغمه پرده گار اطواری
صد هزاران صور پدیداری

باز پرده دو نگاهست من
باز سر کرده فرش راهست من

چشم پوشیده با غم اعینم
سر و از این باغ هست آئینم

بر چو من مفلسی عطا کردی
تا ازین شش درم رها کردی

چون از این چشم ذات وقت دید
نیز توحید گوش این شنید

نیز گم شد بخویش قایم بود
کم نه از خویش شد دره افزود

گر گسست آب بحر از دریا
هست دریا بجای خود بر جا

همچو ماهی در آب چشمش باز
گشته سرپای دیده در پرواز

زان تماشا مدام سیری نه
آمدن بر خودش دلیری نه

قصد و فکرش هر کجا ره یافت
با جسد آن طرف بره بشتافت

از دل و جانش علم رو بنده
وحی قلبیش درس گوینده

حیرت و مستیش ربود از خویش
زان شد از خویش فانی و درویش

یافت زان لذت مسلمانی
کرد پدرود خوی شیطانی

گفت با شیخ این چه احوالست
سال ساعت و ساعتم سال است

آنچه جز خواب دیدن آن نیست
چشم یارم ز چشم پنهان نیست

بی شب و روز هست روز امروز
غیر شمس و قمر فروز امروز

بود این لحظ حال ناسوتم
در زمان پر زمان لاهوتم

هم ز ناسوت نیستم بیرون
لیک زاینحال گشته ام مفتون

بیخودم با خودم نمیدانم
حیرتی کرده است حیرانم

خویش را در تو محو می بینم
آنچه گفتی همانست آئینم

گفت در من عجب خیالی هست
زان خیالم بخود جمالی هست

واصلم با جمال خود زاینحال
هم بهر کس بو اصلی دلال

صاحب وقت و صاحب حالی
شد پدیدم که شیخ فعالی

میکشد رنگ را به بیرنگی
میدهی وسعتی بهر تنگی

در منست این لطیفه ها پیدا
کردی از من مرا نه جا بر جا

از نگاهی تو دولتم افزود
دولتت حضرتت چه خواهد بود

از نگاهی که سوی من دیدی
هر دو عالم مرا بخشیدی

نور تو داد بر تن انسان نور
ای تو در نور خود ابد مسرور

شیخ چون دید بچه شد خامش
از می خویش خست پر جامش

چونکه می خورد و شد بدل حالش
نام کردند صوفی ابدالش

دید کز جسم زاد عجب جسمی
بابدیش کرد هم عجب اسمی

بی پر و بال گشت در پرواز
بی دف و نی شنید او آواز

می شنید او کلام بی حرفی
مرز دا آن حرف همچو آب از ظرف

فرع از شخص ذات عکسی بود
شخص را دید و عکس اش پیدا بود

دید کان خوب و زشت چون زند
در خور خویش زنده از نور ند

وانکه زشت است دید کمتر نور
خویش را یافت زین سبب ره دور

هست آن حال بی شر از ایجاد
گرچه امرد زاد او خودش زاد

بهر اهل قدر دلیل اینست
او ز هر کار مانده کیش دین است

از امید و رجا شده محروم
شد ز علم قدر چنین معلوم

این نه آنست صاحب دید است
پای ناسر طریق توحید است

حق ازو بسته آنچه او را بود
خواهش را در وجود او بنمود

باشد اهل قدر ز کوشش دور
بی نیاز است و حق ازو مستور

داشت حالی و گشتش اکنون حال
نوع دیگر گشته است ابدال

از خدا این امید میدارد
هر چه خواهد بروی کار آرد

سنی است و نسبتش ایمان
در ره مصطفی است این از جان

دید از حق تمام احسان است
هر چه رو داد رحمت آن است

جلوهٔ کفر و جلوهٔ اسلام
مظهر ذات پاک او انجام

نی قدر دید و نی جبر این مرد
وحدت ذات پاک ثابت کرد

بر خرد راه بین خدا بود مشهود
این مقام محمد محمود

فکر او ره باصل او بنمود
شد موحد چو عقده اش بکشود

هستی بنده هست هستی تست
پرتو وجود ما هستی تست

نشئه می بر تو آورد شش
از همه هستی و خودی برد شش

آنچنان حال لیک بر وافتاد
گوهری امرد زاد و زاد در زاد

صوفی ابدال اسم و جسمش شد
نام صوفی گری باسمش شد

زیر گوشش هزار قانون کرد
زان نوا مرد مست و مجنون کرد

هر چه بود اصل پرده را بکشود
فرع در چشم زشت از آن بنمود

زشت را بهر مصلحت درخواست
خالق خوب و زشت کردش راست

هر که خوب است خوب در وی نافت
او بخوبی جمال او را یافت

هر کسی را مقام و حالی هست
در خود معرفت کمالی هست

سابق هست حق نهفت است از السوی
این همه می نماید اینجا روی

حال ایشان ز چشم شان مستور
دیدن انجام خود بشد دستور

لیک این مرد سنی دین است
بر تو گویم هر آنچش آیین است

حالت خود باختیارش نیست
در کف خود عنان کارش نیست

زین سبب از قدر سخن گفت او
بود تقدیر آن نه آشفت او

هست این مرد عابدی معبود
از نمازش شد اینچنین مشهود

با خود و بیخود است اکنون او
گشته است در طریق مفتون او

در همه ملت است این ز سیر
هست ساقی بر ویش آخر غیر

خواند بسیار از و درود این مرد
تا بحق راه بر کشود این مرد

نیک و بد در امید رحمت او
روی کرده بسویش از هر سو

خط و خال است در تف آن دلدار
بر سفیدی سیه رخسار

نی بشری   می بیند
نی بکعبه نه دیر می بیند

لیک این از خودی فنا خواهد
تا نه از نفع و ضر دمی کاهد

دید در نیستی رهایی او
کرد از آنرو زخود جدایی او

زاں زجر وقت در رهائی یافت | راه بر مذهب خدائی یافت
چونکه شد مست در نوا آمد | تشکر میکرد در دعا آمد

شیخ خود را ز جان ثنا میگفت | دُرِ اسرار در دعا می سفت
مدح خود را ز مدح او میکرد | دید در حال خویش حالت درد

شرح کردن حال خود مرید مقبول در خطاب شیخ کامل قدس سره

گفت یا شیخ اینچه احسان است | کمترین بخشش دل و جان است
اینچه نور است و اینچه باریکی است | اینچه اینچه باریکی است
ظلمتی کرده نور را مستور | نور هم کرده ظلمتی را دور
پرتو این فنای او کرده | او برای پرتوست چون پرده
در چه ویرانه گنج پنهان است | زنده هر جا ز جانِ جانان است
در یکی خال حسن شد پنهان | حسن بے خال را نظر نتوان
تاکنون در غلط چرا بودم | در چه بیهوده مبتلا بودم
اینچه شد جلوه گر درین عالم | در خود از نشاء اش همی عالم
هم من و آنچه هست آید پا | باشد و هست و بود در هر جا
اینهمه را همه خدا شمرد | ظن توحید حق در آنسو برد
ایک دهری بدانش دهری | خود تو کردی و این جوان سهری
تو دهی این مدینه علم است | در دل این سکینه علم است
پیش این جز خدا همه فانی | هم قدیمت در علم ربانی
بانی این قدیم در تقدیم | شد فنا و بقا برای تسلیم
دهری از بعث منکره ایمرد | زنده بودن دوام ثابت کرد
در بهشتیم ما ابد زنده | یک خدا ایست و ما همه بنده
نیست دهری هم از خدا بیرون | راه را کردم و شد مفتون
لیک سنی که صوفی دینیست | آنچه دهری بگفت نه آن دینیست
نور افعال هست با این یار | میکند وحدت خدا اظهار
گشت حادث فنا چو در دید | جلوه حق از قدیم بخشید شد
دید کین حادث از قدیم آمد | بر حدوث آن قدم ندیم آمد
بر ندیدیش این قدیمی گفت | کند فهمی ز حرف این آشفت
دین و ملت فنا در اطوارش | با حقیقت بود سر و کارش
اندرین قطره هست دریا گم | تو ندانش که کوزه است یا خم
دارد علم کتاب در هر باب | هست هر باب آن ز فتح الباب
از نصوصش وصول یابد مرد | ترک دید فروع خواهد کرد
چون که نور محمد از ایجاد | با قدیمی حق ز نور آمد زاد
از حدوثش قدیم مظهر شد | سابقیت ثبوتش از سر شد
هست از نور او جهان پیدا | دید نور قدیم این شیدا
کرده از تیغ لا ادا سبے | شد ز نور دلش دو عالم طے
گر کنم من ستایش این مرد | هستیم راست باد دشمن خورد
آنچه این مرد از ریاضت دید | نے کسے گفت و نے کسے بشنید
چون دوئی نیست اندرین عالم | اینکه بود آنچه دید زان کردم
حرف چندیکه گفت او با پیر | مینکنم من درین صحف تحریر
آنکسانی که دیده اند آن راه | از ره آن شوند ازان آگاه
در یقین چون یقین نماید ره | وهم و وسواس میشود یکسو
واقف از واقفان کند دل شاد | ز آنچه دیده است باز شرح آید یاد
گفت یا شیخ من ازین منزل | تاکنون بوده ام بسے غافل
بر سر وقت نور سیدم من | سر بحیبت نهاده دیدم من
چشم را از حدوث پوشیدی | زان تو نور قدیم را دیدی

دامن از حادثات برچیده — زانقلابش ملال ها دیده
تا به بینی تو جلوهٔ هر گل — بشنوی هم ترنم بلبل
نشد یقینم نه خواب داری تو — در بغل آفتاب داری تو
هست آئینه تو در سینه — کون و کاین درون آئینه
بوده ام من بخواب و تو بیدار — از رهی تو ببین مرا مگذار
زانچه گفتم ترا هر اسانم — مشکل امریست میکن آسانم
قیمت و قدر خود ندانستم — کرده ام جرم تا توانستم
حالیا از تو داد میخواهم — بستگی را کشاد میخواهم
تشنه تر گشته ام ز خوردن آب — هم بیک جرعهٔ دگر دریاب
اشتهائی مرا تو کردی وا — دارم اکنون لب استسقا
هر قدر میخورم که مخمورم — ساقیا کن ز باده مخمورم
گاه من بنده ام گهی آزاد — هر دو حالت روان ز من چون باد
در خورت بندگی کرا یارا — هست از تو وجود تو مارا
این دل من ترا بفرمان است — همه گر همچو گوی و چوگان است
دوری از تو اگرچه کم زان نیست — کفر و عصیان مرا بجز آن نیست
هر کجا افکنی تو همراهی — می نشاید مرا از آگاهی
هیچ ره نیست راه از تو دور — از قدم در نظر شد این مسطور
دل چو بر دست باده افتاده — بر قضاهای تو رضا داده
می پرد هر طرف که پرانی — نادری مصلحت تو میدانی
باد مجبور لست ای جبار — این پر کاه را بنزد خود مبدار
زیر این دیگ آتش حکم است — وانکس که بر آتش حکم است
از همان جوش پخته کن خامم — شاید از پختگی بیارامم
تهمت هست من مرا نهی — هستم از تو کرم امان بدهی

نشد گمانم که خواب داری تو — شاید از خواب سر برآری تو
از سر غفلتی تو آشفتم — بی ادب حرف ها بتو گفتم
چون سر خویش را برافرازی — شرق تا غرب نو بسازی
در کلام تو آب حیوان است — این سخن هاست مرده را جان است
دست کردی دراز داد این ساز — در نواهی کنون مرا بنواز
حضرتت چون نقاب خود بکشاد — نور زینت ز روی خود داد
از کرم عفو کن ز غفلت ها — چون بحق شد قریب وصلت ها
یافتم من که مشتری بسیار است — طالبم سینه ام از آن ریش است
علم من نزد علم تو جهل است — لیک خلق کریم تو اهل است
ز انحرافات که در جگر دارم — خم خم از باده است در کامم
چون سرشتم ز ظلمت و نور است — در یکی حال بودنم دور است
خود تو نی خواجه خود تو نی بنده — هر دو حالت بر تو زیبنده
در ضمیرم هزار اطوار است — جلوهٔ آن ترا سزاوار است
وای آن گر کنی ز خود دورش — سوی عصیان و کفر مهجورش
وانکه حق را قریب خواهد شد — معصیت کی نصیب خواهد شد
هیچ عصیان بتر ز دوری نیست — از تو دوری دمی صبوری نیست
بنده ام گر تو دورم اندازی — هم تو نزدیکم از کرم سازی
بر نیابد برون باد آن پر — تا کشد بر مراد خویش اوسر
لطف فرما بنامرادی من — رهنما شو بوادی ایمن
یا چو دیگی بجوش باشد این — تا چنین در خروش باشد این
چون بآتش بفضل فرمان شد — گشت تبدیل او بگلستان شد
نیست چون سرنوشت معلومم — آنچه رو داد گشت مقسومم
هر چه سر زد ز من نهادی تو — منکه گویم نهشتم که دادی تو

دریکی حال اختیارم نیست ‏ بر دل مضطرب قرارم نیست
بر همه کارم اختیارت هست ‏ کس نه بینم شریک کارت هست
هر کرا خواستی کنی تو میر ‏ هر کرا خواستی اسیرش گیر
تندرستی ز تو و بیماری ‏ هر کرا خود بهر چه بگذاری
مرگ ناچار هست در پیشم ‏ همه دربانیست خواهش خویشم
حکم تو ناقداست بدل نه بود ‏ آنچه رو داد جز [illegible] نه بود
گر کنی رد تو لابدم بنده ‏ سر بحکم و رضات افکنده
آنچه از قوت آمدست در فعل ‏ نیست خالق بجز تو کس بر فعل
عادلی عدل تست این جانم ‏ میسزد زانکه غرق فرمانم
رحمتت سبقت از غضب دارد ‏ نیک و بد از تو آن طلب دارد
هست میراث آدمی عصیان ‏ هست میراث مغفرت در آن
بر تو امیدوار اولادش ‏ قوا لاتقنطوا خبر دادش
این دو از تست آنچه با بینهاست ‏ گر ز من بشمری دریغ شین است
حاش لله تمام هستی تو ‏ بر خود از ما حساب هستی تو
گر بکار تو میکنی مختار ‏ هست در کار تو ز ما آن کار
کیستم من کیم که گویم من ‏ تا بتو خویش را بنام من
امرت از راه بر نگردد باز ‏ امر کن کار خویش را می ساز
نهی تو از کجا وجود آورد ‏ کیست کو را بسوی بود آورد
نهی ما مقتضی است و برهانی ‏ کردی از انبیا بر ایشان وحی
خود بدل خواستی [illegible] ‏ خود بفعل آمدن [illegible]
آن بعلم تو داشت [illegible] ‏ کرد آن [illegible]
آنچه گفتی بکن ندادی راه ‏ [illegible] آگاه
سجده کردن بدیو فرمودی ‏ راه توفیق آن نه بگشودی

انتقالم کنی بحال از حال ‏ بر زوال و کمال تو دلال
از تو باشد جوانی و پیری ‏ از تو باشد اسیری و میری
آن امیری برای یک کاسه ‏ وان اسیری برای [illegible]
اندران من نه بوده ام مختار ‏ کرد جباریتی تو این اظهار
هم تو محی و هم ممیت از جان ‏ کس نه مانع ترا درین و در آن
گر قبولم کنی چه خواهم شد ‏ همچنان بر تو بنده ام لابد
بر قبول و ردت سزاوارم ‏ بر خدائیت بندگی دارم
گر عتابم کنی گنهگارم ‏ زانکه بد کرده ام سزاوارم
ور ببخشی کریم هستی تو ‏ در بروی کسی نه بستی تو
نیک دیدم کسی که انسانست ‏ جبهه اش پر ز داغ عصیانست
چون گناه جدش تو بخشیدی ‏ سوئیش از فضل و رحمت دیدی
در حیات و ممات مجبورم ‏ من نه مرحوم و من نه مقهورم
پس ترا شریک در کارم ‏ لاشریکیت را در انکارم
با تو کس را [illegible] من نمی آرد ‏ وانچه آورد از کجا دارد
قوت تو تمام ز ذاتت هست ‏ فعل بر فعلم از صفاتت هست
نیک و بد را تو آفریننده ‏ جمله در بندگی تو بنده
آنچه نهی تو امست وجودش نیست ‏ غیر بافنده تار و پودش نیست
نهی گر جلوه گر ز امرت بود ‏ خلق کردی تو تا که شد مشهود
بارها آنچه خواستی [illegible] ‏ بی رضای تو آن نشد حاصل
بارها آنچه آن نه در روا بود ‏ نه در خواستیم و حاصل بود
آنچه گفتی بکن بر آن [illegible] ‏ کس چه داند چه سر دران دانی
وانکه آگاه [illegible] ‏ هستی خویش [illegible]
ماکری مکرها پدید آری ‏ آنچه نادیدنی پدید آری

نیست در وجود خود داری / بخش توفیق طاعت و زاری

پیش تو عاجزیم ای جبار / چونکه برداشتنی فرو بگذار

زین سبب کار عجز و زاری شد / پیش جبار خاکساری شد

گر بر فعلم کنی ز خود توفیق / هست آسان اگر هم سوی تحقیق

از قضائی بدم رهائی ده / در ره تیره روشنائی ده

بد بجا آنچه تو نداری خوش / خرمنم را همان بود آتش

گر بدم را تو نیک بشماری / خود رحیمی و خود رضا داری

بر قضا آفرین قضا بنده / ای تو هر کار را فزاینده

عیب در عیبم و تو ستاری / جرم در جرمم و تو غفاری

هر چه مقتضی است کرده پیدا / بر کسی بسته آن بکس شد وا

مالکی ملک تست هر موجود / آن بیک بخل و بر یکی شد جود

دانکه را بخل آن بحکمت بود / نیست بر وی زبان بردن آسود

رحمتت بر غضب فزود آید / گرچه از بنده چند و چون آمد

گر برائی کرا اکنم یاور / تا دران داوری شود داور

همچنان رانده سوی تو پویم / بنده ام بنده ام ترا گویم

گر نیم بنده بر تو خود میگوی / کیست جز تو خدا که آیم روی

جان ده و جان ستان بجز تو کیست / آشکار و نهان بجز تو کیست

قول لا تقنطوا دلم داد است / ورنه وا حسرتا و بیداد است

در که آویزم از که بگریزم / با که از امر و نهی بستیزم

هم قضائی ترا قضا دارو / سوی فضل تو چشم از هر رو

گر ردم کن قبول تو شاهی / گر گریزم ز تو تو همراهی

کورم و کور را تو گیری دست / کس ز تو تو ز کس نخواهی رست

دست هر کس بدامن جودت / آن بجا سود نیست آن سود است

تو غنی و منزه از اسباب / روی هر کس بتست از هر باب

ای خیال آفرین خیال از تست / کان ز ما سر زد است از تو رست

نیست چیزی ز ما که ما باشیم / به که با حکم در رضا باشیم

بر وجودم وجود حضرت بود / وصف من از صفات رحمت بود

غیر امکان وجوب کی ره برد / ممکن از واجب این خبر آورد

بودنی من شهود و تو مستور / گرد هستی من ترا مشهور

از شجر برگ چون زبان بگشاد / جلوهٔ وحدتت بموسی داد

گفت انی بآن کلیم الله / آن درخت از تو لفظ انا الله

از صفات بتو نه اندر ما / صانعی کرده ز صنعت جا

هم سمیعی و هم بصیری تو / هم بزرگی و هم خبیری تو

در حقیقت بزرگ ذاتت هست / گرچه انسان کنون صفاتت هست

در همه حال تو خدا هستی / کی ز موجود خود جدا هستی

بی تو موجود وجود کی دارد / جز تو چیزی شهود کی دارد

گرچه هستی غنی از این عالم / هم تو هستی درا اندرین عالم

ای غنائی تو آنکه در یکدم / کرده خویش را زنی برهم

باز پیدا کنی بیک آن تو / آنچه پیدا شود دران جان تو

معنی و صورتی همه ذوات / حضرت تست و بر تو ثابت ذات

ورنه هرگز درخت شد گویا / لیکن از قدرتی در و پیدا

برگ هرگز زبان گویا نیست / آنچه گوئیم ما هم از ما نیست

خود بحمد و ثنای خویشی تو / هر چه گوئی بخویش بیشی تو

وحدت تو چو آشکارا شد / سجدهٔ کافران بخارا شد

سنگ را هر خود خدا خوانند / اندران ذات تو همی دانند

سنگ سنگست نی خدا باشد / نی خدا هم از و جدا باشد

در همه جا محیط هستی تو   بسته است هر که ابستی تو
آن پرستش ز کافران بینی   ئی برایشان بچشم در کینی

همچنان بنده پروری داری   رزق دادن ز دست نگذاری
بر مرادی بسنگ بستا بند   سنگ سنگست آن نه تو یابند

پیش توحید بین چه بد رنگ اند   جز موحد تمام در جنگند
بحث ها شد تمام در توحید   قطره در بحر خویش را کی دید

هر کسی از ره طلب گارند   روی بر ذات پاک تو دارند
هر کسی را بیک رهی دادی   از همان راه راه بگشادی

آن یکی دُرد و آن دگر صافست   هر چه باشد بذات وصّافست
نیست غیری بغیر تو معبود   در وجود همه توئی موجود

چون در این جا قدم رسانیدم   خویش را از بلا رهانیدم
زان ز امید و بیم بیرونم   کس نیابد مرا که من چونم

من برون رفته ام ز خود مطلق   کرده ام خویش را فنا در حق
پر ز اللّهم و تهی از خویش   پیش من شد فنا کنون هر کیش

دهر و دهری قدری و جبری   جز از من براه راهبری
هر کسی را بسنت نبوی   رهنمایم که گشته اند غوی

نیست کیشی بجز رسول الله   راه حق را ز راه او میخواه
بر همچو کواکب افروزم   تا صعود و هبوط آموزم

هم حکیم آنچه حکم فرماید   پیشم از راه فکر می آید
من شوم رهنما براه او را   ورنه حالیست بس تباه او را

نور حق هر طرف که ضو انداخت   مجمع و محفلی ز نو برخاست
جسم اعداد نور را و توحید   مرحبا بر دلی که آن را دید

نور هر گه بخاک می تابد   خاک خود را چه نور می یابد
هر که آن نور دید گفت انا نور   همچنان بایزید یا منصور

جسم کی گفت نور گفت از نور   جسم را نیست لاف آن دستور
نور جسمی که خورد و فانی کرد   لاف در او ز او نهانی کرد

او عدم گشته کی زبان دارد   تا ز خود را ز خود نهان دارد
صوفی ابدال ما چه میگوید   هر چه آن شیخ کاشت میروید

جسم خاکست ذاکر الله   تخم آن ریخت از هر اوش خواه
این زمین پاک بود و در وی کاشت   از یکی دانه صد عوض برداشت

گشت از ذار دهوی طالب   وحدت آمد بحال او غالب
او ز ما و توئی نه گوید حرف   می نگنجد کنون خدا در ظرف

لا و بالیست تبرس همنشین نیست   چشم بر کس بجز کریمش نیست
شد همه پیش او چو او فانی   میکند بر فنا ثنا خوانی

چون که دید از فنا رهائی او   باز با هستیش نباشد خو
از نه بار صد هزاران کوه   کرد خود را رها ز صد اندوه

نیست دیوانه او که دیگر بار   بر سر خود بگیرد آن دار
هر چه را نفی کرد و شد آزاد   نیست بر خود که باز تن آید یاد

جمله اشیا چو خویش میداند   سخت مستانه راه میراند
اشهبش تند تر براه افتاد   نیست شرم و حیا کنونش یاد

چون بماوای اصل خود ره یافت   تند شد از عنان ز ره سر تافت
بی عنان راه راست را سر کرد   کس چرا گویدش ز ره برگرد

ای خوشا این ره وی خوش آن ره رو   در کجی این براه این میرو
بر تمامات و جهات شد عارف   قدر آنش روا است بر واقف

می ندانم چه خورد تا بیب کرد   بر لب از جوش همچو کف آورد
حرف توحید صرف میگوید   همچو ماهی در آب می پوید

راه این راه سالک دین است / ای خوش آن را که این ره آئین است

چونکه وارسته است از هستی / میخورد هم همیکند مستی

دعوی بحر میکند ماهی / هر که منکر شود بشود لاهی

زاد و بود وجودش از الست / مسکن و مأمنش بعرفانست

هر که منکر شود شود خذ نیست / هم بآن منکران بکس جذ نیست

حق مراد راست چونکه بینا هست / واقف از عرض و طول دریا هست

لیک این مرد محو دریا شد / تا ازین هیچ شور پیدا شد

بحر العرفان عمیق بسیار است / لم آبین بحر دُرِ شهوار است

ای خوشا حال آنکه غواص است / رویت در برای او خاص است

اول ایجاد آنچه شد در شد / از در و آب در جهان پر شد

باشد آن دُرِ یتیم از ایجاد / زان قدیم از حدوث رویت داد

چون ازو گفتگوی حق زد سر / آن چو خورشید صد علم بردر

شورش بحر تا بحدی شد / اندرین قصه حذر زبدی شد

عاقبت مد کشید درین راز / کس نه بتواندش که داند باز

گر میش کرد بی خبر از خویش / نی ز لیس هو واقف است از پیش

از جهت رخنه است بیرون شد / کی تواند ز پیش و پس حس کرد

هر حبیب ورا ست بیش فتند راست / زیر و بالا به پیش او بالا است

باده تند برد هوششش را / کی توان سرد کرد جوششش را

حرف تب کرده جمله هزیانست / ورنه این گفت گو نه آسانست

هر چه تب کرده گفته باشد راست / او بخود نیست پیش او پیداست

تا زکس تب کند نمی بیند / وانکه تب کرد نصح بگزیند

تا به صحت رسیدن آن بیمار / خود بخود میکند چنین گفتار

صحتش چیست باز برگشتن / در ره شرع ره سپر گشتن

تا کنون هر چه گفت شرعی بود / گفت من نی و حق هو الموجود

آنچه این دید کس کجا دید است / هر که نادیده گفت تقلید است

دست بگذارد نفس آدمی بین / گر بود گرم راست گوی بس این

تا کسی گرم نیست باشد سرد / حرف تب کرده او نخواهد کرد

شیخ را زین سخن تسلی شد / کین مرید مرا تجلی شد

از همه رنگ چشم خود بربست / رو به بیرنگ کرد و پس در بست

سر بزانو نهاده شد خاموش / دیگ در جوش هست تا سرپوش

دیگ داناست تا چه حالتش / تا چه حد گرمی و کمالستش

تا بداند کسے که کرد آیش / وقت این هر دو هست باهم خوش

بهر عام است دیگ را سرپوش / او ندید آتش و نه دروی جوش

هر دو وجد و سماع میکردند / جام عرفان ز شوق میخوردند

لذت طاعت حق از ذوقست / ذائقه زین شراب از شوقست

هر که این باده خورد میداند / هست در رقص و دست افشاند

دیده از غیر خویش پوشیدند / در ره حق نهفته کوشیدند

ستایش مغنی که از قول خود طالب را بحال مے آرد

ای مغنی بحالت آوردی / حال مستان بقالت آوردی

در کلام تو سحر و افسونست / این نه اشعارهای موزونست

این همه مورد کرامات است / شارح منزل و مقامات است

از سماعش بحق شود ارشاد / میکند از تعلقات آزاد

ای مصنف تو اندرین تصنیف / اهل حق را همه کنی تعریف

روح ایشان بحق معین هست / وصف شان صیقل یقین هست

اهل حق را شناسا همی خوانی / ذات شان مظهر خدا دانی

خوش درین پرده می سرائی تو / حق و باطل همه نمائی تو

شو فلاد زو رهنمائی کن
در معانی گره کشائی کن

هست تمثیل شان سگ و آهو
نافۀ آهو ز مشک دارد بو

هستی او برای کاری هست
بهر مردار خواریش در بست

خالق هر دو ذات او باشد
هر چه او کرده است نکو باشد

اکمل الدین خطاب پیرت هست
او بهر کار دستگیرت هست

شرع را پاس دار و حاضر باش
یار در جلوه است و ناظر باش

قبل ازین گفته بود در سی سال
آن عزیز بزرگ صاحب حال

زان باهل طلب ز ره ارشاد
هم بما فضل حق از آنها داد

باید آن در کتب شود مرقوم
تا زما بعد ما بود معلوم

زود بر شرع کن اساس او را
تا بگویم خویش لباس او را

نیست از شرع هیچ ره بیرون
پاس میدارش از کم و افزون

پیچ مصرع بخواب او خود گفت
تا درین باطن مرا آشفت

او چو استاد و من چو آئینه
ساده و صاف و پاک و بی کینه

عکس طوطی در آئینه افتاد
طوطی آن عکس را شمرد استاد

طوطی آنرا چو خویش میداند
کین زبان این نوا همی خواند

بس بلند است شعبۀ آواز
مستمع کو بسوز و کو بگداز

من چو آئینه در میان هستم
تا نگوئی که در بیان هستم

هر کرا دیدۀ خدابین است
آنچه حقیقت دیدن آئین است

بر درخت تا اینچنین زبان کی بود
حق ز قدرت در آن سخن فرمود

مصطفیٰ راست [illegible]
نیست [illegible]

گرچه [illegible]
[illegible] بگشاید

ز [illegible] آدم
این نهان [illegible] در دم

کمتر از [illegible] موجود
تا شود مظهر عابد و معبود

تا محقق که و منقول کیست
همه گر نشان زهم نفاذت [illegible]

سگ که مردار خوار و بد بو است
گرچه او هم در اندرین کو نیست

می نیاز است هر چه در خود خواست
کرده او بصورت او راست

عیب هر کس مگیر و جرم مران
هر زمان ذکر حق بکن از جان

صوفی ابدال وقت خود هستی
لیک چون او مکن تو بد مستی

ظاهرا آنچه از تو میرسد
او ست در باطنت که میگوید

آنچه اهل سلف گفتند
هر چه شد وارداتِ نهفتند

نیز مارا از ایزد متعال
آنچه مکشوف گشته است الحال

حکم شد آن زمان ورا الحال
کرد از السوی وقت استقبال

گرچه در گفتن اختیارت نیست
لیک بر شرع اعتبارت نیست

مضطرب آن شبی که خوابیدم
مرشد خود بخواب در دیدم

چونکه از غیب فتح باب شد
خود همان مصرع کتابم شد

رو برو پیش طوطیانم کرد
چون زبان خود این زبانم کرد

وانکه در گفتن و بیان است او
در پس آئینه نهان است او

آنچه استاد خواند و این آموخت
گشت مطرب دل جهان افروخت

هر که خود را بسوز این بگداخت
عالم از نور خویش روشن ساخت

گر تو این گفت گو ز من دانی
نیست علمت بعلم ربانی

بود موسی چو از خدا آگاه
از درخت شنید انا الله

گر بغیر از درخت گو یا حرف
مصطفیٰ راست و شنید [illegible]

[illegible]
[illegible]

مستمع [illegible] شود معدوم
[illegible]

بر تماشای خود قدیم است او
بر همه حال خود علیم است او

عکس پیر است بر مرید اینجا
قصد خود خود کند پدید اینجا

همچنان حق کتاب نازل کرد | مصطفی خواند بر زن و بر مرد
وحدت ذاتش این تقاضا کرد | واسطه قدر ظرف پیدا کرد

آب دریا بقدر خم در خم | آب زان خم بر ساغر مردم
وان یکی را فزود استسقا | چشم او هست جانب دریا

گرچه دریا بظرف در نیاید | ظرف در آب غرق می شاید
از غریقان هر آنچه میروید | هست دریا ز موج میگوید

امر و نهی خدا کند مذکور | سامع آن غریق شد در نور
عاملش واصل خدا باشد | واصل حق ز خود فنا باشد

هی ولنگ این زمان چه می بینم | دیدن وحدت است آیینم
هی ولنگ از خودی شدم بیرون | هستم اکنون در عالم بیچون

هی ولنگ آنکه من ز خویشتنم کم | میشمارند مرد مم مردم
هی ولنگ آنکه من ز خود رستم | کس نداند که من چه کس هستم

آنکه رانیست ره سوی توحید | از ظن خویش او چو خویشتن دید
دانکه توحید مذهب او شد | غرق در بحر و گم در آن شد

آنطرف کس بکس نیابد راه | محو باشند در جمال الله
یلدلی التفات حق عام است | هر بد و نیک بذاح انعام است

یلدلی چار ضد بهم جمعند | ده که خواهم کنون چو ده شمعند
یلدلی از جبوق پر جام | زاده الست پر الست دکام

یلدلی صحت مزاجم هست | اختلالی درو ندارد دست
یلدلی من زجاج پر از می | در حق آن باده الست و حق در وی

این می از هر نوش مستان است | می مگو جان حق پرستان است
هر که یک جرعه از این نوشید | از خم چشمه ها جوشید

ذکر حق است نام این باده | همچو در اصطلاح افتاده
ذاکر از ذکر چونکه گردد مست | گفت ذاکر از این که این می هست

یلدلی شیخ دین زالغامم | صوفی ابدال کرده است نامم
صوفی ابدال نی که گفتم پیش | نام او وصف گفتم بر خویش

آن قدر حوصله کجا دارم | تا چو او راه را بسر آرم
یلدلی من ز نشاء سرشارم | محرم بزم خاص دلدارم

ذاکری ذکر حق مرا فرمود | اندرو بیخودی و مستی بود
هستم از نور صحبت مستان | در من از آن صحبت مستان

قبض دیدم چه باده ام دادند | زان دل پاک و ساده ام دادند
هست آب حیات این باده | نشاء اش زنده است و آزاده

هر که زین باده نشاء می نوشد | چشم از غیر حق همه پوشد
نفی اثبات باشد این باده | نشاء اش نفی شد درین جاده

آنچه اثبات بود در وی ماند | خویشتن را فنا ازین ره خواند
از سر عشق هر که آشنا مد | جز خدا هیچ جانب از امد

هر که دریافت ذوق این مستی | میدهد سر طلاق بر هستی
بیخود و مست دین بالا او | محو در ذات ذو الجلال است او

هر ده [illegible] گر [illegible] هستند [illegible] | نا [illegible]
[illegible] و [illegible] | گفت آزاد [illegible]

چند [illegible] ز صوفیان آزاد | [illegible] و [illegible] کرده [illegible] بر باده
مرشد شان [illegible] شاد | جام ها [illegible] بالا [illegible]

هر کسی قدر ظرف کرده نوش | دارو [illegible] بیهشش [illegible]
[illegible] از [illegible] هستی [illegible] | غرق [illegible] بیخودی در مستی

هرچه در وقت نشاء میگوید

رفتن زاهدی بمیخانه و دیدن حال مستان و منع کردن

زین سپس از شراب میروید

زاهدی رفت سوی میخانه	طاعت بجا می وجه بجه ز قبول ناداشتن میر مغان طاعت اورا		دید در گردش است پیمانه
صوفی و آدم صفی شان جد	کرده ذکر خدای از آن بیحد	ذکر حق صاف قلب شان کرده	اندر آن قلب حق مکان کرده
وارث آدم صفی صوفیست	گرچه در زنده ها خفی صوفیست	محفلی مجمع ز خود رسته	گشته مشغول شرب پیوسته
سکر در حال شان شده غالب	زان سبب سکر را شده طالب	در تماشای مرگ و حشر آن قوم	دیده ز انسانکه دید کس در نوم
بیخود از باطل و بحق	داده مستی شان ز حال این بار	مرگ در نفی و حشر در اثبات	کرده ز اینحال شان تجلی ذات
در دمی سیر هر دو عالم بود	گشته عهدی بیک نفس مشهود	کنده از خواهش دو عالم دل	د تجرعه نشسته لا یعقل
جسم و جان کرده غرق در باده	باده ره سوی بیخودی داده	نام آن باده کلمة التقوی	خواندنش فرض از خدا بر ماست
هر که از صدق کلمة التقوی	خوانده شد ره بوصل حق پیما	بیشی از مال و جاه می خواهم	نفس ازین ره میزند راهم
نیستم خواهش از آخر آن	می شود عمر صرف عبرت زان	آن دو در روز مرگ یارم نه	نفع ازینها بهیچ کارم نه
بیخودی فتح باب ره کرده	حایل شان نه در نه در پرده	نشسته از می کدورت هستی	زان شده لحم و شحم شان مستی
شادی و غم ز وقت شان معزول	بیخود از خود به ها و هو مشغول	نیز با ذکر دوست می کردند	یاد حق را چو باده می خوردند
باده شانست افضل الاذکار	هر که آن خورد میشود سرشار	گشت از فرط لذت انجام	مست و مدهوش و عاشق و بدنام
زاهد آنسان چو حال مستان دید	در خود از عمر خود بسی پیچید	خورد افسوس حالت رفته	گفت در عمر خود یکی هفته
هیچگاهی نه حالم اینسان بود	آنچه کردم تمام نقصان بود	شصت سالم گذشت در طاعت	خوش نشد حال من بیک ساعت
بیشود صرف حرص زین این عمر	هیچ لذت نیافت ازین عمر	این بود عقل و هوش نفسانی	بیخودی راست نشاء روحانی
باشد آزادگی بدر و بیشی	پای می بند و نیستی بیشی	شد ز تحصیل جستنم از غم	زهر در کام لذت عالم
هست حرص بهشت اندیشم	نیست از عشق با خدا کیشم	گاه از ترس دوزخم جان کاه	نیست بر سوی عیش یا هیچم راه
بند سود و زیان خویشم من	غرق وسواس دین و کیشم من	اینست آسیب عقل و خودداری	عمر از آن صرف درد و بیماری
من ازین حالتم چنین معلول	هوشیاری من مرا شد غول	راه بر مقصدی که دارم پیش	هست سود و زیان آن بر خویش
زان نمازم همه ریا باشد	کی درو نشاء خدا باشد	می پرستان ز خود جدا هستند	در رضا از همه بلا رستند
مست گشتند تا رضا دادند	بیخودی را بخود صلا دادند	نفس از آن نشاء شد بحق تسلیم	گردش آن باده آن ظرف تعلیم
بر بلا دو ولا کمر بستند	زین سبب از همه بلا رستند	هیچ در فکر خود نیفتادند	پس ازین ره ز خویش آزادند
از توکل بحق تولا شان	بیخودی از خودی تمنا شان	از همه آرزوی خود مردند	خویش را بر خدای بسپردند

این مقام رضا و تسلیم است
از خودی بیخود و بحق واصل
هرچه زنجبت هست خود داری
گر مدام این مدام مینخوردم
بادهٔ تلخ شان گوارا شد
آن کسانیکه سالک راه اند
دوست را خود پرست نبود دوست
هرکه بسیار خورد و گردد مست
نیست جز بیخودی در این ره راه
نیت خوردنم نه مستی بود
لیک از دست بیخودان انجام
شرط می خوردن است این اطوار
ورنه زاینسان است با خودم در راه
پرتو میکشان چو بروی تافت
وهم و پندار زهد خود را دید
لفظ خواندم ز معنیش غافل
هست این علم را عمل برخویش
شد ز طاعت فزون نرم مستی
هیچ حاصل ازین نیازم نیست
زهد در مقصد منست حایل
بوده است حاصل از دو سه جامم
گر دلم شور ازین نمک میشد
من کنون عشق ازین نمک دارم

مست رانی امید ونی بیم است
کرده یک حالت عجب پیدا
رستہ از خود ندید بیم یاری
راه بر بیخودی همه بردم
بر همه احوال شان هویدا شد
درد را از خدا همی خواهند
هرکه از خود گذشته است با اوست
نفس را نفسیت رود از دست
از ریاضت تو بیخودی میخواه
بلکه آن هم ز روی هستی بود
گر بیابم از آن بر آید کام
تا بود ساقیم ز می سرشار
نیست با خود ز راز می آگاه
آن زمان عیب خویش را دریافت
شد پشیمان از آن ورق پیچید
گشتم و بوده ام عبث آفل
رفتن و بودن از همه درویش
هست حیران من ازین مستی
راه بر سوی بزم رازم نیست
گر دد از جرعهٔ ز من زایل
گاه و بیگاه خوش دمی کامم
هستی من ز خویش حک میشد
ره دهیدم سوی نمک سارم

بر در دو غم پناه بر باده
یافتم در ره خدا نه دو نفسیه
خوردم این باده را گه و بیگاه
باید آن را مدام مست کردن
سالکان را سلوک باید کرد
درد یار است دردمندان را
در شب و روز چار پنج از جام
باید افراط اندرین کارم
هرکه بسیار خورد و شد مست او
گردمی گر نه بیخودی نیست
بادهٔ پیر مغان که خواهد داد
مستی جام و مستی ساقی
هرکه از خویشتن جدا باشد
اندکی چون ز بستگی وا شد
طاعت خویش عرض رندان کرد
گر بمعنیش هم شدم عالم
گفت در عمر آنچه اندوزم
هستیم سدّ راه بیخویشست
تا نه من مست باشم و بیخویش
برخود از نمین نار زنم من لا
نفس را دعوی مسلمانی
از نمک لذت همه نعماست
در نمکسار هرکه می میرد

کرد خود را ز هست خود ساده
هرکرش نیست هیچ آمیزش هم
سود هستی از آن سپردم راه
بیخور و خواب روز و شب خود را
هر قدر پیش شان بباید درد
یار یار است مستمندان را
خوردم و من نیافتم زان کام
تا ز هد بیخودی از آن یارم
داد و سواس و فکر از دست او
بادهٔ میده ادبرمن آمینست
پیر و دهستیم از آن بر باد
تا ابد باشدم بسر باقی
حافظ حال او خدا باشد
بر همه عیب خویش می باشد
بهر یک جرعه نیاز آورد
عالم بی عمل بود ظالم
هیچ از آن نشا نشد سودم
عقل و هوشم نقیض در دشست
طاعتم پردهٔ بود در پیش
زان شود بیخودی مرا پیدا
از دو سه جام بود و نادانی
میکنم از شما از آن درخواست
در خود آن را نمک همی گیرد

بچوں خود او را نمک ہم سازد
او نمک شد کنوں حلالست او
ہر کہ بی خود براہ حق پوید
طاعت من بباده بستانید
ہستی خویش چوں ز می شویم
از شرابش بر افکنم بنیاد
نی بد نسبا دلی بعضی اکار
می مرادم ز نفی و اثبات است
می خوری اوّل مسلمانیست
ہستی ما طلسم بر گنجست
بیخودی را از آں طلب گارم
چشم خفاش خور نبیارد دید
کرده است چشم خود از ورد کشن
گفت خنداں بادہ کای ناداں
ای تنک حوصلہ دریں بازار
بادۂ ما کہ جہاں بہا دارد
بیخود از باده ام نہ دیوانہ
ما ازیں شامتت گریزانم
ما ز ناموس ننگ آزاده
از برای بہشت زہدت ہست
ہر کہ آمد بما بہ در یوزه
نیستی ہر کہ پیش ما آید
ہست ہوشش دگر ز مستی ہا

از نمک گشتہ سر برافرازد
مستی حال بی زوالست او
حق از آنسوی بندہ را جوید
مید ہیدم کہ می پرستانید
پس دراں ذات اصل خود جویم
تا ازاں خودم نباشد یاد
باشدم چوں ز می شوم سرشار
بشوم نفی و جامم آں داست
می کلید در خدا دانیست
زاں ز افلاس ما بکار نجست
زیں سبب من ز عقل بیزارم
چشم از دید نور در پوشید
نور خور بیند او ز ہر روزن
دادن می بطاعتت نتواں
طاعت و زہد می نیاید کار
طاعتت را وجود نشمارد
تا ببریم بخاک ہمسایہ
زہدت ادبار خویش میدانم
تو بقید و تعلق افتاده
عمر کن صرف تا دہد آں دست
پر ازیں بادہ برد او کوزه
قدر ایں بادہ پیش او دارد
آں بسا بی ز می پرستی ہا

گر سگی مرده است دراں ما چہ
نشاء دلخوشی و مستی ہا
چونکہ پیر مغاں ازو بشنید
بادہ از بادہ صاف خواہد شد
شد ز زہدم مکدر آئینہ
از کف تاں کہ جرعہ نوشم
شصت سالست در نمازم من
نیست بی می طہارتم کامل
ایں می از من مرا چو بستاند
می کلید است طلسم بکشاید
تا خودی ہست ز گنج محرومم
کحل چشم مست لای ایں بادہ
بر خزف ریزه کہ جمجم ہست
ظرف تو قدر بادۂ ما نیست
طاعت خود بضاعتی دانی
مست ایں باده ام نہ نادانم
من چنیں بادہ گر کنم ضائع
تو بہ بندی ما ز بند آزاد
من نہ بر طاعتت فروشم می
بادہ خواری طلب خدا دارد
زہد و طاعات را دہد بر لا
ہست کایں بادہ با ہوش
خوانده ام پنج رکن اسلام است

کس نہ ایں نام گیرد نش دیگر
یافتم از خدا پرستی ہا
زید بلہ الست بریش او خندید
طالب بادہ ام ازاں الابد
ہیستم ہست کوه بر سینہ
ہر دو عالم شود فراموشم
می نخوردم نہ پاکبازم من
تا شوم من نماز را شامل
درمن از من ہمیں خدا ماند
تا بما گنج ازاں بدست آید
دہر ویرانہ من درد بوم
ہر کرا آں بدست افتاده
بخورم بادہ زانکہ طعم ہست
جوہری خوردن از تو پیدا نیست
گشت تحقیق ما کہ نادانی
باشد ایں بیع و عین نقصانم
بر جنونم جہاں کند شایع
خویش را خود بہ بند نتواں داد
زہد و طاعات پیش ما لاشی
ہر دو عالم برآں فدا دارد
تا شود بعد ازاں شود از ما
ہوشش بگذار و بادہ را بنوش
رکن اوّل بدیں ہمیں جام است

هر کرا جرعه عطا کردیم　بی ریا در ره خدا کردیم
از برائی خدا بیک جا مست　پخته سازیم در زمان خاست

گرچه آن باده خورده زیبا بیش　زهد و طاعات داشتی با خویش
بعد ازین اختیار بر باده　زهد و طاعات را بیکسو نه

زهد و طاعت چوی ندار قدر　می بخور تا شود دولت چون بدر
در طلب　اگر بر جام　از یکی خوردنت برآید کام

چون تو تصدیق نفی خود کردی　زان بدارین ازین جوان مردی
هر که خشنود سے کند ما را　خوردن باده باید او ما را

نیست خلق کریم ما را داب　تا بخشیم تشنه گان را آب
طالب صادق او بیاید پیش　می کنیمش ز باده ما بیخویش

گر تو صادق بدین ما هستی　هوش خود را بده بدین مستی
هست عقل و خرد بها بر جام　زین بشود دست و باده می آشام

گر بصد سال باده خواهی خورد　ره بهستی ازان نخواهی برد
باده از چشم ما اثر دارد　چون خوری نشاء دگر دارد

این بگفت و ز جام دادندش　گرد هستی ز جان فشاندندش
آنچه پندار و وهم بود او را　می ز باطن همه زدود او را

هستی خویش در زمان گم کرد　تا خود از خاک خود تیمم کرد
زهد خشکش　انجامید　او ازین آب کشت بر خود بد

کرد ازین آب ریشه را بر او　گشت امیدوار از بر او
زاهد این باده خورد و شد بیهوش　چون خم می در آمد اندر جوش

باطن خویش را مصفا دید　همچو صوفی ز وجد سے نالید
خویش را دید لا و الا الله　در دل او بتخت همچون شاه

اینچنین دولتی که در خود یافت　در پی شکر نعمتش بشتافت
چون ز اوصاف خویش خالی شد　وقت را رند و لاابالی شد

در تغنی شد اندرین احوال　بود در بزم بیخودان قوال
از طرب کرد مطربے آغاز　گشت چینی نواز و ساغر باز

بر سر عمر رفته می آشفت　همچو دیوانه خود بخود میگفت
رونق طاعتم شد است این می　هست بیش من افضل الدین می

از کلف زاهدان همین باده　خوردم از غم نگشتم آزاده
زهدشان بیش بود و اندک می　می ندیدند ازان اثر در وی

زاهد این جا کم است و می بسیار　واعلموا بر خدا ازین کردار
خوردن می نجات دارین است　وصف این کردنم ابد دین است

نام این باده عارف آگاه　گفته است لا اله الا الله
لذت این شراب گر کس یافت　سر ز پیر مغان نه خواهد تافت

هست پیر مغان خدا او را　کرد از هر طرف خدا او را
در شبانروز ده هزار از جام　گر خورد عاشق شراب آشام

گوید کن من مزید بر سر او　ماهییم من به آب دارم خو
در من این باده کرد استسقا　ده هزار دگر کرم فرما

زاهدا زین شراب دادیم　زان بره عقیده تنها دیدم
شامت شان به باده بُد هایل　کرد انشاء راز من زایل

ساغر از دست شارب باده　هر که خورد او ز خویش شد ساده
لفظ بود است معنی انجانی　پرده اصل کار ازین دانی

بردم اینجا بمعنی آن راه　من شدم لا و ماند الا الله
می طلب کن ز باده پیمائی　کین سر رشته راست سر جائی

هیچ دانی که ریشه این تاک　هست در خاک و سر بر افلاک
هیچ دانی که باده این خم　شد ز یک جوش برتر از طارم

می پرستیکه می پرستی کرد
در سر جام ترک هستی کرد

جسم او زین شراب گردد روح
روح را تا بعرش ره مفتوح

راح روحست می پرستان را
شرع معذور داشت مستان را

از حد و حد بهوش می باید
حد نه بر درد نوش می آید

از طلاق و آزاد است
خویش را او بدست می داد است

بله لی جام حکمة التقوی
کرد با عرش راه مبرم وا

چشم او نشاء دگر دارد
زانکه در باده او نظر دارد

او که از دست خویش بخشد می
جز خدا کاینات شد لاشی

زاهد خشک چونکه این می خورد
از یکی جام ره بدر یا برد

شصت سال آنچه کاشت در خاک او
گشت ازین آب پاک نمناک او

سبز شد بار داد و خرمن کرد
ترک ازین ره ز ما و از من کرد

حاصل خود چو بیخودی را دید
رقص شد فرض او و میر قصید

بله لی من ز باده گشتم مست
از همه ننگ و نام شستم دست

بله لی سوخت پرده پندار
کرد از خوابم آب می بیدار

بله لی زنده شد دلم از می
اذ من الماءِ کلَّ شیءٍ حی

بله لی من رهی بدل بردم
تا ازین باده جرعه خوردم

هی و لنگ آنکه در دمن شد صاف
صادقم بر خدا نیم نشاف

هی و لنگ آنکه قطره شد دریا
من نخواهم شدن بخود پیدا

هی و لنگ آنکه همچو جم در جام
ره باغاز بردم از انجام

ها و هو هی در نظر دارم
راه بیرون ز خیر و شر دارم

بود تا بود شکر در جانش
کرد آن می بخود ثناخوانش

بود تا بود خوش دل و سرشار
ساقی و او نشسته بی استار

بود تا بود غرق در باده
شسته از می ردا و سجاده

میکند خلق را بحق ارشاد
از خود و از غرض شده آزاد

پرسیدن مرید از پیر که آیهٔ کریمه و ما اصابک من حسنةٍ فمن الله و ما اصابک من سیئةٍ فمن نفسک و جواب گفتن او و ما ارسلناک للناس رسولاً و قد جاءکم من الله نورٌ و کتابٌ مبین پس عامل کتاب امری بکند پس آن عمل خدا کرده باشد و از او ست آن بر ما و هر که جز آن عمل کند که برخلاف کتاب و سنت بود از نفس خود است

صوفی ابدال گردد در پیر
دست در حل مشکلم میگیر

آنچه نیک است از خدا بر ماست
بد ازین نفس ما چسان بر خاست

آنچه بر ما رسید ز حق آن چیست
آنچه عصیان نفس شد آن کیست

مرشد او را جواب میگوید
گوش کن بر صواب میگوید

این سخن ها ز امر و فرمان است
بهر طالب براه راه جانست

از خدا بهر ما کتاب آمد
اندران امر در صواب آمد

هر که معمول بر صوابست او
پیش ما فانی کتابست او

این نه از ماست این ز وهابست
هستیش در کتاب ما بابست

و آنچه شد نهی اندران مسطور
مومن حق از آن بماند دور

ماندنش دور از خدا باشد
این نه قوت ز نفس ما باشد

همچنان از خدای پیغمبر
اندرو شد بما بحق رهبر

حجت از حق بما کتاب آورد
از خدا راه بر صواب آورد

خالق خلق از سر احسان
کرد از نیک و بد بما فرمان

هر که سوی خطا قدم بنهاد
در غم و محنت و ندم افتاد

هست از نفس و بد نهادش
حق بود عادل و دهد دادش

بر سر نفس او عذاب آمد
زانکه او تارک صواب آمد

آنچه حق امر کرد او بر تافت
از کتاب و رسول فهمیده
یافتی رتبهٔ بقا بالله
پس ز راه خطا بپرهیزد
خواجه راضی بود ز اطوارش
آفرین بنده را بر آمد او
از ره راست سر نتاو داشت
ما که بر نهی روی آوردیم
بهر تو نیک شد بدی دیگر
هر که عامل شود به مرقومش
فعل او فعل نفس نشماریم
هر که شد عامل کتاب الله
خر که در زیر باره خواهد بود
آن بود امر و شرع حق بر حق
این خطا شد ز نفس تو صادر
او که با تست خود خدا بالست
تا بدانی که سر حکمت چیست
گفت جوینده من چه می جویم
پرده بر ما وجود بخشیده است
نور تا ظلمت ترا بیند
بنگرد باطنت در آئینه
نور چون پرده آشکارا کرد
آنچه می جست یافت خود گم شد

لاجرم بد نتیجه و بر تافت
نفس بر خود خطا پسندیده
تو رضای خدا ازین ره خواه
از خطا در کتاب بگریزد
می شمارد از آن نکوکارش
گفت بر تو برین میا و برو
بی کتاب امر بر سرت بگماشت
بود از ما و زجر آن کردیم
ز آنچه بر تست نیک کن آن سر
گشت سر خدای معلومش
ز آنکه او را بامر حق داریم
نفس او رشد است
بر زمین پشت خود نخواهد سود
دمبدم باش اندران ملحق
ور نگهداشتن نه‌ای قادر
غیر از و هیچ جا نباید جست
وحده صرف و یا که کثرت چیست
گر من اویم دگر کجا پویم
پس بجز پرده راز کی دیدست
در پس پرده از کجا بیند
صورتست موی هر آئینه
هستی این وجود ما را کرد
بحر از موج در تلاطم شد

بد ازین ره ز ما بود بر ما
هر که خواند کتاب را هر روز
در دل او کتاب بنشیند
وان کتاب از خداست بر بنده
وانکه حکم کتاب را بشنید
باش صالح بحق ز مشتاقی
مقتضی است از خدا و بر تو نهی
نیک شد بهر دیگران آن بد
هر چه حکم خداست میگویم
عامل هر چه در کتابست او
چونکه جانش به امر مولاست
نفس او فرصتی نیابد
به که در زیر بار باشد خر
بر تو این نعمت از خدا آمد
چون به منصب رسی تو هم اوئی
چون درو جد کنی به بینی جود
آشکار اسم و ذات پنهانست
ز آنکه آن پرده کی بجز پرده
نور گردیم و نور را بینیم
ظلمت خویش را چو کردی گم
هر که خود را رساند این حال
گر بخود این وجود بگذاریم
تا نه گم شد نه یافت کس این راز

ز آنکه بود انتساب او بر ما
بر سر نفس خود بود فیروز
در صواب و خطا نکو بیند
بنده در امر سر بر افکنده
پس بجز امر آن رهی بگزید
گر عمل صالحست بود باقی
بهر نهیست کتاب کرد است وحی
تو نگهدار در حد خود حد
خلق را زین صلاح میجویم
رهبر راه فتح باب است او است
آنچه گویند نفس از و دور است
تا بتحصیل دایه بستاند
سگ بقلاده بند اولیتر
گر بجز این میکنی خطا آمد
چون تو او نی و پس چه میجوئی
میکند جلوه شاهد مقصود
شخص جوینده طرفه حیرانست
حکم ذرات بر فنا کرده
چون چنین شد منور الدینیم
بحر نوری نه جوشدست از خم
جبرتش کرده است استقبال
پس از آن راز پرده برداریم
نیست بر هیچ کس بجز این در باز

دربیان ارشاد کردن حضرت قطب الاقطاب شیخ حبیب الدین عطار قدس سرهٔ به یکی از طالبان این مطالب و رسانیدن او را به سرحد کمال مقام و حال

بشنو اکنون که راز بگشاییم
بود مردی دلش بحق آگاه
رتبهٔ او ز غوث و قطب افزون
آسمان و زمین نظام از او
مشفق و مهربان و غمخواره
بود امی و علم ناخوانده
هر بیمار او مسیحا دم
هم ملک خاک روب درگاهش
چارهٔ کار او همی جستند
داد خلوت در انجمن میداد
آنچه آداب شرع بودش کار
فرض و سنت نه رفته از دستش
آنچه سر حقیقت او واقف
کامل العلم و اکمل التمکین
بود کشمیر مسکن آن پیر
نیست این قصه لب ارشاد است
باشد او آفتاب عالم تاب
هر که را برگزیدهٔ بگزید
رو پی مقبلی بدست آورد
طالبی را خدا عنایت کرد
یافت توفیق در ارادت او
گاه آب طهارت آوردی
گاه کفشش ز روی کردی پاک

چارهٔ کار هر که بی چاره
هرچه علم از زبان بر افشانده
مرده جان یافته از آن مقدم
هم بافلاک هر زمان راهش
پای و پاپوش او همی شستند
در همه علم و فن لبی استاد
در طریقت بسیر و با اطوار
کرده اذکار هم سپه مستنش
هم بذات و صفات حق عارف
فایق از اهل دین خود در دین
گشته یثرب زمین او کشمیر
هر که را ره بخویش حق داد است
زانکه شد بر مرید فتح الباب
حق بسوئی وی از عنایت دید
تا شود فضل حق ترا یاور
بر سوئی خانه اش هدایت کرد
کیست میکرد از آن سعادت او
حکم و فرمان او بسر بردی
گاه مانندی ز عجز رو بر خاک

هر بلائی کز آسمان بودی
صادق القول و راسخ العهد او
دستگیر فتادگان از راه
هم پی کار اندران درگاه
بود تجرید با زن و فرزند
با جماعت نماز میخواندی
آنچه سنت بجای آورده
نیست و هست اندرین ره بود
داشت ارشاد مرشد بسیار
حجت از پیر تا به پیغمبر
کرده بود او ز راه سجاده
داب از این قصه او بیاموزد
او چو این پیر طالبان را پیر
از قبولان حق بود آن مرد
گر ترا خواست برخود آگاهی
آمد و پای شیخ را بوسید
گاه جاروبی درش میکرد
چونکه چیزی بدستش افتادی
گاه پایش بدیده مالیدی

بر تو رو داد خویش بنمایم
مرشد و رهنمای هر گمراه
فارغ از حد و حصر خود بیچون
بهره در گشته خاص و عام از او
دافع او دعائی شان بودی
روز و شب بهر خلق در جهد او
صورتش آدمی و سر الله
بود جن و پری گه و بیگاه
گشته تفرید و با همه پیوند
هم نهان در نیاز می ماندی
در نوافل همه بسر برده
هر زمانش تجلی مشهود
تربیت را بمرشدان درکار
داشت آن رهنمای دین پرور
راه بر سوی ما ز هر جاده
زان شود شمع و راه افروزد
می شود راه را این خبر میگیر
مقبلی حق اگر قبولش کرد
نیست بر حق بغیر از این راهی
شد مرید و خدای در وی دید
گاه پابوس چاکریش میکرد
آن نهاد ای پیش شیخ بنهادی
بر خود از قرب خویش مالیدی

گاه هیزم بر مطبخ آوردی	گاه چرک از درش برون بردی
گاه تیمار اسپ او میکرد	گاه گاه از برای اسپ آورد
بود اندر رکاب او باهوش	از رهِ عشق غاشیه بر دوش
شیخ از نور حسن خود در نور	از سماعِ دوام بس مسرور
هر کرا حسن بیش نازاست بیش	هست مستغنی از همه درویش
در مراد از مراد خود هست او	خویش را بر مراد او بست او
هیچ کاری به اختیارش نی	هیچ جز عشقِ پیر کارش نی
خدمتش رای در دل او کرد	گاه گاهی بسوی او رو کرد
بر همه کارها اقامت کرد	هر چه فرمود استقامت کرد
شد خدا مهربان بر این حالش	شیخ مشفق از آن بر احوالش
مزد خدمت رضای من خواهد	خویش را هم برای ما خواهد
سالها بود اندرین اطوار	کرد از این گونه خدمتش بسیار
از رهِ دل بدل گذارش شد	خوش از آن روزگار کارش شد
دید مرشد که صادق و صافست	ظاهراً این بصدق و صافست
گفتش ای قبلهٔ من اندر راه	بر من از لست رویت الله
من نهی و رهین فرمانم	حکم تو هست جان و ایمانم
کرد از فضلِ خویش تکریمش	در نشستن بذکر تعلیمش
کرد تعلیم نفی و اثباتش	تا رساند ز وصف بر ذاتش
	تا ترا راه سوی ما بنمود
خواندنت دیگرست و این دیگر	چند روزی کن و کنون بنگر
اوستاد شریعت این و اند	تا ترا نام پاک خواناند
بی زبان بایدت کنون خواندن	چشم پوشیده منتظر ماندن
معنیش بایدت تفکر کرد	لفظ آن را بدل تصور کرد

گاه از چاه برکشیدی آب	تا شدی باغ و صحن او سیراب
شیخ بر اسپ چون شدی در راه	این پیاده براه او فی الله
پیر مالک مرید چون مملوک	داشت در جمله کار ره سلوک
هیچ کاری ازو نپرسیدی	هم بر این کارهاش کم دیدی
بر مرید یکه عشق صادق هست	بر ندارد ز دامن او دست
مال و جان این فدای او کردی	هر چه کردی برای او کردی
عاشقانه براه او سر داشت	هر چه فرمود نیز او بر داشت
گاهش از لطف کار فرمودی	این بهر حکم او رهین بودی
از دل و جان به پیش شیخ افتاد	داد خدمت بمحفل او داد
دید کین طالبیست صادق کیش	نیستش غیر من سر با خویش
عاشق است بر رضای من از جان	هست الطاف من بر این درمان
تا درون دلش از آن جا کرد	زان دل شیخ مهر پیدا کرد
این خبر بر مرید تعلیم است	غایت اندر رضا و تسلیم است
گفت پیش آی و پیش ما بنشین	هر چه گویم بدین ما کن دین
اول آورده ام ارادت من	دانم امر ترا سعادت من
این سخن گفت و پیش شان بنشست	هم در آن دم بوصل حق پیوست
آنچه آداب و طرز صوفی بود	از کرم آن مرید را بنمود
گفت یا شیخ خوانده ام بسیار	عمر من صرف شد در این تکرار
فرصت اکنون باصلت انجامید	بایدت تا ترا خواندن ما دید
سالها خواندی از زبان خواندی	لیک از راه دل فرو ماندی
زان مسلمان شوی تو بر الله	شرط اسلام اول در این راه
لا که به راز باید خواند	هر چه غیر از خداست باید راند
پس بدل گو مشدد الا الله	کن تصور محمد رسول الله

آنچه حق گفت بر تو فرمودم
نفی میکن از آنچه میدیدی
ظاهرت بر شریعت از دین بود
پیش ما باید آن همه دیدن
چشم بر بند و سر بنه در پیش
سالکان این طریق میخوانند
باخبی آنچه لذتِ دین است
گر دو علمت یقین ز دین داری
در یقین نیز باید استعمال
خویش را پخته کن در این سودا
علم داری یقین بکُن پیدا
از یقینت یقین چو شد حاصل
گر یقینی یقین به بینی تو
هست زیر نقاب هر روئی
هم شنیدی ز ثقه این اخبار
زین یقین هیچ کار نگشاید
هست علمش یقین بآن دلدار
شرح این است و پاس میدارش
نور او ظلمتش چنان بگداخت
زان شود جسم چشم سر تا پای
بی جهت عالمے نماید روی
کن عبادت چنانچه مے باید
آن یکے دردمند و مجروحست

زان ترا این طریق بنمودم
در خود و غیر می پسندیدی
پوست آنست مغز آن این بود
آنچه هستی بساط ازان چیدن
تا به بینی تو نور حق در خویش
هستی خویش لاهمی دانند
مرشدم من طریق من اینست
تا بگویم که علم دین داری
تا توان گفت کمال الحال
تا شود تجربه در این پیدا

انتظارت چو راه بگشاید
تاکنون بود در شریعت راه
باطن خویش را ظاهر داره
تاکنون وصف حق شنیدی تو
خاص و عام آنچه خوانده است خواندی
نفی شد نفی و مانده است اثبات
زین پذیرد کمال ایمانت
آنچه علمست تا یقین نه بود
گر نه اندر یقین عمل داری
چون بتجرب شود درست آن

تا یقین یقینِ سالک را در تجربه حاصل نیاید یقین او
در نزد کاملِ الیقیناں درست و تمام نه خواهد بود

اکمل الدین از اهل دینی تو
عاشقان را یقین ز هر سوئی
هم پدیده از نقاب او آثار
دیدنِ بے نقاب می باید
لیک محروم هست از دیدار
جهد کن در طریقت این کارش
تا چو خود ماه و آفتابش ساخت
میکند جلوه آن جهان آرای
جلوه گر اندران شد همه روی
تا ز علمت یقینِ آن زاید
بروی ابواب درد مفتوح است

در یقین، ای اخی یقین میجوی
از ره گوش رفته این اوصاف
کاندرین پرده جان جانانست
آن بجز عشق و جهد نگشاید
وانکه قانع بر این شنیدن شد
وانکه او بے نقاب دید او را
این نمکدان کنون نمکسار است
بے جهت در جهت نمے آید
خار و خس از شریعت آن کوفت
مزهٔ طاعت است دران حالت
هر کسش دردمند مے داند

نور الله جلوه بنماید
میکنم از طریقت آگاه
تا ز باطن بری ره اسرار
هیچ نورے ازان نه دیدی تو
غور ناکرده اندران ماندی
جلوه گر میشود ترا آن ذات
پر شود از خدا دل و جانت
پیش ما مرد مرد دین نه بود
پس به ایقان خود عمل داری
بعد ازان شد مبرهن ایقان
هم یقین را نو کار میغز ما
زان بعلم الیقین شدی واصل
تا نماید جمال ایقان روی
این یقین در نزد بانی صاف
هر کسے را تجسس ایمانست
جهد اندر طلب بسے باید
این قناعت نشدش بدیدن شد
در حسد همچو جان دوید او را
اندرو رفته مردنت کار است
دیدن او ز هر جهت باید
بر همین حال او طریقت گفت
گر دهد همچو دست اقبالت
دردمندیش از یقین خواند

بلکه از چشم زخم می‌بینند
گر شود همچو او کسی بیمار
آن یکی راست بازوئی چون شیر
تا نکرد است این گمان باشد
گر کند کارزار بر دشمن
هست در خم می و زمستی آن
وانکه نوشید و مست شد از می
از لسان تو مقر به ایمانی
گر زبان با دلی موافق نیست
عمرها خواندی از زبان این نام
تو نه مومن گرت نمود است روی
هست تصدیق قلبها این نام
گر کند هر دو بوسه بر زن
زان ولد هم شود ولد پیدا
جز خدا اگر ده از همه عالم
از عمل بر یقین خواند علم
گر عمل کرد و بد نه دید از آن
عالمی کیمیا همی خوانند
هست گوگرد احمر آن دارو
هست آن پیر کامل ای طالب
تا مس خویش را بسازی زر
بارها گفته مش کر از نام
گشت لذت بچشم تو ساری

لیک در درد ناقص الدینند
شد یقین پیش او کنون اظهار
همچنان هم بدست او شمشیر
آن یقین تیغ در میان باشد
پاره سازد ز تیغ از جوشن

پیش ما این یقین گمان باشد
گر تو هم گشته چنان مجروح
باشد او را یقین که در همه جا
چون برون کرد و نیست آن فولاد
پیش ما آن یقین درست آمد

ارشاد پیر مرید را که یقین یقین چیست

موقنم من که اوست موقن می
باشد این شیوهٔ مسلمانی
او در اسلام جز منافق نیست
زان ترا گشته است سر انجام
پس از ایمان خبر بما برگوی
در قضائی قضا نهادن کام
زن نه گردد ز بوسه آبستن
زان هو البیدا این جهان برپا
حق شد اثبات از عالم آدم
پرده از روی حق گشاید علم
در عمل کردنش ریاستی دان
لیک عمل کردنش نمیدانند
کیمیا بایدت مر آن را خو
کن پی جستنش طلب غالب
تو از پی آرزوی خود مگذر
نیست زان گفتن تو شیرین کام
هستیت شد ز خوردنش عاری

منکه پیر طریقتم بشنو
لیک تصدیق از دل و جان کن
این دو شرط است لازم و ملزوم
بایدت نیز صدق کرد از جان
تا نه مومن بچشم خود بینی
چون نباشی تو باشد آن باقی
بایدش در مجامعت بنیاد
همچنان تا هدایت آمد راه
هر کرا علم و بی عمل باشد
علم اعمی تمام محسوس است
صدق و اخلاص بایدا اندر کار
کیمیا گو نه مرد ایمان است
زان توانی تو خاک زر کردن
او که آید بدست جو بنده
مطلب خود بجو تو ای سالک
گر کنی اندکی ز شکر نوش
آن شکر در تو چون اثر بکند

آنچه اصل است دور از آن باشد
شد ترا نیز حاصل او مفتوح
رستمان را کنم ز جا بیجا
زان یقین هیچ کار او نگشاد
ور جز این نیست بار است آمد
شد یقین دو لی گمان میدان
هر چه گویم بحکم آن میرو
باطن خویش را مسلمان کن
نیست ایمان بما جز این معلوم
تا نماید جمال خود ایمان
نیست تصدیق قلبت از دینی
گر عدم شد وجود را ساقی
در زن و مرد از آن بود اولاد
این بود مذهب ولی الله
چشم او کور از ازل باشد
پیش بیناش عار و افسوس است
زان دهر گشت و کار صادق بار
کیمیا ساز صادق آنست
سنگ را لعل از نظر کردن
علم شد از خمیر و بینده
تا شوی برمراد خود مالک
لذتی آن کند ترا مدهوش
عضو عضو ترا شکر بکند

تو ز بر تو تمام نیشکری   جز شکر هیچ نام خود نبری
شکر و قند گر در آب افتاد   آب و طعم و شکر دهان را داد

او چو آب است لیک شیرین است   شربتش نام گشته از این است
هم نمک در طعام ها فسانی   لیک از لذتش همی دانی

گر نباشد نمک در آن طعام   کی حلاوت از آن بیابد کام
گر شکر غالب است بر آن آب   آب اندر شکر بود نایاب

ور شکر آب را بود مغلوب   آب را بر شکر مکن منسوب
در نمکسار اگر کسی مرد است   لحم و شحمش همه نمک برد است

آن نمک را حلال میدانند   هم بنامش نمک همی خوانند
آدمی از بهشت در دنیا   آمد از بهر حاصل عقبا

هست مزرعه تو دل با جان   تخم ذکر خدا در او افشان
آنچه کارنده دید آخر کار   بهر کارنده خود آرد بار

گر زمین پاک نیست بر ندهد   بید هرگز رطب ثمر ندهد
همچو نیل و کلند لا به وجود   تا سر و کس ازین گره نگشود

پس زمین وجود کن سیار   بعد از آن تخم حق در او میکار
پاک و صاف از همه چو کردی طین   تخم ها خوشه ها دهد شیرین

تا کنونت زبان مسلمان بود   کن مسلمان کنون دل و جان زود
شو به ذکر خفی کنون مشغول   تا شود مرآت دلت مصقول

اندر آیینه ات نماید روی   هرچه جوینده را تو از هر سوی
تخم الله در دلت میکار   زان بروید شجر خود از دیار

بیخ او در زمین محیط آمد   شاخ او در سما بسیط آمد
شاخش از عرش بگذرد بالا   میوهٔ ذات مقدس اعلی

بود آن شاخ و آن شجر از ذات است   کرد خود ذات وصف خود اثبات
ذات در وصف و وصف در ذات است   از ازل تا ابد خود اثبات است

تا به اینجا زبان بود محروم   بعد از آن واقف است جسم مقدم
چون از اینجا هم گذشت بالکل   نی جهت نیست دیر نی دیار

حیرت و هیبت است و حیرانی   نی از آن علم و نی زبان دانی
هست اینجا منزه از تغییر   هم نخواهد شد از قلم تحریر

گر بگویی تو یاوه گو یایی   باد پیمایی و هرزه پویایی
هرچه گویی تو کفر و الحاد است   بر زبان حق نه نطق این داد است

تا زبان تر است گویایی   هست پیدا از غرق دریایی
غرق در بحر کی زبان دارد   زانکه او ذات ماهیان دارد

بگذر از خویش رو تو در دریا   تا شود بر تو آنچه گفتم وا
این وجود تو سد راه آمد   هست و بودت همه گناه آمد

مصطفی گفت ذنب وجودت را   چون و چند از غم است بودت را
مر ترا از بلا رهایی نیست   تا ازین هستیت جدایی نیست

گر تو از لا وجود لا کردی   خویش را ایمن از بلا کردی
هیچ ذنبی بتر ز خویشت نیست   تا تو هستی درست کیشت نیست

بشنو از من اگر تو داری هش   جرم خود را بدست خود می کش
تیغ لا هست ماحی عصیان   جسم شد کشته یافت رونق جان

تیغ لا بر وجود خود راندی   گرد امکان ز خود برافشاندی
با که گویی سخن نه بر خویش   هست عکس تو در آینه در پیش

نی تو نی مخاطبت در پیش   با زبان نیست حرف کس با خویش
سمع و نطق از بیان آن معزول   بی زبان بی سمع بخود مشغول

بر تو از تو کلام میسراید   بر تو از تو تمام میگوید
شرع را حکم بر تن است نی جان   جان بود پاک از همه عصیان

از برائی تن او گرفتار است — ورنه این شاهباز اسرار است
جان چو از بند تن رهائی یافت — جان جانرا خود آشنائی یافت
شد بخلوت سرای الا الله — نیک و بد را درو نباشد راه
نی نبی نی فرشته است محرم — نی مع الله مقام ما مقدم
چشم از خویش هر که پوشیده است — اندرو این مقام او دیداست
آنکه مرده است کی حلال است او — زنده کی مرده است کمال است او
شرع مردار خوانده است اورا — از بر خویش رانده است اورا
اندرین راه کشته بستانند — وانکه خود مرده است دانا نند
او غذا بهر کرکس و زاغ است — پوششش فرش کلب دباغ است
وانکه بر لوح لا اله آمد — پوستش پوستین شاه آمد
شاه در پوستین او پنهان — گر تو بینی ببین جهان در آن
جانور تا خود است حیوان است — چون غذا گشت در تو از جان است
همچو همبر اگر مسلمانی — ورنه مرگت دهد پشیمانی
شاه در پوستین خود پنهان — همچو برق جهان پدید است آن
کشته عشق زنده دارین — میکند عشق مرگ را در شین
کس که حق را ز عشق شد بنده — کرد او را خدا بخود زنده
برمراد خودش ندارد عشق — زان بامر حقش گذارد عشق
مردن از مرگ پیشتر این است — اندرین راه راهبر این است

در فضیلت موتوا قبل ان تموتوا که جهاد اکبر طالب الله

این است و بے این نجات نے ان لله عبادا
قلوبهم انور من الشمس فعلهم فعل الانبیاء
و منازلهم عند الله بمنزلة الشهداء

قلب او ز آفتاب روشن تر — فعل او همچو فعل پیغمبر
باز بر شرع کارش انجامید — غیر ازین ره خدای نتوان دید
منزل او شهید عبد الله — زانکه کشته است خویش را در راه
نزد پروردگار داد جان — مرده گفتن شهید را نتوان
نفس او کام خود ندید از و — موتوا قبل موتوا اورا گو
زین طریقی که کردمت تعلیم — باش روز و شب اندرو تسلیم
پند ما را بگوش جان بشنو — همچنان مرده باش و ره برو
تا به بینی چه بر دهد کارت — چون کند راه بر دل اذکارت
این دلت را بنور افروزد — نور آن هستی ترا سوزد
ظلمت تو رگردد از این نور — ذاکر از ذکر بشود مذکور
در شریعت تو خوانده بسیار — در طریقت تو نیز کن اذکار
زانچه گفتم ترا نماید روی — ظلمت نفس تو شود یکسوی
ذکر میکن تو طالب مذکور — می نماید جمال خود مستور
هر قدر ذکر میکنی او را — او کشد ذکر نیز این خود را
اندکے از تو جهد و از من عون — تا ز کوئت برون بیایم کون
راه در پیش کن که همراهتم — از نشیب و فراز آگاهم
اندرین ره مقام و منزلهاست — بر قدم نوع نوع مشغلهاست
میکنم آشنائی اسرارت — میشوم کارساز هر کارت
طالب از صدق گوش کرد این — گشت بر حکم شیخ دین همراه
غیر او از همه نظر بربست — هرچه ارشاد شد بکرد بربست
روز خدمت به شیخ دین کردے — شب نهان صیقل یقین کردی
شیخ هر دم درو نظر میکرد — آن نظرها درو اثر میکرد
زان نظر عشق گرم تر مے شد — آهن نفس نرم تر میشد
همچو آئینه پیش خود میداشت — تخم عرفان بجان او میکاشت

بود بیدار شب بذکر الله — روز در پیش شیخ همت خواه
شیخ توفیق طاعتش بخشید — فکر دیدی صناعتش بخشید
دار و دیوار هم پئے کار ے — مظهر از ذره ذره اسرار ے
گشت بیدار ریاضت از دولش — مظهر انوار حق ز هر مویش
آن ریاضت چو نور تابان شد — جلوه گر صبح جان جانان شد
پس بگفتا برو که ای فرزند — از چه غمگین و از چه خورسند
غم بجانم از انکه در این راه — کرده ام راه و عمر بس کوتاه
تا امید از همه ترا دارم — همنشین هم سخن خدا دارم
شیخ چون وسعت مریدش دید — التفاتی که داشت شد تجدید
کرد تعیین ... پی در پی — تا که خم وجود شد پر می
بر فرائضش ... آورد — دیو وسواس ها بکار آورد
گفت با خویش در چه کارم — حاصلی زین هنر ندارم من
سے پر خم دیگ آرزو هر روز — من همه خام و در روانم سوز
من در این نیز راه میرانم — همه منزل پدید حیرانم
لیکن آن رهنمائش کامل بود

فکر با کردن مرید و ارشاد کردن پیر در باطن

گفت فکرش چو شد ریاضت شاق — ره بحق یافت طالب مشتاق
بود این فکر جذبه پیرش — تا بحق یافت راه تدبیرش
طوعاً کرهاً آن چنان ره بود — از ریاضت شبی نمی آسود
لذت این شیوه بر دلش داد — تا بر آن حال دل بره بنهاد
با همه فقر و فاقه در کار — بود و هرگز نداشت از کار
شد از انحال رنگ رویش زرد — جسم خاکی طلا ز طاعت کرد
کای پسر باز گو حوالت — کجا حاصل آمده حالت
این طلا از کجا بهم زن — تا بدانم که بی غشی در من

مستقیم او زیمن آن صحبت — استقامت بذکر از آن صحبت
دید در صنع از خدا آثار — جلوه گر قدرت از گل و از خار
تا دو سه ماه اندرین احوال — جهد میکرد آن بلند اقبال
شیخ را دل ز حال او خوش شد — گشت عاشق بحسن او لابد
همچو آئینه شد مرید اینجا — پیر از آن عکس خویش دید اینجا
گفت خورسندیم جمالت هست — حال من خوش ز همین حالت هست
میرسم یا براه خواهم مرد — گر بمیرم چه بهره خواهم برد
ای خوشا حال آن چنان مانده — روز و شب پیش آفریننده
صادق القول یافت گفتارش — کرد فی الحال یار خود یارش
بادهٔ تند کار خود را ساخت — شد ارش عقل و هوش این سو باخت
گه ز طاعت ملال می آید — در دلش بس خیال می آید
تا یکی باشم اندرین احوال — حاصلم شد ملال در هر حال
میزنم گنج نیست حلوا ایم — اینچه در سر رفتاد سودایم
تا یکی باشم این چنین در راه — لیکن از منزلم دمی آگاه
باطن او به قلبش عامل بود
آن کسانیکه رنج ها بردند — از همان رنج گنج ها بردند
در سوال و جواب خود با خویش — چشم پوشیده کرد سر در پیش
بی خبر گرم رفتن اندر راه — گریه میکرد و می کشید آه
هر قدر دید گرمی و سردی — بود سالک براه رو زردی
با همه درد و غم سلوکش بود — کرد آسوده گی ز خود پدرود
شیخ از لطف باز پرسیدش — چونکه آثار خود در و دیدش
رنگ روئی تو زرد چون گشته است — این ریاضت مگر فزون گشته است
گفت یا شیخ چون تو باید — تا که از راه عقده بگشاید

هر کرا از تو یک نگاهی هست
یا رگوهش چو برگ کاهی هست

هست پیدا که از ریاضت من
هیچ حاصل نمی شود زین فن

طاعت اینساں گناه میدانم
هر زماں لا اله میخوانم

ضمن این نفیم عین اثبات است
تا بدانم که جمله یک ذات است

بهره ام بخش از ریاضت خویش
تا بجائی رسم من درویش

میشد اندر طریق صادق تر
بود ش این عون باطن رهبر

او برین ناظر این برو منظور
تا رسد بوست محو در این نور

هر که جمع آمدست انبارم
آں همه بهر طالبان دارم

طالب از نقص در طلب دارد
او ز طاعت بجاں تعب دارد

مهر دُنیای دوں چو زایل شد
دل بطاعت ز صدق مایل شد

زانچه بود انتقال از دل شد دُور
وانچه بگرفت از دلش مهجور

جمله درد ها بود دُنیا
مُردن از خویش شد دوا بر ما

مهر دُنیا بدل چه در بدن هست
خون و ریم است اندرو پیوست

چون ز ذکر خدا نی پیشش
تا کند عشق حق دمی ریشش

درد چون رفت مرد مرد آمد
آں جراحت بصحت انجامد

عشق حق مرد را بحق خواند
مهر دُنیا ز دل بروں راند

مهر دُنیا بدل چو دوزخ داں
نیست آسایشی نصیب از آں

هست آب حیات اگر خوردی
زنده گی ابد بخود بردی

دیوت از فقر ترس و بیم افکند
در دلت مهر این لئیم افکند

دل مگدر چو شد ملال آید
کی در و بوی کشف و حال آید

زانکه خودبینی است گرانباری
می نیابی تو بار دیندار ی

دل بود پاک و لذت طاعت
میدهد بر تو ساعتا ساعت

برغریق آنکه میزند شمشیر
آں برا لیست غریق اندر زیر

آستین است مرید حسی تو
بهر هر نیست گشته هستی تو

گر بدانم ز خویش طاعت خویش
نیست ممکن که ره برم در پیش

میکنم نیز نفی طاعت را
میکنم نفی سال و ساعت را

از تو ام التفات می باید
تا مرا راه راست بنماید

هر قدر دیو راه این میزد
این قدم را براه دین میزد

در دلش بود مُرشد آگاه
دیو را کی بود در انجا راه

شیخ گفت این همه ریاضت ها
باشد از بهر طالبان از ما

هر که باشد ز جان بحق مشتاق
کی نماید چو او ریاضت شاق

مهر دُنیا چو هست در دل کس
کردن طاعت است مشکل بس

چون ز دُنیا کسی طلب برکند
از ابد هست خورشدل و خورسند

پس درد دردو غم چرا باشد
بیوفا از به بیوفا باشد

مُرده را زیر کوه گر دارند
بر وی آں بار هیچ نشمارند

آں بود مال و آں بود آمال
آدمی زاد از آں مشوش حال

ریم و خوں چوں رسد از دل
تندرستی شود درو افزوں

درد عشق خدا خوش آیند
باد یا رب نصیب هر بنده

وارهد مرد از همه امراض
نفس را درد هاست از اغراض

هست ذکر خدا برایں دارو
هم دهد جان و هم شود نیکو

مهر دُنیا ترا کند بیمار
نیست بیمار را بطاعت کار

نفس و وسواس در میان آمد
طاعت از حق از آں گراں آمد

تا ریاضت ز خویش میدانی
یک قدم راه رفتن نتوانی

گر بشوی نیست از دیں گرداب
دیو و نفس از تو هی نیابد بار

پیش لا گشته درد و غم لا شد
زانکه لا گشته غرق الا شد

دشمن تست دشمن دریا
خس بسیلاب آں ندارد پا

گر درین ره دم فنا داری | وصل حق را ابد بقا داری
گر بفعل تو شد برابر قول | نفس و دیو است از تو در لاحول
ای خوشا حال تشنهٔ محروق | کو بر دره بصحبت معشوق
بی تمیزی نه پیر خواهی بود | پادشاه و فقیر خواهی بود
زانکه بسیار کم درین راه است | ما عبدناک گوی در راه است
کاهلی در طلب ز خودبینی است | پیش دیندار کفر و بیدینی است
او که فانی است یار حق را است | حق بپیاپ از وجود او آرا است
غیر ازین کار می نیا را راه | تا نه دفتش بوصلت انجام
عشق را کاهلی نخواهد بود | هر که بود عاشق اینچنین فرمود
عشق هر جا که سر برافرازد | سوز را ساز وار می سازد
درد چون نافه است بر آهو | دین و دنیا ازان بود خوشبو
درد او طلب ز جان دارد | لذت وصل او در آن دارد
تا دل او ز درد در جوش است | دلبرش زانزه اندر آغوش است
می کشاید گره ز کار رت درد | میرساند به وصل یار رت درد
عشق بیدرد ساعتی نبود | بهتر از درد طاعتی نبود
درد تو فیض بخش طاعت هست | هر که شد درد مند خواهد رست
کرد از فضل خویش برما جود | طاعت و بندگی خود فرمود
از سر رحمت چو بر ما دید | خلق ما را به بندگی بگزید
بی نیاز او ز طاعت ما هست | این همه بهر راحت ما هست
از ریاضت کسی که جوید مزد | عاشق حق شمارد او را دزد
عهدهٔ شکر او است بر ما فرض | طاعت و بندگیست بر ما فرض
جسم و جانیکه ما ز خود دانیم | شکر این جود نیز نتوانیم
جان ازو نان ازو وجود ازو | هم رکوعست و هم سجود ازو

مست را وجد و حال میباشد | کی دلش را ملال میباشد
از وجود رت خدا نماز آرد | تا نزا ره بخویش باز آورد
او بدست خود رت دهد آن جام | تو ازان زندهٔ ابد انجام
هستی خویش را فنا بشمار | طاعت خویش در میان کم آر
نفی کن خویش را که ره یابی | دین و دنیا ازان فره یابی
آنکه فانی است باز سر دارد | عاقبت منزل او بسر آرد
هر که مشتاق هر که خواهد بود | ساند او راز بندگی خشنود
لذت قرب هر که از طاعت | یافت بی آن نماند یک ساعت
بیخور و خواب در طلب باشد | از تعب ها در و طرب باشد
هر که با درد عشق خو دارد | درد را او بدل نکو دارد
هر کرا حق بخود ولی سازد | دردی از خود بجانش اندازد
درد بر درد او دوا باشد | بینوائی بر او نوا باشد
دستگیر است درد اندر راه | رهروی درد را بسر میخواه
درد جسم عاشقان جان است | هر کجا درد هست درمان است
عشق بیدرد مرغ بی پر هست | کی ز چنگال گربه خواهد رست
بهر درد آفریده است ما را | بهر حملش گزیده است ما را
داد ازین شیوه قرب خود برما | نیست حسنی جز این دگر در ما
در طلب این قدر چرا سردی | هم تو نامرد و هم تو بیدردی
لیک باید که ما ازو دانیم | ورنه در راه بند در مانیم
هست توفیق در نهان از او | شکر توفیق او بجان میگو
از همه راه حق او بر ما است | زانکه ما را به بندگی در خواست
گر نه صحبت بما بود همراه | می نیایم بسوی طاعت راه
دانکه نسبت بخویش کرد انجال | او ز هستی نخود شود پامال

گر چنین است راه کی یابد
گر به مهر خویش بشتابد

هست ذکر و نماز از آن زاهد
پیش حق بر ریای او شاهد

هر که لا شد ندید وجود از خویش
کرده است او درست با حق کیش

خوانده حال پیشوایان را
آن بزرگان و رهنمایان را

در ره دین چه جهدها کردند
محنت و رنج راه ها بردند

رتبه شان از آن بلندی یافت
در همه خلق ارجمندی یافت

دین و دنیا بکام از ایشان شد
کار عالم نظام از ایشان شد

نام شان زنده تا قیامت ماند
عزت قبر شان سلامت ماند

خود گذشتند و تربت ایشان
هست حاجت روای درویشان

پادشاهان بخاک رو مالند
در جهان زان مرفه الحالند

مرغ و ماهی ز حال شان واقف
گربه و سگ ز نور شان عارف

دیو و دد سر به بنده گی دارند
در اطاعت فکنده گی دارند

دولت سرمدیست این دولت
پادشاهان گدای این صولت

عزت فقر از همه افزون
فقر از جود حق بود مشحون

فقر را فخر انبیا دارند
چونکه زان قرب بر خدا دارند

در جهان خود فقیر می بودند
فقر را زان بنام بستودند

عیش و عشرت برای درویش است
هر دو عالم گدای درویش است

بهر درویش حق حمایت کرد
هر دمش صد هزار عنایت کرد

پرتوش ذره را کند خورشید
یافت منظور دولت جاوید

کیمیا ساز طینت مس اوست
هم غنا بخش هر که مفلس اوست

هر که بسیار طاعت حق کرد
خویشتن را بنور ملحق کرد

هر که بسیار کاست پیش آن یار
کرد از بهر خویش در اینکار

مرشد حق و زبهر که شد خشنود
بخت و دولت برای او افزود

محنت جسم راحت جانست
شوق طاعت فروغ ایمانست

طاعت از بهر حق نه از اغراض
هر چه اغراض هست هست امراض

هر که درویش را کند خشنود
خوش ز حالتش خدای خواهد بود

بهر حق دوست کس درویش
دوستی حق آیدش در پیش

ذکر محبوب از عشق محبوب است
عشق دلال وصل مطلوب است

ذکر مذکور را پدید آرد
ذکر ازین ره بسوی حق دارد

عشق حمال جمله بارت شد
گر نه ز اعشق هست کارت شد

عشق حامل بمحنت و درد است
بهر هر پا فتاده پا مرد است

بهر ترغیب تو بطاعت حق
هست این گفتگوی ما مطلق

مرشدم مر ترا بر ارشادم
آنچه راه حق است نشان دادم

بر همه طالبانست این ارشاد
گر چه کردم بگوش تو فریاد

چون تو باید مرید هم بر پیر
تا کند نصح ما درو تاثیر

با منت اختلاط از ایجاد است
گر چه امروز همچو رو داد است

حق چو بر حسن خویش عاشق شد
خواست بر خویش عاشقان لابد

طالبانرا درین طلب دلخواست
عابدی ذاکری دکان آراست

عابدی کرده بنده گی ثابت
بنده گی را فکنده گی ثابت

ذاکری کرد عاشقی اظهار
داد مذکور از ان نداکر یار

بار او خود دهستی این را
عشق ازینگونه کرد آئین را

عابدی چون نقاب از او بگشود
بود از بنسوی عابد او معبود

لیک عاشق فنای معشوق است
جمله کارش رضای معشوق است

داد ابولیث ذکر را بر صح
بر نماز آن بود ازین نصح

سالها ذکر نام او کردند
در طریق و طلب جوان مردند

کام شان شد ز نام حق حاصل
بر حقیقت شدند از آن واصل

نیز حق ذکر نام ایشان کرد
وصل خود را بکام ایشان کرد

از رهِ ذکر عشق شد پیدا
نام معشوق را همه شیدا

عاشقی را که عشق بستاند
غیر معشوق او نمیماند

از رهِ عشق نام میگیرند
از رهِ کام کام میگیرند

داد از عاشقی محبت روی
هم از بنسوی بود هم ز الّسوی

جا به هر دو ره بر ویت داد
نور حق را نقاب از آں بگشاد

چونکه دیدند راه ازین وا شد
حرص ذکر و نماز پیدا شد

عابدی عاشقی شده یک جا
از همه راه بنده گی برپا

سخت مستغنی اندرین باب
شو تو مستغنی و همه دریاب

بر محب هر چه شوق محبوب است
گر بود رنج و درد مطلوب است

عشق خود را چو آشکارا کرد
درد بر عاشقاں گوارا کرد

راه بیراه را دلیلست عشق
سوی معراج جبرئیلست عشق

عشق را با مراد کاری نیست
با خودش هیچ ره قراری نیست

عاشق از دوست مزد کی خواهد
گر بخواهد ز هجر میکاهد

عاشقی کو . جو لبت او
هر دو عالم سیاه رو لیست او

باشد عاشق هنوز او بر خویش
زانکه دارد همه نظر در خویش

دوست را بر مراد نفس او خواست
این طلب عشق را بنا در است

آنکه فانیست لا مراد آمد
او نه غمگین و او نه شاد آمد

او ز هجر و وصال بیرون است
کی تواں گفت حال او چون است

اندرونش تمام باشد دوست
وانچه هستی تو نام شد یا پوست

او به تسلیم در رضا باشد
پیش معشوق خود فنا باشد

او چو بیند که فانیست عاشق
او بروں زاں نهانیست عاشق

با مریدش چنین مقالت بود
خود نهی که راه را بنمود

بهر تعلیمش این دلالت بود
همچناں بر مرید خود فرمود

قوت یافتن مرید از مدد نظر حضرت ارشاد پناه و وا شدن عقدهٔ هستی مرید و تراویدن از کلام او کمال او

خود ز راهی که واصل حق شد
زاں نمودش همان ره او لابد

زین سخن آں مرید قوت یافت
از خود آزاد در طلب بشتافت

بی طلب در طلب طلب سر کرد
شب درین روز و روز ازو شب کرد

چار منزل بره یکی میکرد
از سر اشتیاق عاشق مرد

هر که ز عشق صاحب حال است
حرف مرشد بر و پر و بال است

بی پر و بال کو ز ره ماند
از برش کون گرد افشاند

جز حریم وصال جایش نے
غیر ازین منزلے برایش نے

شیخ همت بکار او میداشت
قوت خود بیار او میداشت

آں امانت که داشت بارش کرد
ناچو خود مست و بیقرارش کرد

آتشش از نفس همی افروخت
ظلمت هستیش از آں میسوخت

ناگهاں وقت عصر یک روزے
آمدش پیش رقت و سوزی

وقت ایجاد آدمی عصر است
ساعت وصل و محرمی عصر است

حق ز احسان بوصف او در سفت
حافظوا بر صلوة وسطی گفت

چار وقت نماز بر این پنج
در میان واقعست از دین گنج

عاشق اوراد عصر به خواند
قدر این وقت را نکو داند

دید خود را که من فنا گشتم
از سمک تا بر سما گشتم

یک هوائی درون من سر داشت
او در آمد بمن سرا بر داشت

اوست طیار ازین نشیمن خاک
در یکی لحظ جانب افلاک

حیرتش آمد این چه شد حالم
می ندانم چه باشد احوالم

من ازین خوف و وهم می میرم
نیست واقف مگر ازین پیرم

شد مخوف بسوی او بشتافت پای بوسید و باز صحبت یافت
حال خود پر سر زبان آورد آنچه میدید در بیان آورد

گفت با دا فدای این دل و جان ای ز تو مشکل همه آسان
حالتی طرفه هست رو دادم سخت درمانده ام کن ارشادم

جز و اجزای عقلم ابتر گشت همچو صرعی کنون سرم برگشت
نیستم هیچ ره بحال اکنون نی به هوشم براه و نی مجنون

گم شدم خویش را نمی‌یابم من نه بیدارم و نه در خوابم
غیر ازین عالم عالمی در پیش پیش من آمدست نیم بر خویش

همه نیم من کنون درین احوال من کجا رفته ام چه شد آن حال
گشته راجع سوی سما هستم آنچه ارض است ازان جدا هستم

هست در بحر فیض نیز پا بر جا فارغ از جا بهم ولی هر جا
هستم و نیستم درین سودا گم شدم پیدا

هر گزم بی جهان جهان بکار هم درون هم برونم اندر کار
جانب بسته ام مایل اندکی حاصل

در فهم شد چو قطره آبی قطره‌ئی هست بحر غرقابی
گم شدم من در او و او در من نیست اکنون وجود من بر من

او در آمد درون من جا کرد هستیم را فنا و بی پا کرد
گوئیا من ز خویش زائیدم خویشتن را جدا ز خود دیدم

پرده را بر من از کرم وا کرد تا سعید و شقی هویدا کرد
با تو اکنون تعلقم از دل همچو معشوق و عاشقت حاصل

من ابد از تو دل نیارم کند هست جانم بجان تو پیوند
می ندانم که آنچه خواهد بود تا کجا خواهدم فنا افزود

چون نظر میکنم کنون در خویش اختیارم بر اوست نی بر خویش
کار من بر خلاف عادت شد هم از و جرم و هم عبادت شد

آنچه دیدم وجود من بر اوست اوست دریا و ماهی من در اوست
از من اینک مرا جدا کردی زنده و مرده ام کجا کردی

بیقرارم قرار جانم شد می ندانم چه در نهانم شد
طاقت شور این ندارم من سر به دیوانگی برآرم من

هوشیارم کنون نه دیوانه نی بصحرا ادم نه در خانه
اشتهائی طعام و آبم نیست در شب و روز هیچ خوابم نیست

نی فرشته کنون نه انسانم خویش را زین برون همیدانم
بیخود و خواب و بی زن و فرزند گشته‌ام اکنون مفرد از پیوند

ترس و وهمی بجانم افتاد است آنچه یادم کنون همه باد است
نی بخوابم کنون نه بیدارم نی بکارم کنون نه بیکارم

از خود و غیر شد فراموشم من نه سر هوشم و نه بیهوشم
هست هوش دگر جز این هوشم نغمهٔ خوشنواست در گوشم

زانچه میبرستم عشقم افزونست کس نداند بجز تو کین چونست
نی توانم برید و نی پیوست هیچ بر ضبط خود ندارم دست

هست وسواس در دلم لابد که سرانجام من چه خواهد شد
بیخودی میکند مرا یاری ورنه میسوختم ز خودداری

هوشم اندر نماز و در اذکار هست از بیشم این زمان بسیار
بیشتر شوق این بجانم هست اینچنین حال داد از نیم دست

با تو جانم تعلقی دارد از تو دورم دمی نه بگذارد
نسبت از پیش بیشتر دارم از دل و جان ترا گرفتارم

گشته ام از تعلقات آزاد جز تو چیزی نماند در من یاد

آگاهی دادن حضرت ارشاد پناهی مرید خود را

شیخ بشنید هرچه او میگفت / هم ز آشفتگی او آشفت

که این حال که روداده است برتو نیکو نشانه است در طریقت

گفت تو طالبی و من رهبر / در همه راه هر ترا باور
شد چو از حال پیش تبدیلت / نیست در کار بیان تمثیلت
زادی از خود دوباره تو این بار / هست شبیر تو خم اسرار
خوش ترا این مقام ابدالست / شکر کن بس مبارک فالست
خوف حق چون فتاد بر طالب / فکر رستن ازان شود غالب
آنکه از بیم مرگ می لرزید / مردن از خویش نفع دارین دید
دیو همزاد تو ز تو پنهان / او ببرد بر خدا ز دل ایمان
زین توکل بحق دهد سنت / در همه وقت بار ده منت
چون بدانی ازین رهائی خویش / خود کنی سازواری آنده پیش
زانکه انجام خویش را جوید / باید او ترک این طلب گوید
مرد حق را بره توکل نی / هرچه پیش آیدت بران سرنی
هیچ در بند خود نباید بود / تا توانی درین طریق آسود
نسبت از بیم امید باشد بیش / هر که در راه حق شود درویش
تا بترسی که میشوم مجنون / هست مجنون این طرف ذوالنون
اندرین راه هرچه پیش آید / راه تو تا خدای بکشاید
خویشتن را مرا بگان بفروش / تا که بستاندت درین ره وش
نیت این کن که هرچه بادا باد / پشت بر درد و غم نخواهم داد
در همین نیت است تسلیمت / میرود از همین قدم بیمت
نیک بین بر خود از خدا جوئی / می نه بینی بغیر نیکوئی
ای پسر خوف خلقت آنسوست / هر کرا امید هست بس نیکوست
خائف عاصی نمیشود در راه / زانکه شد بر نتیجه اش آگاه
خوف حق نشاء عجب دارد / خائف از آن بسی طرب دارد

توچه دانی کدام حالست این / نزد من جلوه کمالست این
پیش چون زاده بودی از مادر / اوست از شیر مهر ترا یاور
آنچه هستی و نفس فانی شد / لفظ و قامت همه معانی شد
وانچه گفتی که سخت دارم بیم / این ترا هم بس است بر تسلیم
رستنت خود ز بیم مردن هست / نفس ترسنده را دهد این دست
مردنست از مراد بودن دور / لا مراد است از خدا مسرور
خواهش و خواست را فرو ماند / خویشتن را همه برو ماند
فکر فرمایدت که این راهست / مرد خائف ز راه آگاهست
زان شود بر تو تلخها شیرین / صبر تلخست و منفعت در این
اندرین حرف نفس درپیش است / این نه اطوار مرد درویش است
هر کسی کز طریق آگاه است / در توکل مزه علی الله است
از خدا بیم و از خدا امید / هر کرا هست دولتش جاوید
تو ترس پیش آیدت که خواهم مرد / وانکه مرد است وصل حق او برد
گر بترسی که فقر آمد پیش / فخر در فقر مصطفی را کیش
کس نه درین طلب شود ضایع / حق ترا مشتری و تو بایع
اندکت را عطا دهد بسیار / اندرین ره تو در طلب سردار
بر بلا هر که خویش را بسپرد / راه بر سوی حق سلامت برد
خوف حق هر کرا نصیب آمد / هر مرض را برو طبیب آمد
هر کرا آن طرف بترساند / بر سر صد عزتمش ماند
خائف الله را امان او باشد / قرب او را نشان او باشد
آن شنیدی که حضرت یحیی / خوف را داده بود در جان جا
داشت حزن طویل پیغمبر / حزن نی بود نشاء آن سر

اولیا نیز خائف اند ز حق ‌‌ ‌ زان بایشان رضای حق ملحق
خوف بهر مقربان باشد ‌‌ ‌ رو برو بستن و خوف از آن باشد

هر کرا قرب بیش خوفش بیش ‌‌ ‌ قرب را این نشانست ای درویش
این نعم را به انبیا دادند ‌‌ ‌ شکر کن اندکی ترا دادند

خوف از لهو و لعب باز آرد ‌‌ ‌ جز خدا هیچ سوی نگذارد
خوف از عصیان نگاه بدارد ‌‌ ‌ گمرهان را براه می آرد

هر که خایف قریب درگاه است ‌‌ ‌ خایف الله حبیب الله است
حزن و خوف از مخوفان دور است ‌‌ ‌ زانکه او رو بروی بر نور است

خایف الله کسی که پا بگذاشت ‌‌ ‌ جای را دید و پا بجا بگذاشت
خائف از خوف با خدا باشد ‌‌ ‌ ز آنچه منهی است زان جدا باشد

هر که خائف ادب شعارش هست ‌‌ ‌ بنده بودن همیشه کارش هست
او که دانست خدای را حاضر ‌‌ ‌ هست هم از کرم بر او ناظر

با خدا هر که رو برو باشد ‌‌ ‌ خوف دیگر چرا بر او باشد
هر کرا خوف نیست خاین شد ‌‌ ‌ نفس او معصیت کند لابد

خائف از حرص از شره دور است ‌‌ ‌ قلب خائف همیشه در نور است
هر که او خایف است هشیار است ‌‌ ‌ دزد محروم از او که بیدار است

گر عزازیل خوف حق میداشت ‌‌ ‌ ز امر حق هیچ سر نمی برداشت
بود ایمن که امر حق سر تافت ‌‌ ‌ دیدنی دید و یافتنی را یافت

آدمی گر ز معصیت ترسید ‌‌ ‌ توبه کرد و قبولش از حق دید
او دهد بیم و او دهد امید ‌‌ ‌ هیچکس نیست از درش نومید

هر که خائف نکرد سیر الطعام ‌‌ ‌ نیست خائف ز خوف شر آثام
هر که خائف بود شود درویش ‌‌ ‌ خایفان را رجا بود در پیش

خوف از آن کرده است منع تو ‌‌ ‌ تا دهد لذت رجا بر تو
خایفان را رست دل ز دنیا سرد ‌‌ ‌ خوف حق جست و ترک دنیا کرد

وانکه دنیا گذاشت مولا خواست ‌‌ ‌ ایمنی ها بحال او شد راست
همت ما ترا چنین بسپرد ‌‌ ‌ گر بگیریم باز خواهی مرد

جهد کردیم تا شد این حاصل ‌‌ ‌ صیقلی کردت از کدورت دل
لا تخافوا برای خایف گفت ‌‌ ‌ خوفها را ز راه خوفت رفت

داد ذکر و نماز تو زنهار ‌‌ ‌ حاصل تست این غنیمت دار
در ره حق که خوفت آید پیش ‌‌ ‌ این نعم مغتنم شمر بر خویش

در سلوک آنچه پیش خود آید ‌‌ ‌ تا بمقصود راه بگشاید
اولیائیکه حق پرستیدند ‌‌ ‌ خوف را بهتر از رجا دیدند

انس با خوف حق چو شد حاصل ‌‌ ‌ لا تخافوا بگویدت از دل
نیست آن خوف خوف نفسانی ‌‌ ‌ لطف حقست و خوف روحانی

هر که از خوف حق خبر دارد ‌‌ ‌ فکر او لذت دگر دارد
هر که بر نفس خود ز حق ترسید ‌‌ ‌ حق مر او را بچشم احسان دید

هیبت او بجان و دل ها شد ‌‌ ‌ راه او تا خدا از آن وا شد
دیو را نیست راه در خایف ‌‌ ‌ زانکه او شد بذات حق خایف

بر چنین قرب چون بیابی راه ‌‌ ‌ شکر کن گشته ز قریب الله
حق خطابت کند کای خایف ‌‌ ‌ از رجا شو بقرب ما طایف

در ریاضت ترا تعب دادم ‌‌ ‌ تا ترا حلهٔ عجب دادم
هست در پشت آنهمه آثار ‌‌ ‌ چون رسد وقت میشود اظهار

شد شجر این ثمر ترا در پیش ‌‌ ‌ حال را مغتنم شمر با خویش
چون اثر شد ترا از آن تلقین ‌‌ ‌ هست علم الیقین ز راه آئین

باش عین الیقین ثمر آنرا ‌‌ ‌ لیک تو پخته میکن ایقان را
پختگی چیست سیر فی الله است ‌‌ ‌ این کسی را بود که لله است

اندرو هیچ نفس خود نبود ❊ چشم بر سوی نیک و بد نبود
از در و ها ز قبول وابسته ❊ خویش را سخت با خدا بسته
فارغ از چون و چند در هر باب ❊ غرق هر دم درون آتش و آب
حق بجوئی در آیت و خط تو ❊ بگذری از بهشت و دوزخ تو
هر دو جا جلوهٔ خدا بینی ❊ در که هر دست همه صفا بینی
طاعت و معصیت شریعتی تو ❊ زین دو دیگر سوی بر نشینی تو
آنچه حقیقت در نظر داری ❊ لیک در هر طرف گذر داری
مسجد و خانقاه بینی ❊ از جهان اعتکاف بگزینی
نیست جائیکه نیست حق آنجا ❊ چشم حق بین هر طرف بکشا
در خرابات خانها کردی ❊ تا نبینی تو گرمی و سردی
بهر تحقیق گر درآویزی ❊ لیک جز حق بکس نیامیزی
جمله اطوار ها بپیش آید ❊ تا که راهت بر اصل خویش آید
شرع باید که باشدت همراه ❊ تا بود در سیرت رسول الله
نیست راهی بحق بجز این راهست ❊ آگهم من که کرده ام آگاهت
گر شود بر خلاف شرعت رای ❊ بر سر مجزوقه پره میپای
ذکر حق و درود کن درویش ❊ تا نپائی ز گمرهی بر خویش
هر که فانیست شرع جانش هست ❊ شرع فانی نمیدهد از دست
رایت از جاده چون برون زد پای ❊ نفس پیدا شد است شد ازین رای
خوف شد از رجا چو آهن سن ❊ گوید ایمان ترا که لا تحزن
چون که خوف و رجای تو لا شد ❊ خایفان را رجا بود لابد
بعد از آن هر طرف نگاه افتاد ❊ کار از انت باشک و آه افتاد
بنگری در همه مذاهب ها ❊ هم چشی آن همه مشارب ها
کوه و صحرا بزیر پا آری ❊ هر کجا با خدای رای آری
با طهارت بروز و شب باشی ❊ نفس را در پی تعب باشی
ذکر حق کن چه در شب و در روز ❊ نور از آن در روان خود افروز
زانکه بیناست حق بهر حالت ❊ چون بروی پاک دار اقبالت
یکدمی خویش را امان بدهی ❊ تا که زین خاک توده جان بدهی
با چنان بیخوری و بیخوابی ❊ در تردد همیشه بشتابی
هرچه بینی صفا در آن کن کار ❊ وانچه باشد کدر ز کف بگذار
ترک اقرار و ترک انکارش ❊ هم مکن هم میار در کارش
وانچه من صاف دیده ام عسر ❊ اصل این است و باقی فرعست
با تو چیزی نهاده ام در دل ❊ خود کند آن ترا حل مشکل
با دل خویش مشورت میکن ❊ علم ها راست در روایت بن
نور افعال و خوف حق داری ❊ میکندت بر او حق یاری
راه از سوی ما طلب میدید ❊ مر ترا با خدا به هیچ ندید
گرچه یک حرف ثبت شد آنجا ❊ هست از آنجمله راز پیدا
مصدر و منبع همه راز است ❊ پرده و شعبه همه ساز است
آنچه نا لایقست بگذارد ❊ آنچه لایق بخویش بردارد
آن سیاهی که دیدهٔ در دل ❊ می نماید ترا حق و باطل
از دلت غیر را به بندد راه ❊ تا نباشد درو بجز الله
نور افعالت آن سیاهی هست ❊ تا ترا داد هیچ حالت دست
در طعامی اگر بکس باشد ❊ هیچ دیگر نه علم کس باشد
دل قبول آن طعام کی بکند ❊ زود از آن خورده باز قی بکند
پس دل هر که نور طاعت یافت ❊ بهر ترکیه روز و شب بشتافت
آن صفائی که در نمود او را ❊ آنچه حق بود شد شهود او را
هست هر دم ترقی حالش ❊ هرچه ادبار گردد اقبالش

هر طرف رفت حکم دل دارد نی هوائی از آب و گل دارد
چون که آن قلب ذکر حق دارد همچو طفلان ز حق سبق دارد

او نه از راه حق شود بیراه اینچنین ذکر حق ز دل میخواه
دل که بی ذکر حق بود مُردار او ندارد تجنب از مردار

وان دلی کز خدای شد آگاه نیست مردار را در آنجا راه
ای پسر بعد ازین نه بر خویشی هر چه پیش آیدت تو درویشی

چون براه خدا سفرداری هر جماعت که در نظر آری
اندر ایشان رو و چو ایشان شو حق گزین و ز همه پریشان شو

گر چه هستند جمله اهل الله لیک از اینها بشرع میکن راه
هیچکس را ز خویش کم مشمار هر چه بینی همه بحق بسپار

هر چه اعیانست آن ظهور ازوست کس ندیدم که هیچ دور از دوست
نیک و بد هر چه هست خلق از اوست هر کرا هر چه هست هم از آنسوست

هر کسی که براه افتاده است راهش آنسو قضای حق داده است
گر بظلمت فتاد گر در نور هست آن بنده عاجز و مجبور

لیک باید که عجز پیش آرد پیش تیغ رضاش سر دارد
گر بحق راست علم را تعلیم زود شو از رضا در آن تسلیم

تا تو سالک شوی بحق ز آن رنج هست در زیر مار گژدم گنج
چون یقین شد ترا همه خود اوست بعد از آنت سلوک هم خود زوست

هر چه گم گرددت غمین نشوی هر چه پیش آیدت غمین نشوی
نی کند شاد هیچ اقبالت نی ز ادبار بد شود حالت

بلکه این هر دو در تو پیدائی زین دو جز یک خدا ترا جانی
آنچه دنیا و آنچه دین گویند آنچه شک و آنچه را یقین گویند

هیچ سود خصمت نخواهد بود کی توانی تو زین دو ره بنمود
راه بی راه خود کند پیدا شک نیاری ز قدرت ای شیدا

او ز شب روز روز را شب کرد آسمان و زمین پدید آورد
هم شک و هم یقین برد مجبور تو شوی زین دو در خدا معذور

گر طلب میکنی یقین را تو برگزینی ز جمله دین را تو
این همه نفس تست در این راه نیستی هیچ ره ز عشق آگاه

عشق ازین حالی شود خشنود سازوار است عشق تا نابود
عشق را خوش رضا و تسلیم است این قدر بس ترا که تعلیم است

راه بیخواست راه حق بشمار کار خود با خدای وا بگذار
نیت این کن براه دین میرو هر دم از علم بر یقین میرو

تا چه بخشند و تا چه بنمایند تا چه بندند و تا چه بگشایند
علم را با یقین برابر دار گر نباشد یکی غلط بشمار

زود از آن کار توبه کن در پیش نفس را متهم کن ای درویش
جهد کن تا همه یکی باشد وحدة حق بجز شکی باشد

روز و شب پاس شرع باید داشت چشم بر اصل و فرع باید داشت
هر دو سو نیست چون ترا اختیار لیک تو دست از خدا مگذار

او کند مستقیم در شرعت باز دارد ز رفتن فرعت
شکر کن دولت عظیم ست این موهبت نعمت کریم است این

از حق و مصطفی ست این آیات زود در فاتحه بخوان آیت
در ریاضت بکوش و بیداری اشک ریزان همیشه در زاری

تا خدا از تو جبر بر دارد حرز ترا جز بخویش نگذارد
گر تو خواهی بعمر آسودن در میان راه بایدت بودن

زین دو اندوه‌ها بجانم بود زین دو جز یک گره ز من نگشود
زین دو راه در دلها چو شد پیدا گرد از نور خود یکی این ره وا

این دو را علم الیقین گویند | اهل دین درمیان همی پویند
کفر و اسلام ره سپرده ستم | تا به اسلام راه برده ستم
سالها در طلب بسر بردم | تا بحدیکه از طلب مردم
یک طرف گر شوی رگ نفس است | آن همه مکر از سگ نفس است
یکطرف میشدی نه قدرت هست | که و را استقامت آن دست
گر بیک راه میشوی حق جوی | از ره دیگرت نباشد روی
گر بجز علم بر یقین ره نیست | لیک بیجهد مرد آگه نیست
گر بیک راه قدرتت دادند | در رهت سخت عقده بنهادند
گر یکی خواست راست خواهد شد | از تو آن باز خواست خواهد شد
بیشماری کرامت آن احوال | هوش کن باز گو نه گردد حال
استقامت بشرع از حق خواه | اول و آخر است اینت راه
همدران خویش را فنا دیدن | طاعت و نیکی از خدا دیدن
هرکه از علم بر یقین ره یافت | گشت فانی و باز از آن برتافت
تا نخویشی دو راه در پیش است | نسبت دین که این دوئی کیش است
تا دو بود است در وجودت باد | هرگز اسلام از این نه خواهد زاد
ترک از این هاست مردن ای سالک | بر سلوکے ز مرگ شو مالک
ورنه چیز یکه مرضیست فرمود | مخبر آن بما محمد بود
هیچ چیزے مخواه از این سوی | خواهش خواهش خدا مجوی

علم تا بر یقین رسانیدم | محنت و رنج ها بسی دیدم
خون دل و دشمن چراغم شد | تا ز کوشش دمی فراغم شد
بارها داد ملهمم آواز | کز خودی بگذر و بحق میساز
هرچه شد یکطرف تو عادت دان | ترک کردن از آن سعادت دان
اندرین هر دو نفس هستی تست | این نه طاعت که بت پرستی تست
علم کردی در علم و در تحصیل | از یقین اندکے بما کن قیل
علم را تجربه چو شد حاصل | مرد شد از دو ره بیک منزل
لا شریکست شریک کی در خواست | آنچه خواهی تو آن نیاید راست
باش هشیار مکر الله است | عقده سخت اندرین ره است
هیچکس دیده بیک حالت | من از آنم براست دلالت
قصد در شرع چشم بر جبار | مشتغل بر ذر و دو بر از کار
جز فنا بودنت مخواه از دوست | باش فانی بحق کز آن نیکوست
در مقام فنا زوالی نیست | غیر از این از طلب کاری نیست
هرچه نفس تو خواست آن بگذار | چشم بر خواهش خدا بگذار
تا دو بود است مضارع و ماضی | زین دو بگذر خدای کن راضی
مرآت دل که صاف خواهد بود | مرضی حق دران به بینی زود
نفس خود را همیشه جابر باش | آنچه حق خواست است صابر باش
هرچه خواهی ترا زیان دارد | زان ندامت ترا ابا آرد

قصهٔ بلعم باعور در ارشاد مرید تا مغرور نشود از اجابت

خوانده باشی که بلعم باعور | لطف حق دید و شد بخود مغرور
گاه و بیگاه چون دعا کردے | حق همه حاجتش روا کردے
هر قدر خواستنش قبول افتاد | او بدرخواستها فضول افتاد
این ندانست در قضا گویم | نفس خود را بوا به چون شویم
او از این راه کرده رو بر دوست | دوست با همچو طالبان بد جوست
نفسش آماس کرد از این احوال | بود با حق دعاش در هر حال
زان غرورش فزون شدی بر خویش | بشنو اکنون چه آمدش در پیش
دوست دارد زما رضا در خواست | آن نه جز فنا نیاید راست

از ادب مرده باش و ره کن پیش | دور کن آرزوی نفس از خویش
بنده محو رضای خداوند است | خواجه از هیچ بنده خورسند است
بلعم از علم خویش شد مغرور | گشت بر مهر خواجه او مقهور
اعتمادش که از قبول منم | این ندانست کز فضول منم
گر فتادی سوی فنا راهش | با خدا میشدی دل آگاهش
از خدا جز خدا نکرده خواست | خواجه گی بنده گی شدی زان راست
قطره را پیش بحر قدرت چیست | میشدی فانی و ابدی زیست
آن طرف ره نیافت آن مردود | در غرور دعاے خود می بود
هست بسیار خواستها در دل | زان بود انفعال ما حاصل
چشم انصاف بین خدا بدهد | ورنه بر ما همین فنا بدهد
شد در آن عهد بر سر موسیٰ | وحی نازل که کم بخود آسا
جهد مسکین براه ما در دین | هست آن بر نبوتت تزئین
حضرت ماست مر ترا یاور | غالبی در جهان بجز لشکر
لشکر تو فنای تو باشد | خواهش ما رضای تو باشد
موقنی تو بحق خویش از ما | زان سبب بر تو لطف بیش از ما
خدمت خود که بر تو فرمودیم | عزت و شان از آن فزودیم
مرد دین را حرام آسایش | غیر طاعت کدام آسایش
نیست ایجاد تو پی آسایش | هستن آسوده کی ز آلایش
پاک از اینها شدست بنیادت | آفریدیم برای ارشادت
چون کلیم از خدا چنین بشنید | از نشستن بساط در پیچید
زان خبر خلق در غم افتادند | جان و دل را بمرگ بنهادند
روی از آن سوی بلعم آوردند | خویش را در پناه او بردند
کفر راه غلط بر ایشان داد | تا چنین داعیه بسر افتاد

گر ازین سوی خواهشی داری | مدعی تو نه بنده گی داری
هر چه خواهد خدای را بهتر | عالم است انه یعلم السر
داشت در ساده منزل و ماوا | از دعای خود دلش بسر غوغا
خواهش نفس از خدا بیجا است | آن خودی با خدا نیامد راست
از ره دل غنای او دیدے | عاجز از و نترسیدے
اندک علمی که حاصل خود داشت | این همه جهل نقص علم انگاشت
قطره در بحر رفت و بحر است او | هیچ جائی نے نماید روی
هر کرا حق علیم میداند | حاجت خود بروے نے خواند
نفس دل را بخواستها دارد | زان ترا با خدای نگذارد
ماکه انجام خود نمیدانیم | به که خود را بدوست وا مانیم
مردم ساده را مسلمان کن | در ره حق از اهل ایمان کن
بر تو داریم بهر هر اعدا | از عصا اژدها ید بیضا
گر همه عالم اژدها گردد | از عصائی تو آن فنا گردد
آنچه ما خواستیم آن خواهی | زان تو بر نفس خویشتن شاهی
ما عصائی تو چون روی در راه | کرده ایمت بر از خود آگاه
خیز در راه دین جهادی کن | ظلم بسیار شد تو دادی کن
خوردن و خواب کار حیوان است | جهد و طاعت شکوه انسان است
راحت و خواب و برگ بی باشد | جهد بر مرد و برگ بی باشد
باشد آسایش تو در عقبیٰ | پی زراعت به دهر کم آسا
زود برخاست رو بره بنهاد | هیبت عزمش به آن طرف افتاد
هیبت حق نشست در دل شان | گشت ماتم سرای منزل شان
گر دعا کن تو راه موسیٰ بند | ما شنویم این ز ملایک چند
کفر کفر هم مدد ز تو خواست | روز حاجت بکفر و دین آن راست

بلعم از آرزوی شان بر تافت
خلق بر زن پناه آوردند
آرزو چون بنفس آمد روی
امتناعش نمود زن از کار
حاجت من اگر روا داری
شرم و آزرم حق نکرد آنرم
کرد ایمانت بکفر آن بی باک
لم این راز را چه داند کس
تولج اللیل فی النهار ست آن
کس چه داند که چیست حکمت او
تا چهل سال آن مقرب خاص
بود منزل که صبح از آن برخاست
منتظر بر رضای حق بود او
نفس من در میانه جائی نیست
بر بصیری حق توکل داشت
بود راضی از انچه میدید او
بی نیازی حق تمنا داشت
آن قدر سال آب شد جاری
باطنش را خدای دل میداد
او بصیر است گه نمیداند
راه سر تافتن ندارد کس
هر چه در پیش من ز راه آید
استقامت از آن طرف بودش

زود از آن بزم سوی زن بشتافت
از فریب و حیل زره بردند
نیست کرمطینه بر کس کوی
گفت دست از جماع من بردار
دست از آنم بمد عا داری
دین و ایمان خویش در سر من کن
چشم از انصاف بست وا ز ادا
خلق ناید بمکر خالق بس
خلق بر روز و روزگار ست آن
در همه کار او رضا میجو
رفت هر روز راه با اخلاص
تا چهل سال همچنان میگذشت
تا ازین رنج ها چه بد بدرو
جز رضائی خدای جائی نیست
خواهش نفس خود در آن بگذاشت
خواست کردن دعا و بر سید او
دید کین از حقست بر ان داشت
جاوه گر زان صفات جباری
تا دران رنج بود صابر شاد
کز برای چه راه میراند
با خدا هیچکس نمیاید بس
اندران صبر کردنم باید
کرد در خود ز رنج حق جودش

بود محکوم زن دل و جانش
زن بر او خلق را قناعت کرد
نیست بر مطینه هیچ آمال
گر نخواهی چنین دعا کردن
بست شهوة دو چشم از انصافش
گفت اندر دعا که یا الله
آن خداوند فرد بی همتا
حکمتش راست رازها پنهان
بر سپیدی سیاه زنگ از اوست
بلکه کاری ز خود میاور پیش
صبح چون رو براه بنهادی
نفس او از وقار و از تمکین
قرب انجال
اندران تنبه بود در بند او
گفت این بر من از خدا آمد
صبح تا شام میشدی در راه
بود سنگی و آب از و جوشید
خوان و نان ز آسمان نزول آمد
شکر میکرد کز خداست این
آن تعب بر خود از خدا دانست
گفت حق گفت در ره من باش
دانست جانش نه عاقبت اجمال
سالکی کو بره گذارد رو

زین سبب گشته سست ایمانش
او بزن سخره بود و طاعت کرد
جز رضای خدای در هر حال
من ندارم رضا نزا چون زن
گشت در لحظه دُرد آن صافش
این طرف آن نبی نیا بد راه
کرد اجابت دعای آن بیجا
یافتن حکمتش ز حق نتوان
دانکه سازد سیه سپید هم اوست
فانیان را چنین نباشد کیش
شامگه ره بمنزلش دادی
صبر بر رنج کرده بود آئین
گر رود عمر اندرین صد سال
بر رضای خدای خورسند او
فرض بر من درین رضا آمد
شام در اول قدم ناگاه
آن نبی و صحابه زان نوشید
سیر از ان لشکر رسول آمد
بایدم کرد صابری آئین
تافتن سر از ان نه بتوانست
بود این حکم آشکارا فاش
بود سالک ز حکم حق ناچار
رود هر فتح باشش از هر سو

هر قدر دیر میکند راهش / هست قرب و وصال درگاهش
هر قدر در طلب دهد رنجش / سازد آمده مزد آن گنجش
از ادب منتظر برحمت بود / تا چه خواهد خدا درین بنمود
من بامر حق اندرین راهم / هست ازین تعب حق آگاهم
گرچه این قصه ایست دیرینه / لیک بر فانیانست آئینه
چشم بر مزد هر تعب دارند / در بلا صبر ازین سبب دارند
منتظر بر عنایتش هستند / از شراب فنا بره مستند
دیو همزادشان بود کافر / میکند در شما به بدعت سر
هر که مرد است شد مجاهد او / روز و شب در جهاد دارد رو
صابر و شاکر او بهر ساعت / سر نهاده بسجده از طاعت
قطب را هر کجا بجنباند / زانکه تمکین او همیداند
حق که هم عقده ها بره بگماشت / بهر تکمیل بر قباشان داشت
بی خور و خواب در طلب هستند / تا که از عقبه های ره رستند
در ره حق همه ولی الله / وصلت و قرب شان آن درگاه
رحمتشان ز لذت دیدار / لیک دل را امید آن میدار
همچنان در سلوک موسیٰ بود / حق ازین ره بسالکان بنمود
صبر میکرد در رضا موسیٰ علیه السلام / تا که خواهد ز غیب شد وا
گفت در این رهم که نهاد او / فتح بابی بدین خود داد او
او چهل سال راه می بنمود / گفت این کار حق مرا فرمود
هیچ ره زین رهش ملالی نی / یا ز نفسانیت جهالی نی
داشت پاس ادب بهر احوال / بود از عشق دوست مالامال
تو چهل روز در طلب کن سر / استقامت طلب ز پیغمبر
سالک حق شود بره دریاب / فتح ابواب خود ازین آداب

دیر آمد درست آمد گفت / هر کرا خارها زده حق رفت
چشم بر سوی لطف حق میداشت / دست را در دعا نمی برداشت
نیست بی حکمتی مرا این رنج / گفت بر نفس از من این می سنج
هر چه از سوی دوست می آید / بنده را خیر اندران باید
گرچه اندر سلوک میکاهند / زان خلاصی بره نمیخواهند
قدرت دوست را نکو دانند / در بلا شکر بیشتر خوانند
حق بما گفت در طلب کوشید / شربتی از بقای ما نوشید
بهر ما این جهاد باید کرد / گر شمائید در طریقت مرد
زین طلب سالها بره سر کرد / لطف حق را بخویش باور کرد
مرده آسا براه افتاده / بر بد و نیک حق رضا داده
حسن سنگست و باد را مجبور / افکند این هوا ز راهش دور
فاقه و فقر رنج راه آمد / هم دران فضل او پناه آمد
عاقبت فتح کار ایشان شد / دیو همزادشان مسلمان شد
تا کرا رنج بیش طاعت بیش / صابر رنج باش ای درویش
داده در مزد این چنین کردار / هم درین نشاء ذات حق دیدار
از فضولی خویش می ترسید / منتظر سوی حکم حق می دید
زین تعب علم عَلَّمَ الاسماء / کرده بودش ز مکر حق دانا
چون چهل سال شد در آن حالش / گشت افزوده جاه و اجلالش
در تعب ها سلوک ره کرد او / تا بر آمد ز امتحان مرد او
بعد چل سال فتح بابش شد / قدر آن رنج ها صوابش شد
زین چنان کرد عشق آسانش / کرد حق قرب دوستی سالش
افضل الانبیاء رسول الله / امتی گفته ات گشاید راه
صبر شد پخته پوست را بدرید / مغز از بهر پوست نیکو دید

گفت یا رب مرا علیمی تو
اندرین حال من تو دانائی
آمری تو مرا و من مامور
اندرین تیه من گرفتارم
وافهم کن که تو بدان دانم
بندهٔ ماست هرچه او درخواست
باطن آن رسول از آن آشفت
گر بحکم تو کرد این ره پیش
می رود تا به شام ره انجام
می بری راه صبح تا شامش
فتح بر عزم خود چرا کردی
آنچه امر تو شد بجا آرم
گر دهی فتح یک قدم راهست
من نکردم بد و بدی او کرد
من شدم از دعاش سرگردان
سازد از ایمان و طاعتش محروم
کرد او بر معاندان یاری
کرد اجابت دعای او الله
در جهان شهره زان نبه کاری
حاجتش را کنون روا کردم
تا چهل سال صبر ها کردی
از سر لطف آب و نان دادیم
هرچه در حق او دعا کردی

بر من و خلق خود کریمی تو
در علاجش ترا تو دانائی
در ره افتاده ام ز امرت دور
انچه رو بست کن خبر دارم
هدیه پیش تو عاجزی دارم
خواهشش را اجابت آمد راست
در دعا با خدا دران می گفت
شد خبر ا بنده عاجزست درویش
شام شد منزلش در اول گام
می رسانی به اول گامش
بند این تیه چون عطا کردی
عالمی جز تو من کرا دارم
ور نه کوری فتاده در چاهست
شد چهل سال من کنون زد درد
از دعایش منش تو سگ گردان
تا شود ظلم او بر او معلوم
از دعا بود دست بر داری
گشت بلعم چو سگ از آن درگاه
نیست راهی بحق بجز زاری
عزم ره کن که راه وا کردم
خویشتن را بسا رها کردی
بوده در سلوک از آن دادیم
حاجت از فضل ما روا کردی

عزم این ره مرا بحکمت بود
انچه ره بند کرده ره راهم
خود بحکم تو پیش کردم راه
بی رضائی تو کرده با خشم کار
گفت او را خدا که ای موسی
آن دعا شد قبول این درگاه
بی نیاز کلیم بنده کیست
صبح در راه می گذارد سر
بنده کو راست رهنمایش تو
می رود پیش و می شود پس راه
وانما از کرم بمن این راز
نیست خود سکونت پایم
چون دعا کرده قبول از او
او به نیکان چرا بدی کرد است
مسخ کن حالتش که جباری
بود بیخود کلیم در این حال
چون که بسیار او فضولی کرد
آدمی صورت و ولی سگسار
شد خطاب کلیم از تکریم
فتح و نصرت ترا زما شامل
امتحان تحملت کردیم
بود از حکم ما ترا این راه
شد کنون او ز راه ما مردود

نی فضولی آیین بمن فرمود
علم این حال از تو می خواهم
شد چهل سال و ره نشد کوتاه
تا چنین داده است جهدم بار
کرده بلعم درین دعا بر ما
بسته شد آن طرف بحیلت راه
اندرین کار رادکننده کیست
فضل و لطفت درین همش رهبر
هم علیم ضمیر و رایش تو
ره دراز است و عمر بس کوتاه
تا ز راه تو من نمانم باز
تا به امر تو راه بنمایم
بنده را هم دعا بود بر او
آدمی بوده دد بهی کرده است
ظالم است و تو عدل آن داری
خود خدا خواست حالتش این منوال
بحر قهاریش کفی آورد
شد خبر دار از آن بما قهار
این دعا شد ز ما ترا تعلیم
چونکه هستی به امر ما حامل
هم درین تیه ات بپروردیم
هم ز حال تو بوده ام آگاه
هر ترا ره بمنزل مقصود

پخته کردیم خسام تو در راه — تا نشدی کامل فنا فی الله
لیک او راست سه دعا بر ما — برد دعا را در اجابت دا

هر چه سه بار خواست خواهد کرد — میدهم من ز جود بر آن مرد
ای بسا کس ز قرب دور افتاد — بعد ور راهش از غرور افتاد

شد عزازیل هم ز ره مغرور — چونکه بود از مقرب و منظور
بود مقبول و گشت مردود او — هیچ از آن قرب خود نیاسود او

از غرورش سیه گلیم است او — رانده رحمت علیم است او
تا ابد نام کرد شیطانش — چونکه سر تافت او ز فرمانش

بود فرعون ز بنده ها ناگاه — زد ز راه خدا غرورش راه
شب بسر در نماز می بردی — سرنگون او نماز میکردی

خویشتن را بپای می آویخت — در دعا آب روی خود میریخت
بهر نفس آبروی خود میخواست — از کرم آن کریم کردی راست

در دعا چونکه دید اجابت مرد — شد ز ره دعوی خدائی کرد
نفسش آماس کرد از آن احوال — قرب او بعد شد در آخر حال

در همان مخلصش که عزت بود — خوار شد حق چو عدل خود بنمود
طاعت او بدل بعصیان گشت — آنچه در عمر ساخت ویران گشت

طاعت از بهر عزت خود داشت — طاعت و عزتش خدا نگذاشت
گر بعشق خدا بدی آن کار — تا ابد گرم بودیش بازار

دولت و جاه او برافزودی — تا ابد با خدای آسودی
عاقبت آن نماز معکوسش — بار آورد طعن و افسوسش

با خدا بت خودی نیاید راست — نیستی و نیاز آید راست
هر که فانیست قرب حق بهتر — با خودی قرب تیغ دان بر سر

فعل نفس است اندرین ره بار — بنده سر بعاجزی بگذار
خوار شو نفس عزت مرد است — نفس را هر دو راه لاگر است

حاجت با خود ار روا گردد — مکر حق است و مبتلا گردد
حاجت بیخودان خود الله است — بیخودی بر بلا بدر راه است

اندرین راه طاعت است عصیان — نیست عصیان و طاعت یزدان
کار نفس آنچه هست عصیانست — حاصل او مقام شیطانست

از فنا هر که کرد حق خشنود — باشد از حق مقام محمود
طاعت از بهر نعمت الاهی — از گنه تو صواب می خواهی

تا بر اعمال خود نظر داری — بشنو از ما که بس خطا داری
تا بود رای خواهش خویشت — هست تبدیل کار در پشت

چون بدل میشود عزازیلی — شد مقام تو دیو تبدیلی
نیستی ها کمال راه آمد — نیستی را خدا پناه آمد

نیستی را زوال از هستی است — کس برنج و نکال از هستی است
نیست را نیست قرب بعد ای دوست — آنچه این بود و رفت باقی او است

چونکه موسی گشایش ره دید — بهم آمد ز محنت پا بوسید
دید باز از خویش را کاسد — علم و ایمان همه شده فاسد

گفت موسی برو که ای بدبخت — همچو ابلیس کرده رو سخت
از چه رو پیش من همی آئی — تو درین بزم رخ چه میشائی

من چه بد کردمت بده انصاف — تا دعا کرده بحق از لاف
بود انصاف بهتر از طاعت — شهوتت کور کرد آن ساعت

آنچه بود عدل آن ز کف دادی — با من بی گنه در افتادی
حکم حق بود این طرف راهم — ملک و مالی ز کس نه میخواهم

حق مرا گفت کای تو پیغمبر — شو بر آن قوم سوی حق رهبر
من پی اجتهاد دین در کار — گشتم از حکم حضرت دادار

هم مرا هم خدای آزردی
اندرین حکمِ زن بسر بردی

رهزنِ دین شدی درین هنگام
از مکافات آن کنون شد رام

احکم الحاکمین خدا دارم
خواهش نفس خود کجا دارم

این زمان ظالمی تو من مظلوم
عدل و انصافِ حق شود معلوم

شهوتت بهر عیش یک ساعت
کرد ترک از خدا بزن طاعت

رفت این حالتت بیک آنی
کرده اندر تو کوه عصیانی

هم در توبه شد برویت بند
آن ندیدی که عیش تو تا چند

چون در آمد زن اندر آغوشت
آن زمان مرگ شد فراموشت

کافران را تو یاوری کردی
با چو من ظلم و داوری کردی

نیستت هیچ ازین پشیمانی
اینت ایمان و دین مسلمانی

من نه ایذا ترا رسانیدم
از تو ایذا بخود بسی دیدم

تو که بر من دعای بد کردی
بیخودم من تو آن بخود کردی

زان چهل سال مبتلا بودم
در بلا صابر و رضا بودم

حضرتِ او مرا بخود بنواخت
آب و نانم همه مهیا ساخت

هم ملک خادم عساکرِ من
در شب و روز یار و یاور من

رتبهٔ من بسی ازان افزود
بنگر انجام تو چه خواهد بود

ساختندت ز قرب خود معزول
قلب و کلب آمده زره مخذول

آن زمان کان دعا همی کردی
سخره بودی بزن زنا مردی

زان شد آن دم ادب فراموشت
هست در پیش مالش گوشت

بارها بی ادب شدی در راه
کرد غفاریت ترا الله

تا دران نفس تو شد آشفته
در حق من دعای بد گفته

خاطرِ زن بدست آوردی
انبیا را ز خود بیازردی

حامی کافران شدی زین کار
نامدت هیچ شرم از جبار

پاس خاطر ز کافران داری
از خدا شرم نی ازان داری

تا بود مهر کفر در جانت
کی توان گفت از اهل ایمانت

بهر زن با خدا بر آشفتی
در حق اهل دین قدح گفتی

زان ابد گشته ای کنون رسوا
لیک بر سه دعا درت شد وا

هرچه از فضل حق همی خواهی
حاجتِ تو روا است ای لاهی

هرچه خواهی همانست تاوانت
می کند آخر آن پشیمانت

چونکه از ردیِ نفس خواهی خواست
زین بتر هم ز خویش خواهی کاست

ما که از فضل دوست آگاهیم
از خدا اجرِ آن نمی خواهیم

خواهش ما و ما رضا هستیم
اول و آخر از خدا هستیم

نیست در کار ما بجز او هیچ
زین همه خواستهای پیچاپیچ

هرچه دادند باز نستانند
هیچ در راه ما نمیدانند

جز عملهای صالح ما دوست
هیچ بر ما نمیدهد این اوست

از عطاها که او بما کردست
طاعت خویش را صلا کردست

لذتِ آن بکام جان داریم
ترک از جمله خواست زان داریم

خواهش او خواهش ما شد
باب فضل و کرم بما وا شد

من درین ره نیامدم بخویش
کردم این ره ز حکم حق در پیش

نه بود اندر مراد نفسم رای
از هوا من بره نماندم پای

سر بفرمانِ دوست دارم من
دم بغفلت نمی بر آرم من

شهوت و راز را امیرم من
نی چو تو عاجز و اسیرم من

آنچه [illegible] بر نفس میدادی
زان ابد در جهنم افتادی

قاضی است هم خدا درین عالم
داند او گرچه روی بینا لم

بلعم از این سخن بدرد آمد
سوی خانه بروی زرد آمد

گشته مخذول از جهالت او
کرده سر پیش از خجالت او

گفت بر زن که من شدم مردود / این همه بر من از برای تو بود
هست خصلت به سه دعا اکنون / می دهم هرچه می خواهم از بیچون

بعد ازین در بروی من بستند / کارم از رد به میخ پیوستند
حاصل عمر من تباهی شد / کارم انجام روسیاهی شد

زن چو بشنید روی از او بنهفت / با صد آشفتگی به شوهر گفت
یک دعا زان مرا کرم فرمای / گر دهی بر زینت دارم رای

گر درین خاطرم نمی جوئی / می نخورد بر سرم این زناشوئی
گفت بلعم ترا چه می باید / گفت خواهم که حسنم افزاید

چون شوم در جمال بی همتا / با شمت روبروی روح افزا
حسن من چون به چشمت آمد خوب / شهوتت سازد دل به دلم مرغوب

اشتها در جماع گردد بیش / من بحسن و جمال آیم پیش
دل ربایت به لذت انزال / در جماعم ترا مفرح حال

من خوش از تو از آن تو خوش از من / مرد را خوش جمیل باشد زن
آن همه بهر تست لی بر من / تو بری لذت از نگه در من

از زنش چون شد این سخن در گوش / شهوت بلعم آمد اندر جوش
گشت گمره ز راه آن مغضوب / دیو زن را نمود آندم خوب

بلعم آن را برای خود به دید / خواهش نفس بود به بد فهمید
کور شد چشم باطنش این بار / کرد در حق او دعا ناچار

پیش بینی نداشت آن بدکیش / زان تبر زد بدست خود بر خویش
در دلش دیو بود و فتوی داد / زان زبان در دعای او بگشاد

یک در بی بها بخاک انداخت / عقل از او رفت و قدر او نشناخت
حبط شد آن دوئی دگر زین یک / غالب آمد یقین او را شک

چون یکی زان سه بر زن خود داد / شد جمیل آن زن و دل شد شاد
نور طاعت ز روی بلعم رفت / صیت حسن زنش در عالم رفت

زن چو بر سوی شوی خود میدید / در خود از حسن خویش می پیچید
با چنین زشت این جمالست حیف / عمر من صرف این وبالست حیف

دست می زد بخود که صد افسوس / هست تاراج یک نفس طاؤس
حور با دیو جفت کی شاید / حیفم از حسن خویش می آید

سگ با ارم الیف نتوان کرد / سگ با ذر ردیف نتوان کرد
شو ز زن شاد و زن ز شو بیزار / داشت در دل که رو کند زنهار

سرد شد مهر شوی از جانش / گفت از زهر پر کنم نانش
دیده ور زی براه برنائی / سرو قدی بحسن رعنائی

جانش از عشق ناشکیبا شد / پس شبانگاه سوی برنا شد
ترس و وهمی نداشت از شوهر / هم کشید این زمان ز تنگش سر

در زمان ترک از حیا کرد او / تا به آن اجنبی زنا کرد او
زن بآن اجنبی که همدم شد / بیشتر نفرتش ز بلعم شد

کرد دل را با جنبی پیوند / الفت بلعم از دل خود کند
جز خدا هر که هست دشمن دان / حرز لاحول از همه می خوان

جز خدا نیست یار آخر کس / از همه دور از همه کن بس
بلعم از حال او بسی آشفت / از دل دردناک با حق گفت

با الهی تو چون سگش گردان / تا شود در محله سرگردان
سوخت جان و دلم ز بدکاری / داد از این ظلم ده که جباری

در زمان آن ستیزه چون سگ شد / شد سگی بهر و طی او لابد
سگ در آن کار بند شد بگزند / بلعم از شرم سر فرو افکند

از پس و پیش مردم بازار / در تماشای این زن بدکار
یک کسی زان خبر به بلعم گفت / دیده ام من زن تو با سگ جفت

گفت بلعم سزای او این است ‌ ‌ ‌ او بدی کرد و باد و هم کین است

از دعای من است این حالش ‌ ‌ ‌ باد ازین هم بتر مه و سالش

هیچ بروی ازین ندامت نی ‌ ‌ ‌ روسیاهیش زین ملامت نی

رای توبه بدل نیاوردی ‌ ‌ ‌ تا ازان راه بر خدا بردی

بود هر روز کار آن زن این ‌ ‌ ‌ بانگها بند بود نفسش آیین

بلعم آن را به چشم خود میدید ‌ ‌ ‌ با خود از رنج و غصه می‌پیچید

هر که با نیستان کند هستی ‌ ‌ ‌ این خمارش بود از آن مستی

نیست افسانه آنچه می‌گویم ‌ ‌ ‌ بهر ارشاد طالبان پویم

جز خدا دوستی بکس مپسند ‌ ‌ ‌ با خدا دوستان بکن پیوند

عارف و سالک است کلیم الله ‌ ‌ ‌ کرد عمری به نیستی سر در راه

زان تعبها که آمدش در پیش ‌ ‌ ‌ داشت صبر و سلوک از آن با خویش

جز خدا از خدا مرادش نی ‌ ‌ ‌ هیچ از نفس خود بیادش نی

بود بلعم بعمر خود زاهد ‌ ‌ ‌ داند جستن بزهد او شاهد

هستی و هستیش تمنا بود ‌ ‌ ‌ کرد با نفس عبادت معبود

هستی خویش در میانش بود ‌ ‌ ‌ آن بلا عاقبت از آنش بود

نیستان را ز خود میازارید ‌ ‌ ‌ پیش شان نیستی بسر آرید

از حق و اهل حق رضا جوئید ‌ ‌ ‌ در ره طاعت از وفا پوئید

طاعت حق برای حق دارید ‌ ‌ ‌ نفس تان هرچه خواست بگذارید

با خدا کس شریک نتوان کرد ‌ ‌ ‌ غیرتش از جهان برآرد گرد

مشرکان را بخود ندارد دوست ‌ ‌ ‌ تو همه سوز او همه از اوست

از خودی دور رو بحق دارند ‌ ‌ ‌ گر از این واقعه خبر دارند

دل بقرب خدای نتوان بست ‌ ‌ ‌ نفس پیدا شد و جگرها خست

ایمن از حق دمی نباید بود ‌ ‌ ‌ باید از عجز بر زمین بسود

او غنی هست از هر افعالت ‌ ‌ ‌ داند او هرچه هست آن حالت

عاشقانه به بندگی سر نه ‌ ‌ ‌ بیخود افتادنت برین در به

هیچ از او جز خدا نباید خواست ‌ ‌ ‌ آنچه من دیده‌ام این ره آن راست

بندگی به بود ز هر احوال ‌ ‌ ‌ بندگی دان فنای هر آمال

بنده را با خدا ادب باید ‌ ‌ ‌ زان بکس شادی و طرب زاید

طاعت بی ادب نیاید کار ‌ ‌ ‌ عاقبت سر دمیشود بادار

هر که این راه را نهایت دید ‌ ‌ ‌ در خود از عاجزی سرایت دید

هر که عاجزتر و مقرب تر ‌ ‌ ‌ ای مقرب بعاجزی نه سر

لامراد از مرادها می باش ‌ ‌ ‌ در همه حال بر خدا می باش

هرچه خود آید آن خود آید پیش ‌ ‌ ‌ صبر و تسلیم بر تو باید کیش

آن مقرب که کرد این ره طی ‌ ‌ ‌ خورد از جام قرب وحدة می

باز برگشت و عاجزی حاصل ‌ ‌ ‌ عجز باشد نهایت منزل

از غضب هر که را خدا بگرفت ‌ ‌ ‌ از دلش کردن دعا بگرفت

در نه بر سه دعا شنید آن مرد ‌ ‌ ‌ ره خدا بر اجابتم واکرد

در دعا عجز و توبه می کرد او ‌ ‌ ‌ اشک میریخت از سر درد او

یارب این جرم من مرا بخشای ‌ ‌ ‌ راه بر طاعت خودم بنمای

یک دعائی دگر که یا غفار ‌ ‌ ‌ رحم بر حال من ز موسی دار

مهربان کن بحال من او را ‌ ‌ ‌ تا گذارم بپای او رو را

می نیاید بخانه زان در او ‌ ‌ ‌ تا نمی یافت از دعا بر او

لیک قهر خدای راهش بست ‌ ‌ ‌ ره بر عاجزی ندادش دست

سه دعا در کس زن خود کرد ‌ ‌ ‌ نیکی عمر خویش را بد کرد

عاجز آن را خدای دارد دوست ‌ ‌ ‌ عاجز است آنکه معرفت با اوست

بلعم از عاجزی که سر بر یافت ‌ ‌ ‌ لاجرم کبر او چنین بر یافت

عارف حق به عجز آرد روی
زانکه می بیند او خدا هر سوی

گشت رسوای خلق در آفاق
ماند از غم زنان بی طاقت طاق

جز خدا هر چه دوست دارد کس
این بود عاقبت سزایش بس

نیست شو هدیه نیستی می بر
نیست تا نه بکن درین ره سر

بنده خوش با مراد جاوید است
گر جز اینست او بخود شیدا است

هر شب آن زن بخانه بیشمار زار
ناله می کرد بر درش بسیار

هم ز اهل محله هم از عام
شد به بلعم ز هر طرف دشنام

لعنت حق بر این دعایت باد
تا به ناموس خود کنی بیداد

هست از بطن او نژاد فرزند
اندرین خوارئیش دگر مپسند

این هم از کرده ها پشیمان است
عالم از نوجهانش حیران است

گفت یارب سزاست قدرت آن
گر کنی مسخ گشته را انسان

خوی او همچو سگ شده زین حال
نیز شد زشت روی بد افعال

او شود روز حشر سگ محشور
در کتاب خدا است این مذکور

در کدامین قصص بد این تحریر
لیک خواندم ز مصحف و تفسیر

زن درین امر هم محصل شد
بود محکوم زن ز دل لابد

روزش او ذکر اسم اعظم بود
تا درین باب دست خود بکشود

اسم حق بهر عشق حق می خواند
تا شدی این فنا و حق می ماند

محو شد نام پاک از آن دل
اسفل السافلین شدش منزل

حشر او همچو کلب خواهد بود
بر نگردد دگر آنچه شد موعود

ای مقرب مشو فضول از قرب
دیدی آخر چه شد وصول از قرب

حد خود را ز دست خود کم ده
راه می بین و پای خود می نه

حاجت خود ز خواجه کم می خواه
خواجه از خواهش تو هست آگاه

کار آن خواجه جود و احسان است
وانچه او داد بر تو هم آن است

ابخردا از نماز و طاعت داشت
زانکه هر خواستنش اجابت داشت

اندرش لاف طاعتش پشیزی نه
عاقبت ماند زان بد سیتی چیزی نه

هر کرا با خدا بود آمال
باشد انجام او چنین احوال

قرب شاه مشو بنده گی کن بیش
بنده گی را مده ز کف از خویش

هست از اینگونه گفتنم بسیار
قصه بلعم است کنون در کار

نی بر خواب و نی به همسایه
از فغان های آن سگ مایه

جمله همسایگان بر آشفتند
زان به بلعم ز هر جهت گفتند

سالها شد که این نا همت هست
روز و شب مونس قد میت هست

گرچه بد کرد این سزا نبود
زین بتر کردنش روا نبود

یک دعا داشت آن فضول از خویش
همچو احوال سختش آید پیش

زن شد انسان و گشت بلعم مسخ
آنچه حق خواست آن نگردد فسخ

در سی مثل سگ خدا اینش خواند
تا قیامت سخن در عالم ماند

اندر این قصه اختلاف افتاد
خوانده ام من و لی ندارم یاد

هست تحقیق در حق موسی
کرد بلعم دعا چنین بیجا

در دعا بود پیش حق دستش
آن غنی کرده بود از آن هستش

کاش تسخیر نفس خود می کرد
تا نمی شد بلا بر آن نامرد

آنچه در خواست مستجابش شد
زان اجابت بسی عذابش شد

در بنی کلب نام او کردند
در جهنم مقام او کردند

هم بکار زنش دعا شد خرج
کلب شد وصف در صحف ها درج

بنده گی را مده ز دست ای ناس
نیک بنشین تو جای خود بشناس

بنده کو فضول خواهد بود
آخرش این وصول خواهد بود

گر بداند که این سزا نیکست
در بر وی کرم نه خواهد بست

هر چه بدهند تو قناعت کن
بنده پیشه ذکر و طاعت کن

گر ترا می دهد بعالم دست
آخر از دست مرگ نتوان رست

تا دم مرگ نامرادی به
سر بسجده ز نامرادی به

با مراد ار بسجده کردی سر
جز تأسف از آن زمینی بر

نیست بر بنده هیچ جز این سود
که کند خواجه را ز خود خشنود

شادی خواجه شادی دارین
هست از بهر بندگان بی شین

میشود خواجه شاد از یک کار
زنده و مرده گر کنی کردار

فانی امر او شوی در کیش
ره کنی بر رضای او در پیش

گر مرادی ز نفس برخیزد
آبروی ترا از آن ریزد

حق غنی بود و آن مرادت شاد
رفت اخلاص تو از آن برباد

بندگی صرف آن مرادت شد
کاسد از آن در عبادت شد

شهوت و حرص از آن تا باشد
کی رهت صاف با خدا باشد

آنچه اسباب نفس تست این است
هر که بگذشت ازین شه دین است

بر مراد خدای می نه سر
از خود و آرزوی خود بگذر

شیخ ابوحفص عارف اکمل
بود در عهد از اهل فضل افضل

رد فتوح کردن حضرت شیخ ابوحفص واردات در رود او خود را از اجابت دعا بمقام فرعون هم مقام دیدن

با رفیقان بجانب بغداد
در توکل براه ره بنهاد

توشه ره نداشت او با خویش
ظاهر و باطنش بحق درویش

راه افتاد در بیابانش
نی در آن آب بود نی نانش

تا سه روز او نیافت چیزی خورد
گرسنه راه منزل خود برد

هم ره بازگشت دور افتاد
بود بسیار دور هم بغداد

جوع شان کرد مضطرب احوال
نفس شان شد بوایهٔ دلال

همرهان در غم هم افتادند
بی دلی را دلی همی دادند

در بیابان ز جوع باید مرد
ره بمنزل کسی نه خواهد برد

مرگ ما بهر لقمه با صد داغ
گوشت از جسم ما غذای زاغ

گر کند شیخ دین دعا بر ما
تا گوزنی شود ز ره پیدا

تا از آن لحم او کباب آید
رفتن ما بره صواب آید

از سرشک دو چشم دایم آب
گر کبابی رسد بما زین باب

بعد از آن ره توان بسر بردن
ورنه بر ماست در تعب مردن

شیخ دین شد ز فکر شان آگاه
بر سما کرد روی و گفت الله

ساعتی ناگذشته یک نخچیر
آمد و ماند سر بخدمت پیر

پیر این دید و گریه را سر کرد
رنگ رو را ز ترس چون زر کرد

دست خود را بروی خود میزد
ای خدا عفو کن که کردم بد

هم محاسن بدست خود می کند
از تحسر بخاک می افکند

بعد از آن کرد رو بآن نخچیر
زود برخیز و راه خود می گیر

هر که در زیر تیغ ما سر داشت
زنده بودن ابد در آن برداشت

دیدنمان آن گوزن شد غایب
شیخ دین از دعای خود تایب

عرض کردند جمله کای رهبر
واخر از تیغ جوع ما را سر

این فتوحی که شد عطا چون بود
مفت کردی کنون رها چون بود

ریش خود را بدست خود کندی
ما گرسنه بغم تو خورسندی

ای تو بر ذات پاک حق عارف
هیچ از حال ما نه ای واقف

ز آتش جوع جان ما می سوخت
شیخ زین شیوه بیشتر افروخت

گفت چیزی که خواستید ز ما
کرد حق آن به پیش ما پیدا

شد دعا مستجاب در درگاه
ناپدید ار گشت صید از راه

که ز سر را برای حق تسلیم
آن مراد ار سلوک شد تعلیم

گفت برمن ز باطن این حیوان
گشت همت ز من کن ای انسان

جوع من بیشتر ز انسان است ‌ ‌ آب خوردم همین بیابان است
در همه عمر یافتم روزی ‌ ‌ می برم ره بسر به بهروزی

در توکل مرا بحق تصدیق ‌ ‌ کرده ام رازقی او تحقیق
ز آسمان ابر هست و باران نیست ‌ ‌ خوان پر سبزه این بیابانست

ترس و همت همه ز خود دار پست ‌ ‌ هر که وارست از همه عالیست
جان درین راه هیچ باید داد ‌ ‌ کرد از حق گوزنم این ارشاد

هر که را نفس با خدا شد رام ‌ ‌ پای بر خود نهد ره اول گام
ترس و دهی دگر مرا برخاست ‌ ‌ کین دعا بهر نفس شد درخواست

داده از کف ز حق رضا بودن ‌ ‌ دعویم کذب در فنا بودن
نفس چون دید از خدا این عون ‌ ‌ گشت در رتبه همسر فرعون

شد تنزل مرا ز حالت من ‌ ‌ اوفتادم ز رتبه درین فن
از دعا شد روا چو کام او را ‌ ‌ طاغی و مفسد است نام او را

هر چه درخواست از خدا آن شد ‌ ‌ گفت از آن انا ربکم لابد
عاقبت بازگونه نعلش زد ‌ ‌ آن دعا شد قبول و خود شد رد

من نه میخواهم این مقام از حق ‌ ‌ به که باشم به نیستی ملحق
گرچه حاجت رواست از احسان ‌ ‌ نیست بر بنده عاجزی جز آن

بنده را پیش شه ادب باید ‌ ‌ تا که از قرب خویش افزاید
گر نه از خویش بنده شد آزاد ‌ ‌ خواجه از بنده می نگردد شاد

بنده کز خواجه خواست آمال ‌ ‌ بنده آمال راست او زان حال
دوست آن بنده را ندارد شاد ‌ ‌ گر بود بهر خویش حاجت خواه

نیست درخور به شاه آن بنده ‌ ‌ بنده و خواست نیست زیبنده
بنده باید که در رضا باشد ‌ ‌ بعد از آن خواجه بنده را باشد

خواجه داناست از نهانی ها ‌ ‌ درخور بنده بی زبانی ها
چون ز احوال ما نکو داند ‌ ‌ به بما هست هر چه او داند

ما ز احوال خود بسی غافل ‌ ‌ خواست از غفلتیست ای آفل
نیست هشیار را بجز حق خواست ‌ ‌ زانکه انجام کار او بر ماست

اول و آخر همه او هست ‌ ‌ هر که او را گرفت از غم رست
از چنین خواست مرگ ما بهتر ‌ ‌ گر سر ماست دوست را در سر

اندکی صبر و پا به ره بنهید ‌ ‌ اختیار و رضا بدو بدهید
خواست از خواجه روا باشد ‌ ‌ کو نه واقف ز حال ما باشد

تا نگوئیم او نمیداند ‌ ‌ در طلب آرزوی ما باید
یا از آن خواجه که ظالم هست ‌ ‌ در طلب عجز می دهد زان دست

آتش جوع می شود خودسر ‌ ‌ یک دو سه گام صبر باید کرد
درد ما را دوا نکو داند ‌ ‌ زانچه او آفرید او داند

هست او بر سلوک ما دانا ‌ ‌ بسته اوست او کند خود را
از سقاهم شراب حق باقی است ‌ ‌ تشنه را که او مشتاق است

از سماع خد[ا] ‌ ‌ عالم دل ‌ ‌ نفس دارد ز دست لقمه گل
گوش را بر سروش او باید ‌ ‌ کام مشتاق او برآید

ذکر نام خدا چو کام شماست ‌ ‌ پر ز فون فرعون بنام شماست
دوزخ از حرص ها نیارامد ‌ ‌ خواهد او بحرها بیاشامد

پرتو حق کند در انجا جای ‌ ‌ گو بدش دوزخا زبان بکشای
سیر گشتی از آنچه خوردی تو ‌ ‌ جوع در خویش چون فسردی تو

گو بدا و من گرسنه و زارم ‌ ‌ اشتها صد چنین دگر دارم
پس درو حق مقام خواهد کرد ‌ ‌ نار دوزخ شود ز نورش سرد

نور خواهد فسردن آن نارش   بیشود چون بهشت آثارش

تا محبت الٰهی در دل سالک نه نشیند حرص و آز از وی نمیرود

همچنان نفس تان لهب دارد   زان لهب جان شان تعب دارد
آتش جوع چون برافروزد   زاندرون حرص صبرتان سوزد
حرص احرق تراست از صد نار   زان لهب سوی حق بپر زنهار
عشق حق چون کند درانجا جا   گردد آن باغ جنت المأوا
نور حق کرد نار را فانی   دوزخ و دور خصلت نورانی
ای خوشا حال دوزخی آنروز   اندرو شاه انجمن افروز
هم مکان هم مکین مفرح حال   بهره اندوز دولت و اقبال
اکرم الاکرمین صفت او راست   اندرین جلوه مظهرش شد راست
ارحم الراحمینش می‌گفتند   زین یقین شد درست بشگفتند
ذکر حق جوع را کند مرده   آتش دوزخیش افسرده
عشق حق هر کرا غذا باشد   او نه بر جوع مبتلا باشد
ذکر حق را غذای خود سازند   ذکر گویان ز حق برون تازند
همچنان کن براه ما بادی   می رساند خدای ازین وادی
آکل نام حق شود از راه   حق ازین جوع تان بود آگاه
او دهد صبر و جوع خواهد مرد   مرد از صبر ره برحمت برد
آن عزیزان که آکل نورند   بی همه خواست مست و مسرورند
چون شنیدند این سخن از پیر   گشت ازان دیو نفس شان تسخیر
این سخن شد طعام آن محفل   معتقد بر سخن شدند از دل
همچنان گرسنه بره بودند   از سماع کلام آسودند
مرد حق چون طلسم را بشکست   آتش جوع شان فرو بنشست
گرگ وسواس شان رمید از شیخ   طاقت صبر جوع دهد از شیخ
آن شبان برد رمه ازان وادی   با خدا گفته تا به آبادی

پرسیدن عارفی از عارفی که حال خود باز نمای که چیست و گفتن حال خود آن عارف به سایل

عارفی کرد از عارفی درخواست   گفت برگوی حال خود را راست
گفت شکر است آنکه خوشحالم   دوست داد است عز و اقبالم
ای که گفتی تو حال من چونست   گفتن آن ز شرح بیرونست
حکم من رایج جهان باشد   زنده از من بهر که جان باشد
آفریننده جان هستم   برتر از دست ما بود دستم
آسمان و زمین است محکوم   علم غیب است تمام معلومم
نطفه‌ها می‌شود درون از من   در رحم نفس جسم و جان از من
جن و انس و ملک پدیدارم   کشتن و زنده کردنست کارم
ابر و باران شود همی یارم   می کنم سبز هرچه می کارم
داورم بر همه نه کس داور   عالم اینست اگر کنی باور
کار حق را تو از خود کرد   زین سخن هاش در تحیر مرد
کرد ازین دعوی الوهیت   گفت هستم رب و ربوبیت
هرچه این کاینات از خود گفت   سایل از دعوتش بسی آشفت
گفت بر دعوی تو حجت چیست   آنچه گفتی نه فهم من مخفی است
از تو معنی این همی خواهم   تا تسلی شود درین راهم
گفت معنی این چنین باشد   هر که صادق در علم دین باشد
این همه کار را ز خدا بشمار   نیست جز ذات او کسی در کار
نی کس او را شریک و نی انباز   کس ز کارش دمی ندارد باز
حکمتش آنچه خواست آن شد راست   نی ازان کس فزود و نی کس کاست
خواهش خود دران فنا دارم   هرچه می خواهد او رضا دارم

منکه باشم فنای هر کارش ‌ ‌ پس با این کاره‌ها شدم یارش
هرچه از اوست بر مرادم هست ‌ ‌ داده است از فنا همینم دست
بر مرادش مراد خود دارم ‌ ‌ شد همه کار او همه کارم
ای خوشا حال بر بدا فتاده ‌ ‌ بر رضائی خدا رضا داده
جهد اندر خلاص خود ننمود ‌ ‌ هیچ راهی ز سعی او نگشود
زانچه اندیشه داشت باز آمد ‌ ‌ از سر عجز در نشیب آمد
خویشتن را در و فنا دانست ‌ ‌ رستن از غم ره رضا دانست
دید کز حال خویش باز آمد ‌ ‌ سالک موج سوز و ساز آمد
کار دریا تمام از او شد ‌ ‌ او که از کار خویش یکسو شد
موج او را حضیض و اوج آمد ‌ ‌ هر طرف خواست آنطرف برود
زانچه بود است حال خود بدید ‌ ‌ خویشتن را نه جهد خود زدید
موج از در اضیبست او از موج ‌ ‌ راحت و شادیش هزاران فوج
رفت از و آنچه بود در وی بیم ‌ ‌ دارد این حال هر که شد تسلیم
اینچنین وقت نی ز دستش بود ‌ ‌ یا خود این رتبه از الستش بود
گاه موجش بسوی بر انداخت ‌ ‌ خاکیان را چو خویش ماهی ساخت
هرچه او دیده بود در دریا ‌ ‌ گفت بر طالبان ره پیدا
این بود عالم فنا فی الله ‌ ‌ صوفی را که شد بقا بالله
نیست درویش در جهان پیدا ‌ ‌ در بود نیست فانی دریا
تا نه از خویش دست برداری ‌ ‌ پیش درویش مرد مکاری
ظرف ظرفست آبش از دریاست ‌ ‌ آبرو ظرف را از آن پیداست
از کجا آب دارد این کوزه ‌ ‌ که داد از جور عسر دریوزه
تشنه بودم مرا نبود از خویش ‌ ‌ داد از فضل خود ز خواهش بیش
داده است آبروی دستم شاد ‌ ‌ کرد ویرانه ام ز خود آباد

نیستم من همه که او باشد ‌ ‌ هستی من درانده و عالم
از منت آنهمه هر آنچه از اوست ‌ ‌ هرچه او خواست آدام دوست
بینشوم خویش ز دل بهر کارش ‌ ‌ چون فنا گشته ام با نوازش
هیچ شخصی که او در آب افتاد ‌ ‌ یار بود است زور نفس را باد
عقل او آبروی افشانده ‌ ‌ از همه دار و گیر وا مانده
خویش را در پناه دریا برد ‌ ‌ جان و دل را بموج او بسپرد
بحر او را بفضل خود بنواخت ‌ ‌ در بر خویش مستقیمش ساخت
نیست موئی ز هستیش در بر ‌ ‌ منکه بجرم بگیر هش در بر
بعد ازین هرچه بحر خواهد کرد ‌ ‌ نزد صوفیست خواهش آنمرد
او ز هستی خویش دل برداشت ‌ ‌ هر طرف بحر کرد سر برداشت
کرد خود را بموج او تسلیم ‌ ‌ این بصوفیست در طلب تعلیم
دست خود داشتن ز خود برداشت ‌ ‌ از ازل نیز پوششش این سر داشت
کشتی هستیش بتباهی شد ‌ ‌ غرق امواج لاتناهی شد
ساخت از بس جذبه بهر خود احوال ‌ ‌ همچو ماهی بلجه افضال
گشت وصاف بحر در محفل ‌ ‌ داد سامع بعشق دریا دل
جاذبه اش خلق را چو از جا برد ‌ ‌ با خود آن قوم را بدریا برد
غیر ازین هرچه هست از خویش است ‌ ‌ پیش ما این نه مرد درویش است
غیر ازین هرچه هست نفس هست ‌ ‌ آنچه گفتم دران نیابی دست
خوانده ام من ز مثنوی این حرف ‌ ‌ او چو دریا کتاب من چون ظرف
ظرف رفته است تشنه اندر آب ‌ ‌ پر از آن آب رفتش و هاب
کوزه را گو که از کجا این آب ‌ ‌ کوزه گوید که بحر شد وهاب
کوزه گوید که بوده ام خالی ‌ ‌ بحر بر من ز همت عالی
کوزه ام لیک جان از او دارم ‌ ‌ آب دریا بجان نهان دارم

تشنه را آب جو اگر یابم بروی از جود بحر و ما هم

آن ز من نیست آن ز دریا هست داد این همتم ز دریا دست

تر زبانی ز جود او دارم بس از تار و پود او دارم

اوست در من که آب می روید تا چنین وصف بحر میگوید

ورنه ای کوزه اصل خود بشناس تا نباشد درونت پر وسواس

حق ظلوم و جهول نامت خواند در نهاد تو آب امانت ماند

در بیان آنکه سالک اختیار بدست خود نیست در اول قدم مختار بود و چون عارف خودش را اختیار از دست او رفت

این امین این امانت ایمانست گر بذات خداست عارفانست

بی طلب در طلب فنای باش چشم در خویش بر خدای باش

خواستی تو که من کنم طاعت باشم اندر نماز هر ساعت

شد نماز تو از خدا حاصل تا شدی بر نماز ها واصل

رفته رفته در آنسوئی مغرور او فتادی ز قرب حق بس دور

راه ابلیس و بلعم است این راه استعاذت ز حق درین میخواه

کرده طاعت و ز خود دیدی زان سبب از خدا نترسیدی

اندرین شیوه ات فنا باید تا در رحم بر تو بگشاید

آن دو بر سوی حال خود دیدند از فضولی در آن نترسیدند

این دو معلوم از خودی معلول قهر حق ساخت کارشان مجهول

خویشتن را وجود دانست او عار و ننگ از سجود دانست او

وان دگر دید قرب طاعت ها بر فضول و دعا اجابت ها

جلوه گر شد ز قهر خود قهار هر دو را کرد سرد از آن بازار

بیخودان سر به نیستی دارند بر خدا از خدا خبر دارند

ورنه آن طاعت که از هستی است بت پرستی و کفر و بدمستی است

خواستی تو که من کنم عصیان داد حق می طلب تو از احسان

عمر در معصیت نهادی تو رو به باطل عبث فتادی تو

مکر حق با تو بس هواسا کرد عاقبت رفته رفته رسوا کرد

بود دت این داعیه هم از هستی تا بعصیان و کفر پیوستی

طاعت از هستیست صد عصیان کردن عصیان براه حق نتوان

با نه چیزیکه آن مناهی هست گر کنی از خدا نخواهی رست

گر فنا بودنت ز خود حاصل سوی عصیان نمی کشندت دل

هستیت آن طرف نشره داد است تا رو آن خیال بگشاد است

بر تو زین راه دیو دارد دست چون سرت را غرور هستی هست

با نه ماندی ز عالم تحقیق سوی وحدة نیافتی تحقیق

غیرت از قوم هود لوطش گیر از من این پند را بجان بپذیر

عبرت ماست حال پیشینان تا کنیم اجتناب ما از آن

هر دو ره ای پسر نه خواهی تو میشوی در طریق لاهی تو

عاشقان در دمی دو عید کنند عنکبوتان مگس قدید کنند

نیستان از دو عید دم نزنند جز سوی نیستی قدم نزنند

منتظر سوی رحمت او باش از طلب در محبت او باش

هر دو سو را تو لا بزن در راه باش محکم بفضل الا الله

زین دو دامان خویش اگر چیدی واصل حق شدی خدا دیدی

هم ز عصیان جدا هم از طاعت مانده طاعت کنی بهر ساعت

گر دلت را ازین دو آزادیست دین و دنیا نصیبه ات شادیست

این بود بنده گی آزادان از همه نیک و بد بحق شادان

از محبت بهمت بحق افتاد عشق کردت ز قید خود آزاد

هر کرا با محبت آزادیست هم ازل شاد هم ابد شادیست

شد محبت نتیجهٔ اذکار / بایدت کرد ذکر حق بسیار
باش فانی فنا همین باشد / باش سالک سلوک این باشد
تا بخود این گسست عادت هست / هیچ ره زین بلای نتوان رست
گر تو خواهی ازین بلا رستن / دل بدار این ببایدت بستن
زین دو گر یکطرف شود رایت / هست در بزم بیخودان جایت
از دو عالم اگر بریدی تو / در زمان بر خدا رسیدی تو
هست محروم طالب دنیا / ز آنچه باشد بطالب عقبا
طاعت از بهر آنجهان نفس است / ترک دنیا هم از آن نفس است
ترک کردن ز خود شد آزادی / از همه رسته و بحق شادی
خواهشی در روان تو نبود / جز خدا هیچ از آن تو نبود
تا ترا خواست هست هستی تو / از خودی هیچ ره نرستی تو
هست تکلیف طاعت از هستی / این ملالت نه نشاء مستی
بندهٔ را که کار فرمایند / نیست آزاده باشد اندر بند
تا ترا هستیست باری تو / ره بدریا ازان نداری تو
بیشتر بیشتر ملولت کرد / غرق در حفرهٔ ذهولت کرد
از نمازی که خود ملولی تو / کی بدرگاه حق قبولی تو
هست بر نفست اینهمه اجبار / می نیرزی جوی درین بازار
هر که وارست یافت فتح الباب / طاعت او را برای ماهی آب
گرچه ماهیست هست جایش آب / سوی توحید تو این قدم دریاب
مقبلی راه عشق و توحید است / هر که رسته است از خود آن دید است
غرق دریای طاعت آمد او / رسته از سال و ماه و ساعت او
در حق است و عبادتش بر حق / این دلوهیت حق است در حق
هرچه تکلیف بود از وی رفت / پاش لغزیده در خم می رفت
نیست آن هرچه میکند می هست / اینچنین هوش دادش از می دست
آنچه با خویش کرده است ازین پیش / داده از بیخودی کنون با خویش
میکند طاعت از سر مستی / شسته از می ملالت و هستی
این نه تکلیف عشق و اخلاص است / این نماز یست مختص خاص است
این مناعت صحبت کامل / پیش او شو بامراد عامل
پخته می گویمت که تو خامی / هست تحصیل قرب ناکامی
با خودی بیخودی گرت باید / این رهت غیر پیر نگشاید
زانکه در بزم او شرابی هست / می دهد بیخودی شراب دست
هر که شد مست لاابالی احوال / نیست او را بجز شراب آمال
می دهد مال و می خورد باده / شسته از باده زهد و سجاده
پیش او جای خرقه پوشان نیست / چشم او هم بجرعه نوشان نیست
هست میخواره در دم مستی / بیخود از خویش و تارک هستی
نیست بیم طلاق مستانرا / هیچ فتوی نیست می پرستانرا
زانکه از بیخودیش اینها خواست / نیست خود را برو نباید راست
تا بود بیخود و بود آزاد / شرع جای به بیخودان ننهاد
مرده از امر و نهی وارسته است / جمله تکلیف شرع بر هست است
چون ازین خم شراب خواهی خورد / صاف صافست نیست در وی درد
درد یعنی هر آنچه منهی هست / صوفیانرا نداد هرگز دست
حفظنا حق است حافظ ایشان / ذاکرانند این وفاکیشان
همچو اصحاب کهف در خواب است / گشته محفوظ وصل و هم بند
از خودی خفته اند و حق بیدار / خواب کن خویش را بحق بسپار
خم مدانش که اندرو دریاست / بحر زین خم بخود طلسم آراست
بهر حق می نمایم این راه است / راه اینست کردم آگاه است

دین و دنیای خود بحق بسپار — خواهش خویش و خویش را بگذار
بعد ازان بر دهد نماز از تو — هست در خور بحق نیاز از تو
طاعت تو بود گره فی الله — خواست و نفس تو فنا در راه
ای پسر هرچه خواهش خویش است — آن ز نفس است و کاهش خویش است
عاقبت آنچه گشت رو بد آن — خود بخود نفس تو بجو بد آن
جهد کن در فنای خود بشتاب — فرصت عمر خویش را دریاب
خود بخود کن حساب از هر کار — زان خلاصی بود خلاص از نار
تا بخویشی ترا حسابی هست — هم صوابی و هم عذابی هست
تا به تن هست جان درین بازار — کی گذرد اندکی دمت بی کار
نیکی است و بدی درین دو کان — بهر اینست حضرت انسان
هست آنی ترا حسابت نیست — نیستی از کسست خطابت نیست
اندرین باب گفته شد زین پیش — حکم بیخویش راست نی برخویش
تا بخویشی حساب داری تو — تا فتن سر ازان نیاری تو
نیست عذری که آوری در پیش — زانکه آن لحظ بوده باخویش
آنچه از سوی تست مکن پاک — آنچه از سوی اوست نبود باک
آنچه او خواست او ترا فرمود — بندهٔ خود در امر باید بود
زین دو یکسوی کردمی هستی — شکر میکن که از بلا رستی
هرچه از سوی اوست باشد جود — خلقت آدمی برحمت بود
هست از سوی او همه احسان — باشد از سوی ما همه عصیان
هست از سوی دوست بخشایش — نفس ما غرق جرم و آلایش
هست از سوی او بما قرآن — راه بهر نجات ما در آن
آمد از سوی او رسول الله — کرد ما را ز نیک و بد آگاه
هر که اینجا رسد قدم اینجا — بیشود هستیش عدم اینجا
حیرت و هستیش بود شامل — نیست نفسش بکار بد عامل
گرمی او تمام افسرده — او فتاده نه زنده نی مرده
یکطرف ماند طاعت و عصیان — او ز حیرت بحق شده حیران
حق بحیرانیش شده یاور — او چو کور است و حق برا و رهبر
بعد ازان رخصت است هر سوئے — کی کُنی ره غلط سر موئے
هستا خود ذات حق دلیلی تو — وحی قلب است جبرئیلی تو
لیک وقتیکه مست و حیرانی — هیچ چیزے ز خود نمیدانی
از بد و نیک احتسابت نیست — هیچ ره هیچ جا حسابت نیست
چون نه تو عذاب بر که کند — تو نگردی حساب بر که کند
چونکه گشتی تو واقف این راز — شد نمازت نماز حق در ساز
هر که از نیستی خبر دارد — جلوهٔ دوست در نظر دارد
نیست درین نماز کس مغرور — نیست کس مزد خواه چون مزدور
تونکه دی و مزد کی خواهی — چونکه از اصل کار آگاهی
نفس کو بود طالب عصیان — گشته از حیرتست او حیران
هیچ ره فرصت گناهش نیست — راه جز محفل الٰهش نیست
بنده در پیش خواجه ایستاده — کی شود او بلشمه آماده
نفس هیبت است افسرده — مرگ را راضی و ز خود مرده
عارف نیستی که خواهد بود — آنکه را هستی حق است مشهود
اندرین هیچگونه آفت نیست — با خدا طاعت از خلافت نیست
چون شده دل تو در خدا افتاد — فسق و عصیان ز تو چه افتاد
ذات پاک خدا منزه دان — ساده و بهتر نی در نقصان
فسق و عصیان بد بود با نفس است — این فنا بتو هر در راهست
کفر و عصیان دگر نخواهی دید — چونکه فضل خدا ترا بگزید

حامی تست او بهر احوال
کی فتد راهِ تو سوی اضلال

چون نه باشی تو هرچه خواهی کن
بنده زاینگونه باش و شاهی کن

مصطفا هم نمود ره بر ما
گفت خیر الامور اوسطها

درمیان راست جسم و جان در او
تا چه خواهد شدن عطا بر او

چشم بینا دل چو آئینه
دیده حق آشکار در سینه

نیست در هیچ فعل او آفل
نیست یک لحظه ز حق غافل

پخته گشتی کنون نماندی خام
توسنِ نفس در عنانت رام

یا سلام است ورد تو هر روز
ای تو نوری جهان بنور افروز

تا سلامت بماند ایمانت
کرد افزود نور ایقانت

جذبهٔ حق کشیدت اندر خویش
آنچه حق الیقین ست داری پیش

تا کنون بوده تو در ناسوت
گشته راهِ تو باز تا لاهوت

آنطرف هیچ فسق و عصیان نیست
آنطرف هیچ نقص و تاوان نیست

آن طرف نی وجود کس را بود
هرچه بینی حق است هو الموجود

عکس و آئینه بهم پیدا
همدگر هر دو عاشق و شیدا

گر نه اوراست عشق بر بنده
در جهان شور را که افکنده

شخص بر عکس کرده دست آز
عکس بر شخص دست دارد باز

درمیان باش معنی این دارد
صوفی آئین ره چنین دارد

تا تو فی نیست باشی و فانی
معنی درمیان نمیدانی

درمیان است وجود آئینه
سادح وصاف بی کینه

ذات از خویش آئنه درخواست
بر تماشای عکسش این شد راست

عکس نی شخص نی و چیزی هست
آئینه هر کرا میسر هست

شخص بر عکس بوسه خواهد کرد
بوسه بر آئینه بود ای مرد

درمیان باید آنکه این باشد
تا نظر شخص را در این باشد

علم این ست و مابقی وسواس
چشم بگشا و آئینه بشناس

ساخته مرد فارغ البالست
در ترقیست هر دم احوالست

بر همه حال حاملت کردم
شکر میکن که کاملت کردم

خلق بر تو مرید خواهد شد
چون تو بر تو پدید خواهد شد

آنچه دیدی بخلق بنمائی
از سرِ راز پرده بگشائی

فکر تو واردات ها زاید
ره بوصل خدای بگشاید

وانچه دیدی تو بر هوا رفتن
از میان کرد بر فنا رفتن

فرعها فی السماء زان برخوان
اصلها ثابت آن سیاهی دال

آن سیاهیست مردم دیده
گرد داز دیده سرّ حق دیده

بر هوا رفتنِ تو معراجست
هستیت آن زمان بتاراجست

در هوا رفتن تو شد ملکوت
نیست جز ذکر حق در انجا قوت

جبروتست بیقراری تو
این همه ترس و عجز و زاری تو

چشمِ جانِ تو دید این احوال
لیک از شرح آن زبانت لال

جان و دل واقفِ خدا گشتند
مخبر از هیبتش ترا گشتند

حیرت و هیبت خدا دیدیست
خوش مبارک ترا که خورشیدیست

خیر مقدم که زادی از مادر
طالع و بختِ تو ترا یاور

مرحبا خوب روی زائیدی
حسن خود را کنون کجا دیدی

ذکر کردی که شد پدید اینحال
شد مقام تو در طرق ابدال

باش تا پیش تو مرید آید
اندر و عکس تو پدید آید

پس ببینی چه حسن داری تو
سر بناز آن زمان برآری تو

هست آن رتبه ات دگر لاهوت
از تو در تو تجلی ها هوت

چون در آئینه حسن خود بینی
عشق با حسن خویش بگزینی

جلوه ات آفتاب توحید است
مر ترا از وجود تفرید است

ای تو آیینه این جمال از اوست / این کلام تو هم کمال از اوست
ای تو دیوانه تو نور خورشید است / نور در ذات خویش جاوید است
چون تو نزدیک تر برانداز کام / گرمیت بیشتر از آن شد وام
نرم چون گشت آیینه سازند / عکس چون شخص در تو اندازند
چون ز حیرت بخویش باز آئی / باز در عجز در نسیان آئی
گر بدانی ز خود سیه کردی / نی سواری سوار را کردی
نور و گرمی ز آفتاب آید / نی ز نسبت در حساب آید
این خبر قصهٔ ابا ز آمد / بهر آن کو ز خویش باز آمد
شکر احسان بجا آری / بی غرض روی در خدا آری
شد چو از نور ظلمت پیدا / رفع ظلمت کنی تو ای شیدا
شکر می کن که چشم دادندت / دیدن راه رهبر کشادندت
پس بگوئی که این منی با من / اندرین راه رهزن و دشمن
بر تو بادا مبارک این تبدیل / کرد خورشید در حمل تحویل
روز با شب برابر است امروز / هست فردای تو بسی فیروز
نصف شب صبح تست ای زاهد / هست بیدار بهر آن شاهد
نی شوی مانده نی شوی کاهل / زانکه تو عاملی نه جاهل
ساعتت الف سال خواهد بود / در تو زینسان کمال خواهد بود
هست الله مشتری بر تو / بهر نوری که تافت زان در تو
شهر و ده رو بکشت و کار آورد / مزرع شان یقین ببار آورد
چون سعیده ز بطن ام زائید / او بدان این دوام دولت دید
اندرین دار ورع و تقوی داشت / نفس را در ره هوا نگذاشت
اندر آن عالم او ز خاصانست / هر که صوفی شد است خاص آنست
داده حق نی شود تبدیل / صبر کن ای پسر فصبر جمیل

آن قدر صاف آن قدر خوبی / زان تو محبوب نزد محبوبی
اضطرابی که این زمان داری / گرم گشتی از او از آن داری
بیشتر زان و بیشتر شو گرم / آهن نفس تو شود زان نرم
مبر سعی زان به وصل اگر دانی / وصلت از وصل هست حیرانی
لذت وصل با تو خواهد بود / باز حیرت تراکند نابود
خود مبین خود مباش راه اینست / باش بیخود رضای شاه اینست
چارق و پوستین خودی بین / بندهٔ بندگی بکن آیین
چون شوی واقف از حقیقت کار / هر زمان از خودی کنی زنهار
بادهٔ بیخودی چو نوشت شد / از خودی خود بخود خورسندت شد
تا کنون کور بودهٔ در راه / می ندیدی تو راه را از چاه
در دل خویش آن محک داری / امتیاز یقین و شک داری
کاشکی من فنا همی بودم / زان بقرب خدا همی بودم
شکر کن موسم بهار آمد / شاخ امید تو ببار آمد
روز گردد دراز و شب کوتاه / روز روشن نشد کسی گمراه
هست شش پهر روزت ای رهرو / تا رود هفت پهره مبرو
روزهای کلان بصوفی هست / داد عمر درازش اینجا هست
طاعت را بها بود بسیار / هم خریدار و گرمی بازار
کوه و صحرا به سبزه و گل شد / در ترنم ز عشق بلبل شد
خوش نشین باش خوش هوا آمد / بینوا را از آن نوا آمد
هر که خوشروی زاید از مادر / از ازل بود حق بر و یاور
خواند او را خدا ولی الله / زانچنان رفت و برد این همراه
گوهر از زیر خاک پیدا شد / در تو هم نور پاک پیدا شد
یک مثل گو بیت در آن میکوش / معنی حرف را همی کن گوش

تا سعید و شقی تو دریابی / زاں براه سعید بشتابی
هم شقی هم سعید در دنیا / آمد است از عدم ز حق پیدا
گر نیاریم ما برایں تمثال / باشد اندر سخن زبانها لال
تا سر پرده رهنمایست ایں / وهم ها را گره کشا نیست ایں
یادم آمد اکنوں دریں ارشاد / از برای تو شرح خواهم داد
بهر هر کس که طالب دینست / من سخن میکنم سخن این است
گر سعیدی بمن گذاری گوش / گفتهٔ من کنی چو شربت نوش
ورنه چیزی که مقصد از آں هست / نیست ممکن مثال آید دست
تا پس پرده راه گفتن هست / وانچه در پردهٔ آں نهفتن هست
هر که آں فکر پیش می گیرد / از خود و فکر خویش می میرد
بهر طفلاں فسانه می خوانم / غیر ازیں شیوه نمیدانم
فکر در ذات حق روا نبود / رخصت آں ز مصطفیٰ نبود

هر کرا حق سعید پیدا کرد / او همیں روی مر خدا را کرد
بر سعیداں سعادت است آں چیست / واں شقی را شقاوت است آں چیست
در زباں جز مثال می ماند / از مثل گرچه هیچ نکشاید
طفل بودم شنیدم افسانه / بود در دل چو درج در خانه
گر تو هستی مخاطب گفتار / هست بر هر که سالک است در کار
یادم گفت قصه در تمثیل / تا کند آں مثل ترا تبدیل
زاں حلاوت نمایدت هستی / میشوی تو حلاوت و هستی
بر فنای خود ایں مثل میزن / زاں بیابی رهی سوی ایں فن
آں ندارد مثال و مسندے / ضبط در هیچ حصر و در حدے
زاں که آں را مثال پیدا نیست / از ازل تا کنوں رهی وا نیست
تا بمعنی برند ازیں ره راه / زانکه نبود مثل بذات الله
عقل ره بر جهاں نکشاد است / از خیال ایں خیال مثل داد است

زد بخود خود مثل که نورم من / نور در نور از ظهورم من
هر کرا ره بنور بنمایم / پرده از نور خویش بگشایم

مثل آوردن پیر قصهٔ بر مرید از برای ارشاد
بحق در کلام کمال آں براه بخشیدن بر مرید

خود خدایم برو عطا دارم / ظلمتی را بخویش نگذارم
قادر است او اگر گُندا یا هم / لیک آں چیست صورت عالم
نی ز کس زاد و نی کسش زائید / دیدنی هست و نیست اندر دید
لانهایت صفات بر ذاتش / شد جمال و جلال انبا نقش
ز انچه تغییر ساز آں منزه است / مغز را مغز و پوست را او پوست
نی مر او را پدر نه مادر هست / نی برو گنج و مال و لشکر هست
ساده و بهت از هر آلایش / آفریننده جود و بخشایش
هم کند در دمی همی فانی / دارد اینساں غنای ربانی
آں شود هر چه خود بفرماید / رد فرماں هم از خودش آید

نور و ظلمت ضدند از ایجاد / دست یکجا شدن نخواهد داد
هست شاهی بجز زن و فرزند / از غنا نیستش بکس پیوند
از ازل تا ابد بود مفتون / ز آفت و بیچگونه و بیچون
اوست جز او دگر وجودی نیست / در شیونها جز او شهودی نیست
بی مثل بی مثال در دالست / لیک پیدا از جمله آمالست
آفرینندهٔ زر و لشکر / در همه حال او غنی اکثر
گنج و لشکر دمی پدید آرد / جلوهٔ آں بخود پدید آرد
هم فنا کرده ها بجاں آرد / صد چنیں جلوه در جهاں دارد
همچو گنج نهاں نهاں می بود / خویش را خود بخویش می نمود

هست پیدا و هست پنهان او / با هزاران شیون و تنگ آن او
نی ز کس زاد و نی کسش زائید / هست همین نکته معنی توحید
بی تفاوت نماند یک اشیا / تا شود نکته ز کثرت وا
حضرتش مظهر تقاضا کرد / ورنه مان کاینات پیدا کرد
شد از آن جلوه مظهری در آن / شد از اعیان عیان سر نهان
خویشتن بهر شیون که خواست / جلوه گر کرد و مجلی آراست
غیر ازین ره نداد بر مظهر / کرد خود را بخویشتن اشهر
هم مشبه و هم منزه شد / مظهرش را با این شیون ره شد
با همه بی همه ز قدرت او / پرده از صور شد از آن بر او
دست و پا و دهان و صورت داد / صورت اینست از آن ضرورت داد
از صفات و شیونش بنواخت / مظهر آن صفت بدانش ساخت
بر وجود این صور شده موجود / از وجودش وجودها موجود
وحدة و کثرتش تلاطم کرد / همه گر را به همه گر گم کرد
هر که زانها ز اصل شد آگاه / فطرتش مریم و چو روح الله
صورت مرغ کرد از خاک او / برده مبدا اندرو نفس پاک او
مرده را زنده کرد از دم او / هست روح اللهی در عالم او
هر که او اصل خویش را بشناخت / او در انعام نام خود افراخت
دایه بهر تربیت درخواست / کرد دنیا بقدرت خود راست
هر کرا هر چه خواست بخشید او / بهر آن کار هستیش دید او
چون ز فطرت دو طفل شد مولود / شد یکی زان قبول و یک مردود
هر دو زان دایه شیر می نوشید / در محبت به دایه میجوشید
هر که شیر همین از و نوشید / او بدین و یقین ز جان کوشید
جان او میل از آن همین را کرد / شد به دنیا و کار دین را کرد

او بکس کس به او نماند است / کس نه ماند کس درین جند است
گرچه تکثیر جلوه شدت کرد / هر کجا جلوه کرد وحدت کرد
نیستی بارگاه خود کرده / کرده هستی به نیستی پرده
نام آن خواست و فطرت و ایجاد / کرد بنیاد هر شئی بنیاد
دوست مبدا الست تا شود پیدا / شد خفی سوی اشتهار از ها
افضل الخلق حضرت انسان / کرد پیدا از خود فزودش آن
از صفاتی که بود خود موصوف / داد جزوی از آن باین معروف
سر خود را نهاد در پرده / پرده پیدا و جود از آن کرده
صورتی را که از کرم درخواست / گوش و بینی و چشم از آن آراست
آن صور که کرد این تصویر / داد از نور خود بر او تنویر
پرتوش کرد ذره ها پیدا / شد بهمان ذره نور را شیدا
زان صور بهر خود پرستش خواست / وحدة او دوئی ازین آراست
ماربنها ز فطرت و ایجاد / بی پدر زان لسی ولدها زاد
او با هل عمل دمی بدمید / زان دم امراض را شفا بخشید
سر بر آورد و شد از آن جادار / گشت بر سوی آسمان طیار
دانکه از اصل خویش اعما ماند / حق کالانعام نا ورا خواند
شاه چون هر دو جسم پیدا کرد / بهر شان جای بود بر پا کرد
چون مسبب سبب مهیا کرد / هر چه دانست از علم پیدا کرد
وحدت از این نگشت آلوده / آنچنانست که آنچنان بوده
بهر یکی دایه هر دو بسپردند / نام آن دایه اینهان بردند
می مکیدش ز هر دو پستان شیر / زین دو بر بهر یکی جدا نا تیز
بود پیش از وجودش این روزی / او ابد هست از آن بفیروزی
چون چنین شد سعید نامش کرد / یار داده سعادت انجامش

بوده است از ازل سعید آمرزد	کس ازل را بدل نخواهد کرد
از یمین شیر خورد و بر این داد	مرد در دین چو اول از دین زاد
شکر میکرد کز یمینم من	منسلک زان به اهل دینم من
من به اهل یمین شدم اصحاب	نیز اهل یمین مرا احباب
جذب شیر شمال بر دیگر	دادش آخر سوئی ضلالت سیر
در قیامت همه شود پیدا	گر دد از فعل زشت خود رسوا
نامه اش بر شمال خواهد بود	در نبی حق چنین خبر فرمود
هم به اهل شمال شد اصحاب	هم بر این اند آن گروه احباب
گر دو گفتم و لے هزار انند	در جهان قطره های بارانند
از قضا هر طرف در افتادند	جلوه ها در محل خود دادند
در جهان بے عقب چو دُر یتیم	موهبت رتبه شان ز فیض کریم
کس چه گوید ز پاکئی ایشان	از ازل تا ابد صفا کیشان
عشق حق در ازل با ایشان بود	بهر شان این جهان شده مشهود
از یمین شیر اند کی خوردند	با خدا روز خود بسر بردند
آن همه زندهٔ ابد هستند	هیچ با دایه در نه پیوستند
وانچه باران بخاک ها افتاد	جلوه هائی غریب از آن رو داد
عالمانند و زاهدان هستند	جمله از جود فیض حق مستند
از سما چون بخاک افتادند	روی بر سوی بحر بنهادند
وانچه در خاک شوره افتادند	خار و خاشاک گشته و زادند
وانچه در مذبله در افتادند	هم از آنجا بصورت زادند
نیست زانها کس از خدا بیرون	در همه چون احاطهٔ بیچون
چون صف خویش را ببارایند	آمده هر همه نه یکجایند
نور هرگاه آید اندر تار	محو کردند جمله در انوار

پس بحشر آن که اهل دین باشد	نامه اش در کف یمین باشد
مردهٔ دین ابد بود زنده	در تجلی آفریننده
هر چه زان شیر رسته بود از طفل	نامه آنرا همه نمود از طفل
دوستدارم بد وستدارانش	هم مرا دوستدار یارانش
شیر تخم و بر است بیدینی	زان ضلالت در و همی بینی
هم بدنیاست فاسق و فاجر	فعل او در جزا بر او آجر
زاده بود او شقی ز فطرت خویش	آخر آمد شقاوتش در پیش
بهر ترجیح او شد این پیدا	ضد ز ضد در جهان نهم پیدا
بود هر یک ز ابر رحمت او	آمدند از سما به ارض فرو
آنچه باران فتاد در دریا	در صدف رفت و گشت دُر پیدا
آن همه انبیای معصومند	هم از آن اولیای مرحومند
جسم شان همچو روح شان پاکست	گر چه در چشم خاکیان خاکست
دامن خود بدایه نالودند	پاک از آلایش از ازل بودند
از چنان حال دایه حسرت برد	پیش ایشان بدرد و محنت مرد
این سعیدان که از ازل زادند	پاک در پاک طینت افتادند
سبزه و میوه زگل آمد او	بود آن خاک از ازل خوشبو
خاک شان پاک بود و پاکی رست	پاکی از جذب پاک پاکی جست
باز سر کرده در رهِ دریا	راه رفتند بسجده سر فرسا
فاسق اند و شراب خوارانند	از ره دین تباه کارانند
آنهمه طالبان دنیا اند	بهر اسباب و مال شیدا اند
چون رمه سوی خانه بر گردد	جمع یکجا بهم دگر گردد
یک هزار و هزار و یک اینجاست	عاقبت راه سیل در دریاست
این همه کل من علیها فان	وجه حق باقیست در هر آن

خسر هر شی بقدر همت شد همت او عطای حضرت شد
جمله ذرات را همین حالست آن یکی گر هدا و گر ضالست
رتبهٔ هر همه ز فطرت بود می کند حسن و قبح خود مشهود
وانکه را سرد شد ز دنیا دل از چه ره گشته است بحق واصل
زین طلب چیست رتبه و شانش چیست از سوی دوست احسانش
وان دگر هست طالب دنیی او چسان شد درین طلب رسوا
او که بنهاد دل درین منزل تا چه شد زین طلب برو حاصل
وان شقی از ازل شقی چون شد آنچه کم گشت و آنچه افزون شد
زین سبب من دو کرده ام اظهار ورنه هستند در جهان بسیار
در صفت جمله یک صفت هستند یک تن از [illegible] معرفت هستند
صد هزاران سعید یک باشد هم شقی بهر او محک باشد
وصف شان هادی و مضل باشد شه با این هر دو متصل باشد
گرچه خوردند شیر یک مادر لیکن این هر دو را جدا جوهر
هر دو را ساخت است یک استاد هر چه او خواست ست از ان رو داد
هر دو امید و بیم را مرهون گشته از سر نوشت او مفتون
در کشاکش همه در افتاده بهر تقدیر گشته آماده
در پی هر کسی ملک با دیو شد موکل نه حیله است نی ریو
نیز هر سو بهر که شد غالب بشود زان یکی بران طالب
تا بانجام هر دو سرگردان شده گوی و حکم او چوگان
زین سبب زار مانده در پرده تا چه تقدیر شان خدا کرده
حال این هر دو پیش از ایجاد عالم است حق بعلم خود خود داد
نیستند هر دو همه گر واقف حضرت اوست هر دو را عارف
عارفیت بمعنی عالم این صفت ها بذات او سالم
هیچ وصفش ز ذات بیرون نی هیچ در وی کمی و افزون نی
در سعیدی ازین نیامد بوی گفتن این راز را ندارد روی
اندکی شک دران یقین دارد گرچه انجام هیچ بر دارد
حضرت او ز وصف ستاری پرده انداخت در خبرداری
تا جز او کس کسی نه بشناسد باش امیدوار و به هراسد
هر دو رو در نماز او دارند رانده و خوانده رو در و دارند
هر دو انجام بندهٔ او بیند خواهش خویش را از و جویند
حاجت هر دو را روا سازد هر که هر چیز خواست بنوازد
نیست بر سر نوشت کس واقف تا کند هر دو را ز هم عارف
نیست انجام کار کس پیدا هر دو را چشم مانده بر حق وا
هر زمان روی در خدا کرده از رجا دست در دعا کرده
وانکه او را ز او طلب کار است زانهمه عشق با ویش کار است
او مقرب بود بهر اطوار کار او هست جمله زین کار
رحمتش گرچه بر همه بخشید لیک این را برای خود بگزید
گر شمال او همین کند او راست هر چه خود خواست آن از و شد راست
راست را نیز هم تبدیلست این زمان دیو آن عزازیلست
از ره راست در چپ افتاد او از ازل ظاهر از چپ زاد او
حکمتش راست در همه تبدیل تا شناسند اوست حق بیقین
گه کند او همین یسار از قهر فتنه فایق کند ز گردش دهر
گه یسار و یمین کند از جود در یسار و یمین هو الموجود
گه نماید جمال بر جانی زان جمیلش کند بیک آنی
پرده گه از جلال بردارد بر جمیلی جمال نگذارد
ای بسا بت پرست شد دیندار ره بحق یافت کرد رو در کار

ازازل بوده است اعما او
گرچه اندر شمال بودش رو
عاقبت او باصل خود برگشت
چند روزش اگرچه سر برگشت

ای بسا از نماز برگشتند
سوی فسق و فجور سر گشتند
بوده اندر شمال آخر کار
عاقبت شان نمود آن بازار

از غلط در یمین گذارش بود
شد شمالش کنون ز حق مشهود
اوست بر ذات خویشتن جبار
بر رد و بر قبول ما مختار

هرکه را خواند کس نگوید چون
وانکه را راند نیست کس بیرون
خوانده و رانده بندهٔ او بند
از چپ و راست مر ورا جوبند

ذات پاکش غنی ز طاعت ها
هم غنی زان خطا که شد از ما
نیست جز فضل او بکس مایه
تا بنازد به رتبه و پایه

هیچکس را درین نباشد بار
هرچه او می کند بر آنست کار
ورنه چیزی بکه راست خواهد بود
آن خدا راه راستش بنمود

هرکسے چپ و راست میداند
لیک حق تا کرا کجا خواهد
هم ازل هم ابد بحق مجبور
فعل پیدا و جبر او مستور

وانکه باشد شمال منزل او
گردد آنسو کمال حاصل او
زشت او را کمال زشتی هست
خوب را صورت بهشتی هست

بر همه خوب و زشت او داناست
کردهٔ خویش پیش او پیداست
وصف آن بادشاه ستار است
بهر آن ستر و پرده درکار است

نیک و بد کس جز او نمیداند
او نوشته است نامه او خواند
راست از چپ که اندکی دانیم
هم دگر بهر خویش می خوانیم

کرده است او بما برین دانا
ورنه کس نیست غیر ازو خوانا
در چپ و راست حرف دانم بیش
راستم شد بر آستانم کیش

بحر را کی کنار پیدا هست
تا دهد جمله راز بر ما دست
هر قدر کرد موهبت داریم
زان کم و بیش در بیان آریم

شد چو پیغمبر خدا بر عرش
ماند مهجور از جمالش فرش
کرد از انجا نماز با پاکان
رتبه افزود عرش را از آن

بر یمین بود مسجد و محراب
در یمین بر یمین همه اصحاب
بر یمین داد چون سلام اول
حق یمین بر یسار کرد افضل

بعد از آن بر یسار رو بنهاد
تا نماز یساریان را داد
دید محراب و منبری ویران
رایتی سبز نگون سیه در آن

بعد از آن در حریم حق بشتافت
دیدنی دید و یافتنی را یافت
لامکانست و عالم بیچون
کس جهت را نشان نداد اکنون

ممکن امکان خود ز واجب دید
اندران ممکنی ورق پیچید
از بساطیکه گرد افشانند
گرد را کی بخود می خوانند

آنطرف کس نیافت هرگز بار
سوخت اندیشه پر از آن انوار
پس یسار و یمین درو کی دید
جا بر آن را خود ورق پیچید

هرکجا محفل خدا باشد
حاصل داردش فنا باشد
این فنا را به از بقا میدان
جهد کن در ره وفا میران

چون چپ و راست عالم هستی است
این نه اعلی است اسفل و پستی است
چون مقام محمدی اعلاست
این یمین و یسار کی انجاست

گر زمین و گر آسمان باشد
نزد دانا همه مکان باشد
از مکان ذات او منزه دان
لیک با احمد صحبط بر امکان

از یسار و یمین حق است مشهود
شش جهت عابد است او معبود
چون ملک دیو گشت از طاعت
رتبه اش بیفزود هر ساعت

مسجد و منبر و شمالی داشت
اندر و عز و شان عالی داشت
عاقبت زان مقام شد پدرود
در رتبه [illegible] او شمالی بود

بود آتش ز اصل و فطرت او — پس نسوزد آنچه بود او را چو او
خاک اسفل بسوی اعلی رفت — قطرهٔ پاک سوی دریا رفت
طاعت خود ز کبر بر هم زد — بود مقبول و زین عمل شد رد
تا ز احکام دوست سرکش شد — اولش آتش آخر آتش شد
آتش عشق راست سر بالا — می کند راه از عاشقی ها وا
هست اینها مثبت الله — زین بخیر معارف آگاه
بی نیاز و غنی ز هر آمال — در یکی آن پدید از صد حال
جز فنا نیست هیچ شیء ایمن — باش بیخویش ظاهر و باطن

تا ز اعلی به اسفل افکندند — لعنت حق بر وی همی بندند
خاک شد نیست ره بهستی برد — تا رخود را البشر کنی بسپرد
دید در اصل خویشتن گرمی — پیشهٔ خویش کرده بیشرمی
کاش گرمی عشق می بودش — سر بسجده ز عشق می سودش
از ازل تا ابد حساب است این — آنچه گفتیم از حساب است این
هم یمین بنده هم شمال او را — این جمال است و آن جلال او را
وسعت قدرتش از این پیداست — تا به شش روز کاینات آراست
باز کردم بسوی آن گفتار — زانچه داد است امر فطرت بار

شد سعید و شقی از و میلاد — حق چنین خواست هم از این زاد

تربیت کردن دایه سعید و شقی را

چون ز فطرت ظهور شان کردند — جوهر خویش را عیان کردند
داد جوز و مویز شان بسیار — نفس لوامه گشت از و بیدار
هر چه میخواستند دل میداد — جسم شان شد چه جنگ از آن برباد
الغرض شان بدایه زان محکم — می نیارد شد جدا یکدم
از درون و برون گرفتاری — با کسی نی جز او سر یاری
زان فسون ره بجوز و مویز خوب — دایه در چشم شان شده مرغوب
برد صبر و شکیب شان از دل — هر دو را کرد مست و لا یعقل
بود این دایه حکمت آن شاه — داشتن زان پدید اندر راه
مخلص و مدعی از آن پیدا — باز نامرد و مرد از این شد وا
ور نه یکدم همی نشدی نابود — داشتن سالمش ز حکمت بود
هر که بود از ازل در این ها مرد — شیر از این خورد و کار عقبا کرد
وانچه اغراض دایه دل برکند — در تجرد بیاد حق خورسند
نایب شاه هر چه امرش کرد — گشت مأمور آن طریقت مرد
بالغان زین کنار بگزیدند — دور از این کوه دغا بگزیدند

هر دو را دایه تربیت میکرد — روز و شب در کنار می پرورد
او بجوز و مویز شان خورسند — دل در افتاد زین سبب در بند
شیر دادی و دلبری کردی — سوی آمال رهبری کردی
شیر او در درون جان چو آب — لعب او کرده جان شان بیتاب
عشق با دایه گشته روز افزون — دایه را در فریب شان افسون
زال دیرینه و فریبنده — کس نه از سحر او شکیبنده
دایه هر روز خویش را آراست — هر دو را بر مراد خود میخواست
مرد و نامرد را محک دایه — امتحان یقین و شک دایه
حکمت شاه مصلحت را خواست — از همه دست دست شه بالاست
هست مزرعه بهر عقبا این — زان سبب گشته است پیدا این
دل بجوز و مویز آن نهاد — در پی زاد راه پیش افتاد
او نیالود در ره دامن — شد خلاص از فریب او زین فن
هر که نامرد شد شکار این را — رانده است مرد از کنار این را
بالغان ترک شیر این کردند — بنده بودن بشاه دین کردند

بالغان را چه کار با دایه
بهر نابالغ ست سرمایه

شیر دایه حرام بالغ شد
بالغ از دایه می کند لابد

حق هم از ره طلسم شان بگشود
شیر شان تلخ در دهن بنمود

دایه چون خواند هر دو را بر خویش
شاه بیزار شد از وزین کیش

غیرت آمد پدید ازین احوال
گشت دائی هر دو بر افعال

نایبان را ز خود فرستاد او
غافلان را ز خود خبر داد او

بر سر شان خطاب فرمودند
راه شان بر صواب فرمودند

از خطا نیز آگهی دادند
طرفه بندی براه بنهادند

هست شه را درین رضامندی
در رضائی شه هست خورسندی

تا کنون شیر خام نوشیدند
در ره لهو و لعب کوشیدند

شیر او بر شما مباح آمد
ترک از آن بعد ازین فلاح آمد

گرچه بود آن حلال تان زین پیش
شد حرام و وبال تان زین پیش

تا کنون عقل تان ز شه نادان
این زمان گشته واقفید از آن

مرگ در راه خویش میدانید
پس به غفلت چرا ره رانید

اندکی گر ز شاه پی برید
خویش را چون بامر بسپردید

تا که عقل و خرد عطا کردیم
رحمت و جود بر شما کردیم

تا صواب و خطا از و دانید
زان خطا را ز خویش وا مانید

روی را در ره صواب آرید
رفتن آن ره ز ما رضا دارید

قدرت و علم آن عطا کردیم
بر شما زان ز خود صلا کردیم

بر بد و نیک اگر شناسائید
از خود و دایه عقده بکشائید

چون شناسای چپ شدید از راست
راستی از شماست ما را خواست

پس ز دایه فطام شیر آرند
روی بر اوستاد و پیر آرند

حکمت و علم از و بیاموزند
محفل و قدس را برافروزند

آنچه اصل شماست بشناسید
راه بنشست و هیچ نهراسید

اندرین هست فتح باب شما
دعوت ماست بر صواب شما

نفس را در تعب همی دارید
تا حلاوت ز روح بردارید

از ریاضت چو نفس شد لاغر
روح تان سوی شه گشاید پر

روز و شب ذکر نام شه بکنید
هستی خود به کام شه بکنید

تا ز ما زین عمل بقا یابند
زان بقا تا ابد بقا یابند

دل ز ذکر آفتاب خواهد شد
رای تان بر صواب خواهد شد

ذکر از دل چو زنگ بردارند
شیر این دایه زهر بنمایند

چون بیابید نعمت دیدار
زان ز آمال جهانیان بیزار

از شما علم دوست میداریم
زان شما را پدید سے آریم

سوی ما طاعت و نماز آرید
روی بر ما بصد نیاز آرید

نعمتی در جهان جز این نبود
در جهان همچو انگبین نبود

اندرین نشاه هر چه می کارید
زاد عقبی بخویش بر دارید

چون ز دنیا باصل بشتابید
نفع و نقصان خویش دریابید

هست ناچار رفتنی از دنیا
زاد بردن ازین سوی عقبا

چون نه اعمال نیک تان باشد
حسرت آنسوا ابد از آن باشد

باز افسوس تان ندارد سود
آن طرف کاشتن نخواهد بود

بارها را ز صدق بردارید
که شما مرد و طالب یارید

بهر این بار تان وجود آمد
بر ملک حکم در سجود آمد

شد ملک خادم شما زین کار
مر شما راست شاه را دیدار

آنچه گفتیم گر در آن کوشید
جرعه ها از بقای ما نوشید

زان جهان تا ابد نصیب شما
قرب ما هر نفس نصیب شما

همچنان تا ابد [illegible]
از برا ذات در امان باشید

لذت نشاء اش چه دیابید
سوی طاعت ز شوق بشتابید
غیر ازین در بهشت خوش نه جای
آن نیفتد قبول تان در رای

بلکه آن را چو حبس پندارید
چونکه دل بر بقای ما دارید
عاشقی کو فنای ما باشد
کی ز ما ساعتی جدا باشد

هر قدر جام وصل ما نوشد
العطش کو زشوق آن باشد
تا نه با ما فنائش انجامد
او ز ما هیچ ره نیارامد

پیش او زینت دایهٔ دنیا
از دلش سرد دایهٔ عقبا
روسیاه است پیش او دارین
او بجز ما همه شمار و شین

او به حور و قصور مایل نیست
غیر عشق خدا است در دل نیست
غرق در عشق و عشق می جوید
هر دم هل من مزید می گوید

اوست ماهیت دار استسقا
بلکه می نیست دور از دریا
عاشق روی او بهشت آمد
پیش او جز خدای زشت آمد

اصل حسن و جمال ما هستیم
جان عاشق ز نانه ما خستیم
حسن معشوقه ها که ما دادیم
ره شما را بخویش بگشادیم

عاشق صانعست صنعت بین
می طلب صانع از طلب منشین
هر که زین راز پرده را برداشت
در ره ما ز عاشقی سر داشت

صنع را ماند و ره بصانع کرد
صنع را نو نه هست وی برگرد
به که زین صاف درد را نوشیم
دیدن او بجان و دل کوشیم

درد زاینگونه مستی ما کرد
صاف را صافی خود است در خورد
هیچ جا هیچ قرارش نیست
هر نفس غیر ذکر کارش نیست

عقل تان آن طرف کشا بد راه
صنعت صانع است چنین دلخواه
ذات او را جمال چون باشد
شد یقین کز همه فزون باشد

وصل ما را ز نام ما باید
هم ز دیدار کام ما باید
ذکر آرد محبت و مذکور
یار را ذکر این بود دستور

از محبت بروبیت افتد کار
آن بود تخم تخم این را بار
گر کنید این عمل از انسانید
ورنه بل هم اضل که حیوانید

میل تان بر جماع هر ساعت
جز خدا بر زنان از آن طاعت
از کدر و ز صفا غذا هر روز
در چراگا و خر در روز

زانچه گفتیم عکس آن باشد
بر شما تا ابد زیان باشد
به که از ذکر یا غذا سازید
خویش را بهر ما فنا سازید

دیت آن فنای تان مائیم
بر شماره بخویش بگشائیم
جان و دل میشود ازین فربه
گر شود جسم زار و لاغر به

از شما تا بهمه فرق این است
اوست آنسان که طالب دین است

گفتن انبیا امر و نهی الهی بر امت

نایب شه چو این خبر ما گفت
باطن کودکان ازین آشفت
نامهٔ شه چو پیش ایشان خواند
نفس طفلان ازان عمل در ماند

هر دو گفتند هست این مشکل
نیست باز ار دایه کندن دل
تاب و طاقت چسان پدید آریم
تا که از دایه دست برداریم

ما که از ام خویش زائیدیم
چشم وا کرده دایه را دیدیم
جنت ما رضای آن دایه
جان ما به فدای آن دایه

کی توان رفت زنده در آتش
تا توان کند دل ازین دلکش
زین بریم و با که پیوندیم
ظاهر و باطن اندر و ماندیم

هر که زین دایه گشت بیگانه
پیش ما او شده است بیگانه
ورنه آنکس که صاحب هوش است
با همین همدم و هم آغوشست

هر که خود را بدست خود گشته است
با شهش رو بدانه اش پشت است
قول تان وعده و نمیداند
زین عمل عقل ما بعید آمد

نقد بدهاییم و نسیه بستانیم / نفع و نقصان خود نکو دانیم

اینست پیدا و آنست ناپیدا / اینست امروز و آنست فردا

شیر شیرین ز دست نتوان داد / کی توان کرد بر خود این بیداد

مادر آغوش او وطن داریم / کی دل روضه و چمن داریم

عقل ما نیست معنی این کار / آنچه گفتید زان بماز نهار

آن ز خود و مردنست و دشوار است / از همه کار صعب تر کار است

کی توان شد بدرد و غم آماج / کی توان داشت خویش را محتاج

تا بجوز و مویز خود داریم / جسم و جان هم ز شیر او داریم

لحم ما شحم ما ازو سیر است / کندن از او برون ز تدبیر است

الفت ما براوست بس محکم / زو نیاریم شد جدا یکدم

یاور ما بهر غم و درد است / جای در جان ما ازین کرد است

سر تافتن قوم از نصح انبیا که امر الٰهی بود و باز مکرر کردن انبیاء امر الٰهی را برایشان و باز بشنیدن آن

ناصحان زین سخن عجب ماندند / باز در نصح شان سخن راندند

بر شما آنچه شاه فرموداست / گر کنید آن به از همه سوداست

فیض آن یا زیان ابد باشد / لذت آن برون ز حد باشد

هرچه شه کرده حلال تان نوشید / هم بترک حرام در کوشید

آنچه منهی بود بپرهیزد / بر سر خود بظلم مستیزد

آن نه نفع ست عین نقصان است / زان مضرت بجان و ایمان است

نجبر ازین نیز بهرتان بسیار / هست از بهر نوش تان در بار

آن ابد هست و این بود فانی / عشق فانی بود ز نادانی

هرکه داناست عاشق شاه است / شاه را از نهان بر او راه است

بعد ازین شیر نیست هر است این / نیست از عقل خود دلش آئین

گر خورید این علیل ازین باشید / از ره دین ضلیل ازین باشید

چونکه خوردید می کنید آماس / ای نو آماس فربهی مشناس

فربهی نیست رنج و بیماریست / دین و دنیا نصیب تان خوار است

هر کس از شیر دایه فربه شد / عاقبت کشت دایه اش لابد

ما بحکم خدا طبیب شمائیم / نسخه بهر دوا مسیحائیم

زین مرض بر شما خبر کردیم / حکم حق بود تا که سر کردیم

گر بخوانید و در عمل آرید / از مرض زین دوا شفا یابید

بر شما دایه را وفا نه بود / آخرتان بجز فنا نه بود

مثل آوردن نابینایان برای ارشاد سخن بشنوندگان

قصه حضرت عیسی علیه السلام که زنی دید در زشتی که شوهر خود را میگشت

بود روزی مسیح در گشتی / قبض و البسط حسبه میگشتی

دید آنجا زنی بر عنائی / رهزن طاقت و شکیبائی

کرده در بر لباس عروس آسا / تا شوند اهل جهان بر آن شیدا

در یکی پیرهن هزاران رنگ / ناظران دل رهین آن بیرنگ

همچو آن صوفی مرقع پوش / کرده از مکرها ردا بر دوش

زد ز تقلید او دم توحید / لیک انجام کس خوشی کم دید

ظاهر آراسته باطن ویران / گشته زان طالبان او حیران

بی برند اصل کارش را / معتقد گشته اعتبارش را

هر یکی داده دل بیک رنگی / همه گر ضد هم بیک جنگی

غافل از مرگ دل با و داده / فکر انجام او نیفتاده

این بتی بی وفا بطنازی / کرده بر خون و مال شان بازی

دشمن دوست روی و مکاره / برکه دمه ز سحر خونخواره

دست در دست با یکی شوهر　　بود در دست دیگرش خنجر
هم جوانی بخاک و خون آلود　　مرده افتاده پیش روش بود

چون ز خنجر گلوش را خست او　　پس ازان چون بکف حنا بست او
پیرهن سرخ پس ازان خون کرد　　پس تن او بخاک مفتون کرد

وان جوانی که دست با وی داشت　　ز ابلهی مهربانش می انگاشت
بسته امید بر وصالش او　　کرده دلخوش ز خط و خالش او

دل بتصدیق آن سرو کارش　　گشته سرگرم بیع بازارش
گفته باخویش کین وفادار است　　از ازل تا ابد مرا یار است

از فسونی که زال جادو داشت　　سوی خود میل خاطر او داشت
داده از سحر خواب خرگوشش　　کرده تسخیر طاقت و هوشش

زان سوئی کشته می ندیدی او　　هیچ ازو یافتن ندیدش رو
چشمش اعمی شده که آخر چیست　　من کیم وانکه کشته است این کیست

چونکه انجام مهر این کینست　　با منش نیز عاقبت این است
کرد ازان سو سوال روح الشد　　کیستی کن مرا ز خویش آگاه

دست تو آنکه داده چونست　　کیست این کشته که در خونست
گفت دنیا مرا همی گویند　　این جوانان اسیر جادویند

بوده ام شب بعقد این مذبوح　　شد وصالش بیک دم مفتوح
لیک وصالیکه یابد از من کام　　پخت سودا ولیک کارش خام

چونکه شد صبحدم ازین خنجر　　شوهر خویش را بریدم سر
عقد امروز را باین بستم　　هست بر دست او برین دستم

شامگاهش زنن ببرم سر　　می شوم زن بشوهر دیگر
شهوتش با من الفت انگیخت　　جای شهوت ز خویشتن خون ریخت

چون ز من زنت رفته است محروم　　او و آمال او همه معدوم
چشم اینها من از فسون بستم　　پس ازین دشنه جانشان خستم

از ازل تا ابد این کارم　　شیوه با شوهران چنین دارم
از وصالم کسی نیاسوده است　　در تعب بوده است تا بوده است

هر کرا من بشیر پروردم　　عاقبت زهر اندرو کردم
هر کرا هرچه داده بودم من　　کشتم او را ازو ربودم من

جمله از زخم خنجرم مردند　　حسرت از وصل من بگور بردند
کس ازینها نمرد دیدستم　　زان سبب سر ز تن بریدستم

از هزاران یکی که بود امرد　　ترک ازین فعل و شیوه من کرد
گشت کوته ز کشتنش دستم　　از بلندی همتش بستم

او نشد عشوه مرا مایل　　گشت نیرنگ ساز ازان زایل
روی خوبی مرا بزشتی دید　　چشم خود را ز دیدنم پوشید

خویش را از کفم سلامت برد　　زان دم واپسین براحت مرد
او شهید محبت الله است　　زنده و شاد کام آن راه است

زنده و مرده بود در من او　　زان نیالوده هیچ بر من او
نزد حق شان او اعلی شد　　زان ابد محفل حقش جا شد

خود ز من آرزوی خود را کشت　　زد مرا پشت پای و داد او پشت
هر قدر جان من در و آویخت　　او ز صد راه از برم بگریخت

رتبه اش رتبه شهیدان شد　　بود حادث قدیم از آن شد
اولش را کسی ندید اول　　آخرش هم ز اول است افضل

زانگه‌ها که کشته ام عصیان　　کرده بودم و کشته ام ازآن
کس ندیدت بخون شان دارد　　مجرم است او و قتل ازان دارد

این همه می شنید آن برنا　　دست از دست او نکردی رها
کشتن او بچشم خود میدید　　هیچ از حال خود نمی پوشید

باشد از عجز غربت عاقل — لیکن این بُد ز شرح لاتعقل
زین سخن بسط حال ایشان شد — نفرت از زوال دُنیا شد
کرد از ارض با سما پرواز — جز قیامت فرو نیاید باز
شاه که سر ز تن جدا کردش — همچو آن دیگران فنا کردش
گشت روح مجرد و آزاد — عزم سیر شن بحق رهی بگشاد
او چه هر کس که مثل دنیا کرد — عالم لاجهت تماشا کرد
شد بلند از بلندی بالش — آسمان چهارم است جایش

دیدن پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم دنیا را بصورت زنی در شب معراج

مصطفی هم که شد سما پیما — گشت زالی براه او پیدا
کرد عجز و نیاز در پیش — پیش آن فخر و فقر صادق کیش
سالک راه لامکان شد او — فخر بر عرش عرشیان شد او
سالک راه حق از او پرسید — نام زالی که اندر آن ره دید
از ازل بود رای تو کامل — نیز عون خدا ترا شامل
گشت محروم از نگاهت او — بر در حسرت ز حرم راهت او
پیروان تو نیز آزادند — چشم بر روی او نبگشادند
این عجب رو بهر که او بنمود — چون بدید هیچ زن بود او
ساحر جان و دل فریبنده — نیست جز مرد حق شکیبنده
باشد از سحر او امان یابی — دولت و جاه جاودان یابی
چون شما صغیر از خود است او — بایکی پشت کرد و بایک رو
شام چیزی و صبح چیزی هست — نزد این کن گر تمیزی هست
می کند جلوه های گوناگون — آن نه رنگست باشد آن افسون
مهر این دایه دولت دنیا — آن چه رنگ حنا بکف برپا
غیر حرمان از و نصیبی نیست — چون شما در جهان غریبی نیست
پس رضائی خدا بدست آرید — دست از شیر دایه بردارید
نیست جز شاه کس شما را یار — هست این دایه ماکر و غدار
هیچ او را ز خود مرنجانید — هستی خویش را از او دانید
دایه مختال است و مکاره — نیست با طفل هیچ غم خواره

بر سر ما چو بندگان ایستاد — جلوه رنگ و بوی خود بنماد
چشم حق بین نبی از او پوشید — هم بر افشاند زره عنان ز دید
بود جبریل غاشیه بر دوش — بر سوالش جواب را در هوش
گفت جبریل نام او دنیاست — عالم از رنگ و بوی او شیداست
بود از همت خدا دادت — تا بر آن سو نظر نیفتادت
قدسیان در ثنای این حالند — بر قدمهات روی می مالند
اول انجام کار او دیدند — چشم از و بسته حق پرستیدند
کید زن را عظیم قرآن خواند — مرد حق جوی دست او افشاند
بر خدا استعاذت از این زال — در تضرع بدرد دل مینال
ورنه وا ویلنا که دشوار است — دشمن است او نه بر شما یار است
سحر او طرفه رنگها دارد — هیچ رنگی برنگ نگذارد
می نماید سفید و باشد زرد — زرد ریش رنگ در سیاهی کرد
تا شما را ز خویش برباید — هی نماید ولی نمی پاید
نیست جز هفته بقا زان رنگ — پس ببرید زاین همه بیرنگ
هست انجام از وجدا بودن — در همه حال با خدا بودن
دایه و شیر چون رها کردید — با شه از امر شه وفا کردید
بر شما دایه مهربان او کرد — دایه ی از کرم کلان او کرد
دایه را نیز دایه از وی هست — کی از و طفل و دایه خواهد رست
چون شما بس کسانکه پرورد است — عاقبت جمله را فنا کرد است

با کسی هیچ ساز و داری نه / یک دو گامی براه یاری نه
هر کسی را که مهر بنماید / آن بود چونکه برقع بگشاید
هر که از ما شنید و بهت کرد / آن جوان پیش شاه مرد
بلکه معنی بعقد خود آرید / دست ازین پیره زال بردارید
هست این زال و زشت دار دری / بیوه مانده است با هزاران شوی
عارفی رفت خواب در فکری / دید دنیا چو دختر بکری
گفت یک حرف با تو گویم راست / که مرا هر که مرد بود و بخواست
گرچه این چار بیت از استاد است / باطن او بیاد من داد است
بهر ارشاد و بهر استشهاد این / کرده ام در کتاب خود تضمین
کرده ام چند بیت از آن تضمین / تا نماید کلام من رنگین
بر شما بنده نیز میگوید / خیر تان زین سخن همی جوید
بر خش این سمور شد پیوند / بهر هر کس بود ز قولم پند
کرد ما را به نیک ما ارشاد / شاد کامی برو ابد حق داد
پیشتر کان شود جدا از ما / گر گریزیم هست ما را پا

هم خود این غول و این بیابانست / حاصل این فسوس حرمانست
هر که از ام شنید زائید است / سوی دنیا بدشمنی دید است
روی ازین هردو ابر تابید / تا رضای خدای دریابید
تا دهد بر شما برش فرزند / آن ولد راست با خدا پیوند
وانکه ازین برید و برآسود / وانکه زو روی تافت مرد او بود
کرد از وی سوال کای دختر / بلکه چونی با این همه شوهر
وانکه نامرد بود خواست مرا / زال بکارت کنون بخواست مرا
در سر وقت کرد امدادم / بر شما نیز یاد از آن دادم
سابقه نیز گفته اند این راز / هست در ساز من همان آواز
زانچه ایشان درین طرق دیدند / گفتن آن بما پسندیدند
گرچه در چنده دوختم دیبا / پیش اهل بصارت این زیبا
من چه هر کس که گفت ازینسان گفت / بر سر ما ز لطف و احسان گفت
از چنین بیوفا جدائی به / بیوفا راست بیوفائی به
هر که بر سر او شود مانند / بند ازان کس نمی تواند کند
پیش ازین بند هر که شد آزاد / شاد کامی ابد برو حق داد

قصهٔ خاک روب کشمیری که دولت دنیا همچو دلبر رعنا بخانه آمده بود که بکجا آمدی و کیستی گفتن دنیا که من دنیا ام آمده ام بخانه تو تا ترا همسر آن کنم که بد بگران کردم

خاک روبی به نان جو محتاج / محنت و رنج را شده آماج
هرچه حاصل ز خاکروبی داشت / می شدی صرف وقت او در چاشت

زیر بار عیال فرسوده / روزی از عمر خود نیاسوده
او و اطفال او همه عریان / بی ابا می بیستر شستی نان
چشم پوشیده خلق از رویش / بر دماغ آستین هم از پوشش
دختری در نهایت خوبی / چهره اش از فسون مرغوبی
زال دیرینه خوش نه پیرایه / آمد افکند بر سرش سایه
مرد دل باخت از چنان احوال / من چسان جان برم ازین محتال

شام ها فاقه بود با اطفال / می گذشت عمر او بدین منوال
ستر عورت ز برگ کاهش بود / آب و آتش ز اشک و آهش بود
یک شبی جلوه گر شدش دنیا / با جمال خوش و قد رعنا
ناظران را بعشوه بردی دل / کرده عشاق را حضر اندر گل
آن جمالیکه مرد را بنمود / پای تا سر فسون و جادو بود
اندرین وقت اینکه خواهد بود / کین چنین جلوه را فرمود

هست این دیو با پری باشد   با منش مکر و داوری باشد
کرد از وی براز کای خوشرو   نام و القاب خود مرا برگو
در من و دودمان کو جنت   تا گشائی بکلبهٔ ما زحمت
آمدن را سبب بمن برگوی   چیست را این بکلبهٔ بدبوی
گفت دنیاست نام من ایمرد   آمدم تا غنیت خواهم کرد
هر کرا ثروت فنا دارم   بوده است ابله و دغادارم
چون بر آن تکیه پشت بنهادم   سر بشیب از تعب درافتادم
کردم از سحر جمله را مغرور   شد دل شان بعشوه ام مسرور
راست گویم که مهر من اینست   من دغل بازم اینم آئین است
چشم هر کس ز نور بربستم   پس بکین همه کمر بستم
چونتو کردی ز حال من درخواست   گفته ام بر تو آنچه بود است راست
هر که هست آرزوی من دارد   از من الطاف و جود ظن دارد
هست عمر یکه در تعب هستی   روز و شب صرف در سبب هستی
کاخ و ایوان و صفه برپا کن   با دل خوش دران تماشا کن
کس نگوید که خاکروب استی   از همه ننگ و عار وارستی
آمدم خود بخانهات مهمان   خود بیارایم از برایت خوان
من بهر خانهٔ که بودستم   دولت و جاه افزودستم
یک گروهی دگر ز نامردان   بهر من در بدر و سرگردان
هر کسی می کشد سوی خویشم   بیوفائیست بر همه کیشم
تا دلش را بخود ربودستم   دولت و جاه افزودستم
روز جائیکه پای خود ماندم   شامگه دست از آن برافشاندم
من به بدگوهران کنم یاری   بهر صاحب گهر ز من خواری
ناکسی کس کنم ترا از مال   زان شوی روز و شب مفرح حال

باچنان حال چونکه او را دید   چونکه بود است مست بسی پرسید
اندرین کلبهٔ پر از سرگین   آمدن مهر بوده است یا کین
بر من نامراد کو اینجا ای   تا گذاری دمی بفرقم پای
از کجا آمدی چه داری نام   ز آمدن پیش من چه داری کام
میکنم من بکون تو انگشت   زان قوی گردد ت بدوران پشت
برجهانیده ام ز انگشتش   کرد تا متکا بر آن پشتش
از فسون چشم عالمی بستم   تا فتادند اسیر در دستم
جمله مفتون شده بانگشتم   پس بحسرت گروه را کشتم
کس چو تو حال من نپرسیدست   چونتو هم کس نه روی ما دیدست
خویشتن را که بر تو بنمودم   مفلست دیده لطف فرمودم
آمدن را سبب ترا گفتم   مغتنم دان مده ز کف مفتم
بر تو ناخوانده آمدم امروز   شمع دولت بکلبه ے افروز
مهربان شد دلم بحالت   میکنم صاحب زر و مالت
عیب گردد ز مال پوشیده   باشی اندر دیار برگزیده
هم در اقران تو سر برافرازی   گر ز من پشت متکا سازی
خانه داری کنم چو سو باشی   چند روزی ز من نکو باشی
نیک و بد خواستگار من هستند   از فریبی شکار من هستند
یک گروهی ز وصل من خوشدل   کرده اند و شدند خر در گل
عاریت جامه در برش کردم   زان تماشای گوهرش کردم
شب بجائیکه کرده ام منزل   روز برکنده ام از انجا دل
بیشتر مهر با کسان دارم   خواهم او را ز خاک بردارم
خواستم مر ترا ازین ره من   دست فی الحال زن برین دامن
هست اسباب من مرا همراه   چون روم می برم همه ناخواه

خانه را که کرده ام آباد
در زمان او فگندم از بنیاد

عاقبت میروم ز تو ناکام
آرزوهای تو بماند خام

وصل من چند روز شیرین است
فرقتم تلخ و زهرآگین است

رحمت حق که خلقت من خواست
بیوفائی چو جامه بر من راست

هر که شد پیش شاد در غم مرد
از من انجام شادی او غم برد

خوشدلی را ز من بیک ساعت
مغتنم می شمر مکن طاعت

در یکی هفته سرافرازی کن
با زر و مال عشق بازی کن

خاکروب این همه از و بشنید
از تأمل بسوی باطن دید

گفت با خود که نام مردم هست
به که بر قول این ندارم دست

عیب خود خود مرا همی گوید
راست گویست و راستی پوید

این بگو بد که گفته بودم من
عیب خود کی نهفته بودم من

با همه من چنین نمودم ردی
بوده ام هیچ با هزاران شوی

همت خاکروب از و تافت
او از کار عاقبت را یافت

گفتش ای خوشنمای بد انجام
به مرا با تو گر نرانم کام

گرچه من نامراد و حیرانم
زانچه خواهی تو نیک میدانم

از تر و خشک هر چه می یابم
میخورم بافراغ و می خوابم

اینت دنیا که خواست چون او مرد
بر زناشوئیش طلب میکرد

عاقبت برگ و بارش افشاندم
او به خاک رفت و من مردم

حیف مردیکه دل برین دارد
ز آرزوها بعقد خود آرد

من از امروز از تو بیزارم
دور شو با خدای بگذارم

رو برزم ترا پناه آرم
هست ازینحال هم بتر کارم

شکر آن کردنم بگردن هست
می ندارم ز خرقه خود دست

پیش ازانی که میروی از من
من ز تو رفته ام برون ازین فن

با کسی من نه سازوار هستم
بیوفا ام من اینت کار هستم

نیست یک دو روز بیش انحال
حاصل از حال حسرت آمال

از ازل تا ابد چنین هستم
تا ابد با همه درین دستم

هر کرا شاد کرده ام غم بود
سوزش انجام کار ماتم بود

محنت و رنج دیده بسیار
اندکی خویش را بمن بسپار

چون دلت خوش شود ز انگشتم
صاحب زشت باشی از زشتم

نیستم یار کس بجز هفته
اهل من در تعب ز من رفته

زیر و بالا بشکرها بشتافت
رالیش انجام نیک را دریافت

چون ازین شیوه رفت ناموسم
زان ابد حسرت است و افسوسم

هست حجت مرا اگر فردا
گویمش از تو حیف دوا در ما

از همه عیب یار من گشتی
تا چنین تو شکار من گشتی

دیده بودی بچشم خود بسیار
مهر من با کسی که بودم یار

گوهرش نیک بود از اجداد
با چنین رای نیک دستش داد

چون کنی عاقبت ز من بدرود
بر تو دل دادنم نباشد سود

تاکنون تو نبوده با من
خاکروبیست بر معاشم فن

قانعم آنچه هست رو دادم
من باین حال خویشتن شادم

آن زنی کین چنین کند درخواست
حیف مردیکه در طلب او راست

ناکسانرا کند خریداری
اینست دنیا زنی بدین خواری

بیکس نی بناکس این یار است
بر همه قاتل و جفاکار است

تاکنون داد او مرا روزی
تو بخود بشم مکن بدآموزی

آنچه در خورد من ز حکمت دید
بر من از لطف و مرحمت بخشید

من بکونت کنون کنم انگشت
تا بحسرت مرا نخواهی کشت

من برانم ز خویشتن دورت
تا هم امروز بشمرم سورت

تا ابد بر تو حسرتِ اینحال
آفریننده ام چنین در خواست
به که شادی کنم ز خود پدرود
من ز شادی و غم شوم آزاد
راند از چشم خویشتن خوارش
پند می گیر اگر تو می گیری
بر خود این فعل عار دانست او
روز خود را بسر بسختی برد
شاهد قول او بود این قول
یافت از ترکِ دولت دُنیا
آن قدر محنت و جفا دیده
گر کنم یک دو روز شیرین کام
تلخ مُرد است هر که شیرین زیست
عیب دنیاست عیبِ دُنیا خواه
چیست دُنیا ز حق شدن غافل
زانکه او اصل ماند و گر دفرع
او که انگشتِ کونِ دُنیا کرد
مرد بود است و کار مردان کرد
در احادیث خوانده ام و تفسیر
خویش را عرض کرده این یکبار
ترک از این شیوه های او کردند
بلکه برگِ گیاه را در خور
اُنس با طاعتِ خدا کردند

من زاده ده و غصه فارغبال
خواهش اوست بر قدِ من راست
بعد از آن غم مرا نخواهد بود
هر چه حق میکند بر آنم شاد
کرده افسوس و حیف در کارش
از همین خاکروبِ کشمیری
یافت یکباره گی ز دُنیا رو
از جهان نام نیک بختی برد
از چنین بیوفا بخوان لاحول
عزّت و آبروی در عقبا
او بدنیا نکرده و ادیده
جان بتلخی ستانده ام انجام
تلخیم از خدای شیرین است
ورنه دُنیا کناره است از راه
بستن اندر تمتعاتش دل
دار دادو احتساب ها از شرع
راه از آن سوی معرفت واکرد
هر که زاینگونه کرده باشد مرد
ترکِ دُنیا و رنگ و بویش گیر
صحبتِ او بخود شمرده ند عار
نانِ جو را در آن زدا خوردند
از نعیمش شمرده اند بهتر
عهد را با خدا وفا کردند

نی فزون و نه کم بکرده دارم
گر من امروز از تو گردم شاد
منکه اندر نهانِ تستم شاد
این سخن گفت و کرد انگشتش
هر چه دُنیا بخواست او رد کرد
کسبِ همت ز همچو مردان کن
شرم و ناموس مرد را بهتر
نهی آن زال سحر و افسون کرد
حق در آخر از اولیا کردش
تا چنین روزگار و سختی حال
گفت این شربتی است سم دار
خواست با خویش عزّت و ادبار
در کتب های اهلِ حق مرقوم
گر بدُنیا تو در نیا میزی
نی بدُنیاست عیب ای سالک
شرع یعنی طریقتِ الله
لطفِ حق چون بهمت او دید
او ز دُنیا که دست افشاند است
پیشِ مردانِ عازمِ عقبا
از درِ خود بخواریش راندند
ترک کرده بجودش آسانی
باشد از خوش خوری و خوش پوشی
این جادو گری که نابود است

هر چه بالیست بر من آمد ارم
ز آمدن کارِ من بغم افتاد
غم دگر رو بمن نخواهد داد
مجتنب شد ز دولت و رنجش
تکیه بر فقر و فاقه خود کرد
از چنین حال روی گردان کن
از هزاران هزار مخزن زر
روز چون ها بسوی هیچون کرد
اندر آن عهد معتقد اکه دش
هیچ با او نکرده استقبال
خوردنش تا ابد الم دارد
کرده از مهر و لطف او زنهار
عیبِ دُنیاست کن در آن معلوم
او گریزد از و چو بگریزی
طالبش راست عیب های الک
تو بجز الله آرزو کم خواه
خلعتِ از ولا برا و بخشید
در جهان این سخن مثل ماند است
بارها جلوه گر شده دُنیا
دست رد را بروئیش افشاندند
در عباداتِ ذاتِ سبحانی
مرد را از خدا فراموشی
پیشِ اهلِ خدای مرده است

اهل دنیاست هر که دنیا خواست / عاقبت این بود با کس راست
عاقبت آبروی آنها ریخت / فتنه‌ها را بر او نشان انگیخت

کرد در کون هر کسی انگشت / داشت روزی ز صبح تا شب دشت
اندران رشتن در زبان مرد او / عار و افسوس از آن بخود برد او

فی سد راه مرگ شد دنیا / نی شده همراه کس سوی عقبا
نی کس از یک شکم فزون خود داشت / جمع ها کرده ماند چون مردار است

نیک و بد چون همی بباید مرد / خنک آنکس که گوی نیکی برد
داشت در دل محبت الله / مرد و با خویش برد او همراه

کس محبت که با خدا دارد / دولت او ابد بقا دارد

گفتن نایب شه بقوم که رضای شاه دریابید

باز بر سوی قصه دارم رای / گوش دل بر کلام من بگشای
نصح شه زاده گان آمد پیشم / ناصحم نصح کردنست کیشم

نائبان از زبان شه گفتار / کرده از حکم شاه دیگر بار
روی همت بسوی شه باید / امر شه را ز دست مگذارید

گر شود شاه از شما خشنود / با شما دایه راه خواهد بود
با شما چون ز شه بود یاری / چو کنید او کند پرستاری

گر بود شاه از شما بیزار / دایه را نیست با شما بازار
در زمان تان ز خویشتن راند / هیچ مهرے درو نے ماند

چشم همت بسوی شه بنهید / خویش را بر رضای شه بدهید
مهر شه را بدل نهان دارید / زان عمل نیز بر علا آرید

معرفت گر ز شه بود حاصل / مرد از دایه زان شما را دل
زان بود روی تان سوی شه راه / شاه از رای تان بود آگاه

بهتر از صد هزار دولت هست / هر کرا دایه این حلاوت دست
می فروشند درد زان بازار / کو خریدار آن در شهوار

هر دو عالم بود خریدارش / خوش ازین ره ابد بود کارش
کام شیرین بنام در سازند / درج جان زین لطیفه تر سازند

جان جانان از آن بود جانش / مملکت ها رسد بهر آنش
ترک راهی رسا باید / تا چنین در بدست مے آید

عشق جانان بجان شود جانے / زان بود وصل تان بهر آنے
نائبان گفتنی چو بر گفتند / آنچه حق بود هیچ ننهفتند

چون بدینجا سخن رسانیدند / جانب رنگ روی شان دیدند
گشت ازین منع میل شان افزون / زان شدند از طریق حق بیرون

گرچه کردند از زبان اقرار / لیک واداشتند دست از کار
شیر دایه از اندرون آشفت / برضد قول شان سخن ها گفت

هیچ ره ز دایه کندن نے / یار الفت ز خود نکندن نے
قول خود را بفعل نه آوردند / همچنان شیر دایه میخوردند

سخت تر شد ز پند ایشان بند / بود با دایه جان شان خورسند
از جد ناصحان فزون شد میل / چون دنی بود مانند دون شد میل

وانکه شیر شان درجان داشت / هیچ او را ز دایه نتوان داشت
مهر بر گوشش از سخن نشنوی / هیچ نشنیده معنی لغوی

چشم شان کو بهم ز شه دیدن / کرده زان ترک شه پرستیدن
داشت ضعف بصر ز دیدن نور / همچو خفاش مانده از خور دور

هم دلش سست و مغز نی در سر / او بیفتاده در رهی ز هنر
چون نباشد درست بینائی / نیست دیدن بخود نه انائی

از درون نفس پای محکم داشت / شیخ را ره باندرون نگذاشت
بهر مقصود خویش آماده / صاحب نفس گشته سجاده

جنگ کردن بخواهش و شهوات است
بر سر و جان خویشتن کار است

الفت جان ز عشق گردد سرد
باید اندر طریق عاشق مرد

شهوت و آز را کند مقهور
باشد از دایه با خدا مسرور

او ز ایجاد خویش غنی بود
زین دو ادا از و گره نگشود

صورتش مرد و سیرتش چون زن
با زن و مرد از آن مرا و را فن

نیست زن تا بکار مرد آید
از فریب گشتنش ولد زاید

گشت محروم لذت از دارین
در زن و مرد مانده فیما بین

کرده شرم و حیا رها از جا
پیش مردان حق شده رسوا

آنچه نعماست یافت ز حرمان
این مرض را نشد ز کس درمان

گشته آن شیرخواره از رو زرد
شیر این دایه چون علیلش کرد

با همان دایه او زنا کرده
نی ز خلق و خدا حیا کرده

او نداند زنا در و خواهر
راندن شهوتش بود در سر

از ازل این مخنث و دونست
با همان دایه گشته مفتونست

عیب او نزد مرد و زن پیدا
هم بداین ازین لقا رسوا

دست رو رانده خلق بر آن حش
مروحه کرده هر کسش رو بیش

پخته دیگ هوس بسر این خش
تا که مرگش بگفت زین کن بس

ناگهان رفت از جهان بیرون
تا ابد حسرتش ز همت دون

هرچه از دایه مایه خود داشت
خود نه خاک رفت و آن بگذاشت

حق شنو گوش نی در اعضایش
عیب و نقصان مشخص هر جایش

کس نکردش بفاتحه هم یاد
مرد در عشق دایه این برداد

دایه با شوهران دیگر شاد
همچو این دایه شوهران بر باد

اندکی آب گیر را آن دون
می شمردی برای خود جیحون

دایه و شیر آب گیرش بود
او نیارست کرد از آن بدرود

جنگ با خود جهاد اکبر هست
کرد آنکو ز خویش دارد دست

از هزاران یکی اگر باشد
جان شیر نبیش اندکی باشد

اینچنین کار کار هر کس نیست
صید شهباز صید کرگس نیست

زاینهمه نصح هیچ در نگرفت
یکدم از مهر دایه سر نگرفت

بوالعجب صورتی نه زن نی مرد
عشق این دایه اش چه رسوا کرد

مرد نی تا کند زنی خشنود
نی بزن نی بمرد از وی سود

چون مخنث بمرد و زن محتاج
پیش این هر دو عزتش تاراج

همچو اسپ حرون شده پس رو
ره کند پیش اگر ببیند جو

استعاذت بحق ازین احوال
بر سر خاک ره بنه می نال

همت دون او ز انسانی
کرده تبدیل و گشته حیوانی

شیر او خورد و جفت شد با او
پس کالانعام وصف او میگو

شهوت خویش رانده با دایه
با دد و دام گشته هم پایه

پیش مردان چو زن سر افکنده
هم بنزد زنانست شرمنده

چون مگس رفته بر سر هر خوان
تا کند کام خویش تر از آن

هست چون دوغ گنده این دنیا
چون هوام این درو ست سر فرسا

هم بیفکن هر آنچه در سر هست
ده به غسال اینچه در سر هست

دایه گویان بدرد و محنت مرد
زاد عقبی ز دایه حسرت برد

عاقبت کند از و بصد سختی
نصح نشنید او ز بدبختی

نی از و نسل ماند و نی پیوند
نی کس از وی در اینجهان خورسند

بر تنش هم ز خاکدان نابود
زانکه بود السنت در آتش و در دود

او چو ماهی در آب گیر آمد
اندر آن رتبه حقیر آمد

گفت حب الوطن ز ایمانست
کردم نزک از این نه ایمانست

کرد عقل ضعیف گمراهش
دانشت مجوس اندران جاهش

چون که صیاد بر سرش بشتافت — آن زمان جان خویش را دریافت
می طپید او که بر جهم زین چاه — لیک صیاد بسته بودش راه
عاقبت زین وطن پشیمان شد — لیک محروم جان و ایمان شد
فرصت وقت رفته بود از دست — می طپید او و در گلویش شست
یافت صیاد دست بردش کرد — زیر دندان بخورد و خوردش کرد
ناقص العقل راست این بیداد — اینست علت ز فطرت و ایجاد
ماهی دیگر عقل کامل داشت — از چنان آبگیر دل برداشت
رای عالیش میل دریا کرد — باز جنس وطن از آن وا کرد
گفت عقلش که این مکان تنگست — بودن اینجا بهمتم ننگست
بند در ره چو طفل نتوان بود — باید م نقل ازین مکان فرمود
باز سر کرد بحر جو بشتافت — ماهی همچو بحر العرفان یافت
بود این را وطن دران در جا — چیست این جذب او ربود از جا
بر دل صیاد حسرت از حالش — تا کجا راه داد اقبالش
گشت دست تعرضش کوتاه — می کشید از تحسر آن آه
کین چنین ماهی ز شستم رفت — این نصیبی است کز شستم رفت
او ابد ماند اندران مأمن — فارغ از دوست ایمن از دشمن
هر که در آن مقام منزل کرد — وحدة اندر وجود حاصل کرد
دشمن و دوست دوستند اینجا — نیست از هیچ ره دوئی پیدا
اوست در بحر زنده جاوید — وقت او را نه بیم و نی امید
هر چه در بحر یافت آن ماهی — طالبان را دهیم آگاهی
تا همه سوی بحر بشتابند — آنچه او یافت زان همه یابند
ترک ازین آبگیر خود گیرند — راه در راه پیر خود گیرند
ماهی قعر بحر العرفانند — علم دریا تمام میدانند
باده خوارند و بیخود و مستند — این نه امروز از ازل هستند
مولوی بحر است از ارشاد — کرد او خلق را بحر ارشاد
مرشد و رهنمای عالم اوست — فخر در اولیا از آدم اوست
هر چه او گفت گفته غیب است — گفته غیب بی شک و ریب است
او کتابیکه گفت در ارشاد — ذات پاک خداش بود استاد
لیکن از آب گیر باد ریا — آنچه دید است ماهی شیدا
شرح احوال اوست در پیشم — طالب بحرم و دران کیشم
بشنو از ماهی که دریا جست — از درونش تمام دریا رست
شرح احوال او نه شد مرقوم — بحر ازو او نه بحر بی معلوم
پرتو عشق اوست در ما عشق — ورنه ما کو و چیست در ما عشق
ماهی سوم آنکه ره سر کرد — او کفن مرده وار در بر کرد

قصهٔ ماهی دوم که نیم محقل داشت و نجات یافتن او از دست ماهی گیران باندک عقل که داشت

مصلحت دید مرده باید بود — حق بر او این طریق را بنمود
گفت ازین آب گیر بگریزم — تا ز خود خون خویش را ریزم
هست این جای تنگ و پر آفات — وصف من ماهیست بحر ذات
طالب ذات خویشتن هستم — میروم همت ار دهد دستم
لیک مشکل ز دست صیادان — جان برم تا شوم ز آزادان
مردنم هست پیش ازان مردن — ناتوانم ز مرگ جان بردن
کندن از هر چه بود مالوفم — جان درین راه هست مصروفم
زنده ام مرده میشوم در راه — چون بدریا رسم رهیست کوتاه
خویش را مرده ساخت شد در راه — دست صیاد شد ازو کوتاه
وان دگر رشد داشت از ایجاد — گوش بر نصح ناصحان بگشاد

از پیر شیر در ضمیرش بود
دل در آنسوی رهِ عشقش افزود

از بزرگان دین با استمداد
روی در رهِ بر آن دین بنهاد

نفس در راه او چو زن خفته
عشوه و مکر خویش بنهفته

عقل کامل مدبر او بود
او اطاعت بسوی شه فرمود

چون نواز شاه میشوی دایه
میشود خادم فرو مایه

از زمان در سعید زائیده
جانش این راه عاقبت دیده

شاهِ خوبان براه رو بنهاد
ز اول کام کرد شه را شاد

یک قدم ره قدم شد استقبال
از سوی شه مبارکش این حال

غیرت و همت که دارد عشق
کو هر آگاه می شمارد عشق

اندکی دلش بشه مایل
الفتِ دایه گشت از و زایل

آنکه او در هدایت افتاد است
همتش آنطرف خدا داد است

آن شقی از ازل شقی افتاد
تا ابد هم از و شقاوت داد

هر دو این آفریدهٔ او بند
هم مر او را ز هر طرف جویند

می پرستند از همه سویش
هم بهر سوی هر کسی رویش

او یمین و شمال پیدا کرد
بی نیاز این خطاب بر ما کرد

وانکه از نصح مست درخوش شد
او زمستی درونِ آتش شد

عشق بال و پر است عاشق را
زان درین ره سر است عاشق را

آتشش را نه شعله نی دود
سوخت خود را و زنگ اندر دود

نار قیمت فزای یاقوت است
نار سوزنده هر چه ناسوت است

او تواند ز دایه دِل برداشت
زان تواند براه سه سر داشت

او چو فرعون آب دل بنهاد
از رهِ آب ها نیاز افتاد

این در آتش بسانِ ابراهیم
کرد خود را براه شه تسلیم

ز آتشِ عشق هر که می سوزد
شمع سان بر قها برافروزد

کندن از دایه آتش سخت است
رفت در آتش آنکه را بخت است

رای خود همه رای ایشان کرد
خویش را غرق آب حیوان کرد

می کشیدش بسوی عالم خویش
مردسان کرده قصد ازت پیش

گرچه نفسش بدایه الفت داشت
جذبهٔ شاه آن از و برداشته

گفت ازین دایه دست خود بردار
شاه را ز این طلب تو بر دست آر

از ازل بود قابل این کار
فضل خود کرد شاه از و اظهار

عشقِ شه کرده بودش از جان سیر
زان برفتن نگشت راهش دیر

گشت پیدا که شاه عاشق بود
تا بسوئی خودش طرق بنمود

کندنِ دل ز دایه کندن کوه
آمدن از کندنش دلش بستود

بود توفیق شاه همراهش
کرد از انجام کار آگاهش

شد ز توفیق مشکلش آسان
از ازل کرد حق بر او احسان

وانکه گمراه شد ارادت اوست
همچنان خواست در حق او دوست

بست بر نفس دوست این تهمت
هم بد بو بنفس از و همت

از یمین و شمال ساجد او
در هدا و ضلال واحد او

اوست خلاقِ این همه مخلوق
اوست رزاقِ این همه مرزوق

آدم و دیو بندهٔ حکم اند
هر طرف او فکندهٔ حکم اند

آتش عشق نام این نار است
عشق [illegible] شه بره بار است

گشت از نار جسم سوزنده
نورِ دل شمع سان فروزنده

بر ز سبب نار زنگ افروزد
لیک دقتی که جرم از و سوزد

آتشی هست کندن از دایه
تا کرا عشق افکند سایه

او که در شیر رفت شد در نار
این شد از راه نار در گلزار

آنچه گویند شهوت آن آب است
لیک بر سوی آتشش باب است

آنچه گویند آتش آن فقر است
چرک سوزنده در جهان فقر است

خویش را در ریاضت او بگداخت
خام خود پخته در دو عالم ساخت

عز و اقبالِ خود ببار آورد
هم از آن آتش این بها آورد

گشت بیزار شیر نوشیدن
در ریاضت گرفت کوشیدن

تلخ بنمود شیر شیرینش
شد گوارا رهِ غمِ نیشش

هم زر و سیم را ز کف انداخت
خانه و باغ جمله ویران ساخت

از همه نیک و بد بره ببرید
پیرهن چون کفن بخود بدرید

آتشِ جوع هفر دادش زین
کرد از دود آن سیه دارین

عشق را آرزوی معشوقست
عشق را خانه کوی معشوقست

از همه زان صفای باطن خواست
قلب خود را براستی آراست

قلب این شد سره ز بیداری
کرد بر شه ز جان پرستاری

سره شد قلب او ازین آتش
وقت صراف شد ز نقدش خوش

گاه در یادِ دایه سر در خویش
زان تلذذ که رانده بُد زین پیش

در رهِ مشکلی در افتادم
نیست حاصل بکف بجز بادم

یافتم اندکی سبکباری
فارغم من ز مُردم آزاری

هر که زین راه حاجتی درخواست
خواهشِ شه برای نیاز راست

نفس سر سوی دایه بر میداشت
عشق شه سوز و جذبه در سرداشت

هر چه باشد بعشق مغلوبست
حُسن هم پیش جذبه مجذوبست

چونکه آن جذبه در دلش جا داشت
راه برگشتنش بگذاشت

زین سبب لقمهٔ حلال ای مرد
مرد را حق پرست خواهد کرد

قوّت از لقمهٔ حلال آمد
بر از آن تخم ها کمال آمد

جاذب آن لقمه سوی حق باشد
از دلت فکرِ غیر

بود شیر یمین درون او را
کرد عشق خدا فزون او را

در تردّد که این کنم یا آن
جلوه گر پیش چشم او جانان

گاه کردی ملال حیرانش
بود وسواس و فکر در جانش

مرگ از زندگی نجاتش بود
لیک در فکر نی ثباتش بود

بُرد شب‌ها بسر به بیداری
همچنان روزها بکم خواری

گفت شیر از برای طفلان به
بر من از عشقی عشق جانان به

از هر آمال گشت آزاده
از همه نقش و رنگها ساده

جیب خود را ز شیر خالی ساخت
خویش را مست و لاابالی ساخت

آتشی کز درون او سر زد
هر چه پیش آمدش در آن در زد

جسم را بر لقای شه بگذاشت
هر دو عالم ز راه خود بر داشت

قلب ازین ره سره شد اندر راه
خواند او را درست بر خود شاه

از همه مستعاره عاری شد
چون پری در جهان نواری شد

خویشتن را چو آتشی افروخت
هر دو عالم ز شعلهٔ آن سوخت

گاه گفتی ز راه بر گردم
من جدائی از و چرا کردم

گشتم از شیر و لذتش محروم
هیچ ازین ره نشد مرا معلوم

چون نمیدید حاصل در خویش
شکوه و شکر داشت زان بر خویش

خواهش شه بهر که حاصل شد
او ز خود واصلست و باطل شد

نفس می‌خواست راه وا کردن
کی توان زور با خدا کردن

گرچه از حسن عشق پیدا شد
خود بخود هم ز عشق شیدا شد

سر زد این فکرها ز دل شد سیر
بود شر مستیش دامنگیر

این چنین لقمه از خدا می‌خواه
گر بسوئی خدا نمایی راه

چون شود همچو لقمه در جان
رو بُد از جانِ تو از آن ایمان

مر ترا جز خدای نگذارد
بر ز که هر چه کاشت بردارد

در میان مانده بود با وسواس
میل جانش فزون به ربّ الناس

نی دل او ز شاه بگسستن
نی رهش هم بدایه پیوستن

در رهش طرفه حالتی افتاد
زان بناچار مرگ را دل داد

نفس کافر ز مشک دین بو برد
اندکی التهاب کفرش بُرد

قرب ره یافت از ره این سالک / گشت صابر بپای غم هالک
تا بخوابیشم ز نفس بارم هست / این کنم آن کنم بکارم هست
چشم پوشید نیست ز خود رستن / از ره صدق دل بحق بستن
گفت جز مرگ نیست آرامم / تلخ ازین زندگی شده کامم
زین کشاکش که هست جز مردن / کی توان ره بخود شدی بُردن
هرچه خواهد بران رضا دادن / مرده در دست زنده افتادن
داشت این فکر راه در مقصود / زانچه می یافت حق رهش این بود
مرشد از حال باطنش دریافت / بهر ارشاد در راه او بشتافت

دلیر کردن مرید در سلوک از آنچه وهم داشت
وهراس در وی رفته بود از فقر بوسواس دیو

قصه طرفه در مثال آورد / تا که این را بوجد و حال آورد
گفت زین پیش داد بانوئی / دختری خورد سال بر شوئی
مطلب خویش را از و میخواست / زان بمقصود او نمی شد راست
داشت با لعبتان گرفتاری / غیر لعبت نه باکسش یاری
لعبت از خاک خانه نیز از خاک / نی درو عقل و نی درو ادراک
پیش رو لعبتان چو بنشاندے / نام شان دختر و پسر خواندے
از سر صبح تا رسیدے شام / با همان لعبتان براندی کام
دایه زاین کارها از و خشنود / زانکه از دختر مراد این بود
باشد از اصل کار این غافل / دختر و دایه همه دگر آفل
جانب شوی نظر کردے / از ره ترس گریه سر کردے
آنچه بایست کرد زان در بیم / وانچه ناکردنی دران تسلیم
هم ز شو میل و هم ز شویش بیم / بیم و امید را شده تسلیم
حق شوهر بجا نمی آری / مے ندانم سر کجی داری
سر ز فرمان شو کشیدی تو / باز گو از چه ره رسیدی تو
داشتم بار از تو تا نه ماه / همچنان چشم دیدنت در راه
تا بامروز رنجها بردم / مر ترا در کنار پروردم
تن وهمی که هست در جانت / میکنم جان فدا بدرمانت
سازدم او جدا ز لعبت ها / زان بدل حسرت محبت ها

اندکی زین مثل قوی دل شد / ساخت اندر سلوک از آن لابد
از هوس کرد کدخدا دختر / بود نابالغ و ولی شوهر
از ره ترس سر نه شو برداشت / بود نادان بلهو و لعب انباشت
خانه از بهر لعبتان میساخت / سقف و دیوار خانه می افراخت
جامه از بهر لعبتان می دوخت / جامه ها را بلون می افروخت
وان یکی را بهم زنا شوئی / نام بر وی بلطف و خوشخوئی
از سر شام تا دمیدی روز / بود با دایه رغبتش فیروز
اهل دنیا همه درین کارند / روز و شب شغل همچنین دارند
بر سر خود لحاف پیچیدے / خویشتن را ز شوی دزدیدے
با همه لهو و لعب دل بایں / وهم خوفی ز سوی شو حاصل
برد سالی بسر درین اطوار / گشت بالغ بر آنچه بایست کار
رفت مادر بشیے بآن دختر / گفت از غصه ای تو بد اختر
من ز حال تو سخت حیرانم / چیست رای تو آن نمیدانم
آنچه در دل تراست وانمای / پیش من راز خویش را بگشای
غنچه ام شد گل و شدی بیرون / شد بروی تو مهر من افزون
کیست محرم ترا بجز مادر / تا شود مر ترا الغم باور
گفت طاقت درین ندارم من / تا بشو خویش را گذارم من
الفت شان ز جان و دل دارم / تا دمی مرگ آن نه بگذارم

نحوی دارم در آنچه می بینی　　در دل از فرقت است غم گنجی
من شمارم که صاحبِ خانه　　هستم و این مراست کاشانه
گویم این جامه کن و این حمام　　یا بدا زاین عمل دلم آرام
روز و شب بایدم اطاعت کرد　　تا رضامند باشد از من مرد
دست ازین جمله کار باید داشت　　حکم او بایدم بسر برداشت
او کند سخت اندر آغوشم　　می برد از سر آن زمان هوشم
نی بخوابیدنم دهد آرام　　نی بخوردن برایدم زان کام
راه تنگست در راه رو فربه　　عمرها زخمِ آن نگردد به
مادرش گفت من چو تو دختر　　بودم افتاد کار با شوهر
روز خدمت گذار او هستم　　شب چو شد در کنار او هستم
تا مرا شوهر اندر آغوش است　　جمله آلام‌ها فراموش است
هیچکس غیر شوهر بزم نیست　　هیچ جز این دگر لذیذم نیست
در برِ خویش چون کشد تنگم　　می فزاید زشوق آن رنگم
گر مرا ساعتی بگیرد سست　　خواهم آن را نه خاطرش نه اجست
گویمش سخت گیر آغوشم　　من ز مهر تو سخت در جوشم
لذت و فرحت است این احوال　　برازین است لذتِ انزال
هم ز زائیدنت نه مردم من　　چون برون آمدی ازان ره زن
تا قیامت همیشه این راه است　　قادرِ آفرینش الله است
مرد با زن قران که خواهد کرد　　لذتست از دو سو نباشد درد
کی زمین سیر گردد از باران　　تشنه تر هست در طلب هر آن
تلبست سیر آتش ار برافروزد　　هر قدر هیمه یافت می سوزد
اندکی درد خورده ام آن روز　　هست عمری که از توام فیروز
چون فرو میرود ممد حیات　　چون بر آید بود مفرح ذات

بهرشان خانه که می سازم　　بر همان خانه عشق می سازم
گویم این طاق و این رواقم هاست　　بر همین شیوه اشتیاقم هست
گر دل خود بشوی در بندم　　شد ازین‌ها بریده پیوندم
گر مرا با ولیست پیوستن　　از همه باز ماند نسبت رستن
چون کنم من محبت او پیش　　اختیاری نماندم با خویش
بفشرد سخت در بر خویشم　　عضوها می کند ازان ریشم
از خور و خواب دور م اندازد　　کار من بر مراد خود سازد
نز بس دارم که من دران میرم　　زین سبب زان کنار میگیرم
هست سی سال تا ز ناشوئی است　　همه گر دلبری و دلجوئی است
هر شبی با جماع دانز الست　　خوش شود نفس و فرحت حالست
آن قدر میشود روانم شاد　　نی پدر نی ز مادر آید یاد
لهو لعب است لعبت و آمال　　نه دران فرحتی که شد انزال
عضوهای مرا که می مالد　　جسم و جانم ز شوق می بالد
من بگیرم ازین طرف تنگش　　هم کنم صلح و هم کنم جنگش
میکنم لابه و ناز من در کار　　زان شود غرق شوق او بیدار
او هم اول بکار ما برده　　پس تو زادی زنا در مرده
این همه خلق آمدند از راه　　آمد و رفتِ ره نشد کوتاه
تا ده و بیست زاده است هر زن　　راه زائیدنست همیو روزن
هیچ فرج از ذکر نه گردد سیر　　تا ببالاست مرد و زن در زیر
همچنان چشم هم ز دیدن سیر　　نیست گر دید کم ذکر تا دیر
بی قضا هیچکس نمی میرد　　هیچ زن ترک شوی نگیرد
آنچه اندر جهان ذکر گویند　　در حلال نست بی تشکر گویند
آن قدر سخت آن قدر بهتر　　نفس زان خوش نه تختر خوشتر

مادرم من ترا نیم دشمن | از دل و جان سخن بشنو از من
در جهان لذتی نه به از این | چون زفافت شود دگر می بین
من که پیش از زفاف ترسیدم | شکر کردم چو لذتش دیدم
آن خداوند بی زن و فرزند | در زن و شوی مهر هم افگند
در جماع همدگر همی آیند | تا ولد زان قران همی زایند
زانچه ترسست آن برابر کرد | زان بود دلخوشی بزن هر درد
هست از هر دو سو کشش در کار | تجربه کرده ام بچندین بار
هست میلاد آدمی زاد این | کرد بر ما خدای ارشاد این
هم ز مخلوق دیگر ای دختر | هم نر و ماده کرد آن داور
زان بود نسل و زان بود اولاد | زین تزوج جهان بود آباد
همچو من زاید از تو هم فرزند | تو بدیدار شان شوی خورسند
دختران شوی کرده اند بسیار | وانما دختری که مرد از کار
در جهان جمله مرد و زن هستند | پس ز مردن بگو چسان رستند
هست این ترس تو ز نادانی | زان خبر کردمت که نادانی
دل بوسواس در رهت کرداست | که درین راه محنت و درد است
تو ز ره مانده که اینست بیم | بشنو از من بشوی شو تسلیم
باخرد باش و خانه داری کن | در ره شوی جان سپاری کن
آفریننده آفرید است این | تا تو باشی بشوی خوش آیین
این نه امروز هست از ایجاد است | حق ترا در زنی برای داد است
شد بحکم خدا و پیغمبر | این نر و [illegible] زن و فرزند
هست نو دا که خود شوی طالب | گردد آن اشتها ترا غالب
چون شوی خود تو بالغ و عاقل | بشود میل شوهرت در دل
باز انجام کار دانی تو | زین همه کار عار دانی تو
گفتنی گفتمت بر آن کن کار | امتثال خویش را بشو بگذار
هیچ مادر بمردن و فرزند | نی کند سعی و نی شود خورسند
بهر شادی و فرحت این کار | کرده ام خویش را بشو بسپار
این به پیش خدا حلالست هست | کر جز این کس بود و بالت هست
این حلالست حق بکامت کرد | غیر از این بر همه حرامت کرد
آنچه بهبود دین و دنیا بود | مادر از مهر ره بره بنمود
دختر این پند او بجان بشنید | مهر شوهر بجان خود بگزید
شب بخود اختیار کارش داد | بر دل مضطرب قرارش داد
مرد در کار خویشتن بشتافت | دختر از آن بسی حلاوت یافت
اندکی درد و لذتش بسیار | یافت آندم چو بود اول کار
ترس او وسواس رفت از درون | از دل و جان بشوی شد مفتون
هیچ دردی ندید دیگر بار | مشتهی گشت مشتهی در کار
دمبدم بود مایل آن دختر | که رسد باز پیش او شوهر
تا دم صبح کار خود کردند | خوش دمی روزگار خود کردند
گشت طالب به بیشی و بیشی | ماند دور از طریق درویشی
عمر او صرف سعی بیهوده | هیچ در روز و شب نیاسوده
آنچه باید بنفس پاید بود | آفریننده خود بلطف فرمود
او حکیم است هرچه حکمت دید | آن بفضل و کرم بما بخشید
نفس اماره تابع آن نیست | فضل آن گرچه تابع آن نیست
خود مرید از اراده باشد | داد چیزی که بوده است لابد
هرچه در کار بود داد است | بیش از آن خواستن نه ارشاد است
تو مریدی از او باش | خویش را به نفس خود مخراش
حرص بیهوده خواهشی دارد | زان سبب رنج و کاهشی دارد

درخویش یک شکم اطعام
غیر ازاں خواستن بما بیجاست
داردش آرزوی بیهوده
خایه یا کیر گر ز کس ے خورد
حرص و شهوة بلای جاں باشد
از هوا و هوس چو وارستی
هرچه در شرع حق حلالت کرد
حرص اندر نماز و طاعت کن
ذکر حق است نعمت دنیا
هردو مفتون همدگر گشتند
آں هوا و هوس ز سر انداخت
لذت آں بخلق افشا کرد
چونکه کرد ے زباں بشرحش وا
گفت من شکر آں چساں گویم
هر زماں شوی را طلب می کرد
کس ندارد ز من دراں باور
فرج چوں از قضیب شد مشحون
گرد دروں می شد ایں همه خوش بود
تا بحدیکه بود حد واصل
گر نهد پیش کام الحاد است
گر بجصیں ببیش بشتابد
سازگا باقیست مجبودیت
لیک دختر که غرق لذت شد

گفت کلوا و اشربوا نوابر عام
نیست جاآں بما نیاید راست
زاں بطلب هیچ جا نیاسوده
چاک تا ناف می شد و میمرد
جز قناعت کجا امان باشد
در طریقت از اولیا هستی
حق سوئی نفس تو دلالت کرد
زاں در احکام دین اطاعت کن
نعمت است سر بسجده می آسا
از همه شغل بے خبر گشتند
روز و شب بر مراد او می ساخت
رغبت آنکو شنید پیدا کرد
بود فرحت ز جبهه اش پیدا
غرق لذت شد است هر مویم
میل زن داشتن بیشتر از مرد
شوهر از زن چشد زن از شوهر
ماند ازاں خصیه های او بیرون
باطنم از عطش نمے آسود
کرد قرب خدای را حاصل
مرد حق زاں بشرع حق شاد است
اندکی بیش ازاں نمے باید
گر شوی محو در ربوبیت
طالب بیشی ست ازاں لابد

لقمه دگر زیاده خواهی خورد
لذت گیر یافت زن از مرد
برده در هر جماع آں ارمان
همچو آں زن که کیر خر خورد است
ترک می کن ز حرص و خواهش ها
شرع را پاس دار و قانع باش
خود نماید ترا حقیقت روحی
هر که در دیں درست خواهد بود
خویش را پاک کن که ایں پاکیست
عشق لعبت ز جان او شد سرد
ایں بود حال آنکه حق را یافت
هر کسے را بشوی مفتوں دید
صبح پرسید مادر از دختر
لذتے یافتم ز هر اعضا
اشتلم کرد لذتش در جان
لذتش بیخبر چنانم کرد
تا بحدی شدم ز مشتاقی
هر که او لذت فنا دریافت
نفس چوں یافت لذت دنیا
هرچه فرموده اند در آں باش
دید چیزیکه دیدنی باشد
نیست ایں نکته تک بهر حالت
ایں طلب راست لذتی دیگر

می شوی جیفه زاں خواهی مرد
خوردن خایه ها تمنا کرد
جز قناعت نباشدش درمان
پیش از انزال دادن او مرد است
از قناعت بعرشش بر کن وا
نفس خود را ز حرص مانع باش
از ره شرع در طلب می پوی
هم ز ارباب دنیوی ها سود
غیر ازیں هرچه هست همه خاک است
از همه شوی رو بشوهر کرد
هرچه جز شوی بود زاں سر تافت
شرح لذت از و همی پرسید
که چساں بود با تو شب شوهر
گشت جان و دلم برآں شیدا
از زباں شرح آں بکس نتواں
نی بکس زاں خبر توانم کرد
هم از انهاست انتها باقی
در فنائی تمام خود بشتافت
شهوة و حرص کرد بر هاوا
جاں بجاناں سپار و خود جاں باش
هم رسد تا رسیدنی باشد
هستت ازیں نکته جاه و اجلالت
بے طلب می طلب مکن در ...

اوز حرص و شره همی گوید
زان تسلی نفس می جوید

آن ذکر کاشکی کلان بودی
زان مرا راحت روان بودی

بود بسیار سخت و لذت داشت
از حلاوت مرا بخود نگذاشت

غرق هستم کنون بحیرانی
آن دم از لذتش شدم فانی

شکر پروردگار ربی همتا
تا ز روحین چه کرده است پیدا

رخصت همچو فعل را داد است
باب رحمت بخلق بگشاد است

همچنان سالکی که فانی شد
عارف آن راه نهانی شد

از عبودیت او فنا خواهد
رتبه و منزل خدا خواهد

عشق را کس ندید هرگز سیر
گر شود در وصال عمرش دیر

آن نخواهد شدن باو حاصل
لیکنش آرزو بود در دل

از وصالی که یافت آن طالب
باشدش عشق و آرزو غالب

باشد آن دولتش بیک آنی
حیرت افزای حال حیرانی

سالک از خویش را نمی بیند
زان نظر رویت خدا بیند

لذت آن چو گرددش حاصل
هیچ برهستیش نماند دل

آمدن بر خود او نمی خواهد
عاشق است و مدام همی کاهد

هست یک آن او هزاران سال
لیک از شرح او زبانش لال

غرق در آب والعطش گویا
واصل و وصلهاش بی پیدا

باز راجع به بندگی گردد
هم فرو در فکنده کی گردد

با عبودیتش درون ره نیست
تا بود بنده هیچ آگه نیست

آگهی عالم فنا باشد
جز خدائی بکس بقا باشد

خواستی روز و شب در آن بودی
گمرد آن مرورا لوا بودی

خواستنی غیر ازین نبودی کار
هر دمش می شد اشتها بسیار

بود بسیار و لیک سیری نه
در قناعت دمی دلبری نه

هر زمان می شد از عطش بیتاب
پس طلب داشتی زهر سو آب

چشم پوشیده آب می نوشید
سوی لذت نه چشم دل میدید

زان نهانی بعیش می کوشند
چشم بی اختیار می نوشند

لذت اندر نهاد او ساری
در همه جسم قطره جاری

قطره اما به وسعت دریا
می شدی لبس ولد ازو پیدا

آفرینش همه از آن قطره
بود عالم نهان در آن قطره

قطره از ذات خود چو دریا شد
اینچنان آن جهان هویدا شد

قادر است او بخویش در هر حال
قطره و بحرهاش مالامال

بحر را قطره می کند در دم
نیک بین چیست طینت آدم

کرد ذات و صفات خود در وی
داد از آن نیز معرفت در وی

صوفئی کو بخود خدا را دید
از جمیع هوا نظر پوشید

می شود سوی ذکر و دل ناظر
می شناسد خدای را حاضر

اندرین لذتی همی یابد
از فنا سر از آن سخی تابد

گرچه این عالمیست نامحسوس
محسنس از بود خود شده مایوس

نی بیان نی نشان درین احوال
آنچه دریافت زان زبانش لال

چشم نی گوش نی درین محرم
عالم لذت است این عالم

میرسد رفته رفته در جائی
می پزد بهر خویش سودائی

و رتنی میکند پدید اینجال
تا ز بسیار غم شود خوشحال

لذت شادی آن زمان باشد
کان میسر پس از زمان باشد

لذت زنده گشتنی آدم
اندرین عالم است در آدم

در دل خود مکان حق را دید
چشم از اینسو زان سبب پوشید

در بیان فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

گشت دختر زشوی آبستن
شادی و رنج بر از آن ظن

فکر انجام کار شد در پیش   روز و شب انتظار شد در پیش
می ندانم چگونه خواهم رست   اندر آن وقت حالت من چیست
گر برم جان به وضع حمل از مرگ   دین و دنیا ز وصل دارم برگ
زان تسلسل بود در اولادم   تا قیامت چو حضرت آدم
بر پدر او عزیز خواهد بود   خواهد عشق مرا از آن افزود
همچنان روز و شب خیالش بود   راه در آرزو همه پیمود
نسبت از بیم و امید بیشش بود   در طلب دل بجای خویشش بود
گاه گفتی که هر چه باد اباد   گر رود جان در عاشقی برباد
طالب درد عاشق زار است   درد عشق نه صبر و یار است
از دلش واردات ها زاید   حسن خود سعی و جهد بنماید
همچنان بود تا که شد نه ماه   داشت از درد ره بوقتش آه
دیو از فقر ترس ها بر مرد   در ره انداخت زان دلش پردرد
فکر و وسواس دختر این معنی است   سالکا نیک بین چه در معنیست
گه همی از شوی گشته ام بیزار   نیستم هیچ گه رضا در کار
هر زمان وقت او همه شد تنگ   با طلبش داشتی بلذت جنگ
بود از درد ره بفریاد او   باز میکرد عیش هم یاد او
قابض آن دم که جلوه بنماید   هیچ ره هیچ عقده نگشاید
جلوه باسطی نماید روی   بسط در قبض از خدا می جوی
زان شود روز خوش فراموشش   غرق در غم شود سر و دوشش
آن دم خوش نبود او با خویش   باش بیخویش و بیخودی کن پیش
کاش بیخویش بودی ایندم او   تا نبودی ز قبض غم در او
قبض در راه ما همین هستی است   نیست شو بسط و نشاط مستی است
هر کجا قبض و بسط خواهد بود   از الم نشرح این گره بگشود

چون شود روز وضع حمل احوال   می شد از فکر شادی و غم لال
درد از لذتم فزون باشد   کس چه داند که حال چون باشد
گاه می بود شاد از فرزند   چون که زاید شود دلم خورسند
روی نیکش ببوسم و بر مالم   خوش بود آن زمان همه حالم
چون زن شوی را بود فرزند   بیشتر میشود بمهرم بند
اندکی بیم و بیشتر امید   داشت در حال مقبل جاوید
هم چنان هم فراش شوهر خویش   داشت آن کار پیش را در پیش
لذت عشق را فدا صد جان   درد این را نخواست کس درمان
این بود حال سالک اندر راه   دختر و حمل از و مثل میخواه
قبض و بسط است اندرین راهش   تا کند از اصل کار آگاهش
درد بالای درد افزودش   مرگ آن لحظه روی بنمودش
لیک واثق فرشته اش دارد   رفتنش دل ز دست نگذارد
گفت گر من خلاص ازین یابم   بیش زینها بگریه بشتابم
در دم اکنون فزون ز لذت شد   میکنم ترک شوی ازین لابد
لیک لذت بجان نهانش بود   جذبه آن روان جانش بود
سالک از قبض و بسط اندر راه   بیند این حالها گه و بیگاه
سالک این لحظه میشود مضطر   مضطران راست لطف حق یاور
میشود تنگ وسعت دریا   بهر مقبوض دوزخی بر ما
او بگوید که اندرین عالم   نیست یادم که خوش رود یکدم
در سلوک هر کرا افتا باشد   قبض و بسط اندر او کجا باشد
غم ندارد بسوی بیخود راه   گر خودی نیست تن بشادی راه
چون نهایت رسید بر زن او   باسط از فضل خود تجلی کرد
باش در فقر و فاقه مرد ای دوست   هر چه پیش تو آید از آنسوست

شکر کن دولت عظیم ست این / جلوهٔ رحمت کریم ست این
قبض چون پیش آیدت در راه / صبر و شکر اندران قدم میخواه
هر چه بربند باز بکشایند / جلوهٔ قبض و بسط بنمایند
اندران حال وضع حملش شد / درد و غم شد عدم ازان لابد
زانچه می کرد درد زائیدش / شکر میکرد چونکه میدیدش
زانچه می گفت ازان پشیمان شد / در غم و درد از اهل ایمان شد
قابض و باسط است بر ما او / باش در هر دو هیچ دو او را جو
گفت با خویش که همین ساعت / خواهدم شوی میکنم طاعت
لذت از اوست خود چرا دارم / عاقبت خوش ز درد شد کارم
باز این گونه زایدم فرزند / من شوم از جمال او خورسند
زین ولد هم شود ولد پیدا / باشدم نسل زان ابد پیدا
انتسالم چو سلسله دراز / تا قیامت ازان نماید باز
من یکی بوده و هزاره استم / تاکه بر سوی دوستدار استم
این زمان نی ز من پسر زائید / تا ابد زنده گی ز من زائید
راحت در رنج آزمودم من / بوده ام کم کنون فزودم من
مانده ام در بلا و غم سالم / گشته ام زان بعلم ها عالم
عارف قبض و بسط این راهم / کرده است حق ز راه آگاهم
فطرت است دختر و خرد شوهر / همه گر راست در طریقت سر
در دو هنر که ساعتی باشد / گر ابد هیچ راحتی باشد
علم او بار بر یقین بنهاد / نام آن طفل مرد دین بنهاد
هم بر و قبض و بسط در راه است / این تجلی بچشم آگاه است

باز دل دادن مرشد مرید را از راه باطن

عاقلان زین جمال محرومند / این چو خورشید و آنمه بومند
گفت مرشد کای پسر امروز / مرترا هیچ روز او فیروز
قبض باشد ز بسط آبستن / چون بزاید دولت شود روشن
ترس و وهمی که آیدت در راه / غم مخور هست حق ترا همراه
آنچه میخواستم ترا دادم / علم حق در دل تو بنهادم
بر غم ما شریک این راهی / قبض و بسط است راه آگاهی
باش اندر سلوک خود قایم / تا شود علم رسته زان دایم
بسط در بسط باشد انجامت / می شود خوش ز وصل ابد کامت
قبض و بسط عارفان این ره نیست / هر کرا هست عارف الله نیست
همتم دانه در زمین بنهاد / شده یقینم که خوشه خواهد داد
میوه و سایه تو در عالم / تا قیامت دمی نگردد کم
در بهار و خزان بصبر است کار / تا سلوکت دهد ز رحمت بار
چونکه بالغ شوی بدانی قدر / ماه یک روزه تو گردد بدر
لیک بدر ترا زوالی نیست / انتقالت بجز کمالی نیست
هست انجام تو بما تحقیق / شه رتبتی تو کرده است توفیق
در فریبت بدایه نبود دست / یارئی مرشدان دینت هست
برکسانیکه جان هاستم / مرترا بر رکاب شان بستم
نیستند از تو یک زمان غافل / هم مشو تو بیاد شان آفل
عاقبت جانشین ایشانی / بعد چندین تو قدر این دانی
هر چه مشکل برت آید پیش / باش مردانه هیچ اندیش
از کرمهای شاه با احسان / میشود در دمی همه آسان
هرچه آید به پیش آدم زاد / بگذرد در دمی از و چون باد
باش ثابت قدم تو در این راه / باشد اینها ارادهٔ الله
ابتدائی سلوک من این بود / در رهم صد هزار شد مشهود

اندریں راه رنج ها دیدم
چند روزے بغم بسر بردم
شد پس سر هر چه پیش آمد
دیدم آخر همه هدایت بود
ای قدر محنتم که پیش آمد
در رهست عقدۂ ز غم بستن
قبض را نیست غیر بسط انجام
هر قدر دیر میرود بهتر
عسر یسر اگر خدا ز قرآں گفت
جمله بسط است و قبض ناپیدا
هر که او مست باشد و بیخویش
گاه زاں حال در تب و در تاب
داشت آں حال سخت بے تالش
عشق بگرفت چوں در آغوشش
حیرتش داشت عالمی دیگر
تا چهل روز بود نیز ایں حال
نیست ایں خاک جسم شد رشد کار
هر چه باید برید یا پیوست
هر چه می خواست دل همی دادش
گاه کردش ز یک سخن خورسند
پخته می کرد چوں که خامش دید
تناب نظر در و بگماشت
بود ازان حال شیخ دیں واقف

باز ازاں رنج گنج ها دیدم
زیستم خوش ازان و خوش مردم
صوفی آخر براه خویش آمد
زاں خدا سوی خویش ره بنمود
عاقبت مرهمے بریش آمد
باشد از عیش و راحت آبستن
عاقبت جلوه می کند ناکام
دیر پیش بر تو سیر دارد گر
ایں خبرها بما ز احساں گفت
تا رضا داده ام رهم شد وا
قبض و بسطی نیایدش در پیش
زاں طپش مانده بیخود و بیخواب
تا چهل روز بے خور و خوابش
بود هستی خود فراموشش
خوردن آب و نان نه بد در سر
ساعتی زاں ز روزها یک سال
هر چه می کارم آورد آں بار
بیخود است این و کم هم اندست
می نمود از عنایت ارشادش
گه ز حرفے بغم دلش پیوند
بهر پختن دو حال حکمت دید
در دلش هم ز عشق آتش داشت
لیک طالب نبود ازاں عارف

ساعتے بود غم خوشی سالے
حال آن عالم اندریں عالم
ابتدا حالتے که من دیدم
غم مراد او لذت شادی
چونکه قبضی رسید در راهم
حضرتش را به بندگاں جود است
قبض مهمان تست عزیزش دار
بارها کرده ام ازاں تحقیق
هم ببین سوی من که حالم چیست
جلوه قبض و بسط از هستیست
زیں سخن ها مرید حالی یافت
گاه از ضعف دل بنالیدی
از بعینے دراں بسر برد او
ایں خور و خواب با طبیعت هست
همچو اصحاب کهف اندر خواب
شیخ دانا که در چه حالست ایں
بر دلش آنچه مے کنم تعلیم
هر چه امروز ثبت در جانش
گاه افسون و گاه افسانه
چند روزیکه حکمتش میخواست
یا بود آفتاب با آتش
اندریں حال سخت مضطر شد
شیخ از منزل و مقامت باد

بوده ام با خدا بهر حالے
گشت تحقیق از ره حالم
از همیں قبض و بسط نرسیدم
بند راهست راه آزادی
ز آمد بسط کرد آگاهم
هست در جود تا خدا بوداست
زود او را ز دست خود مگذار
بسط بر قبض آورد توفیق
از کرم های حق که حالم چیست
چوں فنا بشوی همه هستیت
در دل ناتواں توانے یافت
گاه با بخت خود سگالیدی
از لقائی خدا غذا خورد او
کی خورد هر که از طبیعت رست
حالتی آں مرید را دریاب
محو بے خویش و لا و بالست ایں
تا ابد باشد اندراں تسلیم
می کنم باشد علم از آنش
خواند مرشد برای دیوانه
اندراں حال داشت تا شد راست
پخته زیں خام هاست خویش و خویش
شیخش از لطف یاد یاد رشد
می کند بر مرید ازان ارشاد

بر دل نرم او ہمے پرداخت | ہر چہ میخواست آں چنانش ساخت
گفت یا شیخ حالتم تنگست | از جنون کار من سر و سنگست
شیخ گفتش جماع کن بر زن | آمدن باز بر خود است این فن
مظہر زن برائے تسکین است | خواہش زن بہ اہل دل این است
شد پئے انس آدم این پیدا | زاں سبب آدمی بہ زن شیدا
زاں عمل قبض از دلش وا شد | اشتہائے طعام پیدا شد
شد ز لاہوت جانب ناسوت | از دلش برد ہیبت لاہوت
پیش مرشد عیال و اولادان | حیرتش کردہ بود پیش حیران
کہ رہ خواب و خور مرا شد وا | ہم علاج اندریں مرا فرما
من نبودم کنوں شدم پیدا | چیست تدبیر کار این شیدا
آنچہ دیشب بہ بندہ فرمودی | کردم و رہ بخود بکشودی
گر بود این دوام نہ بود خواب | باش بیخویش و با خدای محجوب
فرض و سنت شعار خود کردن | شب پئے نفلہا بسر بردن
ترک ازیں شیوہ ملک باشد | آدمیت ز مردمک باشد
چوں کہ بسیار حال شد غالب | اندکِ خواب میکن ای طالب
چونکہ بیدار میشوی از خواب | زود سے جو پئے طہارت آب
در مدارای نیک و بد بودن | جز ریاضت دمی نیاسودن
تا نہ پرسند حرف ناکردن | گر بود وعدہ ہم وفا کردن
از بد و نیک راز پوشیدن | در طریقت نہفتہ کوشیدن
گرچہ ایں حال ہست ناسوتت | برقہ پندار بہر لاہوتت
ذاتِ حق چشم زخم اہرمن ایمن | بیشتوی گر بوی دریں ساکن
ہم تو خود را ز خویش پنہاں کن | بعد ازاں سیر عالمی جاں کن
ربِ عالم ز خود ربوبیت | گرد در برقۂ عبودیت

ہستیش را ز بیخود بکشاد | تا کہ آمد ز خویشتن آدم یاد
مدتے ہست بیخود و خوابم | ہیچ از احوال خود نمے یابم
مصطفیؐ را چو حال می آشفت | کلمینی بہ عایشہ مے گفت
مصطفیؐ دوست داشت ایں رہ زن | بہر ایں است عیال من بر من
رفت بر خانہ حکم پیر ایں بود | ساعتے با عیال خود آسود
اربعینی بہ خلوتش بنشاند | تخم معنی بجانِ او افشاند
از خودش چند روز بیروں برد | باز ازاں رہ بحال خویش آمد
صبح در پیش شیخ باز آمد | از سر عجز در نیاز آمد
تا کنوں ہیچ ازیں نہ یادم بود | خواب و خورد دو راز ایں نہادم بود
داشتم خواب و کشتہ ام بیدار | ہستم اکنوں بخود بفرما کار
خور بود تخم و خواب بردارد | بیخود از ایں دو کے خبر دارد
شیخ فرمود اندکے خوردن | امر کلوا بجای آوردن
ایں عمل شد شعار انسانی | باشد اسراف ایں ز حیرانی
آدمی ہست افضل از مخلوق | آدمی ہست اول از مخلوق
اندکے خوردن اندکے خفتن | اندکے حرف با ہمہ گفتن
در زماں شو بذکر حق مشغول | تا نہ گردد ز مکر غالب غول
چوں خدا جوع را غذا کردن | باطنِ خویش از صفا دیدن
ہیچ کس را ز خود نیازردن | بر جفاہا تحمل آوردن
امر معروف را بیاں کردن | آنچہ نہی است نہی ازاں کردن
ہست تکمیل حالت ایں احوال | باش پنہاں ز خلق در ہمہ حال
ہست عین الکمال بد در راہ | کس مبادا ز حال تو آگاہ
ایں نہ ناسوت بلکہ لاہوتست | افضل از ارتفاع لاہوتست
در قبابِ بشر نہانست او | نیک بنگر ہمہ جہانست او

اشرف انبیا شریعت راست — در طریقت قبا بخود این خواست
شیخ ازین تخم ها در وی کاشت — گشت معلوم خاکپا کی داشت

هست این قصه بهر هر طالب — طالبی را که شکر شد غالب
باید انیسان سلوک ره کردن — شکر را تا بسحو آوردن

شیخ ارشاد داشت بارها رو — بهر تو هم این ره است و ره میرو
بود در خواب شد ازین بیدار — گاه می بود مست و گه هشیار

تا چهل روز بود آن گل لذر — تا چهل سال کرد شادی و سور
تا چهل روز هرچه دید آن سو — در چهل سال دادش آنهاره

تا چهل سال دیگر آن احوال — بود با آن بزرگ صاحب حال
تا درین نشاء بود دید آن خواب — خواب بیدار او مفتح باب

بهر عقبا ابد مقرب بود — شد خدا در دو عالمش مشهود
بحر العرفان کنون ازان خوابست — عرض و طول و کنه نایاب است

هرچه در بیخودی نمودندکشش — چون بخود آمد آن کشودندش
تا ازین خواب گرد او بیدار — شرح اطوار او بود درکار

شرح احوال آن طالب برای ترغیب سلوک طالبان دیگر که تابی و وهم و وسواس در سلوک باشند

طالبان نیز بهره بردارند — سالکان خود همه خبر دارند
هرکه در راه ورد طلب افتاد — هست ازاین گونه حالها رو داد

گاه از فیض دل شدی تنگش — بود با بخت خویشتن جنگش
گاه بسطش شدی بنالیدی — حالت خویش را دگر دیدی

پیش شیخ آمدی بجست مرد — شکوه روزگار خود میکرد
شیخ در خواهشش کمانش بود — همچنان چند سال حالش بود

تو یقین دان که عالم تحقیق — کس نه بیند چنین بجز توفیق
جذبه خویش باخودش گرفت — او در آن حال مانده بد بشگفت

همچو در دیگ آن بخود در جوش — کچه آتش همیزند که خاموش
صبر کن تا که پخته خواهی شد — خام را جوش آتش است لابد

چون شوی پخته تو غذا بر جان — از ره جان تو هم شدی انسان
از نهاد بیت آمدی بیرون — شکر میکن بفضل حق اکنون

داخلی ده نماز حق زین راه — پخته گشتن تو از خدا بخواه
تا نه چون شمع خویش را سوزی — محفل انس کی برافروزی

مرشد اهل دین جلال الدین — کرده است در سلوک این تلقین
هرکه از صدق مثنوی خوانست — این سخن از برای او جانست

آن بخود دگر ز جوش دل خون شد — کی تواند ز دیگ بیرون شد
نی گریزد گریزد او از پیر — زانکه دید او همه نکو از پیر

لیکن از درد عشق می نالید — طرفه جوشش بجان و دل میدید
گفت بگرو ز مرشد نیکخصال — در سلوکت بود مبارک فال

کم صبا از دوان تو این درد — کیس ترا مرد راه خواهد کرد
خلعت رحمت اله است این — به ز صد ملک پادشاه است این

خواند با شیخ زحال ابراهیم — داشت شاهی بملک هفت اقلیم
در ره فقر ازان برید از صدق — راحت خود بفقر دید از صدق

در ره فقر از خدا درخواست — گرنه فضل خدا که کارش راست
رانی صاحب نمودش این تعلیم — شد دل او بفقر با تسلیم

دید در خاک خفته درویشی — در ره عاشقی و فاکیشی
بسترش خاک بود و بالین خشت — می نمودش خوش این و دنیا زشت

گفت سلطان که پادشاهی من — می نیرزد جوی بدینسان فن
هیچگه زان ندیدم آسایش — زانکه آن کلفت است و آلایش

من برای تخت و تاج خود بندم / هست قید سلاسل و بندم
می دهد دادِ عیش آزاده / بر سر خاک وحشت آزاده

می نیرزد بخاک این افسر / به ازین افسرم بطاعت سر
من برای تاج و تخت نابودم / همچو این هیچگه نیاسودم

کاشکی حال من چنین بودے / تا بحق جانِ من بیاسودے
این دعا شد قبول از وزش / گشت انجام عمر فیروزش

از خدای گر خدای خواهد کس / هست حاجت روا ازینش بس
اصل مے عاقبت در دست / طالب فرع مرد آفل هست

رنج بیهوده سعی او باطل / زان پراکندگیِ دل حاصل
او کریم است و هرکه او را خواست / از کرامت برا و دو کون آراست

کرد از بهر خود این عالم / ورنه جز او نبود این عالم
خواهش او بکن که او این خواست / طالب دین ز فضل از دین خواست

چون خدا یار شد بآن طالب / طالب است بر همه جهان غالب
در دل هرکه اندک آگاهیست / پیش او فقر بهتر از شاهیست

او ز اهل همین از ایجاد است / تا چنین رای حق بر و داد است
خلعت فخر فقر را زیباست / حق ز ایجادِ آدم این در خواست

فقر یعنی بجز خدا آمال / می نباشد به بنده در هر حال
جز خدا دل بهر که شد مشغول / هست آن چیز آدمی را غول

زانکه آن چیز میشود فانی / بعد از و حسرت و پشیمانی
هرکرا آرزو خدا باشد / عشق او را ابد بقا باشد

مهر دنیا هنوز در دل هست / تا چنین فقر در توکل هست
گر دلت با خدای بے بودے / با همه رنج ها بیاسودے

در جهان غیر فقر گنجی نیست / غیر دنیات درد و رنجی نیست
باشد آسایش از خدا دوری / بر زده زان تمام مغروری

هستیت بر تو رنج و راحت کرد / ای تو نادان ترا جراحت کرد
راحت ست فقر و تو گریزانی / ز ابلهی نفع خود نمیدانی

در دل دل شکسته حق را جاست / از همه کائنات حق این خواست
در بلا با تو گر خدا باشد / دولت به از آن کجا باشد

دولتِ فقر دولتِ محمود / هست تا حق کرم عطا فرمود
فقر را مال از کمال آمد / مر غنی را غناش مال آمد

هست دنیا قلیل و دنیا دار / همچو سگ او فتاده در مردار
علم و توحید فقر را مایه / هر دو عالم برنده اش پایه

این غنا بے زوال ابد باشد / هر دم از حق بر او مدد باشد
حیف نبود که پیش دنیادار / داست دارد برای آن مردار

گر غنی پیش مفلسی رو کرد / زان غنا گشته است رویش زرد
مفلس است او مگو غنی او را / در دو عالم شمر دنی او را

بر زر و مال انتقالی هست / بر کمالش یقین زوالی هست
بر فقیران زوال از مالست / زانکه آن مال دشمن حالست

علم و فضل است بی زوال انجام / می طلب علم و فضل مے آرام
علم و فضلست معرفت از حق / واصل حق بدین صفت از حق

لازوالست فقر ازین راه / باشد الله مالِ اهل الله
هرکرا فقر پیش لذت بیش / فاقه و فقر زیورِ درویش

گر بدرویش صد بلا باشد / در دل او غم خدا باشد
این همه عیش و عشرتِ شادیست / هر دو عالم وصولش آزادیست

هست در فقر و فاقه حق در یاد / وانکه شد سیر ازین خدا افتاد
هرچه آمال گرد آغوش است / بعد از آن حق ترا فراموش است

هرزمان عشق تست تا اموال — حق زیادِ تو دور ازین احوال
دردمندان ز درد می نالند — اندران وقت صاحب حالند

هرزمان یا خدا همی گویند — بهرآن درد از و شفا جویند
هرکه محتاج هست و حاجت خواه — وقتِ حاجت بگفت یا الله

شد مقرب بحضرتِ او مرد — چونکه یادش بوقتِ حاجت کرد
احتیاجش وسیلهٔ او شد — کرد ازان بکسو شد

در بیانِ آنکه با یاد همه محنت و مشقت ها گنج است و با غفلت از حق همه راحت ها و گنج ها رنج است

بشنو از بایزید بسطامی — او درین شیوه است علامی

بامریدانِ خود براه افتاد — در رهش جانبی نگاه افتاد

دید در پیشِ شحنه دزدی بود — شحنه برسارقی زدن فرمود
گفت حکیمی که در شریعت هست — بهر تادیبِ دزد بکشاد دست

دزد را دره زد پی تهدید — دزد دو زخم درین جهان میدید
دزد از ضرب میکشید آه — گفت از درد توبه یا الله

بود الله گوی در فریاد — شیخ بشنید و حالتش رو داد
شحنه چون حال شیخ از انسان دید — از زدن دزد را دمی بخشید

داد فرمان که دست بردارند — ساعتی دزد را نیازارند
چونکه مرعیست خاطر ایشان — با همه دانشت پاس درویشان

دزد را چونکه داد فرصت دست — در زمان لب زیاد حق بربست
شیخ ایستاده بود مید بدآن — دیگر از درد هیچ نشنید آن

حالِ آن مقتدا ازین آشفت — کرد در وسخت و شحنه را گفت
من فقیرم بحکم من بر دزد — میزن از من دعای خیرت مزد

شحنه زد دزد و دزد گفت الله — شیخ ایستاده همچنان در راه
مستمع نام دوست را می شنود — زان سماعش روان همی آسود

دزد الله گوی و سامع شیخ — گشته برای سماع طامع شیخ
ساعتی ایستاده ماند آنجا — ماند الله گوی در ره پا

شیخ طوعاً بگفت ذکرها دزد — ذکر حق را بهر دو حالت مزد
وانکه طوعاً بگفت واصل شد — وعدلش در وصال حاصل شد

وانکه کرهاً بگفت مزدی یافت — او چو مزدور و مزد جو بشتافت
همچنان رفته رفته عاشق شد — ذکر را خاصیتست چنین لابد

عشق گردد دلیل مطلوبش — که مطلوب نیز مجذوبش
شد ازان حال وجد آن عارف — بود ازحال ذکر آن واقف

زان بتهدید دزد رخصت داد — دید ارشاد صاحبِ ارشاد
گفت نفسی که او در آزار است — او بذکر خدای در کار است

هرقدر دزد درد مند افزود — او بیاد خدای خواهد بود
هرکه یاد خدای خواهد کرد — هم خدا کرده یاد از آن مرد

یک مریدی ز شیخ دین پرسید — چون چنین شیوه از ایشان دید
گفت یا شیخ حیرتی دارم — بند و افسوس و وهم بگذارم

دزد را چون عذاب فرمودی — بر اسیران تو مهربان بودی
هیچ مهری نیامدت در دل — بایدم از تو حل این مشکل

من شنیدم که مصطفیٰ در حشر — چون شود پیش حق بیوم النشر
عاصیان را بود شفاعت خواه — از عذاب الیم راحت خواه

حق برو خلق را ببخشاید — در بسوی بهشت بکشاید
همچنان از مشایخ امت — هست بهر مرید ها رحمت

نایب مصطفیٰ درین راهی — باید بهر ما امان خواهی
پیشوایان که چونکه در ره اند — از بلا تا نجات می خواهند

دین و دنیا حمایت ایشان   باشد از بهر ما و فاکیشان
تا شد اندر عذاب او تاکید   دزد را شحنه کرد ازان تهدید
چون دل حضرتت نباشد نرم   نیست از عذاب ما آزرم
این زمان حیرتی بجان افزود   عاقبت حال ما چه خواهد بود
گفت بشنو جواب ای سایل   تا نماند کدورتت در دل
زود دست عذاب ازو برداشت   جانب پاس ما نظر بگماشت
چونکه دیدیم ما بجز خواهش   دزد را شد ما ازان کاهش
ما گدایان که در ته تقسیم   بهر ما این نافع الخلقیم
قرب حالی که با خدا باشد   جسم کو در غم و بلا باشد
ای پسر پاس نا بدل باشد   نی بپای جسم و آب و گل باشد
هست دار الغرور این دنیا   نیست آسایشی درین بر ما
ذکر حق روح را غذا باشد   غیر ازین اغذیه فنا باشد
باز جسمی که بوی آنسو یافت   او ز عشق و وداد او ره یافت
جسم او روح او بود فربه   او بگوید مرا ریاضت به
قند بر رنج او زیان دارد   اجتناب از غذاش جان دارد
شد تنک پوست چون قوی شد مغز   مغز خود را ازان قوی کن نغز
او غم و رنج دید آسایش   زانکه بیرون شد او ز آلایش
در پی زاد راه آنسو نیست   زان سبب مضطرب درین کو نیست
از درون دزد در نوا آمد   باز در ذکر با خدا آمد
جان اگر هست جامه بیاد است   جان جانان بجان ما یار است
جسم در رنج و در بلا بهتر   نفس ازان از خدا نتابد سر
از بلا جان و دل بحق مشغول   زانکه آسایشست در ره غول
حق نفس را مخالف باش   پس موافق بحق از آلی باش

رنج بر دزد را ... دیدند   محنت و رنج و ... بدا
شیخ را رحم ازان سخی آمد   در چنین وقت چون میباید
دزد را زحمت زدن دیدند   هیچ بر حال او نه بخشیدند
شیخ بر حرف او بخندیدند   بود نادان ازو برنجیدند
سایهٔ من چو بر سر او شد   شحنه از لطف باور او شد
سایهٔ ما نجات عالم شد   نام ما دافع همه غم شد
لیک دیدم که نفع او آن بود   کی توان خلق را بنقصان بود
از زدن دزد ذکر حق میکرد   در بلا جسم و دل شکر میخورد
هست اجر عظیم ذاکر را   در عذاب الیم ذاکر را
هر قدر جسم مضمحل گردد   فربه و خوب جان و دل گردد
نیک و بد جمله در عذاب استند   غافل اند از حق و بخواب استند
رنج جسم است بهر جان قوت   جان و دل کن قوی ازان قوت
محنت و رنج شد غذا او را   زانچه می کاست شد نوا او را
دارو تلخ می خورد بیمار   داند او زان شفاست آخر کار
جسم را رنج طاعت حق شد   هیچ رو خواب مرد ازان لایق
راحت نفس کی درین باشد   در غم و رنج مرد دین باشد
تا که در ما حیات دنیا است   راحت و رنج عاریت ما راست
آن زمان نفع او دران دیدم   بود بخشیدن آنچه بخشیدم
ای پسر گر نه لو از عامه   خوبی جان بخواه نی جامه
مرشدم کرد مت بحق ارشاد   تا درین عالمی ترا این یاد
فرصتش نیست زان سوی عصیان   باشدش با خدا درست ایمان
قرب حق در بلا و در رنج است   پیش دانا بسی به از گنج است
هر کرا حق ز خویش سازد دور   بخشدش مال ازان شود مغرور

او چو فرعون و او چو شداد است
حرف اینها بهر کسی یاد است

انبیا هیچ ره نیاسودند
تا که بودند در تعب بودند

هر که محتاج حق قریب او است
حق محب است و او حبیب او است

با هزار آرزو شوی فربه
پس بگوئی که پیه دیگر به

بود شبیر بی نزا با و پیوند
او بتلخی هم از تو خواهد کند

ترک کردن از و نجات آمد
ترک از و با خدا ثبات آمد

هر چه جز ذکر حق غذا داری
هم تو فانی هم آن فنا داری

گر بنام خدا شوی آکل
همچو خورشید باشدت آن دل

ذکر حق است نعمت دیگر
از خدا آن طلب که این بهتر

مر ترا همچو خود لقا بخشد
در لحد چون روی ضیا بخشد

از خدا نفس شان چو دنیا خواست
خواهش هر کس از خدا شد راست

اولیا نیز از رش آن دارند
در غم و رنج عمر از آن دارند

هست قصاب دایه دنیا
بخشدت پیه مایه دنیا

در پی آن طلب کند خوارت
چونکه فربه شوی کشد زارت

نیست در التفات کس قایم
میدهد رنج و درد ها دایم

زین بر بدی بحق به پیوستی
از همه محنت و غمان رستی

گر دو آخر عفونت و بدبوی
خود هم آخر از آن بتابی روی

باطنت پر ز جوهر اسرار
گر بیابی ازین بخور بسیار

نار در معده تو گردد نور
سازد از باطنت کسافت دور

پیشش آیند آن همه انفاس
همچو حوران بخدمتش در پاش

پیش روی تو جلوه گر کردند
تو پدر آن همه پسر کردند

یاد دارم بوقت مردن شیخ
دیده ام حال جان سپردن شیخ

قصه روز نزع حضرت ارشاد پناهی و دیدن ایشان واردات عنایت الٰهی شرح کردن بر مرید و نمودن برای مرید در اطاعت

پیش ازین گفتگوی در ده سال
گفت بر بنده آن بحق قوال

بر من از روی لطف می گفتند
گفت از راه من همی رفتند

اندر آن ساعت آن حبیب الله
کرد از حال خود مرا آگاه

گفت بر من که چشم خود بکشا
بر حقیقت راه دیدن ایندم وا

پیش از این حرف حجره خوشبو بود
فرش و دیوار و سقف مشک آمود

هیچ چیزی بچشم پیدا نیست
بوی پیدا و لیک بو پا نیست

گفت بر باصره بغیر ما کار
تا کند لطف حق ترا اظهار

ناگهان شد بچشم من پیدا
امردی چند در لقا زیبا

با جمال و لباس بس زیبا
بس مکلف بزیور و دیبا

جمع گشتند از شمار افزون
زان من و شیخ واله و مجنون

همچنان مست و واله و حیران
داشتم چشم اندر آن خوبان

این سخن ها که میکنم مرقوم
هست از ایشان که شد همه معلوم

چونکه شد وقت رحلت ایشان
بوده ام در نثار کف بر جان

بودش این بر من از ره تکریم
تا بود در سلوکم این تعلیم

تو که با ما برادر دینی
اندرین حجره هیچ می بینی

گفتم ای شیخ حجره خوشبو است
چشم من ز این طلب بهر سو است

می نه بینم که از چه بو است این
بر مشامم اندر از چه سو است این

او سخن گفت چشم بنهادم
هر طرف حق نگاه بگشادم

همچنان چند دختر خوش رو
اندر آن حجره آمد از هر سو

امردان ماهپای زار در سر
دختران نیز غرق در گوهر

حسن شان در کمال زیبائی
شد ز من طاقت و توانائی

در کف شان صراحی و جامی
همه گر برده خویش را نامی

در تغنی سرود گو بودند — تا بآن شیخ روبرو بودند
بهر خدمت نطاق بربسته — بند و در عشق شیخ وارسته
شیخ دین را طواف می کردند — جایش از گرد صاف میکردند
بوریائی که بود فرش انجا — اندر آن وقت گشته ناپیدا
فرش آن حجره مخمل واکسون — بود از مشک و عنبر آن مشحون
زان بتان فوج فوج می آیند — لیکن از سوی اوج می آیند
گشته از سقف آن همه پیدا — جان و دل در نگاه شان شیدا
آن بتان پیش شیخ دین بودند — در پرستش زجان رهین بودند
شیخ در روی شان تماشا داشت — شکر این موهبت خدا را داشت
من در آن حال از خودی بیخویش — جان و دل در فدای شان درپیش
گفت ازین حصه ترا دادیم — زانکه از خدمت تو ماشادیم
کرد در وی ز نام حق تعلیم — بر من و من بشغل آن تسلیم
هست تعلیم آخر نیت این — می کند مستقیم دینت این
اکمل الدین خطاب تو کردند — در طریق فتح باب تو کردند
ماه ها بود شیخ دین بیمار — ضعف در جسم و عضو ها بیکار
دست و پا ها همه توانائی — هر حواسش بکار دانائی
گفت بودند این همه انفاس — داشتم پاس شان ز هر وسواس
گشته مقبول حضرت او بیند — زاده الله از من و مرا جویند
آن عملها که از سر اخلاص — سر زد از ما و کرد رحمت خاص
در همه حال چون رفیق استند — اندرین وقت هم شفیق استند
در همه کار چون مرا یارند — در سفر همره و وفادارند
در مریدی که پیر را خشنود — کرده ام اجر آن مرا این بود
در تبسم شد و جا افروخت — بر مریدان ره کما آموخت

جمله مشتاق روی آن بیمار — کرده اخلاص و عاشقی اظهار
حسن آن ها ز حسن ها افزون — من شده بر جمال شان مفتون
چون فرشته بروی خوب بودند — پای تا سر چو مشک بو بودند
بود شب حجره روشن از آن نور — گشت تابنده سقف او چون نور
گشت تحقیق بوی آن خوش بود — تا از آن بو مشام می آسود
سقف آن خانه هم شده دیگر — تخته ها بس مکلل از گوهر
سقف نی طرف آسمانی بود — اوستاد ازل بهر زر اندود
از زبان عرب سخن گویان — از سخن شیخ را رضا جویان
بعد از آن سوی من نظر بگشاد — کرد بر حالتی عجب ارشاد
هرچه می گفت از زبان در دل — می شدی زان اثر از آن حاصل
جان ما از تو گشته است خشنود — همچنان بر تو نیز خواهد بود
گفت هر شب به ورد این می باش — مستقیم صراط در این باش
مر ترا حق بفضل خود در خواست — شد از امروز کار دینت راست
از ازل بود این ولیک امروز — شد بنام تو حکم ما فیروز
اندرین ساعتی که شد مذکور — داشت چون تندرست در رو نور
لطف و احسان شیخ چون دیدم — پس از آن واردات پرسیدم
هر نفس کامدی ز من بیرون — بود از ذکر نام حق مشحون
این همه ورد ها و اذکارند — در همه عمر انس من دارند
دارم امروز انتقال از حال — آمدند از برای استقبال
سن ابو الوقت وین همه وقتند — تا بمن مونس اندرین وقتند
هر قدم در سلوک بنهادم — در جزا حق چنین عطا دادم
اندرین حرف بود چیزی دید — از تماشای آن بسی بالید
آنچه مقصود داشت آنرا دید — شاد شد هر دو چشم را پوشید

همچنان چشم بسته آن واجد … شد بسوی خدای او ساجد
در رکوع و سجود اشارت داشت … شد نمازش تمام و سر برداشت

کرد هر سو سلام و باز آمد … با من اندر کلام باز آمد
گفت بنشین بمسند ارشاد … من ز حق خواستم خدا این داد

ذکر و فکرے که بود مادایم … و آنچه اسرار در تو بنهادیم
هست آن درج در دل و جانت … مبرسان هر که گشت مهمانت

طالبان را رہے خدا نمای … عقدهٔ راه از دعا بکشای
تا دم مرگ در ریاضت باش … هم نهان پاس شرع کن هم فاش

در ره فقر استقامت کن … در بلا ذو ولا اقامت کن
چند روز یکه بود در بستر … بود با من در این سخن یاور

چون ودیعت از جهان کردند … منزل خویش لامکان کردند
شد ز فریاد صوفیان غوغا … گشت آن حال نیز ناپیدا

عزت قبرشان چگویم من … حاصل از اوست آنچه جویم من
ذرهٔ خاک تربت ایشان … توتیا شد بچشم درویشان

پادشاهان به خاک شان محتاج … مانده بر پای قبر از سر تاج
مختصر را شفا از آن خاکست … خاک ایشان ز عرش هم پاکست

خلق بر خاک شان چو بستابند … حاجت خویش اندران یابند
بر سر تربت است ملک نثار … زانکه دیدند فیض از آن بسیار

این بود مرگ اولیاء الله … همت از خاک پاک ایشان خواه
ره به فقر و فنا چو سر کردند … سر در عالم به فخر بر کردند

اولیاء خدا شود در دین … هر که از صدق کرد فقر آئین
اضطرارے نه اختیار این کرد … خویش را پیر و مرشد دین کرد

جز خدا ترک کرده هر آمال … تا چنین جاه شان شد و اجلال
نفی کردند کار دنیا را … نفی کردند هم من و ما را

افضل الذکر نفی و اثبات است … غیر را نفی کن دگر ذات است
شد هوا و هوس درین ره غیر … ترک از بن کن که هست دیگر خیر

نفی میکن همین که ذات بس … نفی کردی و نفس را مے رس
نفی از غفلت است و وسواس است … غفلت از حق ز شیوهٔ ناس است

نفی مے کن بخواب و خورد در راه … تا ز اثبات حق شوی آگاه
نفی میکن ز راندن شهوت … نفی میکن ببازی و لهوت

نفی میکن ز خنده بسیار … خنده بگذار و کن بحق اذکار
هر کرا مرگ در کمین باشد … باید او را که او غمین باشد

کی گذارد نماز را از دست … وانکه را یاد روز مردن هست
هر کرا مرگ در کمین باشد … باید او را که او غمین باشد

سے کند نفی جز خدا هر کار … کارش اوراد باشد و اذکار
تا در آن وقت چون برآید جان … او سلامت برد بحق ایمان

شاد بودن نشان غفلت هست … هر کرا هوش هست به بد هست
نفی بر هرچه هست سوی براهم … میکن اثبات ذات حق دائم

هم تو مجبور هم تو مأموری … ای مقرب ببین ز حق دوری
نفی کن از دو دیدن اشیا … شد ز یک ذات آن همه پیدا

نفی کن زانچه ترس و همت هست … تا دهد حالتے سلامت دست
نفی کن از همه غم و شادی … تا زنی یک نفس به آزادی

چون ز هستی خود شدی ساده … از غم و ذکر گشتی آزاده
در دو دین درد نیست شادیهاست … ناخدا هر آن کرا در خواست

نفی کن آنچه نام آن دنیاست … نفی کن نیز هرچه در عقباست
جز خدا نفی دین و دنیا کن … از خود این هر دو دام را وا کن

واکند لا اله الا الله
هر نفس آن خداپرستی شد
نیستی بنده پس تو مزدوری
نفی کن نفی را تو در هر حال
نفی کن غیر دیدن هر رنگ
زین همه نفی نفی کن بر خویش
نفی کن هم نفی کردن تو
از ره خویش اگر گذاری گام
بر تجلی شوی ز جان عاشق
پس نهد بر تو امتحان در پیش
نفی تو میشود از آن اثبات
این چنین مرد را نشان اینست
هیچ وصلت بجان وای بودا
مست حق را اگر زنی شمشیر
تن از آن زخم ها شود مجروح
هر که مستغرق محبت اوست
دائم ذکر حق کند آن وقت
هر که از ذکر دوست لذت یافت
جان او معذب ز جسم خاک آمد
بعد از آن جسم تو چو جان باشد
گر شوی آشکارا همچو ل نور
او بذات خود است خود اثبات
آن فنا خوانندش بود اثبات

بر خدا غیر ازین دو ره وا
هست همین است از ترک هستی شد
از ره عاشقان بسی دوری
نفی نقص و کمال و هر احوال
نفی کن صلح و نفی کن در جنگ
بی خود این راه را بکن در پیش
تیغ لا را بدست بگیر تو
ره معشوق باشدت انجام
عشق چون بیندت در آن صادق
زان کند مستقیمت اندر کیش
در تو از تو کند تجلی ذات
نی کسی همچو او نه او چون کس
نیست جز مرد عشق را پیدا
ضاربش مرد و زنده ماند دید
زان جراحت نمی رسد در روح
او چو مغز است تن او را پوست
مرد حق نیست در میان آن وقت
لذت آن دم بخورد نفس نشناخت
جسم را چون گذاشت پاک آمد
جان تو جان هر چه جان باشد
نیست آن هم ز حالت تو دور
من نیم من نیم بود آن ذات
نیست ذوات را بجز او ذات

زانکه عقبا چو دایه شد بر مرد
اندرین راه طاعت است عصیان
عاشق از او رضای او در خواست
نفی می کن ز هر دم آزاری
غیر حق از رهی که سر داری
چون نباشی تو این همه گو باش
نیست آگاه را غم شادی
چون شود نفی تو تحقق اثبات
خویش را در دولت مکان سازد
امتحان تو در بلا باشد
تو را او هم ترا کند در نور
هر که را عشق حق بود در جان
عشق مرد سزای این کار است
زانکه او راست مایه ذوفنن
او بجان آفرین سپرد است جان
مست حق را اگر کسی بردار
مست حق آنکه مست نامش شد
آنچه هستیش بود لذت خورد
نفی کن جسم را اگر مردی
همچو جان جسم اگر نهان داری
بعد از آن جسم را فنا نبود
ای خوش آنکس که ذات خود داند
نام حق یاد کن در آتش رو

نفس و هستیش باز سر برکرد
از گنه راه با خدا نتوان
نفی کردن ز خویشتن او راست
چشم توحید بین اگر داری
هر قدم آفت و خطر داری
تو ز هستی خویش یکسو باش
نه ببیند ز خویش آگاهی
حق کند بر تو زان تجلی ذات
فی رغبت زان ازین دار بسازد
گر نه هستی ترا در آن باشد
زان شوی نفی و باش پس مسرور
دادن جان براه او آسان
جان بکف مست سود باز ازدا
او شده جان ز بند ها چون تن
دست بردن بجان او نتوان
او بجز ذکر حق ندارد کار
نام حق همچو نی بکامش شد
لذت آن جسم اوست او خود مرد
زیر عمل جسم را تو جان کرده
کو نهان کن که جای آن دارد
هیچ باقی بجز خدا نبود
خویش را هر زمان فنا خواه الله
او نه سوزد ترا تو از سر خویش شو

بود دانا از نام رنگ ابراهیم / شد در آتش بجان و دل تسلیم
آتش آتشم من از این راه / چون که هستیم از اصل خود آگاه
نام حق گفته که روی در آب / همچو موسی روان شوی بر آب
حوت شد قوت او و او سالم / او بحق حق دران از عالم
نام حق را به عشق حق میگو / تا نگهدارد تن سلامت او
میکنم در طلب دلت را جست / تا نباشد ز طاق جهد تو سست
دایه بسیار شیوه پیش آرد / تا ترا باز سوی خویش آرد
مے کند عشوه های آن پسیت / دل ازین مکر بر دار دست
چونکه تسخیر آن صور گشتی / زانچه حقست کور و کر گشتی
گر چه داد است دانه و آبت / هست انجام کار قصابت
بنده کی پیشه باش و ره کن پیش / هیچ جز حق مگیر ازین با خویش
می کن از دل بنام حق اذکار / او ترا پاس دارد از هر کار
بعد از آن ره باصل بنماید / هم ز خود راه خویش بگشاید
سیل از منت گل نه گردد بند / تا نگیرد باصل خود پیوند
ترک کن هم ز خوردن بسیار / شرم کن زان و هم فراهم دار
زان که حاصل بود ز کم خواری / هر دو عالم ترا سبک باری
دست کوته بر است از آزت / زانکه دارد زیاد حق بازت
در جهان آمدی چو از مادر / هیچ چیزی نداشتی در بر
بوده بر دو مشت پوشیده / رزق و روزی خویش نادیده
رمز یعنی که هست در دستم / آنچه فضل خدای داد دستم
شیر غذای نه شمرده تا پاک / مادرت شست از انکه گشتی پاک
آید بعد وقت تو مادر زاد / داده اسم یادت ار گذاری یاد
[illegible] تو چون بر خویش / شستن آن وجود داری بیش

بود عارف که هست حق با من / آتش از آن نگیرد دم دامن
هر که غافل ز حق بود آتش / هست بر کشتن دکار او سرکش
نام حق گفته نوبش اندر حوت / رفت و آن حوت کرد دار القوت
نام حق را بامتحان گفتن / بر خودت خود بلاست آشفتن
زین سخن ها که با تو دارم من / خار از پات می برآرم من
بیش تو دایه جلوه گر باشد / زان ترا رعشه در جگر باشد
آورد پیشت از صور بسیار / زان صورها شوی از اول زار
آن صورها ز سحر و ریب آمد / تا ترا سوی خویش بفریبد
چونکه گشتی بدام سحرش بند / خواهدت بر زمین دگر افکند
هیچ آسایشی بخود مپسند / در ره ذکر حق کمر بربند
چشم پوشیده به ز دیدن ها / گوش بربند از شنیدن ها
قطره را که نام او دریاست / که در رو بتو جای خود آراست
چشمه را که آب می جوشد / مشت خس جوش او چسان پوشد
کیمیا نیست گر بدست آید / خود بخود راه اصل بگشاید
آب صافست از آنست خاک آلود / کی توان دید چهره مقصود
دست کوته ز ظلم کردن کن / ظلم غیرت بظلم خویشتن
هر چه تو جمع می کنی از مال / دست حسرت ز رفتنش می مالی
او فتادی تو در زمین عریان / هم در آن دم شدی ز خود گریان
از بد و نیک بود در پشتت / جمله آمالی نیز در مشتت
هم ز خون نفاس جسمت بود / آمدی در جهان تو خون آلود
پر ز خون نفاس سر تا پای / بودی و شد نجس ز تو آن جای
پاکی تو در آن زمان جستند / آن نجاست ز جسم تو شستند
لای هستی بآب لا میشوی / پاک از آن سو بسوی الا پوی

هم نه بود است د[illegible]ت درهم — غافل از بخل و از سخاوت هم
گر بود نام حق ترا اذکار — او ز غفلت کند بخود بیدار
همچناں دست خاک صحرا باں — خواب بردت ز غفلت و نسیان
اندراں خواب مال و زر دیدی — عشق با آں خیال ورزیدی
همچناں فرش و صفه و ایوان — قالی و کبه ات برنگ ایوان
همچناں چند جاریه دیدی — غافل از مرگ عشق ورزیدی
همچناں چند فیل و چند اُشتر — دیدی و عشق آں ترا در سر
همچناں میش و گاو و شیر آور — چند سگ هم شکار را درخور
آنچه گویند تمام آں دنیا — داشتست آں خواب پیش تو پیدا
بود فرمان تو رواں در دهر — خاک پائے تو حاکم هر شهر
هم دراں خوب می شمردی سال — بود هشتاد با تو دریں حال
دیده هم جوانی و پیری — شاد گشتی ازاں جهانگیری
ناگهاں مرگ چشم تو پوشید — همدراں خواب از کفت دزدید
پس به زیر زمین شدی مدفون — زانچه آمال توازاں مفتون
نیز خشتی ز خاک بالینت — زاں همه حال حاصلت اینت
خواب را هست منعکس تعبیر — هست اکنوں ترا ازاں تعزیر
دوزخت زیں تاسف آں عالم — تو مخلد بمانده در غم
نفی دارد ز هر غمت آزاد — سازد اثبات خاطرت را شاد
گر دریں خواب عدل دادت هست — چوں رود خواب ره کشادت هست
اندکے پیش ازاں بیاں کردم — عزت ذکر حق عیاں کردم
چوں به بیند ازیں جهاں بوت — بے دهند آں جهاں ترا زوبیت
کیست خوب آنکه دل ز دنیا کند — گشت در عشق حق ابد خورسند
آں جمیلش خیال دیں بخشید — ایں چنیں دولت از محبت دید

آدمی در جهاں که هست ایں خواب — جهد کن هوش اندکے دریاب
ورنه در خواب غفلت است مرگت — رفتن آں سو نه زاد و نے برکت
بردت او از شعور و دانائی — از حیل ها غرور دنیائی
هم عمارات و باغ و هم اسباب — در عمارات از یک و ابواب
همچناں چندی از زن و فرزند — شد باں ها تعلق و پیوند
هم بچندی غلام خواندی تو — خوش دراں آرزوی ماندی تو
ز اسپ ها هم طویله کر کام — زیر ران تو و عناں را رام
همچناں بس قطار از اُشتر — بار ایشاں ز گوهر و زر پُر
دیده خویش را که هستم شاه — شاد ازاں تخت بودی و ز آں گاه
هم ز هر دو همے گرفتی باج — هم بسر داشتی مرصع تاج
همچناں ماه و روز و شب دیدی — همدراں عیش و هم تعب دیدی
برهمیں حال خوش نهادی دل — لیک از انجام کار خود غافل
کرد از حال خویش بیدارت — زانچه بودت نماند بازارت
رفت آں خواب تو ازاں از سر — در لحد خاک مر ترا بستر
آنچه دیدی بخواب شد نابود — حیرتت حسرتت ازاں افزود
تا ابد ماند حسرتت از آں — واں همه کل من علیها فان
نفی کن پیش ازاں که خواهی مُرد — تا تو حسرت ازاں نخواهی بُرد
چونکه کردی خدای را اثبات — محو نوری تو زیں عمل در آب
آنچه کردی ز ذکر با طاعت — پیش تو آید اندراں ساعت
هم دریں نشاء میشوی بیدار — آں جهاں میشود ترا دیدار
خوب کردار است خوبی پیش — پیشش آمد تمام خوبی خویش
غنی انیسش به جمله احوال است — او ز دارین فارغ البال است
هر کرا حق به عشق خود بنواخت — خود به قرب خودش مقرب ساخت

عبرت از غیر بهر خود بگرفت / باخدا ماند و جهان بشگفت
زان که او دید چیست انجامش / صحبتش شد ز راندن انجامش
ای خوشا حال آن که در دنیا / حرف ناخوانده است جز الا
اندرین یک مثل بیان دارم / عیب دنیا از آن عیان دارم
این مثل سید حسینی گفت / در دو سه بیت دُرِ معنی سُفت
من که این از کتاب او خواندم / اشک حسرت ز دیده افشاندم
آب در دوغ نه و بیهوده دم / عیب دنیا به خلق بنمودم
جز خدا هر که دانست دنیا دوست / این حکایت ز اهل دین بر اوست
این مثل از برای آن دارم / طالبان را به راه حق دارم
ساده لوحی که دل نباید داد / رفت ناموس و ننگ او بر باد
از چنین بی خبر تو عبرت گیر / سوی دنیا نظر کن از تحقیر
این مثل در کتابم ای دانا / هست دنیا و طالب دنیا
ترک لذات دنیی دون کن / گرنه تا حال کرده ای اکنون کن
ساده لوحی ز امردی خوشحال / هر طرف عاشقان برو دنبال

حکایت معلمی که ساده لوحی را انجوره داد مو الرد گنجشک فریفت و به کار زشت او را درخواست و آن ساده لوح رضا داده عاقبت پشیمان شد

دارم آن نقل بر خود از تصویب / تا به قاری دهد سخن ترغیب
بر سر کویش از گرفتاران / خون دل ها ز چشم خود باران
همجنس جاذب به جنس خود باشد / نیک را نیک و بد به بد باشد
جنس او ز عاشقان او بودند / غیر هم یک دمی نیاسودند
از خوشامد همه ثنا خوانش / پای بوسیده هم بدر بانش
پادشا هم خطاب او کرده / مانده اغراض خویش در پرده
او به خود شکر گوی کین دولت / دارم امروز با فر و دولت
طالبان هم از آن خوشامد گوی / ایستاده بخدمت اندر کوی
کین ولی نعمت داب و جد است / معطی است و عطاش بی حد است
بر درش ایستاده شاه هم گوی / کرده غیب از عقب ثنا در روی
هم تو شاهی و هم تو شهزاده / ما به حکمت رهین و افتاده
زین سخن او بخویش مالیده / عیب خود هیچ ره نه دیده
این نه گفتی که قطره آبم / این وجود است جود وهابم
او به آب منی که صورت داد / شد قد و قامتم از آن بنیاد
جلوه گر گشتم از ره انجاس / پس به طاعت چرا ندارم پاس
سر چرا از غرور افرازم / به که با مرگ پیش از آن سازم
جامه ها بس لطیف در بر داشت / تار آن حسن خویش در سر داشت
شد دل مغلسی گرفتارش / خواست تا حاصل آید آن کارش
چند امرود چند سیبش داد / بود بی عقل از آن فریبش داد
سیب و امرود طعم شیرین داشت / پاره خورد و پاره بگذاشت
بهر تحصیل هیچ درس آن شد / بود نادان و پیش نادان شد
دید معلم که نرم شد آهن / نرم تر سازدش ز دیگر فن
هر زمان پیش پیش دادش دل / کرد این ساده لوح را مایل
بلبلی رام کرده بنمودش / سوی آن مرغ رغبت افزودش
بلبلی نی که در زند کارش باز / مرغ صیدش نماند از پرواز
رشته در پای داشت در پرواز / می پریدی بلند گشتی باز
صید کردی هر آنچه معطی خواست / آمدی بهر او کارش راست
می نشستی به دست او آن مرغ / شد به آن طفل چون روا آن مرغ
طفل در بند مرغ گویا شد / تا بحدی که ناشکیبا شد
طفل چون مرغ باز را شد صید / گشت او زان هوس مراد را صید

زید مغلم که طفل دل را داد
طفل نے کر مکے بدام افتاد

چونکه کرد از فریب او در رام
خواست تا گیرد ازوی کام

بعد ازاں مرغ بر سرش افزود
تا دل و جان طفل را بربود

گشت راضی به کار آں زاہل
شد بہ پشتش سوار آں جاہل

تا که مے خواست کام خود را راند
آب شہوۃ درون او افشاند

عاقبت زاں ملال حالش شد
در کمال طلب زوالش شد

عاقبت

سیب و امرودش از بغل افتاد
گفت وا حسرتا و وا بیداد

سیب و امرود و مرغ رفت از دست
حاصلش زاں ہمہ ندامت ہست

زانچه بخشیده بود بادش برد
در لت و کوب کردش آخر خورد

ایں بود حال طالبِ دنیا
وای برکہ راغبِ دنیا

بالغاں را نه یافت ہرگز دست
پیشِ مرداں بصورت زن ہست

دشمن است ایں بجان و ایمانست
نفس ازاں غافلست و نادانست

مے ستاند ہر آنچه داد است
عاقبت زیرِ خاک بنہادت

سیب و امرود نے زر و مالست
بے خرد را ہمیشہ آمالست

گفت چوں مردنست ما را پیش
نیست زانہا که کس برد با خویش

گر بود خورد سال مرد است او
زاں که ایں عشوه ترک کرد است او

ساده لوحست و ہست اینش حال
حیف ازاں عمر او فراواں سال

گوید ایں وحشی است بر من دام
ہست ایں حسنِ من مرا ایں را دام

نیست رام تو ایں فریبنده
دارد ایں ہا به ریشِ تو خنده

ایں مرا برگ و ایں نوا باشد
ہیچ ازیں نیست ایں ہوا باشد

نیست برگ و نوا بلا یست ایں
گوشه عزلتی ازیں بگزیں

چوں شود رشته از میاں کنده
او رود بر ہوا تو شرمنده

گر پی طفل عشق مرغت چیست
برگ از بہر مرگ کن در زیست

ہست عمر ہون حکم ایں بر من
من بر او شوہرم مرا ایں زن

دل به امرود و سیب بودش بند
زاں مغلم نمی توانست کند

در زماں پیش او بروی افتاد
مرغ مغلم بدست او بنہاد

مرغ بگرفت محکم اندر دست
مغلم آلت به مقعدش پیوست

چوں ذکر در مغز گرفت اتمام
یافت زاں حیله کرده آں را رام

آں چناں سخت اندرو افشرد
مرغِ مقصود ہم بدستش مُرد

مرغِ مطلوب مرده گوں پاره
رفت بر سوی خانه بے چاره

حسرتے شد به ہمراہش
نیست مغلم کنوں ہوا خواہش

رفتنِ او به خانه قبر انگار
کاں بود پیش آدمی ناچار

کم نشیں ایمن از چنیں مختال
ہست او ساده لوح را دنبال

مے شماری تو مہربان او را
طالبِ روز و شب ازاں او را

آنچه در کار تست ازاں دور است
از فسونہای دہر معذور است

سیب و امرود او سم آلود است
زیں غلط آرزو ترا بود است

با خرد آخرش ازو دل دید
دامن خود ازو فراہم چید

آنچه بر ما به آں طرف یار است
با ریش کن که آں وفادار است

گر بود سال خورد و شد مایل
بست بر عشوه ہای دنیا دل

بلبلِ رام او بود اقبال
تا شود ساده لوح ازاں خوشحال

نیست اقبال اینست ادبارت
عاقبت بیں چه مے شود کارت

مے برد از ہوا ترا بالا
مے پزی خویش را دراں سودا

زاں ہوا بر زمینت خواہد برد
مہر گفته به کینت خواہد برد

زاں ہوا ایت نگوں کند در خاک
تا طفلی تو ازاں نداری باک

ترک امرود و سیب شیریں کن
سعی تحصیل دولتِ دیں کن

ہر گرا بیشتر بود گرمی
ہم بر [illegible] ہش بیشتری

اوکند جلوه ها به رعنائی　　خلق جمع آمدش تماشائی
تا بیابند بهر خود روزی　　پس خوشامد کنند و دلسوزی
رازق و خالق است به خلق الله　　راه این است و آن همه گمراه
چون که آن مرغ شد ز کف او را　　ماند بے بیخ و پوست دف او را
پس همه تف کنند رویش را　　تا بریزند آبرویش را
هیچ کس یاد تو نه خواهد کرد　　تو نهان زیر خاک با صد درد
مرغ باد دیگرے شده دمساز　　تو به اندوه و غصه از وی باز
کام نا داده مے کند زارت　　هم به عقبی اهے کند خوارت
بشنو از من که اندریں منزل　　آرزوئے کسے نه شد حاصل
ساده لوح آن که عقل دنیا داشت　　زر به مخزن ذخیره مے انباشت
هر چه دریافت کرد پس انداز　　لذت از پس گرفت نفسش باز
اہل حق مال و جان فدا دارند　　بهر خدا نا خدا بدست آرند
فقر بر مرد علامت دین است　　فخر بر فقر کردن از این است
در نیائی حیات از احلال　　مے نماند بدست کس زان مال
چون فتد او بروز کون دادن　　گیردش سیم و زر خود افتادن
عار و ننگ است ابتدا آن که مرد است او　　خود به لذات بس نکرد است او
آنچه دنیا و آنچه اموالش　　عاقبت هست منقلب حالش
پای تا سر عفونت و بدبوی　　رفتن پیش حق ندارد روی
پاک کن خویش را از آلایش　　تا شوی مستحق بخشایش
هست دنیا ز ننگ خود در ننگ　　با خودی از برای خود در جنگ
مے شناسند کیست دنیا دوست　　بعد از آن مکر و غدر با او ست
بهر امرود و سیب کون بدهد　　روی خود را به خاک می بنهد
آنچه دنیاست یک پشیزی نیست　　بشنو از من که هیچ چیزی نیست

مفلسے چند پیش این محتاج　　جمع آیند از پئے تاراج
داده یاد خدای را از دست　　نفس و دنیا از آن طرف ره بست
گر زمیں را به آسمان دوزی　　نیست روزی تو بجز روزی
نیست در هیچ محفلے در کار　　هر که بیند از و شود بیدار
برده در زیر خاک بگذارند　　هر همه سوی خانه رو آرند
پس نه اقبال جمله او ما راست　　زان که دنیا تمام غدار است
هم به آن دیگرے دغا بازد　　همچو او شرمسار مے سازد
حاصل از شادیش غم و درد است　　ترک این کرد هر که او مرد است
تا نظر مے کنی همه خام است　　مرگ در پیش راه نا کام است
این ز غفلت بے خرد هست این　　همچو ایں ساده لوح در آئین
نیک بنگر که کار مرد این نیست　　مخزن زر ذخیره دین نیست
مالک او هست و باید و مملوک　　باید آداب داشتن مسلوک
وانکه را مال و زر بود برگوی　　بعد مردن چه مے برد آن سوی
چون ز مرگ او فتاد و وا ازدن　　سیم و زر او فتد همه بیرون
نیست او را خبر ز لذت بیش　　تا چنیں کرده است عادت خویش
بیش عقبی است فکر آن سو کن　　از برای طلب به حق رو کن
یک دو سه روز گرچه بازار است　　بعد از آن همچو دزد بردار است
فرصتت هست و با خدا خو کن　　خویشتن را بشوی و خوشبو کن
آنچه دنیاست جمله افسوس است　　بند زنجیر ننگ و ناموس است
اہل حق راست در پرستاری　　نیست انجامش راه مکاری
آن که بالغ از و نشیند دور　　نیست راغب چو طفل بر عصفور
آن که دنیا و سجده از حق خواست　　بیست من در مثل برو دشت ره راست
هر که در بند آرزو باشد　　همچو ایں ساده لوح رسوا شد

در دلش حسرت و ندامت ماند
تا قیامت ز دیده اشک افشاند

گریهٔ او کنون ندارد سود
بیش ازین کاش حسرتش می بود

هر که دنیا بجست رسوا شد
عمر او صرف در تمنا شد

دل به دنیا ترا عبث بند است
خود تو انصاف ده که تا چند است

زنده گانیش را مداری نیست
هر چه در اوست اعتباری نیست

آنچه علیاست می گذارد او
هر کجا سفله می نوازد او

بو نه هر گذارش طلاست
تا ازان رنگ و جوهرش پیداست

اهل دین راست همچنان دنیا
هیچ گاهی نه ساخت این باما

هیچ علیا نه رغبت این کرد
این همه او را ازین سبب کین کرد

ساعتی بیش نیست صد سالش
هر که ترکش گرفت خوش حالست

این قلیل است میتوان دل کند
با دلیلی خدا بکن پیوند

ساعتی هست در عبادت کوش
جمله را نفی کن به طاعت کوش

در دلت تا هوای دنیا هست
آن هوا راه بنده از حق بست

بهر دنیا کسی که نشتابد
لذت ذکر حق کجا یابد

رزق و روزی بود فراوانش
لیک سیری ز حرص نی زانش

مال و اسباب گشت معبودت
غیر ازین هیچ نیست مقصودت

هر که دل کند ازین هدایت یافت
از کرم خلعت هدایت یافت

کندن دل ترا ازین دنیا
نیست بی مرشدان دین پیدا

ذکر حق عقدهٔ تو وا سازد
مر ترا محرم خدا سازد

ذکر کردن به نیت کندن
از هر آمال دور افکندن

تا دهد ذکر حق به قلبت نور
میشوی زان به فقرها مسرور

نفی اثبات نفی دنیا کرد
اشتیاق خدای برپا کرد

چون خدا در دل تو جا گیرد
آتش حرص دوزخت میرد

نام این هست افضل الاذکار
در همه عمر خویش کن این کار

تا دم مرگ شغل و کار این به
از همه شیوه روزگار این به

نور این نار را کشد در حین
گردد از پرتوش مزین دین

تلخی این به شربت انگبین است
آنچه گویند زندگی اینست

می گدازد ترا و می سازد
چون شدی صاف پرتو اندازد

نور او تیره کی کند دورت
هستت آن نور و این علی نورت

نور انفعال گریه در دل هست
بشنو از من که کار مشکل هست

نیست دل بلکه خانهٔ دیو است
پیشه اش مکر و حیله و ریو است

هر که دایم به ذکر بشتابد
نور افعال در دلش تابد

هر چه آن نور راه بنماید
آن طرف مرد راه بنماید

این محک هر کرا بدست افتاد
هست ناخوانده عالم و استاد

از کتاب ازل سبق خوان اوست
منبع فیض بحر العرفان اوست

تا ز دل حرف غیر حک دارد
بهر قلب و سره محک دارد

بی محک کس ز حق شناسا نیست
آن که داناست نیز دانا نیست

ذکر بخشد ترا صفائی قلب
قلب یابی ز زرد سیاهی قلب

تا ز هر قلب ازان بپرهیزی
جانب سره ها در آن روزی

گر سرهٔ قلب نو بود از ذکر
رو بدان جان نو سوئی حق فکر

فکر بند رهی نو بگشاید
نور مذکور جلوه بنماید

آنچه گفتیم گر کسی را هست
دولت بی زوال او را هست

فکر او سوی اصل ره یابد
زان رهت دل به عشق بشتابد

چشم پوشد به فکر و بیند خواب
گویدش کار ابست فتح الباب

این نه فکر است هست پیغامش
ملهم غیب کرده الهامش

این نه خوابست هست استغراق
بهر هر ذاکر ز دل مشتاق

او ز هر چیز دست بردارد   می‌شتابد بر آنچه سر دارد
از غموضی که عشق می‌خوانند   دایه و سحر او کجا ماند
راستان خواب راست می‌بینند   عاقبت تا کجاست می‌بینند
خواب شان خواب نیست بیدار است   از سرِ حد دران طلبگار است
در رهِ دلبری که دین دارد   یافتن را بخود یقین دارد
گفتمش وجد گر نه مجذوبیست   هرکجا عشق جاذب خوبیست
جنس را جنس جاذب از ایجاد   عادت الله اینچنین افتاد
در خلا و ملا بهم یارند   جذب و جنسی بهم گر دارند
همسفر را اگر نمی‌مانید   بعد ازان هیچ ره نمی‌خوانید
متحد از ازل بهم هستند   عاقبت هم بخویش پیوستند
همچنان آنچه خواست سیف بدید   حق به بیداریش همان بخشید
گرچه در راه رنجش آید پیش   بود در خواب خویش صادق کیش
آن همه ابتلا که میدید او   نامهٔ واثقی بپیچید او
واثق و راسخ او خدا را بود   پیشش انجام آشکارا بود
ماند اندر سلوک سالم او   شد به تعبیر خواب عالم او
تا بحدیکه بی کم و بی کاست   کرد تعبیرِ خوابِ هرکس راست
اول از خواب خویش ره وا کرد   ره به تعبیر خواب پیدا کرد
از دلِ خویش چون گره بگشود   زان دل احوال هرکسی نمود
وان یکی از دروغ خوابش گفت   همه دان راست این جوابش گفت
اهل حق را که امتحان کردی   جان و ایمانِ خود زیان کردی
آنچه گفتی به پیشت آن آمد   از دلت هرچه خواست بنماید
روز دیگر درست شد آن خواب   دید انجام مکرِ خود کذاب
کرد این راست آن دروغش را   دید کین فکرش از کجا برخاست
هرکه با راستان دروغ آید   جان و ایمانش بی فروغ آید
لیکن از خواب یوسف صدیق   داشت بر ذاتِ پاکِ حق تصدیق
گرچه شد سالها بره بسیار   دید آن خواب عاقبت بیدار
هرکه بیدار شد ندارد خواب   همچو بیدار خواب او دریاب
صادقان چون بره قدم دارند   صدق تخمیست وصل بردارند
شیخ این حرف با طالب گفت   خار و خاشاک از ره او رفت
این همین زاده چون یقینی بود   گوش بر حرف اهل دین بگشود
هرکه با شاد سخن شنو از پیر   پیر را هست دامن او گیر

در ارشاد استقامتِ مُرید بر سلوک این راه

هم درین گفتگو مثل در خوابست   تا نماید به نزد فهمش راست
گفت عشق است پیر در این راه   عشق حق را ز ذکر حق میخواه
عشق هرجا که محفل آراید   راه عاشق به وصل بگشاید
بر محبت نتیجه رویت شد   پُر میٔ عشق اگر سبویت شد
هست ذکر حبیب بر احباب   در طریقت مفتح الابواب
بشنو از قصهٔ زلیخا تُو   تا کنی ره باصل خود والو
او ز طفلی نهاد رو در راه   تا که شد پیر ره نه شد کوتاه
صورتی جلوه گر بخوابش شُد   از همان دیدن اضطرابش شد
از خورِ خواب باز ماند از آن   یک زمانی نه صبر شد اندر جان
کرد فضلِ خدایش از ایجاد   طینتش را بر عاشقی بنیاد
خواب خود را نداستی آغاز است   دید انجام و بزم از آن آراست
نی نصیحت در و گرفت از کس   نی خود آمد ازین طلب هم بس
تا بحدی درین بحد بشتافت   آنچه در خواب دید آن را یافت
خواب بیدار راست بیداری   گر حق از حق طلب همی داری

حق پرستی که خاطرش جمع است   در شبش آفتاب و هم شمع است
هرچه عشقش بخواب بنماید   بین آن را چو چشم بگشاید

یوسف او را کشیده است بر خویش   کرد از آن روی راه را در پیش
هست زانسو نهان ازین پیدا   راه از آن می‌کند به یک سودا

هست این هم کشنده آنسوی   تا ز کنعان به مصر آرد روی
او ز مغرب زمین به مصر آمد   تا که کارش به وصل انجامد

دوست گفت آنکه یک قدم در راه   سوی ما طالب است و ما آگاه
دو قدم سوی او شتاب آریم   قدر آن نیتش صواب آریم

دو قدم هر که در ره ما شد   ما دوان سوی او به ره لابد
این خبر در حدیث قدسی هست   بهر آن کو کمر در این ره بست

در مجاز آنکه ثابت اقدام است   آن مجازش حقیقت انجام است
بهر این قصه می‌کنم در پیش   تا بری پی ز راه حق بر خویش

بر زلیخا که عشق رویت داد   در طریق طلب بجد افتاد
جان او بر دپی که آخر کار   من ز مقصود خویش یابم بار

گفت با دایه خواب خود پنهان   دایه گفتش که هست این بهتان
خواب را هیچ اعتباری نیست   پیش عاقل از آن شماری نیست

هرچه خواب است یا خیال آمد   آن بدست آمدن محال آمد
بر محالی چه بایدت دل بست   که به بندی نیایدت در دست

کار دیو است آنکه اندر خواب   رو نماید به خلق با صد آب
تا فریبد بخویشتن زالیش [?]   پر کند از جنون و سودا لیش

اینست دنیا که ره زد او را   که در ای از یقین تباه او را
گرچه زین حرف بد ظنش بدرد   لیک نگذاشت ره بحرفش درد

عشق بر حرف کس ندارد گوش   در جواب است ناصحان خاموش
چون زلیخا از و چنین بشنید   گفت رو پیش دو باره نتوان دید

از ره دوست می‌زند راهم   من چنین دایه رخ نمی‌خواهم
شد یقین نیست در طریقم دوست   دشمن این را شمر نه گویم دوست

گفت یار است کج نباید پیش   راستی راست جنس خود در پیش
من که از راستی طلب گارم   چشم در راه راستان دارم

از دو سو راستی بهم شد یار   راستی جهد من بیاید بار
بعد از آن رو بخود از و بر تافت   در ره عاشقی بجد بشتافت

هیچ با دایه مشورت زان کار   می نکردی که هست این پرکار
شرط راه است سالکی این را   دست از آمال دنیوی کوتاه

هیچ با او بره نیامیزد   در ره حق ز دایه بگریزد
کرد چندان در آن طلب گاری   دید آن خواب را به بیداری

هست در جد نتیجه در یابی   بهر تحصیل اگر تو بشتابی
آنچه در علم تست ای عالم   گر بمانی در آن عمل سالم

عاقبت آن نتر الیقین گردد   آن یقینت بحق قریب گردد
گر طلب زین ستیزه آموزی   علم خود را یقین برافروزی

عشق یوسف درون جانش بود   غیر از و زشت این جهانش بود
مهر دایه بشست از جانش   عشق از آب چشم گریانش

هرچه زو داشت از خرد دنیا   پیش چشمش نمود نازیبا
شد زر و نقره پیش چشمش سنگ   دید بر عشق یوسف آن را ننگ

از پدر شد جدا هم از مادر   جز خیالش نیافت کس باور
گفت جز دوست هرچه دارم دوست   از ره دوست سد راهم اوست

لعل و در سنگ دیده اش بنمود   گر دانرا ز راه خود بدر رود [?]
گفت بازیچه بهر اطفال است   بالغان را به عیب این [illegible]

هم ازاں زال ماکر و ساحره
مے نداد ش به وصل یوسف راه
مستمع یافتش ازاں بر خویش
تا که از دایه اش جدا سازد
ورنه ایں قصه الیست در بینه
در کتاب احسن القصص بینست
سالکے کو درست کیش آمد
عشق را غم انیس در راه است
اندک اندک ز دایه رو می تافت
لیک بر ابلهان کور اشد
مرشداں حرف از خدا دارند
گفته شیخ را ز دل مسموع
هر کجا شیخ دیں زباں بکشاد
شد نهاد و کمال بار آورد
غایب و حاضر هر دو بجا جمع
لیک حاضر نه آنکه غایب هست
سوی آنکه همیشه رای او را
غیر ازیں گر ازیں سخن باشد
دایه از سحر کرده تسخیرش
در یکے حرف او هزاراں راز
اهل معنی که لذتش یابند
با هوش را در آں بنهند
وانکه خود پیش شیخ و دل جائے

غایب از راست بر کجی حاضر
بود از بهر خویش وصلت خواه
کرد ایں قصه را مثل در پیش
شامل رحمت خدا سازد
آنچه مقصود ماست در ایں نه
عبرت ایں بر اکابر دین است
رنج ها در رهش که پیش آمد
دوست دارد غم آنکه آگاه است
درد باطن ازاں شفا می یافت
دوستدار نامهر آں لابد
مرشداں را بحق طلب دارند
از هوا ها حواس را ممنوع
طالب از صادق گوش دل بنهاد
هم به محتاج داد و هم خود برد
شیخ دیں صوفیان بهر سو شمع
غایب اندر خیال خود سرمست
نیست در بزم شاه جای او را
او نه لایق در انجمن باشد
گوش نے بهر نصیحت پیرش
کرده زاں حرف راه حق را ساز
از همه سوی روی بر تابند
آں چو جانست و جان بجاں بنهند
گشته پر از خیال و سودائے

زانکه از راست مضمحل می شد
چوں سخن شیخ گفته از دایه
طفل افسانه دوست میدارد
قصه نے دارد نے خدائی بود
گر تو ایں قصه را کنی استاد
قدرت خود خدا کند اظهار
ثابت اندر طلب قدم دارد
شیخ چوں احسن القصص میخواند
جز خدا جمله رنج و اندوه است
اهل دوزخ درون دوزخ خوار
حرف ایشاں کنایه در امر است
ده حواسش بحرف او حاضر
آں سخن در درون او جا کرد
بر کلامش یکے مخاطب بود
غایب انجا و لیک دل جائے
هوش او گوش او از بنهاد که
عاشق شاه چشم بر شاه است
او چه داند که ایں چه میگوید
شیخ داناست از همه دلها
لیک باید که طالب اسرار
فکر دیگر بجان ایشان نے
جان جاناں شوند آخر کار
بشنود او نصیحتی از پیر

با کجی سازد او آں لابد
گشت طفل سعید را مایه
در سمع هیچ سوش نگذارد
باطنش را ازاں همے آمود
مے کند در سلوک تو ارشاد
اندر ایں قصه بر اولو الابصار
کی ز غم عشق باز غم دارد
طفل گوش از یقین درو می ماند
یک پری صد برابر کوه است
گشته با همه گر نگارش نار
نیز ایمای شاں درین امر است
همچناں شیخ هم درو ناظر
بیخ شد شاخ و برگ پیدا کرد
هر که بشنید عقده اش بکشود
چشم کور از خیال و سودائے
اوست عبد البطون بفر باخر
شاه با او موا صلت خواهست
داند آنسو که جانش می پوید
هم دلیلست بر منازلها
گوش دارد بسوی آں گفتار
بلکه جز عشق در جسد جاں نے
راه بینست گرم رو رهوار
نیست دیوار و در نصیحت گیر

بلکه آن نصح در جماد افتاد
هم در انجا نتیجه خود داد

سنگ را لعل می کند خورشید
هست لعلی او دگر جا دید

لیک جائیکه خو غضب کرد است
نصح مرشد در و ندارد دست

نیک و بد را به نصح در کار است
بشنود آن که را خدا یار است

از ازل یافت است او توفیق
از دل و جان است طالب تحقیق

نوح چندان بگفت با کنعان
نیست در وی اثر پدید از جان

نصح گفت آن خلیل بر نمرود
هیچ او را گره ز دل نه کشود

چند موسیٰ بگفت بر فرعون
بر شنیدن خدا نکردش عون

مصطفیٰ ؐ چند گفت بر بوجهل
آن سخن را نه بوده است او اهل

قسوة در درون جانش بود
هر چه گفتند بر عکس آن بنمود

بود ششش سنگ در کف بوجهل
آن در اقرار و منکر این نااهل

هر دو عالم مقر که پیغمبر
مصطفیٰ ؐ او از انبیا بهتر

رهبر طالبان حق بر حق
خاتم انبیاست این مطلق

سنگ را حق نمود ره بر خویش
تا مقر شد به مصطفیٰ ؐ در پیش

لیک مغضوب حق ندارد راه
تا کند سر به رسول الله ؐ

گفت هم نصح بر ابو طالب
خوی جبلی او بر او غالب

گفت حق هادی و مضل هستم
کس نبرد این زمام از دستم

لا شریکم بکار خود اتمام
کردم آغاز و می کنم انجام

لیک باید تو بر کس و ناکس
کردن نصح را نمانی پس

نصح گو هم نهان و هم پیدا
اندرین بر تو ایم آخر ما

اجر آن را ز فضل من جویند
بر بد و نیک نصح را گویند

وان که نیک است نصح حق او راست
وانکه بد او دروغ داند راست

از ازل او ذلیل این را هست
گشته مغضوب او من الله است

شیخ سالک به نیک و بد در ساخت
ضو چو خورشید هر طرف انداخت

شیخ الاسلام مولوی در روم
کرد ازین رمز اندکی معلوم

من بهر جمعی همی نالم
جفت خوش حال و جفت بد حالم

لیک خوش حال کسب حالم کرد
گوش دل مستمع به قالم کرد

در پی کسب نور شی بشتافت
هر کسی قدر جوهر خود یافت

نور هر جا که دید استعداد
آن قدر در نهاد او افتاد

وانکه خفاش بود و پنهان شد
عمر او صرف غبن و نقصان شد

تا ابد او ز نور شد محروم
ماند اسرار ها از و مکتوم

همچنان هر که گوش سامع داشت
نصح بشنید و فیض آن بر داشت

خویش را این فنای حرفش کرد
حرف این را ها بطرفش کرد

نور او در دلش سرایت کرد
خویش را هادی هدایت کرد

ابن قحافه از ره توفیق
کرد بر مصطفیٰ ؐ ز جان تصدیق

تا ابد پیشوای دین است او
مطلع نیر یقین است او

همچو آئینه صاف شد در پیش
مصطفیٰ ؐ را کشید از خود خویش

گفت پیغمبر خدا اسرار
آنچه داد است حضرت دادار

بر ابو بکر آن همه دادم
راه بر نور ذات بکشادم

آنچه در سینه نیست از علم
من در آن سینه ریختم از حلم

شد عتیق دو عالم از توفیق
کردش از صدق دین خدا تصدیق

اوست خیر البشر پس از رسل
بهر امت خلیفه اول

شرح علم و یقین همیکرد او
بود وارد ز حرف بر در او

غافل یافتن شیخی مریدان خود را در سمع کلام خود و تادیب کردن آنها

بود ورنی یکی بزرگ آئین
محفل آرای طالبان در دین

شرح ذات و صفات حق میکرد
زان بر او راه به خدا می کرد

لیکن آن روز مجمع زاهل
جمع بودند اندران محفل
باطن شیخ عارف آن بود
پیک ستارش به کس ننمود

کرد حمد و ثنای حق مذکور
می فشاندند از زبان بهر سو نور
از مقام و منازل هر کس
شرح کردی چو دیدی اندر کس

دید از راه باطن آن رهبر
کس براه خدا ندارد سر
گوش در بزم و هوش شان جائی
در تخیل نهفته سودائی

رفته از دست شان دل غافل
بهر تحصیل مطلب آفل
کرده بیهوده باده پیمائی
جان و شان غرق ناشکیبائی

رو برو چون جماد برسر شد
بر هوا و هوس شده در جور
گوش از راه دل شده بسته
چشم ها وا به خواب پیوسته

چون پری دست باد افتاده
باد دورش فکنده از جاده
همچو خس نی وقار و نی غم گین
کفر شان نی و دست هم نی دین

رای ایشان بحق موافق نی
باطن شان بجز منافق نی
مستمع کس نه به کلام اورا
تا که شد آن سخن تمام اورا

در هوا و هوس شده مقهور
رو برو شیخ را ولی بس دور
چشم وا کرده روی او دیده
از میان نفس هوش دزدیده

در پی آنچه رفته دل از دست
هیچ در دست نی و ناحق مست
شد از ان حال شیخ را تبدیل
کرد از مهر روی بر قندیل

گفت بشنو که بر تو می گویم
آنچه ایں وقت آمده بویم
گر جهادی بسوی من کن گوش
تا چو انسان ترا بخشم هوش

نی سخن آتشی در او افروخت
تا که قندیل از ان حرارت سوخت
آتش دل دران سرایت کرد
زان دل غافلان فزون تر سرد

در جهاد آن اثر در انسان نی
نطق انسان به فهم حیوان نی
چون دل آدمی پریشان شد
صورتش آدمیت حیوان شد

دل پریشان است طالب دنیا
زانکه بیهوده می پزد سودا
هر که زین کند صاحب دل شد
آنچه جمعیت است حاصل شد

شیخ قندیل را حرارت کرد
روی بر تافت زان همه بیدرد
آن همه شرمسار از آن احوال
شیخ ز اسرار عشق مالامال

پرسیدن شاهزادهٔ سعید از پیر که مریدان شیخ را در وقت کلام شیخ چرا غافل شدند و حرف شیخ نشنیدند

ایں حرارت بجان طالب شد
سایل از شیخ در مطالب شد

گفت برگوی راست ای نایب
آن همه پیش روی و دل غایب

از چه ره شد کنون گره بگشای
راه باز آمدن مرا بنمای
گفت آن دایه که گفتم دون
کرده اندر روان شان افسون

زان فسون شد خیال شان فاسد
زانکه باراست آن کج ضد
کرد دل را بیک خیالی بست
گوش را آن خیال از انسو بست

دایه کی هست محرم ایں راز
از فسون داردت ز مقصد باز
دایه مایل کند ترا بر خویش
صد هزاران بلایت آرد پیش

دانه تا کشتن است ترا دشمن
کاهدت جان و پرورد ایں تن
ایں تن است غایت از ین بگذر
در ره جان و دل بکن ره سر

ایں تبه کار هر کرا پرورد
عاقبت کشتنش تباهی کرد
در ره دوست سد راه است ایں
دور ازین شو درانز دو اندیش

گر دل خود ز دایه کردی سرد
در طریق خدای باشی مرد
دایه و دایه کر برانداز ی
با همه بر عشق دوست در سازی

تا به کی شیر خوارهٔ خواهی بود
نور خورد دایه را بکن بدرود
بعد ازان شود ذکر دوست در گوشت
دایه و دایه زان فراموشت

لذتش نه ز سر ابتدائی　　زانکه این باقیست و آن فانی
گر بود عقل با خرد با مرد　　او به مادر زنان نخواهد کرد
پس روی چون حرون مکن در پیش　　باز رفتی به فرج مادر خویش
باز اگر رو به سوی تو آرد　　همتت پشت پا بر او دارد
شرع کردست منع از این شربت　　کن غذا ز نصح حجت پیرت
از دلش بیخ او برون آرد　　هیچ مهرت به دایه نگذارد
نی در او دایه ماند نی دایه　　نی در او شخص ماند و نی سایه
می‌کند عشق نفی هر اشیا　　او نه جز دوست خواستست مأوا
در ره دوست کن فدا مالت　　چون زلیخا که آنست اقبالت
زنده و مرده در تمنا باش　　هم نهانی خدا بخواه هم فاش
هر چه جز اوست آن فنا دارد　　عاشقی کس جز او چرا خواهد
او به عشق مجاز از اینسان کرد　　بر تو راه حقیقت آسان کرد
گر به تدبیر دایه کردی کار　　بر نمی‌آمدش وصال از یار
گر نمی‌بود صادق اندر راه　　می‌شدی نا امید از آن درگاه
دایه دیدش در عشق یکرو شد　　هم در آن سوی تابع او شد
هر که در راه گرم رفتار است　　کار او فتح و قطع هر بار است
ورنه در حرص مسکنت می‌بود　　ماند در چار میخ سما مسدود
قرب تقریب هست بالاتر　　شد همه دوست نیست کس دیگر
لعل و یاقوت در بها دادش　　آن نه هیچ و شمار اندادادش
گر شدی ساعتی ز چشمش دور　　زان به بینائیش نماندی نور
هر زمان بود یاد آن نامش　　می‌شد از ذکر شکرین کامش
هستی این شدی درو نابود　　این فنا بود دوست پیدا بود
چون شدی از جدائیش دل ریش　　داشتی آن خیال را با خویش

بالغان را حرام شد این شیر　　شیر تا هست هر چه گوید پیر
می نخواهد گرد در آغوشش　　گر لب سر باشد اندکی هوشش
پیش رو رو بسوی عقبا کن　　پشت بر سوی زال دنیا کن
زانکه آن سوی لذتست ابدا　　پیش لذات آنست این مردار
عیب این دایه زان نمودست او　　تا که از عشق او بتابد رو
چونکه شد عشق بر زلیخا زور　　در سر او فکند چندان شور
آن قدر عشق دوست پیدا کرد　　غیر از او و از همه تبرا کرد
نفی عاشق چو عشق ثابت کرد　　گشت جز دوست مهر دایه مبرا
چون نماند بدست از آنت　　بعد از آن کن فدا به ره جانت
نیک بین حی لایموت است او　　زنده گی ابد از عشقش جو
چون زلیخا ز دایه دست افشاند　　هر چه جز دوست بود از خود راند
تا از و شیوه را بیاموزی　　هر چه جز دوست آن همه سوزی
اولش گفته هست نحو البش را ست　　دور افکند نفس زنده میخواست
کرد از ناصحان ره پدرود　　اندرین راه عشق بارش بود
او گریزان و این شد آویزان　　آنچه آو بخت هم فرو ریزان
سوزن سد راه عیسی شد　　هم در آن راه مانده شد لابد
اندرین ره کسی که تجرید است　　او به منزل رسیده حق دیده است
قطع اموال خود زلیخا کرد　　از همه دوست را تمنا کرد
ورنه آزاد حق نه شد بنده　　خواجگی راست شاه و زیبنده
داشتی ذکر نام او در پیش　　می‌نمود از آن تسلی خویش
نام او چون بکام بگرفتی　　نور او در مشام بگرفتی
زان شدی خوش از آن مجروحش　　زین تن مرده بود آن روحش
هر چه موجود در نظر بودش　　در تصور به یوسف افزودش

نام هر چه که نام یوسف کرد
هم ز خود هم ز غیر یوسف دید
تا ز هستی خویش یکسو ماند
نام یوسف ازان شنیدی او
اندر آن وقت گرسنش خواندے
دیده از دید غیر بر پوشید
ساخت این خانه را ازان بر پا
تا نه باشد از وجد جائے
همچو عشق مجاز ورزید او
او به عشق مقیدی مطلق
هر نفس وصل دوست دارد او
در چنین جا به راه حق کوشید
همچنین حسن آدمی ز ایجاد
از هر اشیاست در تماشا او
هر که بر هر چه عاشق است ای دوست
از زلیخا هنوز مے گویم
گر نه سوئے نشان او دیدے
نام یوسف به تشنگی آبش
چون گرسنه شدے گرفتے نام
جمله لذات تلخ در کامش
تا جز آن نام در زبان نبود
می توانست از درد دیدن
نفی کردن ز غیر این معنی است

کرد از آن آتش دل خود سرد
هستی خویش و غیر را برید
هستی این به هستی او ماند
لذت خوش در آن چشیدی او
از شنیدن چو کر فرو ماندے
شش جهت جلوه جمالش دید
تا نیفتد نگاه او بیجا
عشق بنمودش این چنین راهے
آنچه می خواست عاقبت دید او
شد به مقصود خویشتن ملحق
می بدید هر دم بدم تجلی او
تا شراب لقای حق نوشید
مظهر حسن خود در عالم داد
دیده است در همه تجلی او
آنکست معبود او خدا لیکن اوست
در مجازش به بین چه می جویم
چشم از آن سو ز قهر پوشیدے
بود از آن دم که دید در خوابش
جوع کردے بجز طعام آرام
بودے ذکر آن چنان نامش
راحتی نیز از آن بجان نبود
ور نه بایست چشم پوشیدن
زانکه جز دوست جمله لا یعنی است

گاه لعبت به پیش رو بنشاند
جسم خود را ز نام او پر کرد
گشته رگهای جسم او ساری
چون شدی آن سماع در گوشش
ساخت از عشق خانه بر پا
زان به هر سو که چشم خود وا کرد
جفت تصویر او ز خود تصویر
گرچه در اتحاد یک بودند
آن قدر جاه که کرد در تحصیل
هر که در عشق مطلق افتاد است
تا بعشق خدا چنین باشد
چون مجازش پل حقیقت شد
عاشق و عارفش همے بینند
عاشقی را به بین چه بازار است
حال آن خوش که حق همے جوید
هر طرف چشم خویش بکشادے
منتهی هم بخواب و هم بیدار
خواب و خور گشته بد فراموشش
ز غلبش عشق آن طرف افزود
هر چه اشیا به پیش رو میداشت
ذکر نام خدا بکن بسیار
دیده کان روئے او نخواهد دید
زان سبب هر چه زیر چشمش بود

نام آنها بنام یوسف خواند
خویش را از وجود خود سر کرد
زان ز هر سو صدا او داری
می بریدے ز سر دمی هوشش
کرد تصویر یوسفش هر جا
صورت دوست را تماشا کرد
کرد با اتحاد ها تحریر
سایه و شخص شد دو بنمودند
کردم از بهر طالبان تاویل
او بدارین از عاشقی شاد است
زانکه طلب قرب حق قرین باشد
رفتن اینسان بما شریعت شد
گل ز گلزار وحدتش چیدند
هر طرف حسن و جلوه یار است
حق به پیشش ز هر طرف رو دید
دیده بر روی یوسف افتادے
داشت از عشق و عاشقی بازار
بوده است یوسف اندر آغوشش
در روانش ز شوق لذت بود
نام آن جمله نام او بگذاشت
تا که مذکور کردے از اذکار
کور بودن بود بهش زان دید
نام معشوق هم بران افزود

چشم را روز سوی او میداشت شب خیالش بسینه می انباشت
گاه می شد بدیدن تصویر داشتی انتعاش ازان تحریر
گاه در دل تصورش کردی ظن یوسف ازان بخود بردی
تا بحدیکه یک وجودش شد دوست زان جسم خود شهودش شد
اتحادش پدید کرد آثار آن نه یکبار شد هزاران بار
گر تو ذاکر بنفی و اثباتی نفی کردی ز خویشتن پس ذاتی
لیک ازینسان ز غیر دل بردار تا نشود در تو هم پدید آثار
بشنو اکنون چه میکند آن زن عشق سر می زند ز هر روزن
اندران خانه که آتش هست دود او همچو شعله سرکش هست
هیچ ره نیست راه کوشیدن ناتوان دود شعله پوشیدن
هر کسی داشت عشق پوشیده هم نهانی به راه کوشیده
عاقبت شد ز پرده ها بیرون از ره چشم اشک و از دل خون
آخر آثار خویش پیدا کرد آن نهان را به کوچه رسوا کرد
آن قدر جلوه های خود دادند در زبانهای مردم افتادند
همچنان کرد کار عاشق دوست کرد مشهور هر که عاشق اوست
شهرت حسن خود از آنها داد ای خوشا حال عشق مادرزاد
هم ز اخوان سرش بلند فراشت هم بنزد خودش معزز داشت
کرد ازین گونه حالیا مشهور زان یکی بایزید و آن منصور
آن یکی گفت انا سبحانی وان دگر در انا الحق خوانی
زان یکی کار صد هزاران شد زان هزاران یکی هزاران شد
از یکی دانه خوشه ها بر داد بهر خلق جهان ازان شد زاد
کرد از اتحاد خود مظهر شد ز اعجاز انبیا اشهر
هر کرامت ز اولیا سر زد اتحاد است آن کزان بر زد
هر که فانیست فعلش ای آگاه نیست از وی شمار فعل الله
آفریننده اوست نی دیگر هر چه از فعل ما و تو سر زد
وانکه هستیت اضطرارش هست او بدان کارها ندارد دست
حق درون نیز آفرید افعال این نه آنست اینست دیگر حال
هر درختی ثمر جدا دارد گرچه از خواهش خدا دارد
هست را نیست راه و الله او ز الله هست حاجت خواه
دایه خویش خواهد از الله زین سبب بس مخطر آمد راه
نیست مخلص تو مدعی خوانش ای تو انسان مدان ز انسانش
روز و شب در طلب فنا میخواه بعد ازان خطوتین شمار این راه
از زلیخا کنون کنم تحریر آنچه گفتم بر آن شود تفسیر
عاشقی فرط عشق می خواهد ورنه عاشق ز نفس خود کاهد

باز داشتن دنیا طالب حق را از راه حق و خواستن حق را بمراد خود
نه کمال آن بود که خود را به مراد حق بگذارد

عشق بالنفس گر در او بر زد عاشقی آب روی خود بریزد
عشق بالنفس را علامت چیست وان که این عشق دانست بنگر کیست
بر زلیخا که نفس بر آشفت دایه درس وصال او می گفت
ساخت او هفت خانه بر در بر صورت فاحشه در آن تصویر
نفس بی حیله کی بود در راه بر حق از شر او امان میخواه
هم بدایان خود بگفت آن زن بد دلش استاد دایه در هر فن
عرض دارید پیش یوسف روی هم شویدش به مکرها دل جوی
بر شما گر شود به وصلت کام من بجای شما بگیرم کام
هر چه می کرد دایه ارشادش دست ازان وصل او نمیدادش
نفس و دایه بهم بر آشفتند هر زمان پندهاش می گفتند

زین همه حیله‌ها چو در بگشاد | پند دیگر به زجر یوسف داد
چون زلیخا ز دایه این بشنید | راحت نفس خود در آن ره دید
عشق بند رضای معشوقست | هر چه دارد برای معشوقست
اینکه با نفس بود شد در شور | کرد از بهر خود به جانان زور
خواستن دوست را به خود هستی است | این نه معراج همت این پستی است
هر که در راه عشق باشد خام | دایه او ز دوست باشد کام
وانکه عاشق به کام خود باشد | آدمی نیست دام و دد باشد
نفس تا یار مطلب خود هست | راه بر عاشقی نه دادش دست
دایه چو خلق را برنجاند | تا از و کام خویش را راند
نیست نیک آنکه هست بر کامش | هست خود خام دشمن و خامش
هر که ز اینگونه پای در ره ماند | نام او عشق خاص مفسد خواند
از چنین نفس زود نفرت گیر | بر تو در راه این غل و زنجیر
نفی بر هیچ حال باید کرد | تا شود مرد در طریقت مرد
عشق بی نفس را همین رویست | او نه از دوست آرزو جویست
گر دهد کام باشد این یارش | ورنه شد دشمن و جفا کارش
می کنم خدمت و نه یابم داد | دارم از دوستیش صد فریاد
مدح او گر به ره بره گوید | قدح او نیز کو به کو گوید
مدعی هست نیست مخلص او | در ره عشق نیست او را رو
بعد از آن راحت است و آسایش | نیست در بند جود و بخشایش
نفس اماره می نیاید بار | اوست از بهر مطلب خود یار
شد زلیخا ز پرده در فریاد | گفت دستت ز ضرب کو نه باد
آن زننده درین تعجب کرد | زخم بر یوسف است او را درد
ضرب بر شانگاه یوسف بود | روح از آن اتحاد خود بنمود

میزنیش دره تا شود رامت | حاصل از وی از آن بود کامت
زجر او بهر کام خود در خواست | این نه در عشق و عاشقی شد راست
نیست او تا رضای خود جوید | او به تسلیم دوست می پوید
دوست را در مراد خود در خواست | این نیامد به عاشقی هم راست
دوست را بهر خویش می خواهد | زان سبب او ز هجر می کاهد
پخته را کام دوست کام آمد | عشق بر حال او تمام آمد
آنچه باشد مراد نفس ای مرد | آن جدا از خدا نه خواهد کرد
عاشق پخته نیست خام است او | عاشق آرزو و کام است او
او رضا جوی نفس خود باشد | او به نیکان همیشه بد باشد
هستی خویش پیش رویش هست | زین سبب میل دار رویش هست
صد هزاران فساد از و جوشد | او براه فساد می کوشد
بند افتاده در تعلق خویش | این طلب سد راه او در پیش
هر که خود بر مراد او خواهد | ز آرزوها رها همی خواهد
وانکه را آرزو بود بر دوست | دشمن دوست دوست نیکوست
گوید این دوست بر مرادم نیست | دل از این هیچ وقت شادم نیست
شکوه در دوستی روا نه بود | بر چنین عاشقی وفا نه بود
گر بگوید دلش برآورد است | شکوه در شکر او از آن کرد است
عاشقی را که نفس در ره مرد | لذت وصل او به دارین برد
دوست هم بر مراد او گردد | متحد هم به رنگ و بو گردد
چون که سرهنگ ذره بنواخت | شانه گاهش از جراحت ساخت
شانه من شکستی ای ظالم | نیستی بر جراحتم عالم
چونکه دیدند شانه شد مجروح | جسم را عشق کرد همچون روح
اندرین جا بلند شد آواز | ظالمان را ز ظلمم دارم ناز

گر کسے را کسے برنجاند
شد چو در بایزید این مشهود
هر کسے ضربتے بمن دارید
شیخ دین سالم آن همه مُردند
هر که داند خدای را حاضر
زانکه داند خدای را غایب
غیر دانسته که تو بستیزی
در حقیقت همه یکے باشد
تن زدم من ز گفتنِ این راز
زانکه لا یعلمون ز احوالند
دوست از هر نفس رنجانی
صورتے همه گر ندیدند او
گر نمے دانست نفس در این کار
خویشتن را ز خلق به دانی
نفس تو مر ترا برین دارد
تا کسے را ز خود نرنجانید
مور را نیز مر بجائے هست
مور نی حق ز مور ظاهر کرد
وَ هُوَ مَعَکُم همه بر خلق شد خلاق
هم زبان بند کن ز بد گوئی
خود بد بدی به دیگران گفتی
گر سخن حق بود گذار د گوش
این سخن گر بدست ای ناکس

هر کسے را برنجاند آن زخم برو جود خودش خواهد بود
بر هر که تو از دیدهٔ بد مے نگری — از چہرهٔ وجود خود مے نگری

خشم کردم اگر و فاد ارید
زانچنان حسرت ابد بردند
بر کسے او نمے شود زاجر
دین و دنیاست خاسر و خایب
اوست سالم تو خون خود ریزی
تو ندیدی در آن شکے باشد
روح را کس کنون ندارد باز
همد گر هم ز دست خود نالند
عاقبت این ترا است در مانی
تا به یوسف چنین پسندند او
داشتے از مراد خود زنهار
دیگرے را به عیب مے خوانی
مے کنی تا سلیم بر تو دارد
ورنه رو زجرا فرو مانید
در جهان ذره هم نوا هست
با سلیمان ازین سبب بر کرد
مستحق را اند رسد احقاق
تا نه بینی از آن سیه روئی
چون سگے خو نما کنان بر ششنی
خش را در جواب او خاموش
از خدا اجر این دراو نبس

غایبان بر تنش زده خنجر
حاضران کرده دست از کوتاه
باشد آن را ز غیر بر خویشتش
مے زنی غیر را درین هشدار
مے خراشی خروش آن بر تست
این دو بینی ز روی نفست بود
اِهْدِ قَوْمِی دعا کنم بر خلق
نفس نا باتو است توئی ظالم
همد گر بود پردهٔ در پیش
چونکه او را ز دید بر خود بود
میشدے بر مراد یوسف او
عیب خود را هنر شماری تو
قصه را مانده ام کنون یکسوی
گر به یوسف رسد ز کس آزار
خواند مهمان خود سلیمان را
هیچ کس را ز خود میازارید
او سمیع و بصیر بر حالست
این زبان بهر ذکر حق دادند
نیک خویان که نیک خود دانند
قول و فعلی مجتنب می باشد
نیست من بود همه فی النار

او بخود ظالم است در ماند
با مریدان خود همے فرمود
بود خنجر زننده بر سر
زانکه بودند از خدا آگاه
با خدا گر درست شد کیشش
نیست غیری و زخم آن بردار
نیست بر غیر زخم آن در تست
داید این مصلحت ترا بنمود
دیده ام حسن نارسا ز خلق
کس نماند ز ظلم تو سالم
هم زلیخا ز مکر آن پر شور
پس زلیخا به نفس خود بد بود
می نمودیش یوسف از خود رو
چشم انصاف بین نداری تو
هستم اند ز نصیحت بد گوئی
قبل عدل خدا شود در کار
کرد در پیشِ خوان مهمان را
ورنه آزار را ز قیمت ربد
منتقم به تو ور هر فعالست
اهل حق آن به فحش نه کشادند
گوش خود کی بسوی او دارند
هیچ کس را ز نود نخراش
از کلام ز خدا ای خواه

زین نصیحت که مر ترا دادم — شعله شعر از خدا دارم
شد زبانت برای بدگوئی — ای تو بدگو چو کلب بدبوئی

بدمگو بر کسی که هستی بد — این نه بر دوست این ترا بر خود
آنچه گفتی تو هست کیشت این — در خود اوصاف ده بخواست بین

چون سگی تو بدلق درویشان — می نه بینی خدای در ایشان
هست در رشنده گدائی او — دوست پنهان از دو تو او را جو

رنگ ز مردان حق بحق بو برد — در رهٔ حق ز صدق روی آورد
سگ که شد عارف او دنی را ماند — حق بنامش کتاب خود را خواند

آدمی بوده سگ شدی ز خیال — دست حسرت بوقت خود می مال
یاد حق کن به غیبت هر خلق — گشته غرقی مذبله تا حلق

نیست شرم و حیا ز کردارت — تو درختی و این بود بارت
میوهٔ لذت مردم آزاری — شرم کن شرم چون خدا داری

آن فقیران که اولیا هستند — صرف در طاعت خدا هستند
ذکر حق کرده جمله را مذکور — روح شان جسم شان شد از آن نور

روز و شب بر خدا قریب استند — حق محب آن همه حبیب استند
پس کسی را که نام شد درویش — بدمگویش ز قهر حق اندیش

گر فقیری حقیر خواهی دید — بایدت از خدا او را ترسید
هست در محفل خدا جالیش — از بد و نیک تو چه پروایش

گاه باشد که اولیا باشد — راضی از حال او خدا باشد
میزنی ضرب بر خدا بسیار — شد ازین فعل حق ز تو بیزار

بندهٔ حق کسی که آزارد — حق کجا دست باز از او دارد
بر غلام تو زند کس ضرب — می کشد غیرتت بصارم حرب

در دلت خار خار آن آزار — هم غیور است واحد القهار
پس ازین حال گر قیامت هست — هر زمان از خدای یاست هست

گر بگوئی که هم منم بنده — سر به طاعت بخواجه افگنده
هر دو مجبور حضرت اوئید — پس چرا عیب هم همی گوئید

خواجه کی امر کرده است این کار — پس ز خود خواجه را مکن بیزار
عادل است او ظالم و مظلوم — نیک و بدها به پیش او معلوم

هست تحقیق خواجه عادل هست — بر ندارد ز داد داری دست
گوشت از فیل بچه گان خوردی — جان سلامت ز فیل کی بردی

میکند بو ز جان تو زان فیل — می ستاند پس از تو جان زان فیل
جان ز تنها خلل در ایمان است — هر که بدگوی وای بر آن است

کرده در مثنوی شه دیندار — قصه فیل را بما اخبار
مغفرت از خدا بهر عصیان — بنده گانراست از سر احسان

لیک رنجاندن فقیران بد — وای بر حال آنکه فقیر آزرد
او ابد در بلا گرفتار است — مصطفی و خداش بیزار است

میکنی غیبت و سیه رویت — تا سما رفته است بدبوئیت
بدمگو بر کسی که هم در آن — او کند نفع مر ترا نقصان

پس احادیث شد درین وارد — غیبت کس مکن تو ای بارد
گفته مصطفی قبولت نیست — پس شفاعت هم از رسولت نیست

نام کس را که می کنی بد یاد — بر تو انجام کار تو بد باد
کرده است او نهان ز خلق عصیان — پیش مردم تو راز جان هر آن

نام کس می بری به بدخوئی — پیش مردم تو نیز بدگوئی
شاهد جرم تو شده مفضل — پاک شد او تراست بد حاصل

آنچه را تو میکنی عصیان — گفته دیگر تو راست با پنهان
خوانده باشی ز حضرت عیسی — شد به دشنه به زاهدی پیدا

هر دو با هم به حرف در بودند / تا دمی هم دگر بیاسودند
فاسقی نیز شد در آن حاضر / گشت در توبه هر دو کس ناظر
حالت شان ز فضل خود بخواست / خواستش از خدای آمده است
گفت یا رب مرا ز نیکان کن / از من آمد بدی تو احسان کن
مو قنم من ز دل به غفاری / در خور من تو مغفرت داری
چون برآورد عاصی از دل آه / حاجت او روا شد از الله
گفت زاهد که فاسق است این مرد / سوی این چشم وا نباید کرد
شد ز رویش نگاهم آلوده / این زمان دل ندارم آسوده
یا الهی مرا ازین کن دور / تا نه باشم به حشر این محشور
از چنین کس مرا جدا جادهٔ / دور بودن ز روی آنم به
شد اجابت دعای آن زاهد / بر خدا و به ذات خود واحد
وحی آمد به نزد روح الله / کرد او را ز حال شان آگاه
جای فاسق بهشت خرم شد / بهر زاهد مکان جهنم شد
هست در بوستان ازین مرقوم / بوستان را بخوان بکن معلوم
نور مهتاب را چو سگ بیند / او جز از عف عف به خویش نشیند
از بد کس ز تو نه پرسد کس / بس کن ای بد زبان تو در خود بین
اهل حق را که می کنی بد یاد / جز بدی بر تو بد نخواهد داد
آدمی را که در وطن بد برد / نه بدی آخر بر او چه بار آورد
چشم بر علم و طاعت خود کرد / خاک آدم به چشم او شد گرد
نور حق کرد از و نهانی داشت / نور افروخت دود از و بر داشت
گفت اعلی منم آدمی اسفل / او یکی را دو دید و بود احول
هیچو او تی به خلق غیبت گو / ترک این کن رضای حق میجو
گر تو نیکی و دیگری بد هست / حق بد او ترا نخواهد بست
از زنا صعب تر بود غیبت / پس بعبث چراست بر غیبت
او بدی کرده بود در پرده / تو بدی پیش مردمان کرده
شاهد حال تو مسلمانان / آن بد تو بروی تو خوانان
حیف بر آنکه بر تو دارد گوش / کاش میزد بروی تو پاپوش
هیچ از و بد به چشم خود دیدی / ای تو کذاب چون تو نرسیدی
شاهد میلهی تو نادیده / تو ز ناکار و تو ز نا دیده
آن حدیثی که در حق کذاب / گفت پیغمبر اولوا الالباب
کرد از امت خودت معزول / از دروغست بر تو این محصول
شاید از کس به گوش تو نرسید / بار سیداست د نفس تو بشنید
یا ز ایجاد فطرتت بود / از احادیث عقده ات نکشود
آنچه گفتی اگر دروغست آن / غین در عین زان تر النقصان
هم سر خویش در گریبان کش / عیب خود را ببین که آنت خوش
چیست زین گفتگو ترا حاصل / ای تو کذاب و حرف تو آفل
پیش قومیکه کردهٔ اظهار / نیز از گفتگوی تو بیزار
غیبت ار رو برو نمیگویند / از کلام تو عیب تو جویند
نیک بختان نهاده سر در پیش / گر چه ز گشته دبینی بدکیش
از چنین گفتگوی سودت چیست / تف بروی تو تف بدین سانت زیست
ذکر حق حرف نیک را توفیق / چون نداری تو نمیری تحقیق
از تو نفعی که میرسد بر او / بد نگویش بگیر از آن او
هم مده هیچ هم بدش نم گوی / تا نگویند لعنت از هر موی
چون تو کردی ز صحبت آدم / گشت یک موی از نهارش کم
در دهانت ز حرف بد انجاس / شد دهان تو کان ندانی پاس
حرف تو هیچ کو ز آن بد بوی / سامعان تافته ز حرفت روی

اہل مجلس ہمہ مسلمانند
نیک و بد از تو نیک میدانند
وانکه بد ہست وانکه بدکردار
گر تو نیکی به بد چه داری کار

او ترا ہیچگه نه رنجانید
ہم از او کار بد به چشمت دید
او ترا بد نه و تو میازارش
نیست انصاف بر تو در کارش

گر از ینسوی مردم آزاری
آدمی زاد نیستی ماری
پس ازین فعل تو دد و دامی
پیش خلق و خدای بدنامی

نیک مردان ز کس کم آزردند
خشم خود را ز خود فرو بردند
حکم حق آنچه بود آن کردند
ہیچ کس را ز خود نیازردند

گر تو در خویش نیک می بودی
ہر ہمہ بر تو نیک بنمودی
وان گروہی که نیک خو بودند
بر ہمہ خلق حق نکو بودند

جرم ہم عاصی ز لطف بخشیدند
از خدا نیز لطف ها دیدند
ہم خدا جرم شان از آن بخشید
از سر فضل سوی آنها دید

عفو کردن ز جرم حق در خواست
شاید اوصاف حق بدانی راست
گر برانست ترا درست ایمان
پس چرا نیست عمل در آن

گر خدا را سمیع میدانی
پس به غیبت زبان چه میرانی
آن کسانی که نیک و بد کردند
آن نه بر تو برای خود کردند

کردن غیبت از صواب ہست
در کرام این صحف کتابت ہست
گر گناه است پس چرا کردی
این چنین حرف بد ز نامردی

زین عمل کی گشاده شد کارت
باشد آخر کساد بازارت
نہی کرد این خدا و پیغمبر
تا فتی تو ز حکم ایشان سر

آن چه گفتم شنیدی از تحقیر
کی کند در نهاد تو تاثیر
دارم امید چونکه خواہی مرد
با خود ایمان ازین نخواہی برد

سبزه از شوره خاک کی روید
هر کرا هر چه جوهر است جوید
طینتت از ازل بد افتاد است
این سخن ها بگوش تو باد است

نیک مردان که خوی حق دارند
بر ہمہ عیب خلق ستارند

قصهٔ مردی که پیش پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم گفت که فلان شخص در مسجد زنا می کند و پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فرمود لو سترت بثوبه لاجرک الله۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم من ستر الثانی ستره الله تعالی علیه

اشرف انبیا به مسجد خویش
بود روزی نهاده سر در پیش

داشت دل را بسوی حق حاضر
حق ہم از لطف سوی او ناظر

دیده در خویش بود حق استار
اندر آمد کسی و کرد اظهار
شد فلانی به مسجدی پنهان
با زنی تا کند زنا در آن

شرع را حاکمی تو بازش دار
آن زناکار را بر آن مگذار
مصطفی را ز گفتن این راز
داشت از حالتی که بودش باز

ہمچنان نیز بر مسلمانان
باشد از گفتگوی تو نقصان
ظن خیر است از مسلمان شرط
پرده پوشی از اہل ایمان شرط

تو ظن نیک کس که بد کردی
بازگو زین چه نفع خود کردی
بر خدا می سپارمت اکنون
این دعا را اجابت است مقرون

مصطفی ساعتی تغافل کرد
ساعتی ہمدران تامل کرد
شاه مردان به پیش روی بود
حکم آن کار را بدو فرمود

گفت بشتاب و احتسابش کن
در خور فعل بد عذابش کن
شرع را پاس داشت درین حال
آن شہنشاه دولت و اقبال

چون علی آن طرف قدم برداشت
با تانی براه پا بگذاشت
تا رسید بدر در مسجد
ہمچنان بود بر توقف جد

کرد با مدعی بلند آواز
که نما بر من آن چه گفتی باز
لیک اندر شدن توقف کرد
اندران داشته دل با مرد

بر کسانی که اندرون بودند
حرف و آواز پای بشنیدند

از ره غیر ره برون رفتند
تا ندانست کس که چون رفتند

در ز مسجد امیر دین بگشاد
دست در دست مدعی بنهاد

پیش کردش که دانما این راز
چو ندانند اخبار آن تو کردی ساز

چون شدند اندرون نبود کسی
چه نمودند بهر شرعش بس

کس ندید زنا عتاب آرند
قدر ایشان را احتساب آرند

مدعی شد خجل در آن ساعت
ماند بر مدعی سر از طاعت

گفت دیدم ز کار آن بدکیش
بر در در اندرون زنی با خویش

شاه گفتش خجل نشین یکچند
از چنین ذات ها زبان در بند

زانچه گفتی تو من ندیدم آن
دعوئی تو به نزد ما بهتان

می کنی غیبت مسلمانی
لعنت حق ترا بهر آنی

این سخن گفته و ز ره برگشت
واصل محفل پیمبر گشت

آمد و گفت یا رسول الله
هست مر غیب را خدا آگاه

رفتم آنجا به امرت ای سید
بهر تحقیق حال کردم جد

هر طرف جستم و شتابیدم
هیچ چیزی در آن نه من دیدم

دیدن غیب کس ندارد دوست
شرع را اعتبار ظاهر هست

محتسب بر نهانی است ستار
حکم کن ای تو سید مختار

شرع بر دعوئی دو شاهد خواست
چار چشم آنچه دیده باشد راست

کار بدمست چشم شاهد خواست
گر بود باشد آن نهادن راست

بر تو باشد دو چشم و آن بی نور
هر چه حق است آن ز تو مستور

شاهدی تو شرع را باطل
زانکه کوری ز چشم ای عاطل

آنچه گفتی تو کار بینا است
دیدن آن بهر هیچ کس وانیست

حرف تو گر به پیش شرع آید
حد زدن بر تو شرع فرماید

چشم حقست و گوش باطل دان
این خبر را ز مثنوی می خوان

عارف روم کرده این مرقوم
تا حق و باطلت شود معلوم

شاهد چشم صاف بینا شد
گوش را اختلاف بین شد

مرشد مرشدان دین است او
در طریقت شه یقین است او

شاهدی هشت چشم منظور است
ورنه حرفت ز صادقی دور است

گر بود هشت چشم گفتی راست
راستت راست باز هم واخواست

هم گواهی درست و هم تعزیر
هست هر چار را در این تقریر

شرع فاسق شمارد آن ها را
پیش صادق ندارد آن ها را

گر مسلمان ... [illegible]
چون زنان کار چشم پوشیدی

اندر انجیل نیز شد حاضر
تا نگشتی به کار بد ناظر

در نماز از امامی معزول
همه گر شاهدیت نامقبول

حضرتش را همین چه غفاریست
خواستن شاهدش ز ستاریست

آشکار و نهان بصیر است او
بر همه کارها خبیر است او

چون شود چار چشم را یک نور
آن گواهیست شرع را منظور

هم گواهی گواه ها بر راست
شرع را نقد شاهدان واخواست

نی ترا چشم دیگرت گوش است
دیو از طینت تو در جوش است

بر قبولان حق شدی حاسد
همچو ابلیس لعنت فاسد

باز کردم بسوی مطلب خویش
حرف در اتحاد دارم پیش

در بیان آن که آدمی زاد را بشر می گویند و بشر بی خیر و شر نمی باشد

آدمی زاد را بشر گفتند
در قدر نیز خیر و شر گفتند

هیچ کس ماحی قضا نه شود
که ز بی خواهش خدا نه شود

وصف آدم که علم الاسما است
گشته خاطی در آنچه نهی او راست

یا چنان علم پای او لغزید
بی گناهی به دهر کس کی دید

ما همه عاصی و گنه گاریم چشم بر سوی فضل حق داریم
آنچه نهیست باید استغفار هر زمان سوی واحد القهار
گر کند جود جمله آزادیم ورنه هر کس اسیر افتادیم
ای تو بدگوی شو بحق تایب ورنه باشی تو خاسر و خایب
نیست بدگوئیت مگر عصیان از معاصی کبیره اش میدان
نفی کن خویش را که آزادیست چون که ثانی شده فانیست
آنچه اثبات تست میروید شرح ایمان تو همی گوید
هر که ایمان بوحدت حق داشت چشم از نیک و بد بحق بگماشت
او ز عیب و هنر خدا بین است بر خدا مؤمن و خدا دین است
عشق چون پخته شد رضا جوید او ز معشوق خود رضا جوید
عشق ناخام هست نفس است آن نیست در عاشقی درست ایمان
دوست را بر مراد خود نخواست آن نباید به دوستی ها راست
صد هزاران فساد از و روید قدح معشوق خویش می گوید
هست عشق مجاز را این حال چون بود عشق ایزد متعال
عشق بازی و پاک بازی کن دوست را باش و بی نیازی کن
در خور حسن او ادب در عشق گر کنی نائی ازان بر عشق
گر تو بر خویش یقین داری به که دل را به او رهین داری
آنچه زانسوی خواست آن میخواه در ره عاشقی چنین کن راه
چون زلیخا به یوسف آن فرمود بر تن خویش رنج و درد افزود
چون زدش بر نفس خواهش خویش بر تن خود ازان رسیدش نیش
حال پنهانش آشکارا شد داشتن غایبش نه یارا شد
زد به یوسف رسید بر خویشش گرچه بود است پرده در پیشش
پس به چیزی که عیب میدانی گرنه از سوی غیب میدانی
بر همان عیب خود گرفتاری پیشت آمد به قهر جباری
از بدی غیر عبرتی بگزین از همه خویش را فروتر بین
نفی در هیچ کارها باید تا به اثبات راه بکشاید
ورنه بنگر که جز خدائی چیست آشنا که و آشنائی کیست
نفی می کن ز چشم بد بینی ورنه آسیب آن بخود بینی
مرشدم پر همه درین ارشاد تا نبارد بخود کسی بیداد
هر بدان را بدی مکافات است عادل و نیک و بد همین ذات است
آن زلیخا که مست یوسف بود جمله اشیا چو یوسفش بنمود
هر طرف کرد رو ز خوبی خویش خوبی خوب آمدش در پیش
دایه چون شد ز دوست دور افتاد زانکه این نیست عشق را بنیاد
عشق یار رضا و تسلیم است ورنه ره پر ز آفت و بیم است
آنچه سر زد از و همان در اوست از بدی بد ز نیکوئی نیکوست
چونکه یوسف ز خانه ها بگریخت هم زلیخا خود آبرو را بریخت
گفت با خود که بند من افتاد این ندانست او که هست آزاد
هیچ ره بند کس نخواهد بود راه آن کو خدا بخود بکشود
رفت آزاد و ماند خود در بند از سر خویش هوی ازان می کند
جرم خود را بنام یوسف بست نفس از نیکو نکرد وادش دست
کودکی شد به زاهدان شاهد گفت فاسق به نفس خود زاهد
کرد غیبت که هست یوسف بد پاداش بر بدی کنون حد زد
نفی و اثبات اگر همی خواند او در چنین کار رد نمی ماند او
وان کسانی که ذاکر این الله مومنانند و رهبر دین الله
مصلحت در طریق میدانند ره با صلاح خلق میرانند
مصطفی و علی ز کوشیدن قصد کردند و عیب پوشیدن

بد ز عصیانست دیدن عصیان — هر دو کردند احتراز از آن
نیکوان را کسی که بد گوید — قهر حق را بخویش میجوید

نیکوان بر بد آن نیکی بار — هم بمبعوث چون خدا ستار
ای تو بد کردی که بخور زینسان — هست این عاقبت ز نقصان

اهل حق راست چون چنین ستار — دست سنت از عیبت کسان بردار
گر تو نیکی به بد نکوئی کن — پرده پوشی و نیک گوئی کن

سوی هر کس به چشم نیکی بین — تا بوی نزد حق تو نیک آئین
از بدنهی بدان تو حق کن یاد — حق کند سوی نیکیت ارشاد

زان نه درد خدای را بر ده — نا ورد پیشت آنچه بو کرده
خوانده ام من که کرده است عیسی — بهر بدگوی خود دعا برخوان

کای خدایا تو نیک کن کارش — من نرنجیده ام ز کردارش
آن یکی گفتش ای نبی الله — بر بدان چون شدی تو نیکی خواه

گفت وجود مرا شجر بشمر — هست پاداش سهک شان این
آنچه در ماست آن ز ما آید — نیک را فعل نیک میزاید

خوب خویش آشکارا کرد — بر همه نیک و بد مدارا کرد
من نه بد گفته ام به غیبت گوی — دارم اندر نصیحت او روی

بر مریدان خویش دارم بند — تا نیفتند زین بلا در بند
هم خدا را البصیر بشناسند — خویشتن را حقیر بشناسند

نیک و بد از خدا الیقین دانند — توبه از فعل زشت برخوانند
هم خدا را سمیع دریابند — سر بجز ذکر خیر برنایند

بر همه پاس دار ایمانم — زانکه پیش بهر عیبی و نقصانم
کار من خلق را دعاگوئیست — از همه نیک و بد رضا جویست

نیم شب در دعا برآرم دست — زانچه نیکی است برندارم دست
ای خدا خلق را تو رحمت کن — بر بدی های شان تو رحمت کن

بخش توفیق ذکر خود کردن — ده به نسیالش حرف بد کردن
زانچه منهیست اجتناب آرند — رای بر جانب صواب آرند

هیچ کس را ز خود نیازارند — پاس او را بپاس حق دارند
چونکه بدگو بغیبت آرد رای — با خدا راه راستش بنمای

پیش از ان نهی کن تو در کوشش — تا شود حرف بد فراموشش
یا الهی بحال ما بخشا — نطق خود جز بهر کس نگشای

من فقیرم به کس نه بد گویم — از خدا خیر خلق می جویم
بر مسلمان بود نصیحت دین — تا برآید برادرش از شین

باز ترسم که آن نه انجام — زین نصیحت مراد بد دشنام
از سخن های نغز تا بد روی — باز از آن خوی بد شود بدگوی

گو بد او خویش را برادر گفت — این سخن سخت نابرابر گفت
زانکه او بی حیا و خودبین است — با مسلمان همیشه در کین است

خویش را در نسب بداند به — دیگری را ز خویش خواند که
می نداند که ز آدمی زادم — بوده است یک حوا و یک آدم

از ره خرقه شد تفاوت ها — نزد حق به بود عبادت ها
سید قوم حق پرستانند — جز خدا هیچ بس نمی دانند

عزت حق پرست را دارند — حق پرستان تا بحق یارند
حیف من نیست من برادر او — زین سخن نیز خاک بر سر او

من برادر بهر مسلمانم — گر مسلمان برادرش دانم
هم مسلمان برادرم خواند — چون مسلمان مرا همی داند

اهل دین را برادر دینم — دعوی اخوتست از آنیم
اینچنین بزم مصطفی آمده است — هرچه او گفت صدق ما آنست

گفت قومی که اهل ایمانند
هم همین است حکم در تنزیل
می‌تراود هر آنچه در وی هست
باشد از قول مصطفیٰ این راز
اندرین هم حدیث وارد شد
رتبهٔ من فزون ز بدگو کم
باش بدگو بکوچه و بازار
از سخن های تو چه پروا ایم
از کسی نسبت هیچ پروا ایم
چون تو بسیار هرزه گو هستند
قلب من نور ذکر حق آراست
از من اینک ببین چه میروید
ما غریقان بحر العرفانیم
هر درختی جدا بدا اثمار
پیش ازین قصهٔ زلیخا بود
او پی نفس خود به یوسف زد
یوسفان را کسی نیازارد
نفس آشفت و نیک دیدی بد
نفس ازینگونه کار را گوید
تا ابد کار زشت رو تا بد
بحر دریدِ قدرتِ حق هست
تلخ و شیرین بهم بیامیزند

همه گر جمله خویش و اخوانند
خوانده این آیه بر نبی جبریل
بعد ازین دارم از نصیحت دست
کرد بر ناس امت او آواز
باید ایمان بمادران لابد
از سخن های تو چه دام غم

آن عزیزانی که ره طی کرده اند
گوش بر بانگ سگان کی کرده اند

خود به اعمیٰ چگونه بنمایم
در حقیقت درست شده ایم
مرشد است او و من مرید ستم
رند آنچه از من آید راست
من چه گویم کتاب میگوید
بجز عرفان زبان نمیدانیم
ما درختیم و اینست ما را بار
موج این بحر گشتنیم بر بود
آمد این فعل او به طبعم بد
اندرین شرم از خدا دارد
میرسد از خدا به نفست حد
سالکان زین نجات میجویند
سوی خوبی و حسن بشتابند
کس ندارد بحالت خود دست
از هم از خویش دور بگریزند

خار و خاشاک از ره او رفت
او که رنجید از اهل ایمان نیست
هر که نام کسی به زشتی برد
خوردن آن آدمی زد دد باشد
من فقیرم بخاک افتاده
جز خدا خلق را نه خالق کس
حضرت مولوی جواب گفت
مولوی پیر و رهنمایم هست
دارد از عون بدست خود دستم
حق همی گویم و سخنی لا فم
تا قیامت همه بخوانندش
شکر و حمد خدای میگویم
جز نصیحت سخن نمی گویم
عشق را نفس را بیان کردم
این طرف زین سبب مرا آشفتم
هست بدگوی گرگ یوسف خوار
تا بود نفس باشد این کردار
درشتی های نیک کرداران
او فتادم به حجرهٔ دیگر
هر طرف هر که راندش جا نیست
شور شی در نهاد من افتاد

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ گفت
زان برادر بهر مسلمان نیست
همچو دونون آن مسلمان خورد
غیبت کس کن که بد باشد
بیکس و بی نوا و آزاده
همچنان رزق را نه رازق کس
هم تو هم سامعان تو در کار
سگ ترا خوانند چون ز تو آشفتند
در ره دین گره گشایم هست
خورده افیون و بنگ از آن مستند
هست از خلق چشم انصافم
بر مصنف دعا رسانندش
در رهِ شرع مصطفیٰ پویم
زین عمل از خدا رضا جویم
پیش این قصه را از آن کردم
این همه بهر منع او گفتم
او ذلیل این مغروران بازار
بر همه بس ز نفس خود زنهار
گشت آن را طبیعتم باران
غرق کردم گذشت آب از سر
حاکم ست حق و حکم ستانیست
از زلیخا بیاد من افتاد

این مجاز است رهبر توفیق — می نماید به رهروان تحقیق

چون زلیخا ز نفس باز آمد — از سر عشق در نماز آمد

باز آمدن سالک از دنیا و آنچه نفس او در دنیا میخواست و قدم نهادن او به رضا و تسلیم و رسیدن او به مقصود

عشق یک جذبه به کارش کرد — تا برآورد از نهادش گرد

یک شبی تب بر بسترش انداخت — تا که محتاج بر طبیبش ساخت

چونکه بر نبض دست را بنهاد — حکم بر فصد کردن او داد

گرم در راه عاشقی کوشید — تا بحدی که خون او جوشید

باید از نشتری کنون رگ زد — تا که آن خون ز جد کشد بدبد

نشتر آمد به بوسه دستش — کرد کار آنچه در عمل هستش

چون شد از خون او زمین رنگین — داد از نام یوسفش تزئین

بر زمین نام او نوشت از خون — این سخن یافت رنگ تا اکنون

با چنین حال نفس او تا بود — خواست از دوست بهر خود مقصود

بر بصیری حق یقینش بنے — دین و آیین دوست دینش بنے

بعد از آن تا قیامت است رنگین — عشق را هست اینچنین تزئین

هر گل و لاله کو سبز روید — بهر ما زین خبر همی گوید

باطن و ظاهر است آن یک ذات — کرده در خود لباس از ذرات

گفت زاهد نکو نه چه کن در راه — تا نزاود ز صبغت الله

هیچ باید فنا شدن در دوست — تا بود دوست مغز و جسمت پوست

لحم و شحم تو پر چو شد از دوست — تو پی پوست تو پر از اوست

هست در پیش پرده پندار — آن به ذکر خدا از خود بردار

هر که را عشق آنچه خواهد بود — از سخن های او تراود زود

تا ستی و نفس او از و برداشت — عشق او را بجای خود بگذاشت

حاذقی در زمان طلب کردند — التجا از دوای تب کردند

دید عشقش چنین حرارت کرد — اعتدال مزاج غارت کرد

باید آن خون از و برون آید — تا روانش دمی بیاساید

راه این سیل تا کجا باشد — تا بدر با دلش فنا باشد

چون که خون از رگش تراوش کرد — گشت پیدا که صحبت درد وی

بود عنوان عاشقی آن نام — شد ز شنجرف در صحف ارقام

بود یوسف تمام و باقی پوست — کرد از آن پوستش تراوش دوست

بهر خود رنج دوست را دعواست — زان نیامد مراد کارش راست

همچنان پر ز دوست شد منصور — ذکر کرد آن قدر که شد مذکور

رنگ عشق است آن کل هستی — چون ترا خود ز دو تو شدی ستی

هر خزان و بهار از آن شاید — از هر اشیاست جلوه واحد

دید در خون خویش خود از یار — کرد از بهر عاشقان اظهار

همچنان من ز نشتر بدگوی — داده اسم ز آنچه در تن از آن بوی

هیچ باید گداختن خود را — جلگی دوست ساختن خود را

در خود از دوستی تماشا کن — چشم تو چشم او چو شد وا کن

گرم خونی عاشقان این است — هر کجا عاشقی در این دین است

هست تحت اللسان ترا اسرار — میدهد بو چو میکنی گفتار

در بیان آنکه در نهاد هر که هر چه است او همان می تراود

طالبی زین سخن سوالم کرد — ظاهرا بهر کشف و حالم کرد

گفت بدگوی در حقت بد گفت — از بدی خوبی ترا بنهفت

از تو نشنیدن کلام او چون تلخ — حرف و بحث تو غره از وی سلخ

آنچه گفتی تو این نصیحت بود — پیشوای جهان چنین فرمود

آنچه گفتی تو نزد حق مقبول — هست بدگوی و حرف او معزول

ای حریف تو رحمت الله / هر که بدگوی لعنت الله
تا موحد شوی تو در عالم / پی کز عالم بری از اقوالم
نیستم مار خشکی و کهسار / تا ز نیشم رسد به خلق آزار
جمله اسباب آن مهیا داشت / تا که تخمیر کوزه‌ها انباشت
بود از عشق حسن خود در جوش / که دکف آب را شد آن روپوش
آب در کوزه طعم کرد امید / در خور آنچه طینت او دید
کشتیم موج می‌برد هر سوی / بحر میگویدم ز وحدت گوی
تشنه است آب خواهد از دریا / اندکی خورد و دارد استسقا
تا ز من راه و رسم آموزد / رهروان را چراغ افروزد
ای خوشا حال آنکه دریا دید / چشم خود را ز دید کف پوشید
کف ز بحر است و هم فنا در بحر / آشنا شو شنا بکن در بحر
آنچه از خاک شوره شد تخمیر / آب در وی گرفت ازان تأثیر
دیو بر سوی خاک آدم دید / سر ز طاعت ز بخت بد دزدید
نیست کف را ز خویشتن هستی / کف ز دریا بدان که وارستی
نیست را نیک و بد گوارا شد / زانکه هستیش غرق دریا شد
او بدانست زیر خاکش چیست / نور از چشم کور بس مخفیست
منجمد ساختش بر قدرت او / گشت آن کف ادیم سان در رو
جوش عشقی که ابتدا بر ساخت / آتش از پرتوش وجود افراخت
موج او هم نسیم پیدا کرد / تا بر از موج روی دریا کرد
نام اینجا ز چار عنصر شد / بحر و بر گشت و بحر بر بر شد
کوزه‌ها بهر خویش پیدا کرد / هم در آن کوزه خویش را جا کرد
خاک بر عنصرات غالب بود / آدمی را وجود قالب بود
ور بود باد خوی بادش هست / بادیت را نمید از دست

گفتمش گوش کن درین اسرار / میکنم بهر تو همه اظهار
منکه ماهی بحر العرفانم / قدر خود را ز بحر میدانم
کوزه گر بحر گشته است در خویش / کرد این کار و پیشه را در پیش
کوزه و آب و گل همه یک بود / کرده در آن وجودها موجود
طینت کوزه شور و شیرین کرد / این ضد آن و آن ضد این کرد
آن مرید انتظار میدارد / چشم از بحر بر نمیدارد
هست بر آن مرید این ارشاد / گرچه مستم نرفت او از یاد
چون به سایل جواب می‌گویم / هست با او به تربیت ره دیم
بعد من جانشین من باشد / همچو من اوستاد فن باشد
صاف دریاست طینت کف درد / وانکه کف دیده نخواهد برد
عقل کف را وجود بشمارد / زانکه در بحر او فنا دارد
طعم او تلخ شد ازان طینت / بود تلخی ازل دران طینت
این ندانست زیر کف دریاست / هرچه کف هست آن ز دریا خواست
غیر بلبنیت شور و شر دارد / نیستی نشأ دگر دارد
گرد دریا وجود او برپا / زان بر او اسم و رسم شد پیدا
کف که دریا ز لطف پیدا کرد / بهر تخمیر کوزهٔ ما کرد
نام آن را تراب بنهادند / هم بنایش بر آب بنهادند
آتش عشق وجود آتش شد / عشق خود رای و تند و سرکش شد
چون در آمد به آب و خاک آن باد / کوزه‌ها را وجود شد بنیاد
آب و خاکی ازان بهم آمیخت / طینت کوزه‌ها بقالب ریخت
چار ضد جمع شد دران یکدم / نام آن کوزه شد بنی آدم
عنصر آنچه غالب است آن او / غالب از آتش است و آتش خو
ور بود آب آبیت دارد / خوی خود را ز دست نگذارد

هست ازین چار کوزه اسباب
مبدعی آن مسبب الاسباب
اندران کوزه هرقدر گنجید
ریخت تا کوزه موج دریا دید

آب هم در خمیر آن کوزه
کرده است مشت خاک دریوزه
همه گر احتیاج دارند
زندگانی از آب و نم دارند

هرچه اشیاست زنده آب است
آب نی جلوه های وهاب است
جان هر جان ز جان جانانست
هر که شد عارف آن بر وجدانست

او جز آن چار جلوه دید است
همه زین چار بار پوشید است
وحدت بحر کثرت از خود خواست
تا وجود من و تو آمد راست

ورنه بذات این یکی در بود
آن دراز خواب خویشتن بربود
کرد از آب خود در خوش آب
زانچه خواندیم این همه اسباب

کوزه را بحر گر بگوید کس
بار نگفت است تو باصلش رس
فکر این کوزه گر دکان آراست
هرچه بر خاست آن ازان برخاست

ز آب شیرین و شور شور انگیخت
هم ز خود پرده درمیان آویخت
برزخی درمیان هم برپا
کرد از علم خویشتن پیدا

تا قیامت بهم بیامیزند
هر دو از هم ز ترس بگریزند
شور و شیرین گذاشت هم خود نام
تهمتش نی بخاص و نی بر عام

بحر از بنگوید خویشتن را خواست
هست چون دو چرا زمایان راست
کوزه پرده ازمیان برداشت
دید شیرین و شور چون سر داشت

او دران بحر رفت و شیرین شد
چون که هستی گداخت این شد
گرچه کف بود کرد خود را آب
آب شو باز آب را دریاب

بعد ازان شور نسبت شیرینیست
آن موحد غریق تمکین است
ساز وارست او بهر احوال
از ازل دید بحر را یک حال

او ز شیرینی که در خود داشت
تلخی و شور را ازان برداشت
هست او در تغنی اول
گشته از هر تغنیات افضل

خود فرو نرا زین نیاید کس
آب شیرین و تلخ بیند بس
گر ز اسباب شد سوئی بالا
شور و شیرین نشد دگر پیدا

جز بسبب نسبت عالم اسباب
شور و شیرین ازین سبب دریاب
ضد همدیگر زند در لذت
تا بود فوق هم بهر لذت

مدح گو قدح گو فنا اینجاست
هرچه بینی همین همه دریاست
نیز بان است را کیش ماهی
هست گویا بحمد الٰهی

همه گر گردمی بیامیزند
لذتی هم ازان فرو ریزند
هرچه ازین دو میشود مغلوب
لذت آنسوی غالب و منسوب

کوزه ها بر ز شور و شیرینیست
زان یکی کفر وزان یکی دینست
پرده را کوزه ها نمی بینند
تا ز شورش کناره بگزینند

شور گوید که طعم من بهتر
ای تو شیرین براه من کن سر
تا به بینی که لذت من چیست
من چه هستم مراد من چیست

شور خود را شمارد او شیرین
زانکه او راست غفلتی ازین
زانکه شیرین بکام او تلخ است
او ز تلخی خود نه خواهد رست

لذت کوزه شور یا شیرین
نیست امروز نه هست از دیرین
کوزه را که آب باشد شور
چشم پوشنده گانش گردد کور

حرف بر سامعان غیبت گوست
تلخ و شور آب اندر اوست
یا هر آنکس که او مصاحب شد
حسننت کرد لازم و لابد

غایب از علم او خدا باشد
او نه زین راه از خدا باشد
بر سمیعی حق ندارد علم
تا کند وقت حرف کردن حلم

ز نشنی خویش را دران رو دید
چشم خود را ز روی خود پوشید
سوی آئینه کرد بر رو لف
آن بر آئینه است بر او لف

اوست گمراه و تابعان گمراه ‏ ‏ حق طلب ترک صحبت اوی نخواه
تندرستی و صحت احوال ‏ ‏ بودن آن کوزه را بناشد حال

همبران حال بحر را شاکر ‏ ‏ همچنان آب شور را ذاکر
قدح آن آب پاک میگویند ‏ ‏ سوی ایجاد خویش هی پویند

همت دون شان بآن در ساخت ‏ ‏ همچو خفاش کو بشب در ساخت
هم ازان کوزه هاست غیبت گو ‏ ‏ آب شیرین و صاف از دم جو

انما المؤمنون ظن الخیر ‏ ‏ نیست او را ندار و آنکو سیر
بر خدا لیش ضعیف ایمانست ‏ ‏ قدح کوزان بهر سلطانست

ذائقه خوش نکرد کس زان آب ‏ ‏ غیر آن کوزه این قدر در باب
حرف زود در کتاب کس ننوشت ‏ ‏ زان که در قول فعل هست او زشت

نیست مؤمن به مؤمنش ایمان ‏ ‏ یافتی اندرو دمے نتوان
مومنی همچو خویش باشد او ‏ ‏ گر چه او نیست کس نباید درو

قدح کو بدان بنه افعال ‏ ‏ او بدریاست مدحی زینحال
این هم از اختلاف مذهب هاست ‏ ‏ پس تفاوت ز هم بمشرب هاست

وان که بینا به موج توحید است ‏ ‏ او نه بالا همه یکے دیده است
با کسے کو بود ازان عالم ‏ ‏ تا به آن جنس خود شود همدم

کفش کج را بپای کج جا بست ‏ ‏ طالب اوست آنکه کج پا بست
جنس با جنس خویش دارد میل ‏ ‏ همچنان همدگر هزاران خیل

منبع شان ز وسعت دریاست ‏ ‏ تا ازان آب کوزه شان پیداست
راست جز راستان نیامیزد ‏ ‏ از کجا او ز راه بگریزد

بے نماز و غبی هر کج در ذات ‏ ‏ بهر تسریح کرد این آیات
قادر راست کز کجی آراست ‏ ‏ بهر تنزیه ش ز آستانش هواست

ذات ابلیس و حضرت آدم ‏ ‏ از همین شیوه شد درین عالم
قدر شیرین ز آب تلخ افزود ‏ ‏ هیچ شیرین جز آن نخواهد بود

چونکه آدم صفی لوا افراشت ‏ ‏ دیو ملعون ز کبر سر برداشت
کوزه هر دو را تماشا کن ‏ ‏ هر دو بگذار و رو بدریا کن

اندرو دیو و آدم است خافی ‏ ‏ تلخ و شیرین دگر نو میدانی
گر برون زان نهی به هستی گام ‏ ‏ شور و شیرین بخود گذارد کام

گشت هر دو ز تلخ و مقبول ‏ ‏ هست معلوم آن و این مجهول
اصل این هر دو آب اندریاست ‏ ‏ بحر شیرین و شور خود دریاست

سالها گر چه او عبادت کرد ‏ ‏ خالی از عشق بود و عادت کرد
کرد طاعت که زنبه سر خویش ‏ ‏ او فزاید ازان بهیش از پیش

فضل حق ز آنبه ها سر بخشید ‏ ‏ گشت خود بین و پای او لغزید
ذات ازان از بهر آتشش واداشت ‏ ‏ سر براه ضلالتش بگذاشت

زان با علی یا بسفل افکنند ‏ ‏ خلق بر طاعتش همے خندند
نیستی خاص ذات ایشانست ‏ ‏ لازوال و مقرب از آن است

دارد اوراد کلمة التقوی ‏ ‏ کرد در خویش نیستی پیدا
از کم و بیش مانده است یکسو ‏ ‏ تافته از قبول و از رد رو

زین سبب رحمت خدا دارد ‏ ‏ هم بحق بنده هم بلا دارد
فارغ از جور و از بلا صابر ‏ ‏ نفس خود را بطاعت است جابر

اختلاف مطالب نفس است ‏ ‏ زین ریاضات غالب نفس است
اوست مغضوب و او شده مرحوم ‏ ‏ این مقرب نه راست او محروم

آدمی را که خواند و مفسد ‏ ‏ بود خود مفسد و شد این حاسد
این قد هیبت نا ندانی سهل ‏ ‏ هست هم عصر مصطفی بوجهل

همچنان هر کجاست خوشخوئے ‏ ‏ آفریدند ضد و بد گوئے
کوزه را که آب شیرین نیست ‏ ‏ روز و شب گفتگو بس از دنیست

همچنان هر کجاست خوشخوئی
گر زند حرفی از صوابش هست
گرچه خود روی بود شیرین بود
گر نه بر سنت نبی باشد

آفریدند ضد و بد گوئی
آن نه خود روی کن ادا لس هست
غرق اصلش از سر دین بود
نیست ره رهروش غنی باشد

کوزه را که آب شیرین نیست
آب شیرین ز چشمه اش نوشند
گر رود راه و آن ره دین است
رافضی رفض دین همی داند

روز و شب گفتگو بس از دو نشین
هر که نوشنده بود از آن نوشند
پیرو پیشوای آئین است
بلکه به نیکان دین همیخواند

هر که را ذائقه صحیح است طعم هرچه آنچه طعام دارد دریابد

آنکه او راست صحت احوال
طعم شیرین و شور دریابد
حنظل و انگبین به او مبده
انگبین را به گاو خر نه دهد
هر خر زهره آفریده ندش
ازرو شعله در نمیگیرد
روزن زهم نمی دانند
ذکر خیر از زبان شان کم جوی
عشق چیزیکه داشت است پنهان
کوزه اش پر ز آب حیوان بود
اگر کسی شوره آب را بشگافت
آب بریزی به سبزه سرخوش
صحبت دون کند شما را دون
کس نه گوید دگر که شیرین است
هرچه گویند گوش ازان بربند
هرچه گویند آن هبا گردد
زانچه گوئیم تا قیامت هست
آنچه بد هست تف ببینند ازند
برمن آن به که نیک گو باشم

او ز هر شور و تلخ سر تابد
او بگوید که انگبینم به
گر خورد در مذاق اثر نه دهد
لایق انگبین ندید ندش
شمع در بزم شان همی میرد
شهوت و آبروی افشانند
زانکه هستند از ازل بدخوی
چونکه ذاکر درگ نمود از آن
جسم او نیز پاک چون جان بود
آب جز زهر از و نخواهد یافت
آب نی هست بهر او آتش
هست کنعان مثل دین اکنون
صحت ذائقه بکس این است
چشم از دید روی شان بربند
هم حیات تر او با گردد
سامعان را از آن سلامت هست
دور از بزم خویشتن سازند
این چو آب است و من سبو باشم

چونکه دریافت شور و تلخ این
آن که ز ایجاد هست حنظل خوار
آن در آن جسم و جان گوارا نیست
بلکه آن به ز انگبین دانند
نور چون بستند این کوران
شیر خورند از شمال این قوم
از نمیں خورد چون زلیخا شیر
شد ز حال خمیر چون شاهد
آب حیوان کسیکه نوشید است
چون برآید ز کوزه آن بد بوی
از چنین کوزه دور بگریزند
آب شیرین به شور اگر آمیخت
از سخن های ناقصان پرهیز
بر سخن های شان بقائے نے
حرف شان لایق نوشتن نیست
اهل حق بهر حق بحق ذاکر
این شنیدن الم بود برپا
نازمن هر که آب آشامد

باشدش نیز ذائقه بر حال
یا تف اندازدش بخاک از کین
نیست او را به انگبین بازار
ره سخن را به سنگ خارا نیست
انگبین را ز خویش افشانند
ستر و عصمت نه بر چنین عوران
اوفتادند در ضلال این قوم
گشت پیدا ز خون او تاثیر
وحده لاشریک له واحد
هم ازان چشمه چشمه جوشید است
تشنه آب از و نیابد روی
آب او را به مزبله ریزند
در زمان آب روی خود را ریخت
گر نیابی ره عدم بگریز
مستمع را از آن صفائی نے
چاره اش غیر دور رفتن نیست
در بد و نیک هر دو کس ذاکر
این مبادا اثر کند در ما
جانش از تشنگی بیار آمد

بابر کشت کہ آب کن افتاد
از ازل عشق باد وستی دشمن
ہیمہ را کہ آتش افروزد
عشق را اتحاد مے باید
احولی کردہ است ایں احول
باد او کرد و آتشش افروخت
خود نہ سازی مصاحب خویشتن
حرف بدگوی را نہ باشد مغز
دیدن از غیر چشم بر بندد
غیر و خود را چو یک صفت بینی
ذکر تخم محبت مذکور
تشنہ آب آب مے گوید
دارد انفاس را ز غفلت پاک
یاد حق را گذاشتے یک سو
باز شرحم بہ نفی و اثبات است
بہر اقرار حق زبان دادند
از نخ را شرم بایدت آدم
ذکر حق مے کنند و حق ہستند
ہر کرا عشق مے نماید روے
نفی شد ہستئ کہ مے گویند
گر بگویم منم دروغست ایں
راست گویند و راست کرداراند
خویش را غیر را یکے دانند

خوشہ و خرمنے ازان بر داد
مے نگنجد در عاشقی دو تن
دود باد است تا کہ می سوزد
تا بہ کس راہ باب بکشاید
تا شنیدن کلام او افضل
دین و ایمانش خواہد ایں رہ سوخت
ز آمد و رفت رہ ہدہ پیشش
پوست ہا بہر سوختن شد مغز
بلکہ بر ریش غیر ہیں خندد
اندکے نور معرفت بینی
غیر ازیں نیست ہیچ رہ دستور
ہم ازیں ذکرش آب میروید
تا نہ باشد بہ غیر ذکر انفاس
سوی بطلان ز غیب نہادی رو
ذکر کردن دلیل با ذات است
نی پی فحش نطق بکشادند
زین تو شیطان شہی و آدم
با ہمہ نے عداوت کیستند
مے نہد ہستئے ہمہ یکسوی
ہمچنان گم شدہ ہمے جویند
عیب باشد چنین سخن در دین
ہر چہ دانند راستی دارند
وحدہ لاشریک لہ خوانند

ہر کہ جز حق بہ جملہ شی لا کرد
نفی میکن ز غیر و خود انجام
چون کہ چیزے نماند نہ بود دود
از دوئی گفتگوی و غیبت ہست
ہر کہ بر حرف او گذارد گوش
ہر کہ بر وحدت خدا ایمان
خوی او میکند اثر در تو
ہر کہ اہل است حق ہمے بیند
نفی کردن بہ غیر بینی ہست
ذکر چیزے کہ مے کند ذاکر
ہر کہ ہر چیز دوست میدارد
میشود ز ابنطلب چو در با او
ذکر تو ہست غیبت مردم
می کند ذکر رہ زینت پیدا
گر کنی ذکر حق جزا بینی
از زبانے کہ نام حق بردی
آنچہ گویند وجد و حال اینست
ہمچو حالت بہر کہ شد رو داد
آنچہ باقیست آن بود باقی
وان کہ دریافت گم شد او از آن
ور بگویند کہ او شعور ہست
نور گشتند و نور مے بینند
از سخن ہیچ چیز نہ کشاید

قطرہ در چشم خویش دریا کرد
تا توان بود یک نفس آرام
دود بر ہمہ بہر ہستی بود
آن رہ بین صورتی نہ خواہد بست
دوزخ از جان او بر آرد جوش
دار دو دار دار احتراز از آن
دین و دنیاست بفضل آن ز رفو
پیش بر غیر بین بنشیند
نفی کن گر بلای خواہی رست
آن شود پیش چشم او حاضر
ذکر نامش ز خویش نہ گذارد
چونکہ پخت است ہمچو سودا او
نیش چون کژدمے ز سر تا دم
بعد از آن ہیبت حالت ای شیدا
ور جزا نیست خود سزا بینی
چون دل اہل حق بیازردی
بہر این رقص صوفیہ والست
گر کند رقص از آن صباحش باد
ذاکران راست ذکر او ساقی
وانچہ دریافت یافتن نتوان
آن بہ اہل شعور نہ نہد دست
حق ز اشیا ظہور مے بینند
دیدن از حال خویش مے باید

نفی مکن ز خویش هیچ کام | خود باثبات مے کن انجام
شد چراغ تو آفتاب از جهد | کرده راه فتح باب از جهد
پیشهٔ انبیای دین اینست | حق شناسی ست دین یقین اینست
از مثال و مثل منزه نیز | هوش بے هوشیست این ره نیز
زانکه این حال را علامت هاست | این به گفت و شنید نیاید راست
هر که تسلیم شد رضا در او | در بد و نیک کس نیفتاد او
سالها باید در این ره بود | تا ز نابود خود به بینی سود
آن خدا جو که گوش بر من داشت | از ازل اشتیاق این فن داشت
منتظر طالب است بر ارشاد | سر برم از سحر این طرف افتاد

چونکه اثبات شد شوی مسرور | بخشی از خود چراغ ها را نور
عالم از نور خویش روشن کن | بر همه رهبری درین فن کن
از نکو دور مشنو این بازار | هست یک سو زین سخن زنهار
نیست این حرف را زبان برحال | هر که دانست شد ز گفتن لال
با خدا لیست راه پیوستن | از خود و نفس خویش وارستن
از بد و نیک خود بپرهیزد | تا که نفس از نهاد برخیزد
سالها باید بره کوشید | تا توانی تو دید بی ها دید
خورده شیر یمین یمین خوبست | هم بر اصحاب این رهش ز دوست
شرح احوال او درین ارقام | آخر حجبه مے شود اتمام

یک رنگ کردن عشق زلیخا را با دوست و پیوستن او بوصل یوسف علیه السّلام از یک رنگی که آن فنای سالک ست از خود

این سخن ها بعالم خویش است | لیک ما را فسانه در پیش است
چون زلیخا ز عاشقی شد پیر | سیر آمد ز کوشش تدبیر

رفتش از چشم نور بینائی | هم نبودش ازو شکیبائی
فقر بر حال او شهادت داد | هم با این عاجزی براه افتاد
هم ز خود خویش را تهی کرد او | عشق را چون غذا فزود داو
گفت با خویش جز رضا دادن | نیست در عشق پا همی بنهادن
هر که از راه راست شد آنجا | هست چاه هر کجا که نهد پا
کرد اقرار جرم خود بر شاه | یوسف است صادق و منم گمراه
نفس من خاین و امین بود او | زین ره از دست من نیاسود او
وانکه افسانه اش نمیدانند | پس بگو احسن القصص خوانند
او بدچه ز نیکه داشتم در دل | نیست امکان که آن شود حاصل
درره عشق راهبر عشق است | لیک بنگر که هر دو سر عشق است
چونکه بسیار سوختش در راه | ساخت اکنون ز نار تشر آگاه
عشق و فکرش ربود دل از دست | پس نموده که این طریقت هست

از زر و مال نیز مفلس شد | وصف او نقل و نقل مجلس شد
گر د جهد ثابت اندرین اطوار | عشق از صدق بود بادی یار
دل بود باطن بدین حق اقرار | کرد فتنه که دید بس آزار
داد انصاف از آنچه دیدم درد | نفس من راه من ز حق گم کرد
نفس بر خویش آمد از هستی | گفت تا نی چو میشوی رستی
منکه او را بوصل خود خواندم | چونکه کامم نداد از آن راندم
جان بلب آمدم ازین احوال | نیستم غیر وصل او آمال
عشق او را ز هر طرف بگداخت | از همه آمال نا امیدش ساخت
سر ز انصاف در بغل بنهاد | عشق و فکرش باصل ره بگشاد
تا نه از خویشتن تهی گردش | در طریقت نه رهبری گردش
از چه ره دور او فتاد از دوست | عقدهٔ ره بوصل چه با اوست
گفتنش اکنون نگاه کن در خویش | نیستی تو به کیش یار از کیش

بت پرستی خدا پرست است او / توبه کفری ز کفر رستست او
گر نباشی چو او مسلمان تو / مے نیابی وصال جانان تو

فکر بر اصل آن دش اکنون / بود ازین ره به عمر خود محزون
بود در عمر سنگ معبودش / زان حجر هیچ عقده بکشودش

دین خود ضد دین جانان دید / بر سر خود ز عیب خود پیچید
گفت او در رهی و من راهی / اتصالم ازان نشد گاهی

او پرستد خدای و من این سنگ / دارم اکنون ز بت پرستی ننگ
چونکه چشمش به عیب خود افتاد / دید بر خود ز دست خود بیداد

گفت بر بت که ای سد راهم / کرده بودی ز دوست آگاهم
چونکه طالب ز نفس باز آید / بر چنین حالتش بنا آید

مال و زر بوده بت ز ره انداخت / بینوا و فقیر با حق ساخت
خویشتن را ز بت جدا سازد / مرده خود را براه اندازد

خویشتن را شکسته ام بسیار / با تو دارم کنون شکستن کار
بعد ازین من به دین دلدارم / از همه دین و کیش بیزارم

هر کسی هر طرف که مشتاق است / آن طرف تخلقوا باخلاق است

پرسیدن شخصی از ذوالنون که مذهب تو چیست و گفتن او که مذهب ربی

کرد شخصی سوال از ذوالنون / مر ترا چیست کیش ای مفتون
گفت در مذهب خدا هستم / از همه کیش ها جدا هستم

گر نه زینسان بوی نئی سالک / ای تو مملوک و هستیت هالک
مذهب حضرتست هشیاری / عیب را جرم را ست غفاری

وصف ذاتش حلیم بر کردار / بر بدان او کریم در هر کار
هر چه اخلاق اوست آن را گیر / از همه قول و فعل خود مے میر

همچو او معتکف شو و پنهان / جمله عالم چو جسم از آن تو جان
همچو او باش بے خور و بے خواب / مذهب او باین صفت دریاب

از هزاران صفت که دارد دوست / گر یکے در تو هست ترا نیکوست
زان یکے آن هزار مے زاید / جهد در تزکیه ترا باید

گر بگوید کسے که بے توفیق / کی بیاید کسے ره تحقیق
بر حق است این و لیک در حق خواست / بنده گان را بخویش زین ره راست

کردن شرح مذهب ذوالنون / در همین کیش شو تو هم مفتون
از همه رنگ و لون فنا شد پیر / باش بیرنگ و رنگ مرشد گیر

گر بگوئی که او نه جانان است / نیک بنگر که جان جان چه کسست
تا ترا عشق مذهب و کیش است / در تو و دوست کوه در پیش است

گر تو بر کیش و دین او سازی / اندران بزم محرم رازی
ساختن با ویست شدن تسلیم / بشنو از گوش جان بس این تعلیم

دین چه باشد که رب دین ها اوست / آفریننده یقین ها اوست
صلح با مرشد است و با خود جنگ / تا نشوی زان برنگ او یکرنگ

تا زلیخا به پیش بت سر سود / در سوئے وصل هیچ ره نکشود
همچو بت نفس مے پرستی او / از بلاها ازان برستی تو

همچو بت نفس خویش بشکستی / از عذاب و عتاب او رستی
اول و آخر است ترا محمود / سالک اینست منزل مقصود

بود بالای در چه در پرده / خویشتن را در رنگ بت کرده
لیک چون از ره فنا آمد / حاصلش وصل و مدعا آمد

دوست را دید و مخاطب دید / از بت و دین خویشتن ببرید
عشق بر باطنش همی آشفت / همچو دانه خود بحضرتش مے گفت

هیچ دینی و دین جانان نیست / کس جز این دین ز اهل ایمان نیست
زد بر آن سنگ سنگ تا بشکست / هم در آن لحظه با خدا پیوست

بت شکست او تو خویش الشکن — برخدا او صلی ازین بی ظن
دست زد چون بعروة الوثقی — گشت از شهرت ره حق دا
وانکه تسلیم شد همه دنیا — هست تو خدا هر او پیدا
چون همه اوست غیبت او را نیست — غیر نیکی دگر نکو را نیست
چون زلیخا برین طرف ره برد — از همه کیش و مذهب خود فرد
این چنین رشته در گله چون بست — رفت سر رشته اش از آن از دست
چون از آن دست خویش را وا داشت — دوست در جسم و جان او ره داشت
از همه کار خویش باز آمد — در ره پاک بی نیاز آمد
این طرف راه را نه دانستم — کرده ام کفر تا توانستم
بر بدیها حد و کرم بی حد — حد به بی حد بره نه کرد و سد
بت سالک مراد هستی شد — گر به خویشی تو بت پرستی شد
گر ز صدق است آنچه میگویم — کن نگاهی ز مرحمت سویم
یکدم از خود مرا فرد مگذار — دست بر دست یوسفم بسپار
طالبا در طلب گر عمرت رفت — در طلب باش آفت
در تو بود است جرم و شد آن جرم — لاجرم دیده تو در ره کرم
هست امید آنکه بنوازند — مرترا تا ابد جوان سازند
گر ز عمر تو یک نفس باقیست — در طلب باش گر تو مشتاقیست
تا ابد واصلی ز راه درگاه — هم محقق و عارف و آگاه
حالت رفته از کجا آرم — تا دران بندگی بجا آرم
آنچه باید مرا محالست آن — لیک در قدرت تو هست آسان
چون درت نیست هیچکه بند — راه ره سوی خود بر بسته
آن قدر که در طلب دگرم — شد کرم نرد کرد از آن آدم
دست از امید خویش باز نه — غیر ازین کوشش هیچ سازش نی

بت شکست و بدین یوسف شد — ناجی از حسرت و تاسف شد
هر که تسلیم شد شدش تسلیم — آنچه میخواست از ره تعظیم
عیب و عاری بحضرت او نیست — هیچ شکی بوحدت او نیست
چشم توحید بین همه حق دید — هم از بین رفت و از در مطلق دید
داشت زنار در بغل پنهان — که منم عاشق این مرا جانان
این دوئی بود و شد درین ره پیر — بود و شد آن رشته در طرق زنجیر
گشت یکرنگ عاشقی در دین — کرد آیین چو دوست در آیین
عاجزی و نیاز کرد اظهار — گفت بر معصیت توئی غفار
در تو از جرم من فزون احسان — مشکل من بکن بلطف آسان
چون بریدم ز بت ترا جستم — مهر این از روان خود شستم
لیک خواهی که دیده ام زین پیش — نیست چیزی مرا جز او با خویش
هم مرا در تشفیع حالم کن — هادی ره درین ضلالم کن
من که او را بسوی بد خواندم — لاجرم تاکنون ز ره ماندم
گرچه شد در گشایشی تو دیر — سازد از وصل خویشتن آخر سیر
مرترا هم ز دست تو شستند — بعد از آنت به سوی خود بستند
عمر اگر رفت تو ابد هستی — لیک گر با خدای پیوستی
با تو آن یک نفس قبول افتد — مطلب و مقصدت وصول افتد
زانچه زین پیش شد شدم تائب — هستم از خویش خاسر و خائب
گر مرا عمر رفته باز آید — آن همه صرف در نماز آید
تا امیدم کنون من از مقصود — از همه ره توئی کنون معبود
در دعا نیز عشق از دو مبر است — دوست ز آن سوی رضائی او
پیش من این دعا از آن سو بود — [illegible] راه راست را بنمود
عشق در عمر امتحانش کرد — با شد اندر سلوک آن زن مرد

پای بر جای ماند مدت ها
دید از روزگار شدت ها

بوالهوس را کجاست این احوال
او بر آن هست هر مه و هر سال

هیچ راهی بسر نبرد دست او
در هوس زاده است و مرد است او

استقامت عطای آنسوست
تا که او مستقیم در کو نیست

عاقبت فضل دوست با او ساخت
بر وصال خود از کرم بنواخت

جستن دوست کار آسان نیست
عاشقی هست نان و آسان نیست

درد خود صاف کرد اندر راه
باشدش فضل عاشقی همراه

هر که در شرع استقامت کرد
جای در مأمن سلامت کرد

معرفت زاد از سلوک او را
هم حقیقت نمود زان او را

مذهب مصطفی بکن در پیش
حق مر او را معلم است در کیش

چون شوی مستقیم این جاده
باشی اندر نماز ایستاده

چون زلیخا ز کفر باز آمد
شد مسلمان و در نماز آمد

باز دادند عمر مصر فروش
در جهان کرده از معروفش

اجر یک هفته اش چهل سال است
از زلیخا خبر نزادال است

هم مقادر خضاب در مو کرد
مو نه بر خویش از آن سیه کرد

کین تو خود کرده نه از آنسوست
هر چه تبدیلهاست قادر اوست

کرده او بود به استقرار
نیست تغییر را در آنجا کار

رو سفیدی تو از خدا بخواه
عمرها در نماز شو همراه

کرد از آب چشم خود سیلاب
تا که از دیده برد آب آن آب

از طلب نی ملال بود او را
عشق چندان تعب نمود او را

شرح این قصه هست ارشاد است
راه رو کر طلب خدا داد است

شد زلیخا در این طلب اعما
وصل می جست و روز و شب اعما

در طلب ماند تا نه پا افتاد
صبر در وقت تنگ دستش داد

پای بر جا نمانده بر جاده
عمر خود خود به باد در داده

بوالهوس را کجاست این احوال
عاشقی را بلاست استقبال

سالها رفت در راه از مقصود
هیچ بوئی نه حاصل او بود

اول او را براه ایمان کرد
باطنش باز یوسفستان کرد

عمر خود را بسر به محنت برد
روزها را برنج و غم بسپرد

هم از آنسوی راه او آمد
نا امیدی پناه او آمد

مورث و مورثش طریقت بود
استقامت همه بر او بنمود

منبع هر چه شرع و سنت هست
باش سالک مده طلب از دست

مذهب اوست مذهب الله
واصلیت بحق از این ره خواه

زان جهت میرسی تو بر مقصود
زان بشرع محمد محمود

چون بر او ره به لطف بردند
آن مسن گشته را جوان کردند

در طلب عمر سالک ار رفته است
آن نه عمر است نه عمر یک هفته است

موی کافور رنگش از پیری
گشت مانند مشک خود قیری

مبشو ددر سه روز خود بسوا
می کند رنگ خویش را پیدا

صبغة الله را بقا باشد
داده حق بما عطا باشد

وان سیاهی که کس کند در موی
عاقبت برد هد سیاهی روی

کرد خم پشت در طلب آن زن
بود از عشق در تعب آن زن

سالکی گر سلوک از انسان کرد
جان خود را چه جان جانان کرد

هر چه در عمر گشت حاصل برد
کشتی خویش را بساحل برد

تا دم مرگ راه میکن پیش
هست انصاف حضرتش بر خویش

فضل عشق آمد و جوانش کرد
بعد عمری که امتحانش کرد

کرد خم را هم از میانش دور
داد هم بر دو چشمش از سر نور

نور چشمت ز گریه در این راه
رفت تو وصل از خدا میخواه

چون شوی واصل آن ز منت یار
از طلب در تعب بحق میساز

چون گل تازه رنگ و رویش شد
بود نفس ثابت آبرویش شد

چون درخت جوان ببار آمد
در سلوکش چو اعتبار آمد

هر کرا در طریق بگذارند
عاقبت بر مراد او سازند

هر که را رنج بیشتر دادند
رنج را گنج بیشتر دارند

هر کرا دیر تر بر آید کار
سبز تر گرم شد بوصلش یار

عاقبت فضل عشق یاور شد
هر چه میخواست زان میسر شد

در پی جست و جو بسی بشتافت
جد چو بسیار کرد و مقصد یافت

تا چهل سال بود در بر او
زندگی صرف کرد در سر او

مرگ چون در ربود از آغوشش
هم نشد هیچ از آن فراموشش

شد چو یوسف ز چشم او مستور
چشم ها کند و کرد از خود دور

بود تا بود در هوا داری
مرد همراهش از وفاداری

همچنان مرده نیز شد دنبال
مرد این بعد هفته آن سال

هم بزیر زمین باو پیوست
عشق را هست تا بایجاد

هست عشق مجاز را اینحال
هست سوی حقیقت دلال

گرچه این عشق عشق کم ز پیش
با خداشان الست زاینهامیش

هر قدر محنت آمده پیشت
اندر آن خیر هست در خور پیشت

عشق او چونکه نامقید بود
سالها در طلب دلش فرسود

عشق مطلق ندارد اینسان رنج
اکرم الاکرمین ست آن محبت سنج

هست در ذات حضرت او مرگ
عاشقش را ابد حیات زان برگ

خود جمیل و جمال بخشنده
ارحم الراحمین بهر بنده

در سر تو اگر هوائے هست
آن هوا را از و نوائے هست

او بعشق مجاز جان در باخت
راه ما پاک بر حقیقت ساخت

عشق حی قدیم جان بخشد
ناتوان سازد و توان بخشد

زن که زاینسان در عاشقی این کرد
فرض شد همت اندرین بر مرد

نام یوسف بهر کجا مرقوم
هست و همراه هست آن مرحوم

چونکه این عشق او مجازی بود
نزد عشق خدائے بازی بود

حرف مردن بنام او خواندیم
دست از عشق مجاز افشاندیم

ذات پاک خدای ودود آمد
زان وداد عالم وجود آمد

عشق در ذات او بود بسیار
نیست طالب کسے درین بازار

عشق او حسن یار مے آرد
یار را پیش یار مے آرد

هر که را عشق او ست انجا برگ
نیست او را بهر دو عالم برگ

زنده هر کس که مرد کی میرد
مرگ نفرت ز مرگ او گیرد

اکمل الدین تو رنگ از اینها گیر
باش در عشق و اندر آن مے میر

چند روزیکه دارد او هجران
باش مردانه و مترس از آن

هست تحقیق هر کرا بگداخت
عاقبت بر مراد او در ساخت

باش در عشق و عاشقی یک روی
خود سیه روی میشود بدگوی

عف عف سگ بگرد ره زابند
او در عف عف بگریه تو خندند

با خدا بندگی بکن در پیش
مدعی گو بمیر اندر خویش

مرغ را رابکن ز خود خشنود
حرفه بر عیب کو نه خواهد بود

نیک و بد پیش حضرتش پیداست
نیک میداند او دروغ از راست

خود سمیع است و خود بصیر آیات
پیش او نیست حاجت اثبات

شکر لله ترا مرادی نیست
جز فنا هیچ اوستادی نیست

نی عنادست و نی بدی بر کس
نیک خواهی ز حق تو هر کس

اوستادی تو محو الله است
هم تو شو محو حق که این راه است

هست دنیا زنی فریبنده
همچو یوسف تو شو شکیبنده

بر مرادش میار سر در پیش
روز و شب کن خداپرستی کیش

گرچه اول فشاندی از وی دست
عاقبت در نکاح تو پیوست

آتش شهوت آنکه گشت از آب
او چو انگشت شد سیه دریاب

او ابد روسیاه خواهد بود
حاصل او پناه خواهد بود

در رهش ریخت باز آن کس آب
حال او را ز شعر من دریاب

آتش است این و صورتش آبست
عامل این اسیر گرد آبست

هر که آتش بکشت از آتش
او ابد هست خرم و دلخوش

آتش صبر و فقر در خود زد
کرد پیرش خدای بر خود سد

بر سر آتش آتش او افروز
گشته خاکستر و ندارد دود

روید از خاک او گل و سنبل
در ترنم از عشق او بلبل

بهر او بر خدا ثنا گوید
زان ثنایش خدا رضا جوید

خاک شو خاک کشت زار آید
فقر بر خاک نوبهار آید

باد در خاک تو امانت هست
بر امانت مده خیانت دست

بادت از خاک چون رود بیرون
هر که باشد به ذکر حق مشحون

باش فانی که زندگی آنست
باش تسلیم بنده کی آنست

در اتمام قصه قصه را حواله کردن بر ارشاد مرید

کس بجز محو ره نمی یابد
گر بود عمر نوح بشتابد

گفت ازین قصه بر سعید استاد
کرد منت سوی فضل شاه ارشاد

گر تو خواهی که شه شود خشنود
همچنین در سلوک خواهد بود

دین و دنیا فدای جانان کرد
بجز ازین سر بعشق نتوان کرد

او بعشق مجاز از نیسان کرد
عشق حق راست جای خود آمد

حسن او را ابد نهایت نیست
زان بعشق تو حد و غایت نیست

صد هزار یوسف آفریده است او
از کرم بر همه رسیده است او

هرچه پیداست شد ازو پیدا
صنع بر صانع است خود شیدا

صنع بر صانع از نگیرد رنگ
هست هر جزو مالی و از رنگ

بر زلیخا که عشق صنعت شد
شد فنائی مراد خود لابد

خویش را در ره فنا بسپرد
بعد از آن ره بوصل جانان برد

گفت طالب که ایجدا آگاه
هرچه گفتی تو هست از نیسان راه

گشت تحقیق من که اصل اینست
راه سالک بسوی وصل اینست

لیک گاهی ملال می آید
گاه فکر و خیال می زاید

می شود رخنه در طلب زان حال
هم با وراد ها از آن اجلال

از خطور و فطور آن آلکار
میشود مانده سالک از رفتار

چونکه وسواس شد در آن ها بل
می نشود که متی طلب زایل

گرچه زان بارها پشیمانم
بستن راه آن نمیدانم

گرد علائی تو بخشدم همت
تا کنم زان خیال ها عصمت

گرم رفتن ز صبح تا شامم
چونکه بینم در اول کامم

هیچ بارم نه و گران بارم
ای طبیب اینچنین مرض دارم

از چنین آفتم رهائی ده
آشنائی و روشنائی ده

گر نه کن رها ز فلا ده
تا که در راه باشم آزاده

در سوالی که من سخن دارم
علت است و مرض که من دارم

گر شوم من بعیب تو عارف
می توانم شدن ز ره واقف

زانچه پرهیز بایدم کردن
این مرض را بصحت آوردن

تو طبیبی رهم درین بنمای
بند این حال کن وره بگشای

گفت مرشد که بشنو ای سایل
در حق تست پرده ها حایل

تا نه خواهد شدن به پیش آن دور
هست انواع معرفت مستور

زانکه بسیار با تو کردم حرف
در تو نگرفت از کدورت ظرف

تا نه شد پاک باطنت از ذکر
می نیاید درست در دل فکر

فکر بر اصل هر کرا دادند
بروی ابواب وصل بگشادند

فکر بر اصل فتح باب آمد
نام آن رای او صواب آمد

هر چه مرشد ترا همی گوید
دل رضا اندران همی جوید

زانکه او هست مکدر از آمال
غالب از آن همه بود سه حال

هر که مغلوب شد نه انسانست
رستن از این نه کار آسانست

این سه در گردن تو سه کوه اند
مصدر درد و رنج و اندوه اند

این سه در گردن سه قلاده
از سر نفس دون در افتاده

از تو تا دوست دو قدم راه است
درد و کارم تو کنده سه چاه است

اسفل السافلین بقعر تنش نام
اندران نیست راحت و آرام

دوزخست آن و دوزخ آسایان
سوخته استخوان و خود خایان

اندران منزل و مکان دارند
راحت جان و دل دران دارند

خورده جام حمیم ازان مستند
تا ابد مبتلا دران هستند

خورده اند از شمال شیر این قوم
او فتاده ز غفلت اندر نوم

در ره خود کمال آن دارند
در طریق شمال در کارند

هر چه دارند با خود از ایجاد
گردد از قول و فعل شان رو زاد

بوی جنت مشام شان نشمید
چاره از راه جسم شان کم دید

جسم شان کوزهٔ ز شور ابلست
راحت و نفع خلق ز بالبست

خود چه دارند تا رسد بر غیر
کس نه دیدست کعبه اندر دیر

عزتت نیست کس به بتخانه
ساجد قبلهٔ هیچ آن خانه

هر که از اهل دین جدا باشد
در بلا به که مبتلا باشد

نزد مردان حق بلا بست این
پیش آن ناکسان ولا بست این

شکر دارند در چنان احوال
پیش ایشان بلاست نی اقبال

گردد از فکر شان فزون این عیب
مبتلا اند در بلا از غیب

کز بحق زان پناه می بردند
بر سوی اصل راه می بردند

مجتنب زان سه حال می گشتند
طالب وجد و حال می گشتند

نیست آن سوی رای ایشان راست
می کنند از خدا بلا درخواست

زین سبب در بلا در افتادند
جهل را اندران رضا دادند

بار ها فضل شان خبر زان داد
نفس اماره عقد شان بگشاد

از خدا خود بلای می خواهند
طالب مال و طالب جاه اند

نام حق بهر آن همی گیرند
بس ندارند تا همی میرند

دوزخ حرص شان نگردد سیر
عاقبت مرگ شان بر آید گیر

کرد ازان شرح مولوی جامی
اوست در عارفان دین نامی

در بیان آنکه لذت دنیا بر اهل دنیا چگونه است

گفت خبری فتاده بود ز بام
تا گرفته بعض از آن آدم

زد به برخوان رشته ها بعض و بخویش
با لغزیدن آمدش زین پیش

بیغرد دل باخته زن و مردی
راه جیزانه پیش می کردی

زین سبب می فتاد می بر خاست
سست دل ره به نزد کاهی راست

جز ره حق بلا و آفتهاست / هر قدم که نهی بره بیجاست
چون برآئی از آن ره دی در چاه / غیر راه خداست زاینسان راه
عاقبت قدر همت ز الیش / اسفل السافلین شده جایش
رفت در کون آن مخنث بیخ / همچو کیر عذب ز سر تا بیخ
شکر میکرد بعد چندین لیخ / گشت پایم فرو بدینسان گیخ
هم فلک او فکند در چاهم / آن نه چه سوی عیش شد راهم
آنچه میخواستم مرا دادند / روزن و راه عیش بگشادند
چون شد از میخ مقصدش حاصل / ساعتی گشت از آن مفرح دل
شد جدا از آن ازین میخ از کون / خواست از چاه پا نهد بیرون
هیچ ره ره نداشت زان آلودن / بود در چاه و میخ هم از کون
راه بیرون ازین نخواهی برد / بر سر میخ زار خواهی مرد
آن شمر دند نسیه وین نقد / چشم شان کور گشته است از حقد
پای تا سر بمزبله غرق اند / آن همه آتش این همه حرقند
گشته در جنگ از کم و از بیش / دانا آنرا که مس و دولت بیش
باشد این بیش و کم حرص او را / می نتابد ز جمع آن رو را
وانکه را کم زیاده می جوید / گرد هر مزبله همی پوید
فخر دارند اندران احوال / می شمارند دولت و اقبال
حرص اهل بهشت را نبود / طمع زان سان سرشت را نبود
نی برنجند و نی برنجانند / غیر ذکر خدا نمی دانند
یاد حق است بهشت و دیگر هیچ / غیر ازین تو مدار سر در پیچ
دیو ام آنچه هست بنمایم / بر تو پایت ز دام بگشایم
دیو از دست تو بحرمانست / زانکه جانت بنور ایمانست

گاه اندر جری در افتادی / جستی از جهد آن تو آزادی
بود شب تیره چون زره افتاد / زان فتادن بزیر چاه افتاد
بود میخی درون چه بر پای / گشت جای نشستنش را جای
چونکه در مقعدش در آمد سخت / خویشتن را شمرد نیکو بخت
گفت آن دم که کرد ناکامی / او فتادم بزیر از بامی
این زمان حاصلم همه کام است / گر چنین میخم عیش و آرام است
زین کشاکش که پیش من آمد / هر چه بر ریش من آمد
اندکی حکه اش فرو بنشست / ساعتی خوشدل اندرو بنشست
گر سلامت ز چه برون آیم / باز بر خانه راه بنمایم
شکر در چاه میکن ای نادانشت / راه بیرون شدن اگر میدانشت
اهل دنیا ز دولت دنیا / گشته محروم لذت دنیا
اهل آفاق را همین حالست / آنچه دارند دولت اضلالست
اهل دوزخ همه غذا خوارند / بهر اغذیه جنگها دارند
اهل دنیا ز بهر دنیا نیز / حاسدند با هم از پی هر چیز
خواهد از آن کسی که کم دارد / از سر ظلم و غصب بر دارد
وانکه را بیش حرص او زان بیش / می نیابد ز هیچ ره بر خویش
هیچ ره حرص شان نمی میرد / جان شان ترک از آن نمیگیرد
نیست جز صحبت خدا کاری / نیست از حرص و آز بازاری
هیچ حلاوت جز این نمی یابند / در ریاضات بی خور و خوابند
غیر ازین هر چه هست دوزخ دان / ای تو مرغی ز دیو آن فخ دان
گر باین گفته ام عمل داری / پس هدایت تو از ازل داری
زان سه حالت که پیش ازین گفتم / در ره دین و داد در سفتم

هست انجام طالبش این حال
نفی این کن که باشد این ضلال

شهوت و لذت وجود از هست
اهل حق را ازین شکیبا نیست

جلق و دلق است خلق را این نام
بهر ترا اگر درین برائی کام

هر کرا همت خدا جوئیست
نزد او این همه سیه روئیست

هرچه در گوش آید از پیرت
زان بکن خود بخویش تدبیرت

اندکی فکر کن دران باری
چیست انجام کار هر کاری

ظلم خود را بعدل ده انصاف
درد را درد و صاف را شو صاف

آن قدر جهد کن بصافی خویش
گر براه تو درد آید پیش

صافیت در دلها کند زان صاف
پس ز صافی تو در جهان مے لاف

درد را هر که صاف میداند
در طریقت ز راه می ماند

صاف را درد را تمیز انسان
می کند بی تمیز بر حیوان

گاو خر درد و صاف کی داند
زیر بار است و راه میراند

هم ز من بشنو و هم از هر دان
تا نباشی ز غول سرگردان

هم بکن قرائت کلام الله
آنچه من گفته ام دران میخواه

در احادیث نیز این باشد
نیز او را دا اهل دین باشد

باش سالک بجادهٔ تصدیق
هست انجامش عالم تحقیق

زانچه بی اختیار شد ره زن
هر دو را هست در طریقت زن

عدل حق از برای این کارت
کرده است چار زن بره بارت

فرزند تست هرچه میکاری
از برش هر ترا بود یاری

در شریعت ترا حلال است این
مونس هر غم و ملال است این

زانکه بی این بمنزل فانی
روز بردن بسر تو نتوانی

هم تسلسل ازین در او را داست
بهر میلاد عالم ایجاد است

از برای عبادت است عباد
خوش کسی را ولد که صالح زاد

ای مسلمان زنی مسلمان خواه
در ره حق رفیق تو در راه

در برش زیور از نکاح هست
دیدن روی او مباح هست

حسن او را حلال زینت داد
شکر حق میکن آنکه اینت داد

شرع این کرد مر ترا در بر
لیک بار است هم ترا بر سر

در طریقت سلاسل پای است
نفس آنرا که بند و بد رای است

در حقیقت ز هر دو سو دانست
بر محقق چنین در ارشاد است

از برای بقای این عالم
شد زن و مرد در بنی آدم

جز باو سوی کس نظر مگشای
بر زن اجنبی میاور رای

بار فسق و زنا منه بر خویش
گر تو مردی نظر مکن در پیش

چیست انجام کارت از دنیا
داد بر امر شرع محکم پا

زانکه باطل بود فریبنده
مرد و آن کو شود شکیبنده

شرع بهر صلاح دارین است
دین و دنیات غیر ازین نیست

لذت باطل آنچه مبخست
دایه و دایه را همان نخست

هر که بالغ بدایه کارش نیست
آنچه لذات اعتبارش نیست

وان کسی را که زن کند تسخیر
نزد مردان تو نام آن زن گیر

گرچه اول دران طلب کاری
آخرش چیست گر خبر داری

وان کسی کو چنین عمل کرداست
نزد مرد خدای نامرد است

هم بدنیا خجالت ازین کار
هم بعقبی بعقوبتش بسیار

شد زن اجنبی به حشمت خوب
دیو از سحر کردت آن مرغوب

او نه خوب است دام شیطان است
آفت راه اغلب از آن است

حرص این ره بهیمه ات کرد است
دین و دنیات محنت و درد است

آنچه خواهی از دنیا است ره اهانت هست
امر حق را ز دست بنهادی
بیشتر بیشتر سیاهی دل
تو از او او ز تو شود محروم
گر شود دختر از زنا پیدا
چون که او را ز خود نمیدانی
زن به از نسبت اندرین کردار
دوم آن سر خواهش دولت
زین دویدن تو یا فراهم آر
زین کشاکش چه حاصل نفست
آنچه را تخت و تاج می نامند
در زمین دو خفتند باهم خویش
یک جهان دشمن است او در پی شان
سائی بهر تعب بنشینند
هیچ ره جان ز مرگ نتوان برد
او ابد زنده است نی مرده
حیف عمری که طالب دنیاست
در همه عمر صید صیاد اند
جان شان غرق وهم و هوا نشست
بهر هم کرده نیز خنجر و تیغ
هم بد نیاست هر طرف بدنام
حرص و آز تو بیشتر هر روز

هم دلت باز دار از آن هم دست
خواهش نفس را رضا دادی
می شود زان عمل ترا حاصل
کشت و کاری که کرده معلوم
چون پدر داد داو زنا را یا
کرده رو سیه بیاداتی
زاده اوست بیش او اظهار

چون کند آن هوا بدل منزل
شامت آن دلت کند تیره
گر از آن زن شود ترا فرزند
تخم خود در زراعت مردم
گاه باشد که با همان دختر
حاصل خود ازین چه کردی تو
گر مسلمانی و مسلمان زاد

در بیان طالب جاه و حشم و شرح احوال آن

نیست یاد او دست ازین بر دار
هست در خاک منزل نفست
دشمن راحت اند و آرامند
اسفل السافلین بود به شجش
خون دل هر زمان شده می شان
عاقبت آن بساط بر چینند
ای خنک آنکه در طریقت مرد
جان سلامت ز مرگ او برده
زانکه دنیا بکس نباشد راست
در پی هم به قتل افتادند
جمله کاهند مرگ شان داس است
هیچ از مرگ خود نخورده دریغ
هم بعقبی است دوزخش انجام
یاد حق نی بشب بود نی بروز

رفت از این طاعت خدا از دست
رنج بردی بدست آوردی
بر کسانیکه این عطا کردند
خواب در چشم و جان حرم از آن
از سر فکر غرق در رنجند
حادثاتان جمله مرگ اماتند
طالب حق شد و بره بشتافت
او که جان در ره خدا افشاند
وان کسانیکه این طلب کردند
بر سر تخت و تیغ بر سر شان
گر بلغزد ز عدل پای از جای
این بود حال آنکه عادل هست
در جهان   تا امیری شد
گر بگوئی که یاد حق دارم

رفتن راه حق شود مشکل
پس شود چشم تو در آن خیره
رایگان شد چنین بخود مپسند
کاشتی کرده برش را گم
بی خرد میشوی تو هم بستر
تف بر دنیا چگونه مردی تو
دین و دنیا مکن به خود برباد
اول او دویدن آخر لت
تو به تحصیل آن شدی سرمست
کام ناراند از جهان مردی
غرق در محنت و بلا کردند
تلخ شان لذت از طعام از آن
همچو بازیگران شطرنجند
در نهایت شکار آفاتند
وصل و دیدار حق در اینجا یافت
حق بل احیا بوصف او برخواند
عمر خود صرف در تعب کردند
آهنین جامه ز السنت در بر شان
شرمساریست در جزا ز خدای
وانکه ظالم بحال مشکل هست
عمر تو صرف ملک گیری شد
او سپر داشت بر جبین کارم

راست گفتی ولیک می بین بیش کی رسی بر حلاوت درویش
گر خدایت ز بیش عالم کرد نی ز بیشت غرق در غم کرد
بار یک عالمی به گردن او جیف شاهی و رنج بردن او
از جهانی گرفته باغ و خراج از گدایان گدا براو محتاج
از گدائی زیاده برخورد او چونکه مرد آن طرف چها برد او
یک شکم سیر روزیٔ هر کس تا بود زنده کس نیابد لبس
تا دم مرگ ترس مرگ او را غیر مصروف زاد و برگ او را
لقمه بیش از آن نخواهد خورد آن جهان هیچ از این نخواهد برد
غیر نیک و بدی که اینجا کرد زان در آنجاست راحتش تا درد
پادشاه است و بنده ایر آز بست حرص و طمعش ز کف ندارد باز
هر زمان فکر زینت و زیبش هم از آن صد هزار آسیبش
زانچه پیرایه در بر او هست آن نه در مرگ یاور او هست
زاینهمه عاقبت هلاکست او تن برهنه بزیر خاکست او
آنطرف نیست حکم او جاری شاه و محبوس حجرهٔ تاری
حجرهٔ تنگ و تیره یک جائے نیست در وی ز روشنی راهے
اینجهانست بازیٔ اطفال گوششش بقر عشر ر مال
چند کس جمع گشته می بازند پس بحیل را چه قرعه اندازند
یک از آن میر و یک وزیر فتاد وان دگر زو کی حصیر افتاد
در دمی انتقال زین احوال نیست این رتبه بر کسی بر حال
گاه در عز نشد و گه خواری گاه اقبال و گه نگونساری
هر قدر جمع گنج خواهی کرد بهر خود درد و رنج خواهی کرد
زان همه وقت مرگ کندن دل هست بسیار سخت و بس مشکل
زان هراشیا بجسم تو جانے چشم را همچو عضو دندانے
یک یک از تو همے کنند آندم از خبر این ترا خبر خواندم
چون بدست آمدت شدی خوشحال چون رود از کفت چه باشد حال
با تو مرگ تو تلخ یا کین است حسرت موت اغنیا اینست
زین نهی کو بناز پروردی آن زمان بند محنت و دردی
دست افسوس میزنی بر دست این زمان وقت کندن جان هست
تا کنون حکم این و آن کردی پادشاهی درین جهان کردی
وقت مردن ز رفت حکمت بیش حسرت مرگ تو ز هر کس بیش
نیست تاج و لوا ترا یا ورد چون ترا ذات حق شود داور
می برندت بسوی گورستان می کنندت بزیر گل پنهان
نی دران جات فرش و بالین است نی کسے با تو مهر آگین است
این زمان کز همه جدا ماندی اندران حفره مبتلا ماندی
پیشت آرند حال درویشان چون به بینی تو عزت ایشان
حیف آید ز دولتی از پیش از تحسر سر افگنی در خویش
پیشت آید تمام افعالت گر بود نیک خوش از آن حالت
ور بود بد چه چاره خواهی کرد دوزخ آندم برآرد از تو گرد
مصطفےؐ گفت طالب دنیا همچو کلب است جیفه راجویا
جهد کن تا نه زان کسان باشی ای مسلمان تو سگ چسان باشی
ای خوشا حال آنکه پیش از مرگ گرد از بهر خود ز طاعت برگ
مهر غنی در دلش ز دنیا بیش غم خورد بر ضعیف و بر درویش
در نماز و نیاز داری روی در تفحص بهر کس از هر سوی
امر حق را بجای مے آرد شرع و سنت بپای میدارد

مرگ در پیش روی می بیند … زاہل بے خبر نہ بنشیند
ہیچ کس را دمے نرنجاند … توبہ از خویش ہر زمان خواند
نی خورد خوب نی بپوشد خوب … باشدش زانچہ ہاں خدا مطلوب
حق پرستد رضای حق جوید … حرف گوید برائے حق گوید
مہر دنیا نہ باشدش در دل … زاں نہ خواہد شد از خدا غافل
خود بہر داد خواہ پردازد … در زماں حاجتش روا سازد
ہیچ رہ بر کسے رعایت نے … بے حسابش بہ کس حمایت نے
روز و شب اجتہاد دیں دارد … لشکر و مال صرف ایں دارد
از علایق نشستہ آزادہ … بہر آں روز چست و آزادہ
گوید از عشق جاں بر افشانم … زاں ابد مفتخر بود جانم
باشدش جملہ دولت دنیا … آں کند صرف دولت عقبا
عدل اول بخویشتن کرد او … شد ز دنیا و مال دل سرد او
ہر کہ در سعی ایں عمل بشتافت … پادشاہی دین و دنیا یافت
تابع حکم مفتی و قاضی … مصطفیٰ و خدا از و راضی
خود ز طاعت دمے نیاسایہ … خلق را نیز امر فرماید
اینچنیں شاہ اولیا باشد … کز ہمہ جز خدا جدا باشد
پادشاہے کہ گرد از اینسان کیش … نزد حق ہست بہر حق درویش
زانچہ بارہا بجہا بدست آرند … ہم بحسرت ز مرگ بگذارند
نیستش ہیچ از علایق بیش … تا نہ کندن دراں شود دلریش
با خدا از ہمہ دلش پاکست … مال دنیا بچشم او خاکست
کشت و کاریکہ کرد در دنیا … ہست از انسو بچشم او پیدا
از نفس ہای پاک انبارش … گشتہ آندم دفین و غم خوارش

باشد از بہر پاس دین درجہد … با خدا در نیاز ثابت عہد
ای خوشا حال ہمچناں شاہے … کو کند یاد مرگ خود گاہے
راحت ظہر و بطن بگذارد … روز و شب روی بر خدا آرد
زانچہ گفتم بر آں عمل دارد … جز بحق دل بہیچ نگذارد
ہیچ موئے ز خود نیازارد … ہر زماں روی در نیاز آرد
داد مظلوم گیرد از ظالم … دارد انصاف خود دراں سالم
ہر چہ دارد بحق کند انبازہ … آں بعقبی ست با خدا لیش باز
جز خدا ہیچ در خیالش نیست … روز مرگ حسرت و وبالش نیست
عاشق از جاں بود بمردن خویش … مردنش عاشقانہ آید پیش
ہر کجا ہمچہ پادشا ہست او … بہر ما سایۂ آلہ است او
پادشاہے کہ باشد او عادل … نیست از اینگونہ ہم بر او حاصل
بر نظام جہانیاں در کار … ہست راضی ز کار او دادار
ہم فقیراں پناہ او دارند … مذہب و دین و راہ او دارند
از مناہی ہمیشہ پرہیزد … در ریاضت بنفس بستیزد
پادشاہست و بندگی دارد … جملہ امر خدا بجا آرد
من نہ گویم کہ پادشاہ است ایں … از فقیران و مرد راہست ایں
اعتبار است تلخی مردن … آں طرف نیست راہ زہ بردن
نیست درویش را تعلق ہیچ … او نہ باشد بہ فکر بیجا پیچ
نہ بویہ ہنر او دامسلمان است … در دم مرگ مرگش اثبات است
زانچہ مقصود او ست آنسو نیست … روی از عاشقی دراں کو نیست
بر یکے دہ ز نفع آمادہ … جلوہ زاں حق بچشم او دادہ
آں غریبے کہ از سفر برگشت … بخت بر سوی خانہ رہبر گشت

چون کند سوی خانه ره در پیش   زان عمل‌ها که کرده است بر خویش
پیشش آیند چون زن و فرزند   او ز دیدارشان شود خورسند
گشته آزاد او ازین زندان   هست در خانه خوشدل و خندان
دیده محنت بره مسافر بود   بر وطن آمده کنون آسود
چون ز دار المحن خلاصی یافت   از سر عاشقی بره بشتافت
در غریبی ازو نماند ملال   تا بود خاطرش مشوش حال
در سفر هرچه او بدست آورد   چونکه در خانه رفت با خود برد
آنچه از رنج و سعی پیدا کرد   آن همه ذله بهر عقبا کرد
در سفر هرچه بهر خود برداخت   آن طرف روضه و عمارت ساخت
شد بنای بهشت از اعمال   هست طوبی بهم مراد را حال
آن نفس‌های او همه چون طیر   در فضای بهشت اندر سیر
حمد و تسبیح حق بیان کرده   خوبی خود دران عیان کرده
زادهٔ او همه پیش او باشند   خوب گفتار و نیک خو باشند
اینکه آنسوی عهد خود پیوست   دادش این دولت مخلد هست
سوم آن تلذذ کام است   نیک بنگر بران چه انجامست
حکم آن از لبیست تا در حلق   بهر آن مرتهن شود بر خلق
چون فروتر رود شود معدوم   قوت و قدرتش ترا معلوم

باز داشتن مرید را از خوردن طعام لذیذ که فربهی نفس است

نی ازو رنگ بینی و نی بوی   پس ترا به کند و تباهی روی
چون درون رفت جمله خواهد سوخت   کس ازین بهره نه خواهد پوخت
معده ات دوزخ است و این آتش   چون خوری بیش بیش شد سرکش
تا به کی می‌نهی در انبان نان   تن مپرور که زان ضعیفست جان
قوت جان ز ذکر حق باشد   تا کرا روزی از سبق باشد
مصطفی ص گفت ساعت دنیاست   با کسی این ابد نیاید راست
ساعتی لذت است اگر دانی   ترک آن کن اگر نه حیوانی
ساعتش گفت چیست یا رسول الله ص   صرف طاعت بحق کن ای گاه
مرتضی ع گفته است یک روزیست   صایم آن چه فرحت اندوزیست
ترک دنیاست ترک لذتها   تارکش رسته از مشقت‌ها
نیست لذت فسون دنیا هست   هر که تسخیر اوست رسوا هست
هیچگه کس ندید کین ساعت   راحتی کرده است جز طاعت
طاعت حق که لب لذتهاست   هر که کرد است لذتش او راست
دام میدان تو لذت دنیا   گر شوی بند آن نگردد وا
چونکه لذت نشست در کامت   تو مگس شهد او شده دامت
گر میسر نخواهدت بودن   یک زمانی نیاری آسودن
نفس اماره ات شود غالب   بر سر خوان کس شوی طالب
او ترا آستین برافشاند   از سر کاسه چون مگس راند
عصمت تو از آن شود تاراج   ای تو محتاج بر در محتاج
گر خوری هم از آن نگردی سیر   تا نگردد ز عمر روزت دیر
مضطرب بی مراد در هر کوی   همچو سگ گرده در بدر تو بوی
بلکه سگ عار و ننگ از آن دارد   که بکس التجا بیان دارد
بر در خواجه روز و شب باشد   گر برو عیش یا تعب باشد
نیست منعم کسی بجز وهاب   در قناعت رضای او دریاب
مصطفی ص گفته است قناعت گنج   قانعان را بعمر نه بود رنج
اندک و بیش چون بدست آید   مر ترا شکر اندران باید

جوع را باش یک دمی صابر ... سیری و جوع هردو آن عابر
خلعت صابری ازاں درپوش ... بعد آنی شراب حق می نوش
چون نخوری شکر کن و صابر باش ... هر زماں بر خدای ذاکر باش
آتش جوع زانچه بنشیند ... فارغ آن را به شهد بگزیند
گر به همت بر آن قدر سازی ... فقر خود را به فخر بنوازی
گر نشینی به کوه در غارے ... هر ترا با کسے نه زاں کارے
رازقت اوست جوع چون لبر ... خوان دراں غار خواهدت آراست
قادر است در رساندن روزی ... تو به ذکر و نماز ها بسزی
بر یکے نان طره باید ساخت ... آبرو پیش کس نباید باخت
ساعتی منتظر به رحمت باش ... حق فرستد برای تو نان فاش
جوع را گر تو مهمان داری ... لفظها از خدا در آن داری
لذتے بے سبب رسد در جان ... گر تو باشی بخوان حق مهمان
کام شیرین بیاد حق میکن ... این عمل تا بهشت دارد بن
عمر شد زان من ازان خوانست ... لذت این مفرح حال است
جلوهٔ رازقی بسے دیدم ... خویش را از بلاش در دیدم
قانعم هر چه می فرستد دوست ... در من این همت از عنایت اوست
لقمه هائی لذیذ تن پرورد ... لیک جان را علیل خواهد کرد
تن ترا عاریت و بیگانه ... جان بکن بهر این تو دیوانه
نیست لذت طلسم و افسونست ... ورنه در اصل خاک یا خونست
هر که زین ترک کرد آزادست ... هیچ در دام غم نیفتادست
آتش جوع چون برافروزد ... هرچه در وی بپے نهی سوزد
لقمه چون یافت جوشش او بنشست ... آن طلسم و فسوں همه بشکست
چون شدی سیر لذتش برخاست ... رغبت خوردنش زجانت کاست
بنگری سوی آن بصد خواری ... شد فنا آن همه طلب گاری
این همه گر بپیش کنون شد سرد ... هیچ میلے بآن نخواهی کرد
بس بخور لذتے که نامردن ... مے نکردی تو سیر از خوردن
چون نخوری زان حریص تر باشی ... زانچه بودی ازان دگر باشی
هر قدر میخوری نه اسرافست ... اشتهائے نو هر زماں صافست
آن چو دریا و تو دراں ماهی ... یک دمے ترک آن نمیخواهی
ذکر حق است اندراں میکوش ... تا شود حق زخم تو در جوش
ما ذکرناک گفت پیغمبر ... ای تو در راه وا و ترا رهبر
هر قدر میخوری تو نوشت باد ... کرد منت پر غذای حق ارشاد
تن ازین لاغرست و جان فربه ... جان تو فربه کن که آنت به
تن مپرور که لقمه اش خاکست ... جان بپرور که لقمه اش پاکست
جان بجز جامه حق نخواهد ماند ... خلعت نور خواهدت پوشاند
هم تنت را ز خاک خواهد باز ... جامهٔ خود بپوشش و سرافراز
صاف نیست و غیر ازین دردست ... هم غذا خوار و هم غذا مردست
آکل ذکر زندهٔ جاوید ... فارغ از بیم و رسته از امید
اذکروا الله داده حق فرمان ... گفته ذکر کثیر در قرآن
لقمهٔ رطب و لقمهٔ یابس ... دیو دارد بچشم تو لابس
زان ترا سوی خویش بفریبد ... نفست ازان طلسم نشکیبد
تا ز عصمت کند بیرونت ... شد گرفتار همت دونت
مال مردم زغصب بستانی ... کام شیرین کنی ز نادانی
ببرد آبروی تو بر باد ... بر تلذذ جز این نخواهد داد

بایدت خورد لقمهٔ لابد / تا که جوع تو سرد خواهد شد
جسم را طاقت نماز از آن / هست بر لقمات نیاز از آن

گر تو قانع شوی از آن در دهر / دیو را از تو هیچ نبود بهر
بی سبب آن مسبب الاسباب / بر تو بگشاده بهر آن صد باب

آتش جوع چون شود سرکش / ذکر حق کن به صبر سرد کُشش
ساعتی چون شوی در آن صابر / نفس را از برای حق جابر

حق فرستد از آسمان خوان / لیکن آن آمدن ز تو پنهان
لقمهٔ از حلال اندر پی / تو نه و جانِ تو برد زان پی

هرچه آن دم خوری لذیذ است / ز اشتها اغذیه بجز زیت هست
سیر محروم جمله لذات است / بهر لذات اشتها دال است

هست در جوع اشتها بسیار / بهر لذات اشتها بگذار
از شره تا چند خواهی خورد / گر بخور زان وگر نه خواهی مرد

جوع را لذتی بود پیدا / از تجوع طلب کن ای شیدا
اختیار زهد است این طعام / باش صایم که از بیابی کام

زان منزه ز خوردن آن ذات است / شد یقین جوع ام لذات است
زو به کم خوار علم و حکمت داد / نعمت این حق بروز رحمت داد

دیده ام من که پر خوران مردند / زانچنان هیچ نی بخود بردند
کم خوران را است عزت دارین / بر ملایک ز پاکی شان نشین

چون سه روزت بجوع در گذشت / طاقت و صبر تو ز سر بگذشت
هر چه مردار آن حلالت شد / زانکه نزد حق از کمالات شد

چون به سیری کسی کند طعام / شد حرامش طعام ها در کام
شرع اسراف را حرام آورد / راه مسرف بحق نخواهد برد

دست از اسراف این عمل بردار / آنچه امر حقست بجا می آر
رطب و یابس که از فتوح آید / قوتی زان بجسم و روح آید

گر تو سیری به دیگری بخشای / در توکل طریق حق پیمای
چون گرسنه شوی خدا یار است / خوان روزی برای تو باز است

منتظر باش بر عنایت ها / تا شود نازلت عنایت ها
روزیی تو مقدر از ایجاد / کرده است آن بوقت خواهد داد

روز و روزیست از ازل باشد / قنع آن احسن العمل باشد
بر تو چون ذات تو بحق آمد / خوان و نان ز آسمان فرود آید

من و سلوا غذات ز آنسو به / کوشش و جهد خویش یکسو نه
رحمت حق بمضطران باشد / لاجرم صوفی اندر آن باشد

هر که صوفیست مضطرش دانند / رحمت و جود بر سرش رانند
بهر لب تشنه آب باران است / بر گرسنه ز جود او نان است

شرع بخشند زکوة بر درویش / پیش درویش باش و مستان پیش
قوم موسی براه حق در راه / جهد کردند حق از آن آگاه

آب و نان بهر شان مهیا داشت / تا چهل سال هم شب و هم چاشت
بود همراه شان کلیم الله / با تو شب مصطفی معین در راه

اشرف انبیاست این سرور / لیکن از صدق در ره او سر
از همین ره خدای را خوار است / سنت و شرع او مدد از دست

روز و شب در درود خواندن باش / تا خدا را سپر است بر این فاش
بر خدا کن توکل اینت بس / یاد کن نام او که اینت بس

هرچه بی کوشش تو آید پیش / من و سلوا شمار ای درویش
آن فرستاده خدایت هست / هرچه باشد به شکر شو پیوست

هر که در بند لقمه خواهد بود
پیش خلق و خدا است او مردود

یک گره پی فتاده در خواری
از برائے همین شکم خواری

خواجه بر بنده هر چه خواهد داد
شکر آن کن که خواجه گردد شاد

گر بگوئی تو آن نه این ماند
زین طلب شاه را گران آید

این نه بخل است تو بے ادب هستی
بے سبب او تو در سبب هستی

از سبب هیچ خیر نگشاید
لطف و احسان شاه می باید

شاه ما را طبیب و ما بیمار
هر چه او داد صحت آرد بار

هر چه افعال سر زد از بنده
فعل را خواجه آفریننده

ز انچه خود کرد خواجه باشد صاف
دارد آن فعل بنده می لاف

زانچه خود کردنی سبب باشد
زان سبب خوی در تعب باشد

هستی خویش را خود آمد پیش
نفس او مار و درد او را نیش

هر که فانیست خواستنش نه بود
غیر از این کار خواستنش نه بود

شد وجودت سبب الافعال
خواجه پرسد تو از آن احوال

گر بود بد عذاب خواهی دید
گر تو نیکی صواب خواهی دید

زانکه شد از وجودت آن سرکش
آن نه صاف است باشد آن را غش

هر چه او مے کند ترا نیکوست
تو علیلی و آن ترا داروست

از سبب دست خود فراهم دار
تا تو مجبور و حق بود جبار

گر تو کوشش کنی نه مجبوری
نیست بر بیخودیت دستوری

شیوه مخلصان نه این باشد
پیشه مدعی چنین باشد

مخلصی در رضا و تسلیم است
گر نه آن باشدت همین بیم است

با خدا مدعی نه شاید بود
عاقبت هیچ از این نداری سود

او ز بخشایش ترا بخشید
نفس تو تافت سر چو نیسان دید

عاقبت این خمارها دارد
محو او شو که کارها دارد

تا نه بیخود بوی نداری راه
هر چه نفس تو خواست آن میخواه

حق مریدت بهر ارادت شد
نفس تو تارک سعادت شد

دوست کی دوستدار دانجالت
دیو افکنده است به اضلالت

گر ارادت ز یاد حق داری
می رسد نیز از حقت یاری

لیکن این بر تو کی شود حاصل
در طلب گشته ای تو خر در گل

کوشش اندر رضای حق میکن
طاعتے از برای حق میکن

از تو حق را رضا و تسلیم است
خواهش از من همینت تعلیم است

گر درین راه راست مجبوری
بر تو این کار راست دستوری

گر درین اضطرارت آید پیش
اینت میراث آدم است در پیش

مضطرب بود سالها آدم
لیک حق مونسش در آن هردم

ورنه جز اینست نفس خود داری
نفس راهست زده به مکاری

حق منزه ز خوردن و خواب است
هر چه نعما به خلق وهاب است

صحن غیر از لطف پیدا کرد
این همه پر ز جمله نعما کرد

هم تو نعما به مستحق بخشای
گرسنه و تشنه راه حق بهای

چشم بکشا ببین کز آن جواد
بهر مخلوق خود چه خوان بنهاد

خواهش او نه زان پی خویش است
هر چه او راست بذل درویش است

میکن آن غیر سعی حاصل تو
گهکل است آن و طینت گل تو

بنده از او و نعمت است از او
گر تو هی بنده تو مراد را جو

از اگر از تو شد همه نعما
از تو است شکر آن کن ای شیدا

کرده از صنع خویش آن معمار
اندکی گل برای گلشن دیدار

چند روزی از آن به نسبت بها
شد چو زان انقطاع فتاده جا

تا بود جسم و جان ترا از شاه
بی سبب های تو ترا پیداست
هرچه او بخشدت بآن می ساز
کار دنیاست مردم آزاری
هر که او میل سیم و زر دارد
تا که ضحاک کرد خوش زان کام
چون ز لذات خویش را بفریفت
مار از دو بهر خود غذا در ساخت
سر ز مردم بمارها می داد
نفس هرچند با شدت لاغر
بعد از آن نفس نیست روح است او
خون مردم حلال خود داند
احکم الحاکمین کرم ها کرد
او به اغذیه لون ها افزود
دیو در نفس دارد از این راه
نی که از اضطرار شد مختار
او ز دارین همین خدا را خواست
دام دیو است آنچه لذات است
کرد بسیار دل ز خود خسته
هست در لقمه لابد آن زهر
آنچه ضحاک خورده بد زان پیش
هر که خوش کرد کام از لذات

هست هر روز نان و خوان بخواه
جهد کن تا رسد ترا هیچ است
ورنه دیوت ز عیش دارد باز
دولتی کی بغیر این داری
باید او را که مردم آزارد
مرغ نادان فتاد اندر دام
منعمش یافت مرغ وز آن بشگفت
دیو شد چون طبیب و مرهم آراست
شد از آن خلق را بسی بیداد
او بطاعت بره گذارد سر
بر تو از فضل حق فتوحست او
ظلم کردن کمال خود داند
تا فریدون ز لطف پیدا کرد
هر که نادان ز ما از آن بر بود
ترک کن خوشخوری و باش آگاه
بنده را که گشت عونش یار
خواست ز انسوی شد از انسو راست
زانکه لذت قرین آفات است
هم خود از درد و غم نه وارسته
مجتنب شو مکن تو بر خود قهر
کرد آن ظلم عاقبت بر خویش
تا ابد مبتلاست در آفات

آنچه در علم و حکمت شاه است
گر بخواهی وگر نخواهی تو
هر که او میل خوش خوری دارد
خوش خوری تخم در نهادت شد
عهد ضحاک آتش بر شد دیو
دیو آنجا چو خویش را جا کرد
آن تلذذ که اندرو جا کرد
گفت بر مار ده سر مردم
نفس چون یافت از غذا بالی
طاعتش برده مسلمانی
با تلذذ که نفس خور یابد
مردم از نفس او زند فریاد
دیو با ماست دشمن از ایجاد
چرب و شیرین و ترش و شور است آن
نفس قومی که حق برحمت خواست
عرض کردند پیش او نعما
نفی لذات کن تو در اذکار
هر که خود را بدست لذت داد
خود به بیند بلا و مردم نیز
آدمی زاد چون رود در دام
دام دیو است احترازی کن
دیو از حق چو دام ها در خواست

بهر تو آن بر تو ناگاه است
از وظیفه خوران شاهی تو
باید او را که مردم آزارد
مردم آزاریت زیادت شد
کرد اقسام اغذیه از دیو
آخر آن مکر خویش پیدا کرد
از سر کتف مار پیدا کرد
ورنه گردد سرت در آنها گم
کرد در پیش مردم آزاری
زان ز فعل بدش پشیمانی
از نماز و نیاز سرتابد
کرده حق را به استعاذت یاد
او ز ما هیچ کس نخواهد شاد
دام تسخیر بهر کور است آن
در ره فقر و فاقه او را کاست
کرد جز یاد حق به آنها لا
تا خوری سیر لذت اسرار
مار شهوت ز طینت او زاد
مسخ شد گشت مار و کژدم نیز
بعد از آنش چه لذت و آرام
کسب لذت تو از نمازی کن
از زن و لقمه کارش آمده است

کرده لذت چو در دلش منزل / گشت از طاعت خدا از اہل
آفلی بدتر از این نبود / که ترا لذتی از این نبود

لذت ذاکری که جانت یافت / نفس بگند بد و روز لذت نایافت
زانکه در لقمه لذیذ است دیو / میشود سوی غفلت کالنو

دامش از فرج و از گلو باشد / نفس در دام ہا ازو باشد
عصمت مرد و زن ازان ز اہل / وای آنکس که شد برین مائل

گاه و بیگاه اگر رسید نشست / مرد حق اندران مفید ہست
ترک لذات ہر که خواہد کرد / دیو از دست اوست با صد درد

لغمهٔ الذت از حلالت بہ / لذت از طاعت کمالت بہ
دیو چون از تو بیند آن افعال / می شود زان مکدرش احوال

خاک حسرت ز دیده خواہد بیخت / از نمک خونین ز دیده خواہد ریخت

فایدهٔ ترک لذات داشتن حضرت شیخ نورالدین قدس سره

من شنیدم که شیخ نورالدین / ترک لذات داشتش آیین
ہست کشمیر مرقد ایشان / زاہر مرقدش خدا کیشان

ہم نه خورد است سیر تا بود او / نفس خود را دمی نیاسود او
مجتنب چون که شد ازان سا خورد / ہمت ترک را سلامت کرد

مصطفی ہم نه خورد ہر گز سیر / سیر را خواب می برد تا دیر
کم خوری داشتند پند ازآن / پیروی کرده زان وفاداران

سیر و دطاعت خدا از دست / سیر را این بلا و آفت ہست
شیخ متابعت میکرد / بود اندر طریق مردان مرد

سنت مصطفی بجا آورد / بر خدا زان سلامت ایمان برد
وردم نزع بر نصیر الدین / گفت بیرون برو تماشا بین

نوحه ہمی رسد بگوشش این دم / می ندانم که کیست اندر غم
گریه دارد بمرگ من این کیست / گر نه اینست گریه اش از چیست

خود غم من ز عمر خود امروز / از چه را ہست نوحه گر دلسوز
کس نه بر مرگ من کند فریاد / زانکه کردست تجربه دم آزاد

بیکسم من ندانم این کس کیست / می کند نوحه نوحه اش از چیست
ماتم از مرگ من کرا افتاد / تا چنین نوحه دارد و فریاد

از تاسف به درد می نالد / زاستماعش دلم ہمی بالد
زان بر آمد برون نصیر الدین / دید شخصی به گریه و غمگین

خاک بر فرق و روی می مالد / از تحسر بدرد می نالد
رفت و پرسید ازو که ای مظلوم / لیکن از حال خود مرا معلوم

اندرین وقت در چه حالی تو / از برای چه زار نالی تو
خاک بر فرق از چه می بیزی / اشک چون ابر از چه میریزی

گفت یا شیخ دیو مردودم / تا کنون در کمین این بودم
شیخ دین را ز ره بر اندازم / کار را و را چو خویشتن سازم

در رہی او بسی نهادم دام / بر نیامد مرا ازو یک کام
ہیچ در دام من نیفتاد او / زانکه بود از علایق آزاد او

شیخ با نفس خود مخالف بود / من ازان دام ہا نکردم سود
کی فرشته بدام دیو افتد / گر فتد در فلک بغریو افتد

عون حق بود یار او ہر حال / در طریقت بسوی خود دلال
دانست است نیز مرشد کامل / بود این ہم به مراد عاقل

اندر یاضت دلش منور بود / کرد اثر آن نگاه در آن زود
او اگر یک دو روز خوردی سیر / ماندی اندر دلش کدورت دیر

میشدی راه تیره من در راه / شیخ را می فکندم اندر چاه
از تجمع حضور قلبش بود / در طریق یار نور قلبش بود
این زمان میرود ازین دنیا / او بحق واصلست و من رسوا
سعی من گشته است بیهوده / شیخ آزاد ماند و آسوده
عمر چون دیگران بسر آورد / لیک ایمان بحق سلامت برد
هست افسوس و حیرتم زانحال / او سرافراز و من شدم پامال
اوست ممدوح و من شدم ملعون / چون نگریم که شد دل من خون
دام من بود شهوت و لذات / شیخ کرد ترک از آن آفات
عصمت شیخ ماند پا به جای / هست از انحال او بحالم وای
راضی از حال او خدا باشد / زان تحسر ابد مرا باشد
بر نیامد ز صید مقصودم / زان همه سوزم این بود دودم
او به دنیا و دین سلامت رفت / تا قیامت مرا غرامت رفت
دارم از دست هیچو آدم زاد / حاصل حال و وقت خود بیداد
او ز لذات نداد خود را کام / دین و دنیا از آنست نیکو کام
هر چه بود امر حق بجا آورد / پیش حق آبرو هم از آن برد
کاشش اکنون ملاذ از دیدار / کاشت در عمر و داشت اکنون بار
خوبرویان گرفته کف در جام / از شراب طهور پاک انجام
هم طبق ها ز نعمت الوان / در کف حوریان و هم غلمان
این نفس های پاک شان خوشروی / آمده از خدای رحمت گوی
پیش شیخ از بهشت در دنیا / این زمانست ز فضل حق پیدا
سعی من گشت در حقش باطل / همتش کرد اینچنین حاصل
چون ز لذات دنیوی سر تافت / دولت باقی از خدا دریافت
او ازین حال شد بحق مقرون / او به نفعی تمام و من مغبون
آن مرید از شنیدن این راز / با خود از حال خویش آمد باز
گفت این دیو رهنمایم شد / در طریقت گره گشایم شد
مرشد از رمز کرد ارشادم / تا ازین دام هاش آزادم
هست ارشاد و اپسینم این / کرد ازین شیوه مرشدم تلقین
هم خبر هم اثر مرا بنمود / زین عمل حال من بود محمود
ترک لذات بایدم کردن / ورنه دامش بود غل گردن
گر به لذات نفس رانم کام / می نهم خود بخویش در پا دام
یا الهی بحق این مردان / با مریدان مرا چنین گردان
همتی بخش اندرین راهم / لذت روی تو همی خواهم
آمد و گفت پیش شیخ انحال / کای مرا عون تو بحق دلال
رهبرم تا خدا ازین حالی / مرحبا بر تو صاحب اقبالی
دیو از مرگ شیخ محسور است / زانکه نارش فنای این نور است
زین خبر شیخ دین بسی بالید / دشمن دوستان چو گریان دید
گفت او را که ای من فرزند / جان من از تو تا ابد خورسند
تا توانی چو من به گریانش / هم ز خود کن نصیبه حرمانش
همت خویش بر تو بخشیدم / چون ترا مستعد دین دیدم
گر چو من در بر دی او بندی / اوست محزون ترا است خورسندی
حق مرا ور اگرفته است دشمن / بهر حق باش دشمن دشمن
مصطفی اندر دعا ز حق درخواست / کار من از کرم چنان کن راست
تا با عدا شوم عدد از جان / بر محبان کنم ز حب احسان
چون کس از ما شود بحق مقبول / هست در رنج و محنت آن معزول

پیشتر سحر اوست در لذات
طالبان را در آں بود آفات

هر که زیں دام اجتناب آورد
دیں سلامت بر آں جناب آورد

کم خوراں را بود دل روشن
ره نیابد براه او رهزن

لذتے جلوهٔ خدا او راست
چوں ز لذات او خدا را خواست

بهر بینا تلذذ از نور است
نور از چشم کور مستور است

هر چه اغذیه است همه خاک است
ذکر حق کن غذا که آں خاکست

هر چه لذات آں فنا دارد
ذکر حق کن که آں بقا دارد

لذتے آں دمے که دریابی
پس ز لذات دی برتابی

هر که از ذکر حق شود مسرور
دارد ش آں سرور در پی نور

نور او را چو نور خواهد کرد
ظلمت ذکر دور خواهد کرد

لذتے به ز لذات دیدار
نیست کن سعی آں بکف می آر

روز و شب ورد ساز یا الله
لذت ذکر از خدا مے خواه

بحر العرفان کسے که خواهد خواند
خواهد از غیر حق همه افشاند

خواهد از نور حق گرفتن زنگ
شد خلاص او ز دیو و از نیرنگ

دیدن ذوالنون مصری قدس الله سره العزیز یکے را که در وقت ذکر الله گفتن زنگی است و زنگیت او دور شده همچو یوسفے ازاں نور می نمود

گفت ذوالنون که در بیابانے
دیده ام طرفه مست و حیرانے

اندراں دشت کس نبردے راه
عمر عابر دراں شدے کوتاه

کس بجز ابر و آفتاب آنجا
در مسافت نماند هرگز پا

هم دد و دام نی دراں وادی
چونکه چیزے نداشت آزادی

نی ذرا آنجا گیاه و نے خارے
ساکن آں ز مور و نے مارے

از قضا آں طرف گذارم شد
یک حبش زاده دو چارم شد

پای تا سر سیاه و قیری بود
استخوانے هم از حقیری بود

بود ش آں لاغری ز کم خواری
با چنیں حال از وفاداری

لفظ الله هر زماں گفتے
روی او همچو لاله بشگفتے

نام پاک اندرو اثر کردے
زنگ او را ازاں بدل کردے

آں سیاهی شدے ز چشمش دور
ایں بیاباں شدے ز جنبش نور

مس نفس باذکر و حشت از غیرش
اندراں دشت داشته سیرش

هم ازاں ذکر حق غذائش بود
همچو روز خواب دشت و جائش بود

چوں ز حق وجد و حال او می شد
خوش با چهره یوسف جمال او می شد

چشمش از حق شدے چو مالامال
بود زنگی و میشدش آں حال

از دهن اثر آں دروں رفتے
لاغری از تنش بروں رفتے

از دلش آمدے به لب ایں نام
شب شدے روز و روی او گلفام

بود از نور ش آنچناں زاغے
از بهشت آمده یک باغے

در چمن او چو گل شده خنداں
هست ازینگونه حال خورسنداں

چونکه او لا اله مے خواندے
او شدے لا اله مے ماندے

از جمالست جمیل در او صاف
ذات پاک خدای صاف

نام حق اندرو چو جاں رفتے
زشتی او بروں ازاں رفتے

جسم ازاں نام پاک بالیدے
در تن آں نام را چو جاں دیدے

ذکر حق هر که کرد از اخلاص
هست ازینگونه حال بر وی خاص

گر ازاں پرتوے ترا دارند
ظلمت هستی تو بردارند

بنده حق به بندگی در کار
روز و شب در نماز ها بیدار

غیر دیدار او مرادش نے
داد جویاں ولیک دادش نے

عشق جاں و دلش بر آشفته
گفتن نام او بر او گفته

شد یکی بنده خواجه را طالب
عشق دیدار او برا و غالب

بنده گانی خواجه را در پیش
جمله خواهند نفع از و بر خویش

عمر بسیار و روزی بسیار
خواست دارند از دو این کار

از هزاران یکی ز هر دا به
خواست از خواجه پیر تو دسایه

یک گروهی برای طلب هستند
بنده گشته ز خود نه وارستند

نام او روز و شب کند اذکار
لذت وصل ذکرش آرد بار

عشق را کسب نور نور آمد
نور معشوق از و ظهور آمد

نام معشوق ذکر عشاق است
زان تجلی بجان مشتاق است

جز و در پیش کل بود فانی
رود در آن کل اگر تو بتوانی

نیست در کل ز هیچ ره آفات
هست تبدیل در صفت بی ذات

ذات قایم بذات خویش آمد
از همه پیش بود و بیش آمد

ذات اگر از صفت نماید روی
آن صفت را تو در فنا میکو

چونکه حق آمدی وا و رفتی
بحر در قطرهٔ فرو رفتی

قطره فانی شدی در آن دریا
رنگ دریا به قطره زان پیدا

چون سر سایه خور فکندی نور
هستی سایه زان همی شد دور

کردم از وی سوال کای طالب
عشق حق مر ترا چنین غالب

اندرین دشت جوع از تو سرد
از چه شد زود ذکر حق را کرد

داد بر من جواب کای آگاه
جوع را شد غذای من الله

لذتی می برم من از این نام
بر غذا هیچگه ندارم کام

سالها شد که بیخور و خوابم
من ز ذکر خدا غذا یابم

چون شوم تشنه آن شرابم هست
از همین نام نان و آبم هست

با همین انس از جهان گردم
در بیابان مقام از آن کردم

دیده ام این جهان همه آفل
تا بکم تا نه سازدم غافل

از هر اغذیه بس لذیذ است این
نیست جز این غذا مرا آئین

ای مرید عشق و اشتیاق است
همچو کن ذکر گر نزاد این است

از چنین ذکر میشوی مذکور
هم شود ظلمت وجودت دور

ذکر حق او ز حد و غایت کرد
تا درو نور آن سرایت کرد

رنگ خود را برنگ او در باخت
خویشتن را برنگ جانان ساخت

رنگ بگرفت چشمش از اذکار
کرد از شوق شغل آن بسیار

کرد او را قبول ذکر الله
ره بمذکور یافت شد آگاه

دعوی مقلد با محقق و جواب گفتن محقق آن مقلد را

آن یکی گفت ذاکری هر روز
دارم از نور دل همه شب و روز

دعوئی هر کسی که بود پنهان
نیست عالم بجز خدای ازان

گر نه از روی من نمایان است
لیکن آن نور در دل و جان است

وان دگر گفتش این سخن گفتی
شمع ما را از آن بر آشفتی

گر تو این حرف راست میگوئی
چون نه مانند نافه خوشبوئی

هست سیمای معرفت از حال
در تر خور حال من نزاع و جدال

ذاکران راست نام حق در دل
زان شود مظهر حق و باطل

دعوئی را گواه می باید
تا که اثبات آن درست آید

ذاکران را نشانه بسیار است
گر نه آن در ولیست مکاره است

چشم ایشان بنغمهٔ طنبور
حرف ایشان همی فشاند نور

ذاکران نور حق غذا دارند
از همه موی صد نوا دارند

گشته در محفل از زبان خاموش
دل بذکر خدا اید در جوش

بیخور و خواب کرده از عالم
جز خدا نفی کرده در هر دم

نور آن از جبین همی تابد ‌ ‌ همچو او هر که هست می یابد
گشته مسرور از نوایش جان ‌ ‌ بر خدا حاضر و ز خود پنهان
سالها نفی خویش کرده ست او ‌ ‌ بعد از آن راه پیش برده ست او
زانکه در مرگ خود جدا دیدند ‌ ‌ خویش را زین جهات دزدیدند
ذکر حق روز و شب کند بسیار ‌ ‌ دیده خود را مقصر اندر کار
چون نفس را به حبس میگیرند ‌ ‌ از همه هست و بود میمیرند
مدعی نیستند در این کار ‌ ‌ چون نو ترکش نمیکند اظهار
سرهٔ پاک و مذبله در دش ‌ ‌ بردوش وانکه داناست بوی از آن
زان نجس دامنش بیالاید ‌ ‌ زان نشستن چنان بیاساید
ذکر حق را به عشق حق دارند ‌ ‌ شرک از آن به ذکر بردارند
جز بدل هیچ سو نمی بینند ‌ ‌ فارغ از کیش مذهب و دینند
مذهب و دین او بجز الله ‌ ‌ نیست کس آن طرف نیابد راه
هر چه در کیش مصطفی فرمود ‌ ‌ همچو دانا ازو همان شود مشهود
بایدش هم بخواب افتادن ‌ ‌ تا تواند از آن خبر دادن
ملهم دوست زان به دلجوئی ‌ ‌ وحی قلبیست در ثنا گوئی
از توجه بهر که دل دارند ‌ ‌ در ضلالت دمیش نگذارند
سر ز زانوی خود چو بر دارند ‌ ‌ اندر افتاده را براه آرند
آنچه گفتی اگر در آئی صاف ‌ ‌ خود باحوال خود بده انصاف
آن کسانیکه این چنین کردند ‌ ‌ در سلوک و طریق حق مردند
گر تو از نفس خویش آزادی ‌ ‌ گنج سان شو نهان ز آبادی
نفی ایشان رسیده تا اثبات ‌ ‌ در دمی از صفات طی با ذات

ابر اگر آفتاب را بنهفت ‌ ‌ باز روز است شب نشاید گفت
سالها خون دل فرو خوردند ‌ ‌ تا دمی بوی ذکر حق بردند
ذاکرانند از خودی آزاد ‌ ‌ هر دم از عشق مردن خود شاد
مرده را حرص و چشم و شهوت نیست ‌ ‌ حرف را همچو حرف لهوت نیست
مرده و زنده زان عزیزانند ‌ ‌ قدر شان غائبان نمیدانند
دیده از غیر خویش می پوشند ‌ ‌ مرده و در جهاد می کوشند
گر به ذاکر جز این بود نیت ‌ ‌ نیست زان ذکر هیچش امنیت
خویش را زان کناره بگزینند ‌ ‌ بر سر او چگونه بنشینند
وانکه راهست نیست تحقیق ‌ ‌ یافت بر سوی اصل آن توفیق
لا زنند آن قدر که لا گردند ‌ ‌ زان فنا مالک بقا گردند
هر که پوشید چشم و خوابش کرد ‌ ‌ کیش و دین هر چه داشت آبش برد
مذهبش سنت است و سنی هست ‌ ‌ عامل است شرع را و دادش دست
هر که خواهد ز کیشش آگاهی ‌ ‌ کو مر او را که کرد اللهی
زان مکان با مکین نمی باشند ‌ ‌ در طلب چیست بیخود و خوابند
ارجعی زالطرف رسد در گوش ‌ ‌ مستمع از فرح شود بیهوش
در گریبان خود سر افکنده ‌ ‌ دل پر از خون و لب پر از خنده
جز خدا کس معرف شان نے ‌ ‌ بر بد و نیک غیر احسان نے
چون بدعوی زبان گشادی تو ‌ ‌ از درون بوی خویش دادی تو
زانچه گفتم درون خود دارند ‌ ‌ جز بجرم برون نمی آرند
زان که این قوم مست و سرشارند ‌ ‌ هر چه دارند ذکر حق دارند
گر نه این لاف اندرونت هست ‌ ‌ در سخن کی از فروغت هست

در کلام تو بوی آن نبود

گفت روزی سگی به آهوئی
چون تو از چاره پا برافتادم
چون توام هم دو چشم و هم گوش است
هم تو مخلوق بر خدا هم من
ز اول شام تا سحر بیدار
کس چه داند که باطن کس چیست
چونکه آهو مشام آنسو کرد
بوی چیزی نیافت از جز فش
گفت بوی تو ضد بوی هم هست
باطن من ز باغ ریحان خورد
میخوری تو ز مزبله سرگین
خود به احوال خود بده انصاف
سنبل و گل بکن بخوردن خوی
همچو سگ جیفه خوار آهو نیست
تف به رویش بکن که او سگ است
چون به دعوی زبان کشادی تو
نیست هم حیثیت بمن ای سگ
از سگی آن جدل بمن داری
گو بد آن هزل هست و اشعار نیست
قدح دنیا و مدح اهل الله
این نه هزل است بحر العرفان نیست

مناظرهٔ سگ با آهو که در توجیه است که در من نیست تنبیه
المدعیون الکاذبون الذین یقولون ما لا یفعلون
تنبیه به طالب ذنب الدنیا

چون تو دم هم حواس و هم هوش است
نسبت از من فزون چه داری فن
با شما این است در جهان کامل
کیست آهو به نزد حق سگ کیست
تا از آن قلب کلب را بو کرد
دید بد گوی و گنده است طرفش
نیز خوبیت خلاف خویم هست
تا که در سینه نافه بار آورد
آهوئی مانده دار در این آئین
در خور حال خویشتن می لاف
زان نشود باطنت چو ما خوشبوی
از ازل آن نصیبه آهو نیست
می ندارد چو از سگیت عست
از دهان بوی جیفه دادی تو
هم بخو هم به بوی و هم در رنگ
ورنه بدبوی و خوار مرداری
این شنیدن بگوش من عار است
اندرین عهد از کت هم خواه
تو سگی عف عف تو هزیان است

هم تو حیوان و هم منم حیوان
بر در خواجه پاس میدارم
تو هم از نور میخوری من هم
هر دو ما آفریدهٔ ادیم
چون دماغ درست آنسو دید
چون دهن سگ بدین سخن بگشاد
دعوی تست پیش من فاسد
نافه ام پر ز مشک عنبر شد
مشک از آن حد تو چون شود پیدا
طبعت از غیبت ر آمد دار
نیست در راه حق بصورت کار
آهوی صورت از خورد مردار
باطنت از سگیت چو آهو روی
پیش ما دعوی تو هزیان است
چشم خوبان بچشم من ماند
همچنان در کلام اهل الله
حمد و نعت خدا و پیغمبر
هزل ما هزل نیست تعلیم است
سگ چه داند که نافهٔ آهو

در عمل نیز خوی آن نبود
من چون نافه دارم و بوئی
از نکت نیز ترتگی دارم
هم تو جان دار و هم مرا آن جان
در در ابر مراد نه گذ ادم
وانما از تو من چه کم دارم
در تگ از چاره پا در این کوهم
بوی مشکی ز سینه اش بشمید
بوی بد باطنش به ظاهر یافت
زانکه باشد متاع تو کاسد
چونکه خوشبو غذا مر اخورد شد
جستی بهر من در این بها
باش با ما رفیق ریحان زار
می دهندت بخور دمعنی بار
می شود سگ ز بوی او بیزار
کرد رسوا از آهوانت بوی
بوی بد در کلامت از آن است
او بهم حسنیم همی خواند
نکته گیر است جاهل و گمراه
می نیارد شنید بد گوهر
نیست با نیست نیست اقلیم است
از چه بر گشته است و شد خوشبو

بوی سرگین مشام او یابد / بهر خوردن ز دور بشتابد
با گدایان همیشه در جنگی / استخوان چون ز کوی بی ننگی
هست پاداش زشتی ز خویت / نف نف نیک بد سوتی بغیبت
از گدایان نه دانم ای بدبخت / می گزی پای و پاره سازی رخت
در همه شب عبث کنی فریاد / از تو اهل محله را بیداد
گرچه در پاس خواجهٔ خویشی / لیک بدتر ز دزد در کیشی
گر از آن خورده اندکی ماند / شرع آن را حرام میخواند
میشوی بند باوی اندر کار / آن فضیحت ترا بهر بازار
مادر خویش را همی کائی / نیست بدتر از این رسوائی
هر کجا پی بری که خر مرداست / جوع کلبیت آن طرف برداست
با سگان بهر جیفه داری جنگ / نی حیا با سگان بود نی ننگ
هر چه خوشبوی آن غذایت نیست / غیر سرگین بخور سزایت نیست
میگریزد فرشته از بویت / بوی اینست و آن بود خویت
همچنین دعوی از سگی داری / مرده و زنده سخت مرداری
سگ که بر اهل دین اطاعت کرد / گشت بر رحمت خدا درخورد
هر کرا بو کنم اگر خوشبوی / باشد آنگه کنم بخوردن روی
گر به بدبوی گردد آلوده / نیستم هیچ راه آسوده
من به تو هیچ نیستم دشمن / دشمنی هست مر ترا با من
دست سودن به پشت ابردار / شرع کرده است حکم از آن زنهار
هم مرا هیچکس نمی راند / زان که شرعم حلال میداند
من گر از جوع زار خواهم مرد / هیچ تو مذبله نه خواهم خورد
هست در یاد تو چنین ایجاد / کرد لطف خدا از نسیان داد

چونکه عبد البطون و گه خواری / با من این گفت و گو چرا داری
زان ز نزدت به سر خلائق تنگ / بیحیائی از آن نداری ننگ
در جهان کس نه نیک گویت هست / نیک بنگر چه در سبویت هست
غیر بیداد و ظلم پیشت نیست / چشم بر سوی عیب خویشت نیست
پاس آخر که نور می بارد / بخت بد بر تو خواب می آرد
گر بری ره به بختی و نانش / بی اجازت خوری از ایوانش
نیستت نیز ماده از خویش / ماده گابدت بره در پیش
هم زناکاره هم زنا زاده / نیست در ضیف تو نر و ماده
طفلکان بر تو جمع در غوغا / روسیاهیت بر همه پیدا
بو ز خود زان نجس بیالائی / اندر آن جیفه مست و شیدائی
طالب جیفه روز و شب هر سوی / میخوری هر چه باشد آن بدبوی
تو بهر خانه که خواهی بود / میکنند ز آمدن ملک پدرود
یوسفان را دریده پیراهن / همچنان بحث میکنی با من
هم تگی نیست با منت ای سگ / باش با همچو خود سگان هم تگ
من شب و روز طالب هر کم / قانع از دست برده سر بر کم
احترازم ز بوی بد باشد / احتیاطم به مشک خود باشد
هیچکس را ز خود نه رنجانم / هم ز ظلم تو سخت ترسانم
تو ددی و گزندگی داری / بی مضرت کسی نه بگذاری
هم مرا هیچکس نمی خواند / دشمنم چون ز خویش میداند
طبع من پاک و ناف من پاک / احترازم بود ز هر ناپاک
چون مرا ذات پاک پیدا کرد / از شنی تو ضد رشتی ما کرد
آنچه گفتم تو ام بر آشفتی / خود به عیبی ز عیب من گفتی

عیب من هست با تو بودن یار / زانکه من پاکم و توئی مردار
ورنه بر من چه گفتگو با تو / فرق از خود نموده ام با تو

بر تو داد خدا چنیں داد است / بر من این گونه طینت افتاد است
من بعیبت گرفتم ای بدبو / کرد دعوی تو ترا بدبو

آنچه ز اوصاف خویش بشمارم / وصف نی شکر فضل حق دارم
نسبت از تو بمن چه احسان کرد / ورنه بیهوده بحث نتوان کرد

هر که بیند بگویدم آهواست / در جهان مشک و نافه اش خوشبوست
تا بدانند در سگ و آهو / چیست خوبی و چون بود آهو

در پی بهر من طرف صیاد / لطف حق زان مرا است بیداد
دوست مے خواهدم پئی کارے / تا ترحم کنم ببازارے

کشتن خویش دوست میدارم / بهتر از زنده گی شود کام
خون من از برای آن ریزند / تا مرا با روان در آمیزند

چون که لحمم بجان فدا باشد / دیت خون من خدا باشد
چونکه او حکم کشتن من کرد / رتبه انسانیم برین فن کرد

چون ز من پوست بر کند صیاد / آنست جانتی نماز بر زهاد
یا از آن پوستم ورق سازند / اندران ثبت نام حق سازند

بهر بیمار حرز از آن باشد / تا ز آفات در امان باشد
هم بسر لوح هر کلام الله / دارم از راه آن ورق من راه

چون که لحم مرا غذا بکنند / روی طاعت سوئی خدا بکنند
در رکوع و سجود با ایشان / راه دارم بقرب حق از آن

انتقالم شود ز جیبه اسنے / میرسم در مقام انسانی
گوشتم را حلال کرد است حق / بر من این را کمال کرد است حق

نافه ام بزم شاه خوشبو کرد / زان مشام شهان بآن خو کرد
مه جبینان بموی خود مالند / عاشقان زان مشامه می مالند

بهر بیمار از آن دوا سازند / ضعف دل را از آن دوا سازند
زبده خون دل چو کردم خشک / رفته رفته درون من شد مشک

کوه و صحرا بخود وطن کردم / در ریاحین وجود پروردم
هم گل لاله فرش خوابم هست / هم ز هر چشمه سار آبم هست

هم از آبے که باشد آن بدبو / من ز خوردن از آن نتابم رو
هیچ گاہے نه خورده ام مردار / هست طبعم از آن خورش بیزار

سایبانم بدست باشد گل / هست خوشبو همیش بچشم گل
نیز همچشمیم به خوبان است / این عنایت مرا ز یزدان است

ماده ام نیز ماده خویش است / من با او و او بمن وفاکیش است
چون شوم جفت او نه بیند کس / کوه و صحرا است پرده من بس

می شوم جفت او بمستوری / میکنم هم ز آهوان دوری
در جهان هر کسے غزالم گفت / خواند هم پاک و هم حلالم گفت

شرع گوید ترا سگے مردار / نیست کس را بکشتن تو کار
چونکه مرد آیدت بخواهی مرد / گوشتت چون تو سگ نخواهد خورد

مرگ تو بد و زنده بودن بد / دست و پا هر دو با تو سودن بد
از تو در احتراز اهل الله / هم کسے کو ز شرع هست آگاه

جامه و جای از تو دارد باز / بر جوانه از نماز اینش راز
چون کشندت برای ناپاکی / خوار افتاده بر سر خاکی

پوستت گوشتت همه مردار / می نیاید به هیچکس در کار
هر چه در حق تو بگفت استم / دور ز تحقیق راز سفت استم

از کم واز زیاده این راز / گر نه من گفته ام تو میگو باز
آنچه من داشتم بیان کردم / منصف خود ترا روان کردم
حجت کز تراست راهنمای / نافه خویش را کنون بگشای
لیک سگ از سگی نگردد دور / باشد از حال خویشتن مسرور
سگ کی از نصح آدمی گردد / خوی خود را نمی گذارد دد
هیچ ره سگ نمی شود آهو / هست دعوی او فضیحت او
گر مغز او بعیب خود بودی / کس براو عیب او نه نمودی
دعوی بیحساب چون کرد او / اینچنین حرف ها برو خورد او
عیب خود را هنر شمرد از عیب / زان هنرمند بوی برد از عیب
زانچه از عیب او براو خواندم / گر بگیرد ز ما درو این دم
خوی خود را ز خود نگرداند / راست این حرف من اگر داند
از غذا های خود بپرهیزد / زانچه مردار هست بگریزد
بر گیاهی که بوی خوش دارد / از قناعت بخود غذا دارد
از سگی شد برون و آهو شد / در جهان نیک نام و خوشبو شد
سگ شد است یار غار اهل الله / چون گرفت او براه ایشان راه
آن مقلد خجل شد از تحقیق / از ضد خویش عیب خود را دید
رتبهٔ هر کس از ازل آمد / آخر کار در عمل آمد
میشود خواهش خدا پیدا / هر چه او خواسته ز ما از ما

عذر خواستن از سامعان که قصه دراز افتاد واز سمع ملالت بود

نفی و اثبات ورد باید کرد / تا بروید ز جان تو آن درد
پیش ازین قصهٔ زلیخا بود / بر مثل طبع راه می پیمود
نفی از عمر دوست او خوش کرد / بود زن ساخت درد عشقش مرد
درد عشق است بس گوارنده / ای خوشا حال درد دارنده
یک جهانیکه عشق یوسف داشت / ز استقامت قدم بجا بگذاشت
مستقیم آنکه گشت گو برد او / بحر از تشنگی فرو برد او
هر که نام خدای میخواند / هستی خویش را خود افشاند
لا شد او ماند جمله الا الله / حق بفضل خودش نمود این راه
بی پر و بال بر فلک پوید / وحده لا شریک له گوید
صوفی آن دم که میزند یا حی / در زمان میکند دو عالم طی
چون بر آرد ز درد دل یاهو / رمز یعنی که غیر حق کس گو
چون بدل زد بضرب الله / از دل خود گشاد تا حق راه
سر بزانو فکنده بنشیند / هر دو عالم درون خود بیند
هر چه در آسمان و افلاک است / نقش آن ثبت در دل پاک است
هست آن لوح در ضمیر او را / گر بدست آیدت بگیر او را
تا کند راز دار افلاکت / وارهاند ز کرهٔ خاکت
هست در زیر خاک سر چه آب / تشنه را گو بکند نش بشتاب
وان یکی شد ملول از کندن / اندکی کند و خواست افگندن
ناصحی گو که گویدش ای مرد / تا بانجام کار باید کرد
بعد ازین تا غایت آبت رو / هر که هستی بخود ازان میشو
هم بخوری آب و شکر کن زان کار / دادن آن رنج و محنت آخر بار
یک دو سه روز کندی و ماندی / آبرو را بعبث بر افشاندی
آفلی هر کجا که خواهی کند / هرزه هرزه برایش خود میخند
بند ما بشنو و بجد شو تو / پای از سر کن و بره رو تو
در طلب چشم خویش بینا کن / وحدت حق ز خود تماشا کن

هر چه گفتم بچشم تو پیداست
گر برنج و اگر با آسانی
لعل و دُر هم بدست تو آید
عاقبت بر همه یکی راه است
بر تو شد عقده که در ره بود
هست بی این فنای دین فاسد
شیخ دین بر مرید خود گفت این
در حق خود از عدل مبده داد
نیست از بهر یک کس این نعما
بحر العرفان ز فیض در جوش است
کاسه کاسه به تشنگی نوشید
اندرین داروی مرضها هست
هر که او تشنه است می نوشد
جاذب همگر نه ایجادند
خواست حق هر چه شود خود را

لیک وقتیکه هیبت برجاست
کان بکن هر قدر که بتوانی
اندکی سعی در طلب باید
ازهمین راه رضیت شاه است
همت من ازان گره بکشود
مبلغ علم ما جز این کاسد
گر تو هم طالبی طرق بگزین
شاهراز این سه ترک میکن بشاد
هر کجا طالب او بر دیغما
جاذب تشنه قدح نوش است
گر ز گرمی شوق در جوشید
حال قایش بر شفا پیوست
چون که نوشید بحر از و جوشد
همه گر را بدست هم دادند
هر دو [illegible] زین سبب برجاست

لعل در جوف سنگ پنهان است
ور شود ز دود رکشد آید بر
کن نشش ذکر و نفی اثبات است
پنج رکنی که هست بر اسلام
اول پنج رکن این باشد
این کلید کشاد نشش باشد
گر ازین سه بریده خواهی رفت
قصه در مثل کنم تفسیر
هر که را هر قدر که درکار است
ای حریفان که تشنه را زیبد
اندرین عهد اینچنین دریا
قطره را که دوست دریا کرد
قطره چون در درون او جا کرد
می ندانم که می کشند رایم
لیک [illegible] و اجتهاد [illegible]

هر که طالب بکندن کان است
خواهی از آب لطف او شد سیر
بر همه اهل دین یک آیات است
چار رکن است بنای شان این نام
ذکر این شرط مرد دین باشد
ناجی هر سه و فنش باشد
در ره دین خریده خواهی رفت
حصه خود تو هم ازان برگیر
گه ببرد زین صحف که بسیار است
کوزه و مشک خویش نرسازید
گه بجوئید کم شود پیدا
بهر لب تشنگان شدید اگرد
او ره از جذبه سوی دریا کرد
تا درین گفتگو [illegible] سود ایم
جمهور [illegible] تحقیق کامل

برآمدن پادشاهی به پاسداری ملک برای تحصیل رضای خدا تا از عدل و داد غافل نشود و ظالم و مظلوم را دریابد

جفت بدحال و جفت خوشحالست
پادشاهی ز خانه شب برخاست
پاس داری شهر در دل داشت
ای خوشا حال آنکه او بر خویش
هر که از خود حساب میگیرد
گر شده منصف او همی بر خویش
در پی قطع عیب کوشیدے

زان رضای خدای حاصل داشت
عدل با ظلم خود کند و ابیش
نیست بر او حساب چون میرد
طعن آهوش مانند در پیش
تا از ان خویش را بری دیده

بود اندر وی علم آن فاضل
هر که بر حال خویش داد انصاف
سگ اگر سوی عیب خود دیدے
گر شدے عیب خویش را بینا
به که عادل به نفس خود باشم

قول پیغمبر و خدا است
خویش را در لباس عکس آراست
بر بیر نفس خویشتن عادل
کرده است در خویش را خود صاف
پیش آهو چگونه لاف بدے
می نشد پیش آهوان رسوا
زان خلاص از حساب ابد باشم

بهر این کار شاه آزاده
روز و شب بهر پاس آماده

با قبای سیاه در هر کوی
بهر تحقیق حال کردی روی

دیده نور سیاه را در دل
سالکی کرده طی همه منزل

پادشاهی قبای جمالش بود
در طریقت بسی کمالش بود

تا نداند کسی که شاه این است
گویدش عامه براه اینست

شاه از آن در علاج او کوشد
یا کند راز فاش یا پوشد

بر سر نفس خود بر آشفتی
با دل خویش هر زمان گفتی

زان مرا شد حلال بر سر تاج
تا برارم مراد هر محتاج

حق مرا زان چنان عطا کرده است
تا عطا عامه را کنم پیوست

از غنی مال می ستانم من
آن به محتاج میرسانم من

بوده بهر تجسس عالم
زان بگه در جهان شدی هر دم

گه ز ظالم همی شدی عالم
می کشتی دمار از ظالم

حال هر کس ز لطف می پرسید
اندر آن ظلم و عدل خود میدید

شاکران را عطا فزون کردی
شکوه از شاکیان برون کردی

هر کجا بود عادل و ظالم
چون بر احوال شان شدی عالم

بهر محتاج بر فشاندی جود
تا کند زان ز خود خدا خشنود

بهر عالم همه از خزاین خویش
بر سر خوان درم نهادی بیش

چون شود علم و فضل اسهاری
اجر گردد به سوی شه ساری

گفت در آن رو هزار پند
تا ز غیبت زبان او شد بند

آن سیه جامه بر سیه نامه
می نوشتی بر خرش از خامه

ظلم بر ظالمانش بود از عدل
عدل بر عادلان فزود از عدل

داده انصاف پادشاهی خویش
گفت بهتر ز پادشه درویش

پاس بر خلق پاس خویشتن بود
پاسداری این خویشتن بود

کعبه خلق آن سیه جامه
لیکن از نور ثبت از آن نامه

زان دلش بود واقف اسرار
لیک بر کس نمی شدی اظهار

زین سبب جامه سیه کرد او
شهسواری نهان نه کرد او

زان کند راز خویش خود افشا
تا شود حال او به شهر پیدا

گوش بر حرف نیک و بد کردی
زان بخود عدل ظلم خود کردی

هر که را داد لطف حق شاهی
باید او را ز خلق آگاهی

من ز عالم که باج میگیرم
بهر محتاج آن است تدبیرم

عامه گو ذره خطا افتاد
تا بدم بر صواب کردار شاد

هر کجا بوی عدل خود می برد
شکر حق را بجای می آورد

سعی در کشف حال هر کس داشت
هیچ امیری ز عدل پی نگذاشت

زان بر او کشف عیب خود می شد
میرسیدی بعلم از آن لابد

کیست شاکر ز ما کرا شکوه
وانکه گر شکوه است کرا شکوه

ظلم ظالم ز ظلم خود دیدی
در زمان از خدای پرسیدی

وان که عادل فزودی از جاهش
وان که ظالم وطن شدی چاهش

بهر بیماره در دوا کوشید
وان که عریان برو قبا پوشید

تا نشیند به درس فارغ بال
خلق را از کمال او افضال

هر کرا دید خوی بدگویی
کرد با او ز نصح نیکویی

ور از آن نصح می نشد هموار
بود سوهان عدل حق در کار

خلق در خواب بود او بیدار
بر همه در دعای خیرش کار

جامه او سیه دل او نور
نوربین از جمال او مسرور

وان که سر زد اطاعت حق کرد
سر نهادن مراست بر آن مرد

گوشهٔ عزلتش به از تختم … خاک درگاهش افسر بختم
از وی انجام نیک در خواهم … باطنش از بلا سپر خواهم

گرچه من پادشاه دورانم … پیش شان از گروه عورانم
گرچه صاحب به تخت و تاجم … پیش ایشان گدای محتاجم

آنچه در چشم من عزیز است آن … پیش شان هیچ و هیچ چیز است آن
آنچه من طالبم بران از جان … او برانداخت پیش سگ اخوان

هرچه من می شمرده ام اقبال … آن است ادبار وقت صاحب حال
من گرفتار جیفهٔ دنیا … او ازان ترک کرده ما عقبا

از قلیل و کثیر آزاده … نام دارین حقیر بنهاده
ما باین آفریده ها بنده … چشم او سوی آفریننده

همت او فزون ز همت من … اوست آزاد و من رهین فن
او از آن دم که اندرین کوست … در همه عمر خود خداجوست

او بجز حق ز جمله بیزار است … پیش او ملک و مال ما خوار است
او بحق عاشق است و پاینده … سر بهر دایه پیش افکنده

ما باغراض نفس در طاعت … او غرض کرده لا بهر ساعت
نفع خود در فنای خود دیده … بیخود از خود خدا پرستیده

تا که شاهیم اندرین دنیا … غرق در جیفه غافل از عقبا
هرچه ما راست حاصل آن دون … پیش درویشش همه مرهون

او ز دنیا ز جان گریزان است … لیک دنیا غلامش از جان است
یوسف او اینجهان زلیخا شد … بر جمالش ز عشق شیدا شد

شش جهت بهر خویش امنش بست … او ز نزد خدای بیرون جست
چونکه رو در گریز بنهاد او … هر قدر بند بود بکشاد او

کرد چون او که گیردش دامن … جست از آن هم دریده پیراهن
جرم خود هم به گردن او کرد … او ز تهمت خدای را رو کرد

طفل ششماهه شاهد او شد … شاهد مشک نافه را بو شد
ما بدنیا چنان گرفتاریم … مرگ هم را بجان خریداریم

با هم از بهر این نزاع افتاد … همه گر راز هم شده بیداد
چون کند او بوقت رو بر دوست … اوست حاجت روا از آن بر دوست

لیک جز دوست جا او نیست … جز رضایش هیچ سو رو نیست
حکم ما اندکی به ظاهر هست … ظاهر و باطن است او را است

شاه بیش لی به لشکر و مال است … صاحب وقت و صاحب حال است
از دعائی شکست لشکرها … از نگاهی شکسته است سرها

مرده را زنده از نگاهی کرد … پیش حق دستگاه دارد مرد
از همه دار و گیر آزاده … بس عطاها که خلق را داده

آن قدر لشکر از دعا دارد … کوه ها را ز جای بردارد
این جهان را نظام هست از او … وان جهان را شفیع و حجت جو

گر کسی همچو او بود درویش … این باخلاص آید او را پیش
از سخن همچو خویشتن مردیم … داد تا دست دشمنی کردیم

موهبت را ز فضل خود وهاب … داده در اختیار او هر باب
شکر بر قادری که از احسان … کرد این مظهر از بنی انسان

دست افتاده را همی گیرند … زین سبب بر مرید خود پیرند
کرد کوتاه دست خود از آن … نه آمدن داشته بلا را باز

دست شان بر در از دستی ها … میرسد بر بلند و پستی ها
آهنین کوته است بر آن دست … سرفرازان نهاده گردن پست

اندرین حال وصف بر درویش
ذکر خود دانست بودش اینسان کیش

هر که درویش را ستایش کرد
زان ستایش بخویش دارد مرد

وان که بر وصف غیر گویا شد
سر و احوال او هویدا شد

هر چه در هر که هست میگوید
مستمع هم چو خویش میجوید

هر که چون او بود بهلیش هست
عیب گوئی خلق دینش هست

وان که نیکست نیک خواهست او
از قریبان پادشاهست او

خلق را نه و تشفیع احوالست
شاه زین کار و پیشه خوشحالست

پور او هم که ترک دنیا کرد
راضی از حال خود خدا را کرد

افتادن مریدی از پل در دجله و دیدن حضرت ابراهیم ادهم او را و نگاه داشتن او را از افتادن بحفظ باطن

حکم او حکم ذات باری شد
هر چه میخواست می شد آن لا بد

شد برای وضو سوی دریا
بود بر ساحلش نشستن جا

کرد از انجا چو دست را در آب
منتظر بر عنایت وهاب

همچنان دست در وضو می شست
زان رضای خدای را می جست

شرع بر تابعان دین فرمود
کیس بنای عبادت معبود

باطن خویش آنکه دارد پاک
ظاهرش حکم آب شد با خاک

شیخ دین بر وضو شده مشغول
فاعل و فعل بر خدا مقبول

گشت عابر ز جسر یک مریدی
دید شیخ وضو دران کردی

دید از عشق سوی او بسیار
گشت معشوق شیخ زان کردار

اندران حال شد ز پل بیجا
نارسیده هنوز در دریا

چو نکه از جسر او در آب افتاد
زان بر آمد ز حاضران فریاد

شیخ ناظر بسوی آن احوال
گفت یا حافظا ویرا فی الحال

کیس جوان بود سوی من ناظر
با ید هم شد بوقت او حاضر

رو بروی منست اینحالش
کی توان واگذاشتن ضالش

بر دلش در گذشت کای وهاب
در زمان او فتاده را در یاب

آن نفس شد قبول در درگاه
بند کردند از فتادن راه

مظهر انبیا که حق بنمود
بهر ما عاصیان شفاعت بود

او بیا را که فضل او درخواست
آن همه رحمت و کرم ما راست

دستگیری که شیوهٔ ذات است
مظهر او لباس آیات است

آن جوان ماند در هوا بر پا
بود بالا پل و نه ته دریا

گشت جاذب دعا شد او بجذب
شیخ دین بر خدا از ین محبوب

اعتقادش به لطف حق راسخ
گشته وسواس و بیم وا ناسخ

از ره باطن او رهی بکشاد
دست خود را بحفظ او بنهاد

دست غایب ولی اثر پیدا
ماند بیجا بجای خود بر جا

از چنان مهلکه سلامت ماند
این سخن زنده تا قیامت ماند

عون او بر فتاده جان بخشید
چونکه مرگش به چشم خود میدید

او که افتاد گفت یا الله
کرد الله شیخ را آگاه

مضطران را مجیب دعوة اوست
دوست میدارد آن زبان با دوست

هر که از درد بر خدا نالید
حق به لطف و کرم بسویش دید

بنده را لطف او کند مضطر
هم دران اضطرار خود یاور

آنچه بازی و آنچه بازار است
بر حق و باطل او خریدار است

خود رهی بست و خود رهی بکشاد
خود مرید است و خود کند ارشاد

خود مراو را ز جسر زیر افکند
خود بسته نارسیده کردش بند

بود در علمش این سبب از پیش
لیک در وقت جلوه گر شد خویش

بی سبب آن مسبب الاسباب / می نگرد مفتح الابواب
عارف اسباب را نمی بیند / شیخ را آب را نمی بیند
نیز خود را نمی شمارد جسم / جمله ذات است آن همت این اسم
قول و فعل آنچه در جهان پیداست / مظهر این ذات پاک او پیداست
جلوه گر حق از اولیا باشد / اولیا در خدا فنا باشد
جلوه گر حق باو ز ابراهیم / از زبل شد جدا الحق تسلیم
این زمان جان من چه می بیند / تا قیامت ز رقص ننشیند
جلوه گر از دو سوی شد واحد / اوست مشهود و اوست خود شاهد
من هم از خود شدم کنون بیرون / میکنم وصف رحمت بیچون
هر کجا شیخ در دعا باشد / آن نه شیخ است خود خدا باشد
پس خدا را فدا راست در هر حال / داد بر اولیا چنین احوال

دیدن امیرے از ملازمان سلطان ابراهیم ادهم را در کسوت فقیر

از کرامات آن شه آزاد / شد ز هر سوی مرحبا فریاد
آن بریده ز خواهش دنیا / دلق میدوخت بر لب دریا
جامه از بر افکنده / کرده در بر براه حق زنده
از امیران او کسے آن دید / در خود از فقر شیخ دین پیچید
کانچنان دولت از کف خود داد / در چنین فقر و فاقه سر بنهاد
از بر و افکنده آن خز و دیبا / ژنده دوز است بر لب دریا
آنچه اندیشه در ضمیرش بود / شد بهم پیش شیخ دین مشهود
آن عزیزی که از حق آگاه است / از فراست بنور الله است
از خیالات بد بپرهیز بد / بر سر نفس خویش مستیز بد
گر خیالی بد آید اندر دل / زود از لای نفس اندر گسل
بر حق اثبات کن که حق اینست / بد مبین شیخ را اگرت دینست
دیو زد راه نفس بد بینی / در زمان بد از آن بخود بینی
پیش درویش کی نهان ماند / پیش رویت بطیر برخواند
همچنان بر اسیر خود آن شاه / ساخت از زنده بخودش آگاه
خواست تا حال خویش بنماید / از دلش زنگ خویش بزداید
رشته از دلق خویشتن بر کند / سوزن خویش را در آب افکند
چونکه سوزن درون آب افتاد / بحر از خود در اضطراب افتاد
کرد فریاد بر امیر از دور / کای ز اسباب دنیوی مسرور
هم ترا لشکر است و هم دینار / هست زوری و قوتی در کار
سوزنم را برون بر آر از آب / گر ترا قدرت است کنون دریاب
گفت ای شاه در چنین دنیا / کی توان کرد سوزنے پیدا
مال و لشکر نه دست این دارد / که چنین بحر آن برون آرد
شیخ چون دید عجز کرد اظهار / مال و لشکر در این ندارد کار
سر در افکند از خجالت پیش / ز آنچه میکرد فکر آن در خویش
شیخ درخواست سوزن از دریا / گشت سوزن به پیش او پیدا
ماهیان سوزنش بر آوردند / زود بر دلق دوز لب بردند
در زمان آن امیر شد درویش / گر چون شاه حکم ادهم کیش
حکم او شد چو حکم شه جاری / هست صحبت به طالبان ساری
پادشاهان چو حکم او دیدند / حکم و فرمان خویش پیچیدند
پیش او تاج خویش بنهادند / بوسه بر خاک پای او دادند
این بود عدل و این بود انصاف / گر چنین دولت باشدت میلاف
این بود مشک و این بود نافه / ماند از آن نافه بوی بر کافه
بر قبولان حضرت است این حال / گو بگو از تحمش مے نال
بر عزالان محفل پاک است / اینچنین نافه لیک در خاک است

برقبولان حضرت است اینحال | گو بسگ از تحسرتش می نال
دیو از آدم ندید و شیطان شد | تا ابد مخرق لعن یزدان شد
استعانت ازان نظر دریافت | تا بتوفیق کار دریا یافت
اعتقاد رسنده گان بر دوست | شد بجا جان و جان باشد دوست
آن یکی رفت پیش او فی الحال | چون که دیدش بعزت و اقبال
گفتش ای شاه عارف آگاه | هست نزدیک بر تو بس الله
زانچه کردی بما تو و ابنهای | ما مریدیم و راز ازان بگشای
گفت چیزی که حق ز ما زخواست | آمد آنها دو قوع از ما راست
تا بحدی که هر چه ما را خواست | باشد از دوست آن برابر راست
کان لله هست و کان الله | باش مامور امر بر آن شه
طاعت و بندگی بجان کردیم | خویش را صرف اندران کردیم
مومن از نور خود تجلی کرد | گشت از خویش و غیر ابدال سر
از خوشی های نفس سیر بدیم | از حساب و عذاب نرسیدیم
از غذا های خوش دهن بستیم | ستر را پرده زرخش بستیم
روز و شب در طلب همه سوزیم | رفعه بر دلق خود همه دوزیم
پهلوی ما جدا شد از بستر | گشت بالین ز خشت برین سر
ز آتش جوع سوخت در ما نفس | دستگاهی بیافت در ما نفس
او هو معکم که دوست خود فرمود | ما چو فانی شدیم رو بنمود
تشنگان زان قدح همه نوشند | خلعت تازه تازه می پوشند
عزت از ذل نفس خود دیدیم | تا بساط شهی ز خود چیدیم
دوست از ما بخود تماشا کرد | چشم ما را بخویش بینا کرد
قبض پیدا و قبضه ناپیدا | دوست قادر نگه کن ای شیدا
شد نه از ما هیئت این احوال | این نه من بود ایزد متعال

برخزالان محفل پاک است | اینچنین نافه لیک در خاکست
آنکه را حق بلطف خود بگزید | سوی او از عنایت خود دید
ما هم از صدق او بکار ستیم | تا چنین مرد اعتبار ستیم
مهر دنیا ز جان شاهان سرد | آن شهی سر گشته زین بو کرد
بانه پرسید قرب قدرت را | بوسه بر پای داد حضرت را
هر چه خواهی تو آن روا سازد | مرتبا بر مراد بنوازد
تا کنیم آن محل چنین کردیم | چون تو بر فضل حق قرین کردیم
چون ازان خواست سر بپیچیدیم | خواهش خویش را دران دیدیم
هر که خود را بکار حق بگداخت | حق هم از فضل خویش کارش ساخت
او ز ما خواست عشق و همت داد | همت ما بحکم سر بنهاد
جسم و جان چون فدای جانان شد | جان منور به نور ایمان شد
هستی خویش را فنا دادیم | از غذا بود و بر خدا دادیم
از سر خویش تاج بنهادیم | بر سر خاک خوار افتادیم
هم ز اهل و عیال ببریدیم | پرده اسم و رسم بدریدیم
خویشتن را ز تخت افگندیم | بر سر خاک حصه خرسندیم
خواب از چشم ما شده پدرود | نیست جز حق کنون بما مقصود
دوست جویان بخورد و خوابیم | خورده از اشک خود دمی آبیم
بود در خاک جسم ما مستور | خاک ازان آب صاف چون شد دور
دوست اکنون بجلوه زین تن ما | مای نفیست مایه از من ما
ما فنا در ره خدا هستیم | زانچه در ماست خواست زان جستیم
خود دعا کرد و خود ز پی افتاد | خود ز ما دست اندر و بنهاد
ما رهیت زما درین مظهر | من نبینداختم دعا بگذر
دست و پا ما ز خویش بربستیم | چشم بر فضل دوست بربستیم

دست او بود هر که بر این دست / دست داد است و ابتغی پیوست

در یافتن پیر مرید را که در استماع نصح صادق است

اندرین وقت بر عیس زاده / دید مرشد دو گوش بنهاده
سامع از دل برین کلام هست / جذب شرعیتش داد است دست
خواهشش هست جذبهٔ ارشاد / تا رسد این سعید حق از راه
این بکوشش که تا کشش باشد / رحمت حق جمال بنماید
بر دل و جانش این طلب غالب / این طلب را ز جان و دل طالب
رتبه ات زان بلند خواهد شد / باید از دابه کند نت لابد
کز ها آمد گذشتن کم همت / زانکه بگرفته است این را سمت
به که ما زود بگذریم از این / وسعت هست آخر این
پادشاهی جیفهٔ دنیا / چیست در نزد دولت عقبا
خویشتن را به بحر اندازیم / تا بگویند مرد جان بازیم
نیست چیزی ز قبضه اش بیرون / تا نشود کس براه او مفتون
دست از هر چه باز میداریم / ما بر آن زود دست برداریم
چشم ما گوش ما از و باشد / حس ما هوش ما از و باشد
هر چه او گفت آن کنیم همه / طاعت او بجان کنیم همه
هست خود ذات پاک شیخ آن دل / دست در وی بزن از و مگسل
در طریقت کسی که این را یافت / مژدگانی برو که دین را یافت
دست گیرد ترا چو لغزد پای / دست خود هم ز دست او مکشای
هر که زین ره سوئی زیان افتاد / شیخ باید برا و کند ارشاد
بهر او بر خدا دعا دارد / روز و شب هیچو التجا دارد
حق پرستی شعار او باشد / خدمت شیخ کار او باشد
بهر این شیخ را فرستادند / رخصت تربیت بر و دادند
پس مرید یکه جان فدا دارد / راضی از خویش او خدا دارد

بر سخن ها ز جان ره بین گشته / مؤمن مؤمن او ز دین گشته
منتظر سوی جذبهٔ شاه است / کرده جان وقف اندرین راه است
چون از آن سوی خواست دارند / زان مرایی را ز خاک بردارند
سست پیوند گشته از دنیا / اشتیاق از جبین او پیدا
گفتش از دابه قطع کن پیوند / باش اندر رضای شه خورسند
هست دنیا پلی ره عقبا / عاقبت بگذریم زین ره ما
طوعا از بهر شاه بگذر تو / هیچو ما کن براه دین سر تو
هیچ دیدی که شیخ ابراهیم / تا چه تحصیل کرد از تسلیم
شاه ما از شما چنین در خواست / بهر تان منزل بهشت آراست
او چه از ما به بیند این احوال / حافظ وقت ما شود فی الحال
آنچه در راه او بر اندازیم / گنج ها زان ذخیره می سازیم
جان فدا می کنیم و جان یابیم / زان حیات ابد روان یابیم
نطق ما او شود سخن گوئیم / معنی آن سخن از و جوئیم
ز آنچه او گفت غیر آن کردن / نیست سودی بجز زیان کردن
او که ناظر دمی ترا باشد / نیست او آن زمان جدا باشد
خویشتن را مکن ز چشمش دور / زان نظر بخشد او به چشمت نور
او ترا ناظر است و دل حاضر / دار و غافل مشو از آن ناظر
از زبان نصح و هم دعا از دل / حل شود زان مرید را مشکل
تا نیاید براه حق طالب / شوق حق در دلش شود غالب
از دعا از بلا نگهدارد / او فتادن ز راه نگذارد
خدمتش بر مرید فرمودند / زان سبب دولتش برافزودند
از برای خدا به شیخ اخلاص / میکند شد برحمت حق خاص

بود بر گفتگوش اگر گوشت　　پس نخواهد شد این فراموشت
حرف او چون بیاد تو باشد　　تخم سان در نهاد تو باشد
میشود سبز چون رسد وقتش　　می کند حفظ صاحب بختش
هر که کم بخت آن فرو بگذاشت　　او نه آن روز گوش آن سو داشت
شیخ بر سنگ حرف اگر گوید　　نطق و حرف از درون او روید
سنگ بوجهل و مصطفی دالست　　شیخ این وقت راهمان حالست
سنگ بشنید و بولهب نشنید　　جهل او عقل و حکمتش دزدید
ختم الله بود بر گوشش　　فهم آن را بود از هوشش
هر که مغضوب حضرت او شد　　گشت غافل از آن سیه رو شد
لیک حرف فم برای بیدار است　　او برین گفت‌گو خریدار است
نیز شد فرض ما نظر در شیخ　　زان ز احوال ما خبر بر شیخ
ذات پاک خدا علیمش هست　　بر گناه از کرم حلیمش هست
گفت بر بندگان حاجت خواه　　جمله باشند داعی درگاه
مضطرب چون شوید در ارشاد　　چشم باید به جود ما بنهاد
چونکه ما را بوقت در یابند　　زان دران کار خود ظفر یابند
وقت تان وقت اضطرار آمد　　هر چه خواهید فتح کار آمد
پاک فرما پاک رو بما آرید　　غیر من مکر هی کجا دارید
چون که راجع به خود ترا بینیم　　در درون تو زود بنشینیم
چون بهبینیم گوش تو بر ماست　　در اسرار بهر تو در ماست
طفل چون بهر شیر میکوشد　　شیر پستان ز مادرش جوشد
شاه درویش دل که حق جو بود　　شب روی پیشه کردنش شد جود
گفت با خویش از ان ز خود درویش　　با بدم کرد جود و احسان بیش

در بیان آنکه کریم در ادای حاجت گدا اگر تر است و پیش قدم بجذبهٔ احتیاج محتاج

چون نه محتاج میرسد بر من　　جاذب است احتیاج او در من
هست روزی گدای روزی خوار　　وانکه روزی ده است او غفار
ذات پاکش بری ز غفلت هست　　رهنما خلق را بود پیوست
خلق در خواب و شاه دین بیدار　　حافظ و حامی است در هر کار
زان طرف میکشد ترا برپا　　کای گدا روی خود بکن در ما
هر که آرد بمن نیاز از آز　　هیچکس را ز در ندارم باز
هر که مشتاق ماست ما را خواست　　شد برادر اشتیاق ما هم راست
وانکه جز ما مراد میجوید　　حضرت ما نه ردت او گوید
حاجتش از کرم روا سازیم　　تا ز جود خودش رضا سازیم
دشمن و دوست را رضا دادیم　　آمدن سوی خود صلا دادیم
در گشادیم و خوان نهادستیم　　هر که هر چیز خواست دادستیم
زان شهان ند ظل سبحانی　　خلق در عهدشان بآسانی
بر سر خان شاه حق بگماشت　　اندرین جلوه جود و رحمت داشت
هر کسی گر رود ز کس بیداد　　شاه باید برو که بد بد داد
گر کند ظلم بر کسی خود شاه　　هست از آن حال ذات خود آگاه
چون نه شه سازدش خود راضی　　هست او در جزا خدا قاضی
گویدش بر تو دست دادم من　　کار مردم به تو نهادم من
چون نه مظلوم را رضا جستی　　غافل از تندرستی و سستی
ای شکم پرور از حق غافل　　عمر در شاهیت شده آفل
قهر ما هست زان ابد بر تو　　آن بدیها همه رسد بر تو
شاه آن عهد بهر این احوال　　شد رضا جوی ایزد متعال
لطف و قهر خدای میدید او　　از خود و نفس خویش پرسید او

گر بود شاه و گر بود درویش / هست مردن بهر کسی در پیش
مرجع هر دو با خدا باشد / کس نه اینجا شه و گدا باشد
کس نیارد ز نیک و بد انکار / بی گواه است علیم از آن غفار
گر کند آشکار و گر پوشد / در علانیتش کسی نکوشد
بنده آن به که خواجه را خشنود / سازد از خویش کرد داو محمود
گفت شاهی من هوست / بعد من دیگری چرا آرد دست
چند روزی که شاهیم دادند / بار مردم بدوش بنهادند
منکه بر لهو و لعب پردازم / دارد از مملکت خدا بازم
ظالمم تا ابد بماند نام / در جزا دوزخم بود انجام
گر بپسندم بخود تن آسانی / خلق را کی رسد نگهبانی
در هوا و هوس گذارم عمر / روز مردن چسان سپارم عمر
بر خدا چون جواب خواهم داد / کرده ام خود بجرم خود بیداد
خلق و شه هر دو آدمی زادند / لیک بر شه حشم فزون دادند
تا ز ظالم دمار بر دارد / بر سر ظلم او نبرد آرد
وارهاند ز جنگ او مظلوم / زین سبب بر خدا شوم مرحوم
گر نه مصروف عدل دارم زر / در من و خلق پس تفاوت چیست
باشد آخر جزای هر کارم / بدروم هر چه من همی کارم
آنچه زین هر دو پیش خواهم کرد / ذره ای نه بهر خویش خواهم کرد
عاقبت آن به پیش من آید / در لحد روی خویش ننماید
بر من انجام را حسابی هست / گر بود ظلم از آن عذابی هست
گر نه اینجا علاج خواهم کرد / چون بپرسد خدا چه خواهم کرد

حکایت عمر بن عبد العزیز رض و عهد عدل و داد او

بود عبد العزیز را عمر نام / کرد در عهد خود عدالت تام
عدل عمر رض به عهد او تازه / او به اجزای خلق شیرازه
چند روزی که او خلافت داشت / عدل ها کرد و ظلم ها برداشت
اندر آن عهد هر که مفلس بود / شاه می ساختش غنی از جود
بر در رش هر که چون گدا آمد / بر سر رش شاه در عطا آمد
هیچ سایل از او نشد محروم / دخل او بهر عالمی مقسوم
روز و شب خلق را به غمخواری / داشت هر سو رعایت و یاری
نیک بود او که اندرین ایام / برده ام نیز من به نیکی نام
عاقبت رفت از جهان بیرون / مانده است این فسانه تا اکنون
رحمت حق قرین حالش باد / هم ببخشی اچنان حلالش باد
او که بر عدل شاه دنیا بود / شد ببخشی خدا از او خشنود
چون ز مرگش گذشت چند سالی / گفت در خواب صاحب حالی
با چنان عدل و داد اندک کار / تا بصد سال داشتم آزار
منکه بودم بدار فانی شاه / سوی عقبی اگر فتم آخر راه
ماند بیرون ز خاک آن جاهم / گشت آخر مقام در چاهم
خشت بالین و خاک بستر بود / شاهیی من مرا نه یاور بود
ماند بیرون لوا و تاج از خاک / من در آن چاه تنگ و اندوه ناک
نی زر و مال هیچ یارم بود / کس نه آن سوی دوستدارم بود
پس در آن خواب گفتش آن عارف / میکن از حال خود مرا واقف
تا چه شد بر سرت سوال از دوست / چونکه فعلت در این جهان نیکوست
لطف کردند با عتاب آنجا / زانچه بگذشت آن مرا اینجا
گفت در عهد من پلی ویران / بود و بگذشت گوسفند از آن
رفت در یک کوی فرو پایش / اضطراب او فکند از آن جایش
در میان جای پای او بشکست / تاکنون زان عتاب بر من هست

بود از حق حساب آن حالم تاکه بگذشته است صد سالم
چون نه پرداختی تو هر سوئی چون نکردی تفحص هر کوئی
پای یک بیز بان شکست از راه چون نگشتی ز حال او آگاه
گوسپندیکه از پلے افتاد شاه را حق شمرد از ان بیداد
گر ز انصاف و عدل سر تابیم کی بروز جزا ظفر یابیم
ای تو از ظلم خویشتن غافل مرگ در پیش هست ای آفل
می ندانی که چند خواهی زیست عاقبت آنچه بر تو هست آن چیست
داد خواهان ز ظلم ما مظلوم حجت ما بنزد حق معلوم
ما ازاں حال گشته شرمنده همچناں روسیه سر افکنده
گشت هر موز باں مقر در کار کس نه ما را شفیع در آن کار
نی تواں کرد جرم را اقرار نی تواں کرد کرده را انکار
همچو در زنداں فتاده اندر بند پیش ما کس نه از زن و فرزند
کاش تسلیم میشدم زین پیش می ندیدیم مال و ملک از خویش
تا نه بر ما حساب مے بودے زاں نه بر ما عذاب میبودے
پس همان به که سر کنم بردار زاں خدا را ز خویش سازم شاد
ظلم کردن بنفس خود عدلست از خدایاں فضیلت و فضلست
هم ازاں نیک نام در دنیا هم بود در روی رفتن عقبا
ظلم بر نفس خویش کم خوا لست ظلم بر نفس هم زبید الست
کام نفس است در هم و دینار ظالم نفس شد ازاں بیزار
نفس کو عدل پیشه خود ساخت او بدارین چو روح سر افراخت
کس ز دنیا که هیچ نشناید زاں خدا ایش بر حبا خواند
این نه ظلم است عدل نفس است این بهر شیطان و نفس حبس است این
هر که بر نفس این عمل فرمود پیش حق مطمئنه خواهد بود

حق مرا گفت ملک و جاهت بود در همه کار دستگاهت بود
تو شباں بودهٔ رمهٔ عالم کرد منت شاه در بنی آدم
از چه ره بوده است پل ویران احتسابت کنوں ز ماه رآں
وای بر کارهاے زین بدتر تا چه آید بما ازاں بر سر
بهر یک غفلتے که روز بدم تا بصد سال عتاب آن دیدم
این همه از تو باز می پرسند خود تو انصاف ده بدهی تا چند
وای آن روز و وای آں احوال ما خجل پیش ایزد متعال
ما ز کردار زشت در آن کار عضوها کرده جرم را اقرار
مس زر انداوده رفته در آتش گشت آتش محک بر آمد غش
ما هیچ راهے گریز ما را نے تافتن سر ز حکم یارا نے
دوستداراں بتقرب از ما دور ما در آں وقت عاجز و مجبور
جمله در مانده غرق اندر بیم گشته کرها به پیش حق تسلیم
کاش طوعاً رضا همی دادیم بر خدا زاں صلاح همے دادیم
خویش را چون نه مست دیدستیم زاں بر ایں روز بد رسیدستیم
شاه دیندار باطن درویش داشت زینساں حسابها بر خویش
عدل چه بود که نفی بر خویش است رفتنی رفت و فکر در پیش است
چون صدا عدل در جهاں افکند جمله اعدا شوند خویشاوند
هر که بر طاعت خدا دل بست نفس بر کام خود نیابد دست
ظلم بر نفس عدل و داد آمد شیوه مرنفس را فساد آمد
ظالم نفس از همه آمال دست وا داشت است در هر حال
هر که بر نفس پشت پائی زد کس بره هیچ ره نباشد بد
ظلم نفس است ترک شهوتها ترک آن کن بنفس خود بخشا
ارجعی مارشست در شانش حق خبر داد ازین ز قرآنش

گر خدا از کسے شود راضی
رهروان زیر سایه مے آیند
زانچه راظلم نفس لشمر دیم
آندرختیست پر ثمر نی بید
جمله گویند بهره اندوزیم
دولت و ملک او بیغزایند
تا قیامت ز نام نیک آواز
همچنان عدل و نفس چون کردن
گوید از آنچه نهی حق فرمود
چون برین فکر سر گذارد پیش
هر کرا حق چنین عمل داد است
بس مراد خدا ز ما داد است
پس بجان طاعت و نماز آریم
چون از و آمدیم از ایجاد
روی رفتن بر آنطرف میدار
اولش شرع و آخرش شرع است
دست کوته ز مردم آزاری
چند روزیکه بوده است با ما
ترک از او و شیر او کردن
زانکه صورت ز حال بر حالی
با هم آن طالبان شده آفل
هر چه زاید از آن بقا دارد
زان بما واردات ها زاید

پس از و هست نیک و بد راضی
تا دمے اندران بیاسایند
نام بر ترک کردنش بردیم
هر کسے به میوه اش امید
زین فواکه روان برافروزیم
هر طرف فتح باب بگشایند
رفته هر سو ندارش کس باز
احتراز آنچه هست بد کردن
بایدم مجتنب ازان ها بود
حق فرستد عطیهٔ از خویش
از حساب و عذاب آزاد است
گر کنیم عادتے زما شاد است
هر زمان سوی او نیاز آریم
آنچه بر ماست آن همه او داد
تا بود از تو شاد آن جبار
اصل اینست و ما بقی فرع است
از تلذذ همیشه کم خواری
آن ز نا بالغی بما زیبا
فرض شد آن بجای آوردن
می کند نقل از اندک احوالی
هم پدر هم پسر ز حق غافل
راه تا وحدت خدا دارد
دین و دنیا بکار ما آید

هست بید و چنار را سایه
پادشاهے که او سخا باشد
ترک آن کردنت سخا باشد
مردم و مور و مار جمع آیند
شکر ایشان بر آسمان سیار
هست بر شاه عمر ز عدل افزون
عدل را فضل هست بر طاعت
خود کند عدل از مناهی ها
خود نهد سر به پیش انصاف
جذبهٔ رحمت خدا بر مرد
شاه شاهان که شاه را افراشت
داد اینست که حق مرا جان داد
زان بجو اهیم از و رضامندی
هست آخر مراجعت آنسوی
عدل چه بود حساب خود بر خویش
جز خدا ترک در شریعت ماست
شیر بر خود حرام دانستن
چونکه ما را خدای بالغ کرد
بند صورت نمے توان بودن
هر چه زاید ز صورت اولاد
هر که با معنیش فتد بازار
بکر معنی به عقد خود آریم
ما از آن ردی خلق را رو داد

خوشدلی خلق را از و مایه
خلق را سایهٔ خدا باشد
زین عمل راضیست خدا باشد
چون مگس پای بند طمع آیند
زان ملک شاکر از چنان نو وار
گنجش از مال و زر ازان مشحون
آن به هفتاد سال و این ساعت
پس بترسد ز زرو سیاهی ها
نهی حق در دهست و طاعت صاف
پای تا سر ز نور خواهد کرد
جاه و دولت برای عدلش یافت
در همه عمر خوان نهان بنهاد
آن بما راحت است و خورسندی
از همه و بره مراد او را جوی
بهر ارشاد شرع حق در بین
شرع اینست و این طریقت ماست
ترک از دایه نا توانستن
عقل ما را ز خویش بازغ کرد
نیست در این مقام آسودن
فتنه هائی عظیم ازان رو داد
عمر جاوید باشد آنرا باد
صحبت روز و شب با و داریم
سوی سر خدا کنیم ارشاد

آنچه نه هیبت برگ آن داریم — آنچه اندرست ره بران آریم
پیش نعمای دگر اینست پوست — بالغاتر که گردنش نیکوست
بهر خود هیچکس نیازاریم — هر زمان روی در خدا داریم
یارب آنکس که هست بدکردار — روی او را بسوی نیکی دار
یارب آنکس که نیک کردارست — حضرت تو بفعل او یارست
استقامت بکار نیکش ده — هم بره اجرهای نیکش به
هست ترغیب ما دگر آنسوی — زان بیاریم سوی نیکی روی
نشکه خلق است زندگی در ما — ورنه یکدم نماند این بر ما
گر ببیند که شاه ظالم هست — او باخراج او برارد دست
دست او برتر است از هر دست — دولت بیزوال او راهست
شاهی ما رضای او باشد — مال و جانهای فدای او باشد
نرود پای اگر بفرماید — از لگدهاش کس نیاساید
باطنش را شود مسلط دیو — از رهش افکند بچندین ریو
هر که همواره راست خواهد بود — دیو باشد در آتش خود دود
نور آن کرد بارنش افسرده — هست بر خویشش ازین حسد برده
کس نشد سایه جه نفع هر خوار — زانکه دیدا است خلق از و آزار
می کند ظلمش هر طرف آواز — که بیاید اندرین ره باز
شد ز ظلمش هچو این صدا افکند — راه سوداگران ز شهرش بند
مینهد ملک رو به ویرانی — مخزنش پر شود ز حیرانی
هم به پیش خدای می نالند — روی بر خاک عجز میمالند
ظلم را زین دیار ما بردار — آدمی را به آزها مسپار
این دعا را فرشته در آمین — هم در آمین کسی که دارد دین
حاصل از مال و ملک او به هیچ — پیش حق در حساب پیچاپیچ

شیر بر ما حرام شد اکنون — الفت شیر و دایه شد افسون
پادشاهیم و تخت با ما عار — لشکر و گنج ماست خود جبار
بر فلک چشم بسته سیاریم — نیک و بد را دعای خیر آریم
بخش توفیق طاعت خویشش — نیک گردان ز کیش ناکیشش
آن در و فعل تست ای جواد — عاقبت کار او به نیکی یاد
تا از آن جهد او فزون گردد — آن بما نیز رهنمون گردد
گر ز نعلت [illegible] شوم غافل — پس ز خواند خدا مرا عادل
مالک الملک ملک داده دوست — زانکه او آفرید و این از اوست
دیگری را در و دهد شاهی — تا که باشد ز خلقش آگاهی
گر نه از عدل ما شود خشنود — هیچ دولت بما نه خواهد بود
خشم او هر که را براندازد — پشه بر سرکشش سر افرازد
عون خود را ز هر که بردارد — یک دمش در زمانه نگذارد
دیو در رهگذرش چو سنگیست — بهر تادیب هر بد آهنگیست
هیچ بر حال او ندارد دست — زانکه کرد از ریاضت آورا پست
هر که بر خلق ظلم خواهد کرد — حق برارد ز دودمانش گرد
سایه کو بنیش سبز ندر ما — زان بود منع کین طرف کم آ
هر که آمد شود ازین تاراج — گر غنی آید و رود محتاج
هم رعیت از و فرار آرد — پای در کشت و کار نگذارد
لشکر و اقربا نفور از وی — ظلم گویان ز ملک دور از وی
کای خدایا علیمی تو — پس چرا یار این لئیمی تو
پیش تو نیست حاجت اثبات — عالم السر و الخفی ای ذات
همچنان بگذرد ازین دنیا — لعنتش هست ذلهٔ عقبا
پس خدا گویدش کای ظالم — بود علمم بکار تو عالم

هیچ از قهر من نترسیدی / همچو خود کور و غافلم دیری
کردی از ظلم خلق را تاراج / کی غنی بوده تو ای محتاج

از همه نیک و بد بصیرم من / دیرگیرم و سخت گیرم من
از کیومرث تا باین ایام / جمله رفتند از جهان ناکام

هیچ مخزن بخود نبردستند / مال حق را بحق سپردستند
حق یکی برده دیگری آورد / مخزن و ملک را باد بسپرد

یک شکم سیر میخورد هر کس / جز غذا نیست گنجها بر کس
اندرین دار هر چه کس درکاشت / در لحد رفت و دیگران برداشت

این قبا عار نیست هر در بر / می شود خاک بر سر و افسر
چند روزی که هست اقبالت / گر کنی عدل مرحبا حالت

عدل چه بود که بی‌شکی باشد / ظاهر و باطنت یکی باشد
نی که خود را غنی کنی اظهار / دزد چون موش باطنت در کار

به که از آرزو بری باشی / هم به ره هم به رهبری باشی
در لحد شمع از آن برافروزی / زان ابد عیش خود براندوزی

خلق نامت چو بر زبان رانند / بر روان تو فاتحه خوانند
وانکه بعد از تو شاه خواهد شد / او ز راهت براه خواهد شد

سنت تو چو عدل و داد آید / بهر آن شاه اوستاد آید
اجر خیر است هم ترا زینحال / خیر را خیر بینی استقبال

جمله گویند بر تو رحمت باد / کو در عالم اساس دین بنهاد
گر جز اینست وای بر حالت / هست ادبار و نیست اقبالت

پادشاهی که کرده کس محکم / می کند از ره زان ندارد غم
آن تنک ظرف رشد عبث مغرور / او فتاد از طریق شاهی دور

چونکه آن شاخ او فتاد از پای / چیست انجام تو از آن بنمای
از همه نیک و بد حساب امروز / چیست بر گو ترا جواب امروز

ظلم شاهیکه می کند پیشه / بر سر خویش میزند تیشه
خود بخود کرده است چه در مالش / ماند حق تا ابد بفرمانش

استماع کردن سعید فی البطن اُم نصح نایب بادشاه و هدایت یافتن او براه راست و پیوستن به جنود الله

اندرین حرف‌ها که میگویم / زین دل شاهزاده جویم

لیک شهزاده یمین زاده / گوش بر این سماع بنهاده

گشته است جاذب کلام او / میکند عاشقی بنام او
بهر او این ترانه می‌خوانم / خواهش جان او همی دانم

آن سخن کش همی‌کشد حرفم / بهر آداب هست در ظرفم
می‌سرایم که نیکنامش باد / با رضای خدا نظامش باد

در سلوک و طریق دارد روی / خلق گوید دعایش از هر سوی
هم بدنیا و هم بدین آن شاه / شاه باشد چو شد ز حق آگاه

میکنم نصح تا روان دارم / باشد او را ز دایه بردارم
مرشدم همچو نصح فرموده است / شغل او نیز همچنین بوده است

خلق را بود او نصیحت گوی / سامعان جمع برد از هر سوی
از درش خلق فیض‌ها بردند / نیک بودند و نیک هم مردند

گر دل کس ز دایه گردد سرد / در ره دین و داد باشد مرد
بر ریاضت ز جان کند اقدام / هیچ با دایه می‌نراند کام

زان شود او فدای امت او / شامل حق بلطف و رحمت او
هم مرا بهره زاین باشد / هم بسر نیک در جهان باشد

گر خلف زاید از پدر فرزند / بر پدر رحمت ابد پیوند
نایب شه بر آن پسر اوستاد / اندرین درس عدل و دادش داد

گاه باشد که شاه خواهد شد
تا یکی از آنکه خواهد شد

خلق را علم و دین بیاموزد
زان ره رهروان برافروزد

همچنان شیخ مسند ارشاد
با مریدان خویشتن بوداد

از پی دین شان بغم خواری
بار بر دار در گرانباری

باطنش در دعای راحت شان
ظاهرش در دعای راحت شان

در پی شان بهر طرف دنبال
تا نیفتد بدین شان دنبال

بهر یوسف ز گریه یعقوب
بود تصحیح بو یسفش مطلوب

تا که در دین خویشتن ماند
ورنه زان حسرتی بمن ماند

چون که بشنید هست در دین او
همچو اجداد کرده آیین او

بوی پیراهنش شمیم از دور
یافت زان بوی دین و شد مسرور

یافتش چشم کور بینائی
نیز از ضعف تن نوانائی

پیر بود و جوان ازین بو شد
دین یوسف ز گریه او شد

صد هزار آفتش به پیش آمد
یوسف انجا درست کیش آمد

این همه محن ز گریه آن بود
حق تعالی بر و کرم فرمود

همچنان مرشدیکه شد قوال
بهر شهزادگان بحق دلال

دید از آمال غافلند از حق
تا فتند سر ز دولت مطلق

در ره غول و غفلت افتاده
غل به گردن ولیک آزاده

زین سخن ها علاج شان میکرد
تا نه کردند از ره دین طرد

قصه در قصه از مثال آورد
طالبان را بوجد و حال آورد

او برایشان و من کنون بعام
میدهیم پند و هست اینم کار

جز حق از آن ز و برون آیند
زین برون آمدن درون آیند

سرد خواهند گشت از دایه
حاصل شان رفیع از آنمایه

گر نه مادست رهروان گیریم
پس چسان مرشدیم و چون میریم

میرسانیم امر حق بر خلق
باشد از این اثر شود در خلق

در ره دین و داد رو آرند
غفلت و حرص و آز بگذارند

همچنان پادشاه مرشد بود
بهر ارشاد خلق در جد بود

در ره عدل و داد میکوشند
خویش را ز آنچه بود می نوشند

سوی حق راه ر انشان میداد
بود بسیار مرشد و استاد

مرشدان مرشدی برو داده
جانشین شان بروی سجاده

گفت چندانکه دسترس یابم
بهر ارشاد خلق بشتابم

طوف میکرد و هر طرف می گشت
هر کجا شهر بود و هر سو دشت

طالبان خدای را می جست
شرک ها را ز سینه ها می شست

گوش میداد تا چه میگویند
چشم میداشت تا چه می پویند

حال باطن ز روی شان می یافت
لیک ز افشای راز در می یافت

هر چه از نور دل دو امید بید
از برای خدای می بخشید

صاحب گوش را زبان می شد
زانچه حقیقت در میان می شد

صاحب چشم را نمود روی
پرده از وجه حق شدی یکسوی

وانکه او را نه چشم بدنی گوش
کرد شه را خدا از و روپوش

همچنان زیست همچو میرد
اندر و پند در نمیگیرد

چون شود حشر کور و کر باشد
غیرتی صاحب نظر باشد

گردش ایجاد حق چنین موجود
این سبب بهر شکر بینا بود

اینچنین شاه و طالب بیجا
تا کند علم خویش را اظهار

بود در گنج نهان خدا در ذات
کرد آن از وجود ما اثبات

شهرت فضل خویش خود در جا
مخل از دین و داد ما آراست

خوب خوبی نهان نمی دارد
بهر عشاق پرده بردارد

از برای خدا بد این بی سود
بهر جویای دوست طالب بود

طالب طالبان و بی مطلوب
بر خداوند ساتر العیوب

چون خداجو بے ریا گیرد
رحم بر خلق چون خدا گیرد

بوده است تخلقوا باخلاق او
زان بمشتاق گشته مشتاق او

از خود و آرزوی خود حر بود
پای تا سر ز جود حق پر بود

از خود و خلق بود وارسته
این طلب را خدا برو بسته

خواهش حق بخلق رحمت بود
تا چنین مظهری بما بنمود

علم و حکمت برو عطا کردند
بر درش خلق را صلا کردند

او دل شان بخویشتن بربود
اوّل و بازده بحق بنمود

تا ره راست را بگیرد پیش
سازد او را چو خویشتن درویش

هر چه تحصیل از سلوکش بود
زین سخن ها مرید را فرمود

تا شود اوستاد این فن او
وا رهد از همه شک و ظن او

چون محقق شود درین جاده
باشدش جانشین سجّاده

طالبان را بحق نماید راه
زان همه گمرهان زره آگاه

هست خشنودی خدا در کار
حال او خوش که دارد این کردار

حق ز ایجاد عالم و آدم
خواست این شیوه را ازان فهم

اندرین راه صرف کن جان را
باش مومن تو دین عرفان را

زابتدا تا کنون طرق بسیار
کرده پیدا درین جهان اظهار

جمعی رو براه بنهادند
جمعی در فساد افتادند

عاقبت زر دشد همه بازار
عاشقی ها چنان است اندر کار

نسبت از بیش بیش بر کرم است
عاشق از عشق بر ندارد دست

بلکه هر روز نو نقش افزون
عاشقان بر جمال او مفتون

زان سخن ها که مرشد از ارشاد
در ره طالبان حق بنهاد

شاه نی بود از خود آزاده
در ریاضت بجان صلا داده

در خور و خواب بخور و خواب او
بود مفتاح حال هر باب او

خوردنش نی برای شهرت بود
یا بود لذتی ازان مقصود

نی چو حیوان به فربهی این او
خوردن و خواب داشتهم فن او

گر همه خورد اندک آن مجبور
بود از حرص و آز نفسے دور

از برای ضرور بودش این
امر کلوا برای اهل دین از این

از خور و خواب با عبودیت
کرد اثبات حق ربوبیت

حضرت حق منزّه از علّت
گشت ثابت بنزد هر ملّت

هر که جز او بود با و محتاج
گشته بر احتیاج ها محتاج

خوردن و خواب نفس را باشد
تا ازین راه حس را باشد

تا تواند بخدمت ایستادن
زان سر خود بسجده بنهادن

زان تواند ز جامه تا مسجد
رفتن و کردن عبادت جد

نی برائی بهشت با حورست
او بعشق خدای معبود است

دوست را دوست بود ازو اینحال
هر که صوفیست داند این احوال

از خود آزاد و بنده بودن چیست
کیست آزاد و بنده گی از کیست

در خور و خواب بخور و خوابی
پیش صوفی برو که دریابی

صوفی آنست که با مطلب نیست
به ازین در سلوک مشرب نیست

صوفی گو ز صوفیان صوفیست
او بداند که معنی این چیست

در چنین حال هست حق دلّال
تا که آزاده است زینسان حال

بنده کز خواجه مطلبی در خواست
خواجه بر بنده زان نباشد راست

جمعیت است این فکنده گی او را
کرده اثبات بنده گی او را

هر که با خواجه اش رضا دارد
از خود آزاده است و جا دارد

پادشاهی که وصف او دارم
در ریاضت چو شمع تن مسوخت
همچنان آتشی که شد بیرون
خویشتن را سپرده بر خواو
تا بهیک کوچه گذارش شد
هر سه از عیش محرم در حرمان
هر سه در بند محمل افتاده
دین و دنیای هر سه رفت از دست
هر سه در فکرهای بیهوده
مطلب هر سه دون و دون همت
باطن هر سه گرم زان آتش
در همین دار دوزخی گشته
آن نفس ها که وحی حق بودند
گشته مصروف غفلت آن انفاس
باطل و باطل از ازل یارند
زندگانی والدنیا اینست
لیکن این هر سه از ره افتادند
آن یکی گفت آرزو دارم
نه اول شام یک شبی تا روز
شهوت خویش چون بادرانم
چون دلم از وصال او خوش شد
هست سی سال تا درین هستم
خار در بستر یکه خواهد بود

بر آمدن پادشاه به پاس داری ملک و دیدن سه کس را که هر سه در آرزوی جهل و بی فایده گمراه و گرفتار بودند

مست و بیخویش و واله و مجنون
می ندانست میروم تا چند
بیخود از خویش بود مطلق او
در توکل قدم بره بنهاد
محفلی طرفه دو چارش شد
دید یکجا نشسته سه یارند
درد شان را پدید نی درمان
هر سه افتاده در که و چاهی
آنچه عقل و خرد از آن ساده
هر سه را روز در بطالت بود
قصد شان صورتی نخواهد بست
غفلت هر سه را یکی جانست
زاهلی روزگار فرسوده
لذت خواب و خور زان سودا
اندکی حاصلش بسی محنت
آنچه میخواستند حاصل هیچ
حرف شان همچو شعله سرکش
بود سوزنده تن انسان
رو سیه همچو مطبخی گشته
هر سه ملبوختند در دوزخ
در بطالت فتاده فرسودند
جمله را ابلهان بغم گشتند
گشته دق نفس را دران وسواس
آن دم سرد مهر و آسا
جست و جو از مقام هم دارند
این حیات جهان غنیمت هست
نیک بخت آنکه دولتش دانست
این حیاتی که عاریت برماست
کور بودند و در چه افتادند
ناگهان لب بحرف بکشادند

گفتن یکی از آنها که عشق زن پادشاه دارم که یک شب در بغل بگیرم او شهوت بادرانم

تا قیامت زغم رهد جانم
زین طلب با خدای بکنم نی
شهوتم دفع آب آتش شد
از خدا زین طلب نه او را شرم
آن ندانست هیچگه دستم
نی شبی خواب کرده ام زین خواست
کی تواند کسی دران آسود
بلکه در چشم من از ان خار است

این هدایت از وجود دارم
زان ره اهل دین همی افروخت
این همه رست تا کجا پیوند
او چو گوی صالحان او استاد
حرف در آرزوی هم دارند
زان برون آمدن نه بد راهی
عین در غین از جهالت بود
جهل از حال شان بجا داست
هر سه را هیچ گه نشد پیدا
از پی هیچ فکر بیجا پیچ
زاهل دوزخ فزون فن الشان
نی در آتش ز شور سردی یخ
روز آخر بدین زرد گشتند
هر سه را کرده مست در سودا
گر دهد کردن عبادت دست
از خدا هم خدای باید خواست
پیش هم را زهم برون دادند
تا زن شاه در بغل دارم
باشم اندر جماع دل افروز
از عذاب قیامتش غم نی
از زنا دوزخی بدانی گرم
خواب کردن مرا جز آن بیجاست
من ندانم که لذتش چون است

هر دم این شوق می شود افزون
من ز اندوه و حسرتم دل خون
زین غم و درد بس حقیر ستم
نادر این جستجوی پیر ستم
از جهان [illegible] میکنم محزون
می شود میلم آن طرف افزون
رغبتی نیست با زن خویشم
زشت گشت است روی او پیشم
اندرین آرزو که خواهم مرد
آن جهان رنج و درد خواهم برد
آنچه او گفت شاه از و بشنید
زان ز غیرت ز خویشتن بپچید
کاشکی این طلب بحق میداشت
خاک در چشم دیو می انباشت
این چنین شیوه گاو خر دارد
وای بر آنکه این نظر دارد
گفت با خود که میکنم کارش
می کشم صبحدم سر دارش
این رها از عذاب وی من عادل
می کنم اجر عدل زین حاصل
گفت خود مبتلاست بر غم این
زین عقوبت عفو بهتر است مگزین
آن تبه کار نام شاهان برد
بایدم این غضب ازین بخورد
اوش از دوا علاجش کن
از نسوار دفع اجتنابش کن

اندرین آرزو جوانی رفت
در طلب روز زندگانی رفت
آن زن کش حلال دارم من
از جماعش ملال دارم من
لذت زن بدانم اندر خویش
در حلاوت جماع آن زن بیش
لذت فرج او ندانم چیست
گر نه آید بکف نخواهم زیست
هست فرق زن من و آن ماه
آنچه فرقست اندر من و آن شاه
گفت افسوس از چنین احوال
می شود عمر این بغم پامال
بود انسان و گشته است حیوان
راندن شهوتش شده ایمان
سخت زین استماع در هم شد
پای تا سر غریق در غم شد
کشتن این صواب میدانم
تیغ فردا به گردنش رانم
بود سالک فکند سر در پیش
برد خشم و غضب فرو در خویش
گر من این را کنون برنجانم
بهر نفس خود آن همی دانم
این بنزدیک من چو بیمار است
باطنم درد و ابا این یاساست
گر نباشد دوا پذیرا این درد
میشود خود هلاک از غم هر درد

زان سه آن دو همی بحرف افتاد
زانچه میخواست لب درین بگشاد

گفتن یکی از آن سه تن که تخت و تاج آرزو دارم

گفت عشق عجب محالم هست
آتشی در دل از خیالم هست
آرزوئی مرا ز خواهش خست
من به تحصیل آن ندارم دست
قصد دارم که شاه باشم من
صاحب ملک و جاه باشم من
گاه بوس و کنار شان گیرم
اندر آیندم به کارشان گیرم
روز و شب بشرب از شراب از آن
مجتنب را نه اجتناب از آن
بر سرم تاج و مسندم اکلیل
ره نیابد بسویم عزرائیل
سطوت من به هر دلی باشد
زان مرا تاج و حاصلی باشد
لذت آنست فوق لذتها
بر سر تخت چون گذارم پا
آنچه میخواست گفت در دم مرد
شاه از آن استماع رازش کرد

هیچ ره نیست ره بمقصودم
زین طلب عمر را نیاسودم
هیچ ره نیست جمع اسبابم
تا بمقصود خویش ره یابم
زان میسر زنان بسیارم
هر دمی با یکی بستر و کارم
هرچه ز اغذیه رغبتم باشد
آن مهیا ز دولتم باشد
هم بپوشم لباس رنگارنگ
هم ببینم بتان چابک شنگ
می کشم هر کرا که میخواهم
تا بدانند در جهان شاهم
نفس بر تخت چون کند آرام
لذتی آن خوش آیدم در کام
بهمان چو خوش گشت تن شود فربه
هست لذت ز تاج و افسر به
چون خبر ز آرزوی او بشنید
لیکن از لطف جرم او بخشید

باطنش خنده زد که این نادان
کوه برداشتن شمرد آسان

پادشاهی نه خواب و خوردن هست
بر خود از خلق رنج بردن هست

پادشاهی نه کشتن خلق است
پادشاهی نه جامه و دلق است

پادشاهی نه زن پرستی هست
پادشاهی نه شرب و مستی هست

پادشاهی به عدل باشد داد
تا از آن خلق را بود دل شاد

ور نه یک روز می شود رسوا
کی بماند حکومتش برپا

پادشاهی نه بر تن آسانیست
روز و شب رنج و درد و انسانیست

بهر خلق جهان پی تیمار
هست اوقات شاه چون بیمار

ای خوشا حال مرد آزاده
از همه فکر و غم دلش ساده

حالتش خوش بخواب و بیداری
نیستش هیچ سو گرفتاری

نی غم دزد نی غم دشمن
نی غم راه و نی غم رهزن

هر کرا هیچ آرزو نبود
هیچ ره را غم درو نبود

جز غم این دو نه باشد غم
گر برآیش فرو رود عالم

زنده مرده را بود اینحال
فارغ البال از همه آمال

نی صواب او و نی خطا دارد
چشم بر رحمت خدا دارد

هر که خود را شناخت اینسان شد
زندگانی و مرگش آسان شد

تاج و اکلیل ما بهویت هست
کس نه از دست مرگ خواهد رست

تا چنین تخت و تاج باطن هست
صد هزار از هزار دشمن هست

هر که خود را شناخت رست از غم
دیده است او که فانی است عالم

هیچکس نیست دشمن آن مرد
کو جدا هست ترک دنیا کرد

هر خود رنج و درد دارو خواست
می نداند که زار خواهد کاست

مرگ را کرده است فراموش این
از هوا و هوس قدح نوش این

ور نه آن را که مرگ باشد یاد
کی ز آمال دهر گردد شاد

دانکه داند که مرگ در پیش است
از اسباب دهر درویش است

دان که داند خدای غفار است
او زخود و بهشت بیزار است

دانکه دانست هستی من از وست
کی غم دوزخش به دل یک موست

دانکه انجام خویشش میداند
کام دنیا دمی نمیراند

هست بیزار زین نهمت دون
من علاجش کنم ز نصح اکنون

گر نه از نصح پند در گیرد
در هوس آرزوی میمیرد

دین و دنیاش میرود از دست
طرفی از آرزو نخواهد بست

رانده و مانده از دو سو باشد
هر دو عالم سیاه رو باشد

گفتن سوم که خوردن طعام لذیذ آرزو دارم

سیم و مش آنچه داشت بیرون داد
از تمنای خویشش لب بکشاد

گفت این هر دو آرزو بیجاست
عمرتان صرف اندرین سوداست

همه را خیال خود گردید
دوزخ اندر نهاد خود گردید

هر که بنهاد پا ز حد بیرون
کرده بیهوده در طلب دل خون

پیش رو دهر حاصل او هیچ
جز تأسف ز منزل او هیچ

من ازین هر دو خواستم بیزار
یک شکم آرزوی خود اظهار

من طعام لذیذ می خواهم
بهر این آرزو همی کاهم

یک شکم سیر گر کنم الطعام
از طعام لذیذ بینم کام

از جهان عاقبت چه باید برد
بس طعام لذیذ باید خورد

بهره ما از اینجهان اینست
این مرا آرزوی دیرین است

همت دون او برین دل داد
نفس این عقده اش بره بنهاد

هست مجید البطون نه مجید الله
نفس کردش ز راه جون گمراه

مرگ [illegible]
آتش جوع داشت در [illegible]

کاش سے گفت چونکه باید مرد
آرزو از طعام نتوان برد

خشک و تر هر چه پیش می آید
لذت از کام هست تا حلقم
راز قم هر چه می دهد روزی
گر چنین همتش همه بودی
لیکن این هر سه از ره افتاده
جز خدا از خدا کسی گر خواست
نفع او را بر وی او آرند
این مراد تو شد فنا آخر
دوست شد روزه دوست نیست
وانکه دون آمدست رحمت او
هم دران خواست زانچه نقصان تو
ز آرزوی که بر تو آید
وانکه هر چیز خواست آن او داد
خواهش نفس جز خدا باشد
در طلب جد کند ز نادانی
تا بجسم است جان خدا میخواه
از طعام و لباس جانش سرد
خود بود تخم هر چه می کاری
بشنو از سو مین چه می کاهد
یک شکم سیر گر خورم از آن
همچنان از طعام ها دیگر
چونکه این آرزوی بایم
این طلب را سر و تن الست انجال

بهر تسکین جوع می باید
پس چه مرهون هیچ خود حلقم
می کنم شکر آن به هر روزی
بی طعام از جهان نیا سودی
خود دل خود بغول داده
خواستنش هیچ ره نباید راست
آن شود عمل بگردنش دارند
کارت افتاده است با آخر
نیک بنگر دران که جز لذت نیست
نیست محروم هم ز رحمت او
آن دادش ز فضل خود معبود
باش مومن که آن نمی باید
آن نست بر نفسش عاقبت بیداد
نفع و راحت دران کجا باشد
می دهندش ولی بود فانی
او نجاتت ابد بود همراه
عشق از بیگونه جلوه در وی کرد
عاقبت بر از آن همان داری
از خدا جز خدا چه میخواهد
آن برین آرزو بود در بان
آنچه باشد لذیذ کس در خورد
هیچ میغم شبی نمی خواهم
سوی دزد لبست دیو این را دال

پس به نان جوین شوم قانع
لذت از ذکر حق کنم حاصل
در قناعت بسر نیارم عمر
هم نمی شد ابد طعام گشته هم
عاشق حق ز هر سه بیزار است
آنچه خواهد کسی دهد بر او
کاین تمنای تست ای مردود
زانکه جز حق فنا همه باشد
چون خدا از تو شد همه از تست
خواست بسیار خیرها از وی
زانکه اعماست بنده اندر راه
نفس اماره خواست لیکن دوست
نور حق حق بخواه نفع است این
سود دانسته آن زیانش هست
زان جهد و زان طلب پشیمان شد
لیکن این مشغل جان ابدا است
می کند یاد دوست را طعام
گاو خر را کجاست این همت
گفت عشقم بسوی بولا است
هم چنان هم ز شوله هم از آتش
عاشق لذت طعام من
هست گر جسم ولی زکم مرزدی
هستم از دست نفس اماره

نفس را زین هوس شوم مانع
زان شود نفس همسر جبریل
جز بطاعت دمی ندارم عمر
هستیش داشتن از آن غیر هم
خواهش او ز دوست بیزار است
پس از آن رنج و غم نهد بر او
زانچه می خواستی تو اینت بود
حق طلب کن ابد بقا باشد
در طلب ز و رضا باید جست
دادش او آرزوی پی در پی
فایده راه اوست خود الست بد
آن زیاد است بر تو رحمت او
در دو عالم ترا از ین تزئین
می نباید بدست از آنش هست
لیک وقتی که جسم بیجان شد
خواهش تان مقام و احوال ست
وصل و دیدار باشدش انجام
بهر گاه و جو نه در نعمت
مفلسم من بر آن ندارم دست
بایدم هست در سرم سودا ش
بند این رنج صبح و شامم من
می کشد نفس من سوی دزدی
مضطر و بیقرار و بیچاره

شاه بشنید و سر به پیش افکند — دید در وی چه نقش و چون بند
این به لذات فانیست مفتون — از جهان چون رود شود محزون

در تعجب بودن آن سومی برای طعام لذیذ که دایهٔ نفس اوست و نفهمیدانست که لذت در طاعت حقست که نور است

گفت آن دزد را توئی قادر — قدرت تست حاضر و ناظر
در ضلالت و در هدایت تو — کرده کار در بدایت تو
هم سرشتی و هم تو سشتی تو — نیکی نیک و زشت زشتی تو
گر نه از فضل خود شوی هادی — کس نیابد ز نفس آزادی
این همه دامهای تلوین است — نفس را میل سوی تزئین است
ذات پاک تو بود آن مستور — هست بر مظهرت چنین دستور
هر چه تمکین نهاد بر تلوین — می نگه دارد او ز بون آیین
قادری گر تو اش بگردانی — رنگ و لونش بحکم پنهانی
زشت را خوب می نمائی تو — هر طرف چشم مے کشائی تو
میکنی خوب زشت ای قهار — نیست در کار تو کسے را کار
جز تو بر تو که دست آن دارد — کو ز نور تو پرده بردارد
آفریننده تو همه اشیا — هست عیب و هنر ز تو پیدا
هست تا هر ضوی ز تمکینت — اندر آن صد هزار تزئینت
پرده از خویش هم تو برداری — دست در کار تو تو خود داری
نیک را نام نیک بنهادی — خلعت نیکی از کرم دادی
هر بدے را تو نام کردی بد — هست اطوار حضرتت بیحد
عارف نیک و بد تو گردانی — وانکه را خود بخویش میخوانی
میدهی در عمل تو اش توفیق — تا نهد پای در ره تحقیق
در ره تو ز عشق سر دارد — دام ها را از راه بردارد
خار و خاشاک از ره او دور — میکنی که بره گذاری نور
او زبون ز راه بردارد — ورنه هر کس پناه تو دارد
وحده لاشریک له در ذات — کس نیارد جز این کند اثبات
زین خبر کل من علیها فان — ره به تمکین بجز فنا نتوان
گر ز تمکین خود کنی مظهر — ز آفرینش نیابود سے سر
از ازل تا کنون از آن تمکین — نیست منجر بغیر از این تلوین
نور کردی نهان بظلمت تو — ظلمتم نور کن برحمت تو
هر کسے شد برنگ خود و رنگ — سوی رنگ آفرین کند آهنگ
رنگ ریزا ز رنگ گیر دست — صورت اینجهان نخواهد بست
هر که جز تو هر که شد مفتون — مهر تو کرده عمر او محزون
هم نه تمکین و هم نه تلوین تو — بنده را راه ده بسوی دین تو
هر که جوینده است حیرانست — زانکه تمکین ز رنگ پنهانست
هیچ تلوین بغیر تمکین نیست — غیر تمکین وجود تلوین نیست
منبع لونها ز تمکین است — لیک تمکین منزه از اینست
شد به تمکین نهایت از تلوین — نیست بالا از این ره تلوین
آنچه تمکین قدیم باید گفت — هر که در فکر این شد آشفت
چون به تمکین رسد شود تلوین — می نماند وجود از تلوین
وانکه جست است و آنکه خواهد جست — آنچه تمکین است خواهد از وی رست
بود تمکین بنای تلوینش — شد فنا لون و ماند تمکینش
تا نه تمکین وجود او خواهد است — هست تلوین او ابد در دست
هر که دریافت او بخود تمکین — می نه بیند به هیچ ره تلوین
لون ها پیش او بیک رنگست — بعد از آن راه را هر و ننگست
ذات تمکین ز رنگها بیرنگست — لیک محسوس در بصر رنگست

ف که تمکین اگر کند تلوین
برد تمکین اگر بت تلوین راه
بی خبر بود چون بتمکین بود
نشمرد خویش را دگر تلوین
نور تمکین بهر که تلوین داد
چشم جان بین که جان همی بیند
چشم آنکس که باز می باشد
وانکه را همتی بود عالی
چشمِ خود را ز دیدِ آن دربست
عیب گو عیب جوی باشد او
باز تمکین خویش تلوین کرد
هر چه گوید به کفر انجامد
خود بخود گر ترا نماید روی
زانچه گوئی نو هی شود اثبات
نفس این هر دو چون بجوش آید
گرچه بیرون از او نباشد راه
اندرین گفت گوی آن ذات است
هیچ ره نیست جای گفتارت
گر بگوئی تو منبع و مصدر
گر بگوشی که اوست بود غیر
کرده بیرنگ رنگ را پرده
هر کجا رنگ جلوه گر باشد
بر خود از خویش جلوه میگیرد

هست نابود و نیست در تلوین
باشد این جلوه اش گه و بیگاه
شد ز تلوین بحالتش مشهود
زانکه دید است منبع تمکین
گشت آن لون او ابد بنیاد
چشم پوشیده است از آن بیند
سوی تلوین باز می باشد
خویش را زین طلب کند خالی
از تغیر و زوال ها وارست
ره به بیرنگ رفتن از وی جو
خویشتن را برون ز تمکین کرد
در زبان بند کردنش آید
هر چه گوئی از آن تو بر خود گوی
از مثال و مثل منزه ذات
مرد داره بحرف و هوش آید
هم بکون هم برون ز کون آنشاه
بهر آن ذاتِ پاک اثبات است
آنچه تحقیق کردم اظهارت
هم تو گفتی و هم ز خود بگذر
گشت تلوین فنا ز این سیر
عارف این پرده را فرو خورده
آفریننده اش دگر باشد
کون بجز لون وجود بپذیرد

زین سبب گم شدست جوینده
ساعتی دید خویش را تمکین
حیرتش محو هیچ حالتش کرد
راز تمکین تمام خاموش است
لیک اگر عارف است او بر اصل
چشم پوشیدنش بود تمکین
نیز تلوین بجذبهٔ اوست
گفت بی اعتبار باشد رنگ
گشت او غرق بحر یک رنگی
گر کند چشم باز و گوید راز
تا خبر گفت گشت نامحرم
مصطفیٰ منع کرد از این افکار
وانکه پرسید وانکه خواهد گفت
قایل و سامعش ز نادانی
کردش از محفلِ خدا بیرون
لیکن این حرف اهل تمکین است
حرف تمکینِ خود ز تلوین گفت
گر بگوئی تو بحر یا خورشید
زین هم از نسبت فنا برخاست
اول و آخرش بود تمکین
بر همین فقر مبکند از ذکر
آفریننده ز آفرینش ها
چشم تو تا برنگ و بو باشد

کس ازین راز نیست گوینده
باز برگشتنش عادتِ تلوین
عارف و صاحب کمالش کرد
رفتن از خویش هست و بیهوشی است
ناظر است هر زمان از آن در اصل
آن طرف هست دیدنِ تلوین
جذبه اش نیز چشم خود دربست
رنگ با رنگ دیگر اندر جنگ
نیست چشمش بروی ورنگی
بر نیاید ز راستی آواز
در زمان شد زبانِ او ابکم
هم مگو هم مپرس ازین زنهار
کفر از بهرِ خویش خود آشفت
هر مثل کاورده بود فانی
هوش و حرفش ازین مقام اکنون
آنچه تا حال گفته شد این است
حسن خود را العشقِ خود آشفت
رزقِ نفس تو هست آن ای شید
مطلب و مقصدت کجا برخاست
بینش حیثیت بمظهرِ تلوین
هست تمکین ثباتِ او در فکر
کرده بینش و کُن بینش ها
هست پیدا اگه گفت و گو باشد

مذهب و دین منزلست این بنیاد / خواست تعمیر اینچنین استاد
در بهر اطوار اوست همراهش / پس به تلوین شمار و آگاهش
چشم هر کس که عاقبت بین است / منظر او ز لون به تمکین است
کردم از حالتی زمین کین است / حالت از نفس بود و رفت از دست
حال دیگر کنون شده پیدا / هم تو اینحال را شدی شیدا
نیز همچو آن فنا دارد / پس بآسایشت کجا دارد
دید تلوین ماه و خور فرمود / من بر این عابد این هر امعبود
عارفش کرد نور حق در دم / گفت جز حق فنا بود عالم
خویشتن را بنور تمکین داد / ملت و مذهبش مبارک باد
رنگ ها را برنگها جنگ است / صلح کل را ز دید آن ننگ است
گر نشد قطع راهت از تلوین / ای تو نی نارسیده اندر دین
زانکه گفت است آنچه تلوین است / می شمارم منش که تمکین است
خوانده باشی تو از خلیل الله / بر خود آفل بگفت در این راه
او منزه از آنچه دارد رنگ / بر تغیر است رنگ را آهنگ
تا به تمکین نه گشت انجامت / پخته نخواهد شمردن از خامت
زانکه آن حال حالت غالبست / از چنین گفت و گوی ها خالیست
لون ها را ز خود پدید آورد / پیش خود داشت باز در خود برد
فکر را راه تا برنگ آید / بعد از آن ره خفی و تنگ آید
آن طرف فکر و ذکر بی ره یافت / شد درین راه کم کسی شتافت
فکر و ذکرت به کم شدن دالست / چونکه تو کم شدی خود اقبالست
لیک تا قرب میرساندت / هم ز هستی همی رهاندت
بعد از آن کار او بر او باشد / هر کرا خواست آن در او باشد
راه اینست و خلوتی توحید / بی فنا هیچ ره نیاری دید

هست تلوین بحکم او مجبور / سوی جبار بین نگور
مذهبش ملتش بود فانی / بر تمکینش سوی حیرانی
ای ملون تو از شناسائی / میزنی دم دمی نیاسائی
در تو نمود و رفت در نابود / هیچ از آن در کفت نیاید سود
زانچه رفت آن خوشست با این رنگ / کین زمان می نمایدت بیرنگ
خوانده حالت خلیل الله / چون برآمد براه شد از راه
نور شان بر زوال پا بنهاد / ساعتی زان بحیرتی افتاد
آفلم من بجز خدا بینی / گشت بیزار حال تلوینی
ملتش را خدا حنیفا خواند / او و اولاد او بملت ماند
از چنین حال ها نگه در پوش / در پی رفع حال ها میکوش
زانکه رنگ آفلست ای آفل / میکند سوی خود ز راغ افل
هیچ حاصل ز گفتن این نیست / دانکه تمکینی است در و این نیست
گفت حق را التغیر والنقصان نیست / آنچه را خوانده ام حق آن این نیست
رنگ چونست و ذات او بیچون / از چه ره گویدش کسی کین چون
مومنی و ضعیف ایمانی / هر زمان در خیال درمانی
آنچه تمکین بحال خویشست او / پیش بود است و باز پیش است او
هر کاریکه خواست پیدا کرد / خود بر آن لون ها تماشا کرد
فکر را راه تا در تمکین / چون نهد پیش پا شود تلوین
فکر را راه بزم تمکین نیست / چونکه رفت اندر و دگر این نیست
ذکر و ذکر نمانه بیرونست / زانکه آن ذات پاک بیچونست
تا باینجاست رخصت کارت / گفت خود کین خوش است گردارت
راه اینست تا در درگاه / رهبرت لا اله الا الله
گر نه تلوین خود فنا دیدی / ای خدابین در آن خدا دیدی

غیر ازین هرچه سعی داری تو
هیچ چیزے بکف نیاری تو

هرقدر میکنی تکلف دان
میشوی دور و طرد و سرگردان

باز الله را احد می خوان
زان شوی پاک و پس بره میران

باز میگو و لم یکن میمیر
از خود و راه ناله مے گیر

کس چو تو نیست هیچو تو کس نے
این قدر معرفت ترا بس نے

وحدت اول بخویش کن اثبات
تاشوی تو موحد آن ذات

هر کسے را چنانکه خود درخواست
کرد از علم خویش او را راست

وسعت ذات پاک ازین پیداست
هیچکس را نه هیچو کس آراست

فکر تو گر باصل تو ره یافت
راه در بارگاه الله یافت

گر بیابی جز این خبر از خویش
آحولی احولا نه ره کن پیش

گر بدست آیدش دمی باشد
آن دمش صد چه عالمی باشد

اندکے رنگ خود باو بخشید
او از آن رنگ رنگ او را دید

گفت حمد و ثنای خود خود او
زان بحمد و ثناست ما را رو

کردن ذکر خود بما فرمود
ورنه یارای ما کجا آن بود

این زمان بر صفات افتادیم
گرچه از ذات او همه زادیم

در بدایت فنا بقا بخشد
لیکن این هر کرا خدا بخشد

این نه توحید وصف توحید است
اصل توحید کی کسے دیده است

هست توحید در بقا هم هست
زانکه از فکر و حس فسادش دست

موی مویش تمام اعضا چشم
نے نه چشمی که هست پیدا چشم

اختلافات در همه احوال
انیست تمکین بسوی تلوین حال

در نهایت نه اختلاف آمد
اندران بزم جام صاف آمد

من ندانستم او کرا داند
صفحهٔ زان کتاب برخواند

گفت من بد نواختم این ساز
تو صدا کرده کنون بنواز

هرقدر مر ترا خیال آمد
بردن آن سوی ره محال آمد

قل هو الله احد بگو اے مرد
این ترا راه باز خواهد کرد

لم یلد هست وهم و لم یولد
چونکه خواندی ثناش خوت ابد

باز کفواً احد که خواهی خواند
خواهی از خویش برگ و بار افشاند

با همه کثرتست او واحد
هیچو تو نیست کس این را شاهد

کرده است خود تفاوت اشیا
کس چو کس نیست در جهان شیدا

کس بکس هیچ ره نمی ماند
کس بکس کفو کس چسان خواند

فکر هر کس بخویش برگردد
او از آن صاحب خبر گردد

دیگر از خود نشان نه بینی تو
زانکه بر بے نشان نه بینی تو

زانچه از گفتگوی بیرون است
در طلب سالکش جگر خون است

تا ابد آن دمش بسے کافی است
بر همه دردهای او صافی است

او ز ذات و صفات خود خود گفت
ورنه زاینگونه کس نیارد گفت

مصدر لون ها بود تمکین
گر کسی اشتقاق شد تلوین

قدرت از فضل بر ما داد
تا نوا تبسم ما زبان بگشاد

هر طرف میروی نهایت نیست
چون نهایت بجز بدایت نیست

هر که هر چیز گفت گوید راست
اعتراض همه ز هم برخاست

هر کسے خود بوهم خود در قید
او فتاده بدام حق چون صید

دانکه از چشم دید کس کم بود
در همان دید و شد ز خود نابود

این منزه ز وهم و وسواس است
رتبهٔ واصلی برین ماست

گر کسے گوید این بدایت هست
اصل توحید حق ندادش دست

پس بپرسش کز آن نهایت چیست
تا چه گوید در و بدایت چیست

نائی را که باد مقعد خبث است
نائی را زبان بگو پیوست

آن نوائی تو طرفه بد بو بیست
زانکه هر کس کم اندرین کولیست

چون سوی ذاتِ خویش بشتابیم | خویشتن را نشان کجا یابیم
نی نشان نی نشان در و بنشست | او برون از مذاهب و کیش است

هر که فانیست جزو او کل شد | لا ترقی و لا تنزل شد
او فنا در مقام تمکین است | اندرین وقت اکمل الدین است

تا نه گویا ندم نمی گویم | تا نه رویا ندم نمی رویم
اوست نائی می نوازد نی | بی نوا زنده نغمه دارد کی

نیز نائی بغیر نی آواز | هیچ گاه بی نه نغمه دارد ساز
گر بگوید بخند خندانم | ورنه گریان چو در دمیدانم

گریه و خنده هست از آنسویم | تا همچو رود داد و داده از نه ویم
گر وجودم دهد وجودم هست | آن وجود از پی سجودم هست

تا وجود است بندگی دارم | سجده کردن ز دست نگذارم
لازم است بر وجود ما طاعت | ترک از آن نیستم بیک ساعت

گر وجودم نبود بر دارد | از وجودم سجود بر دارد
یا الهی وجود من موجود | دار ابد تا تو باشیم معبود

لازم است سجده کردنم بر تو | می برم ره بقرب از آن در تو
هم درین دار و هم در آن بازار | بی نیازم بخود دمی مگذار

جنت و حور ده بگران را ده | بنده ات را نماز کردن به
از تو توفیق میکنم درخواست | رحمتت تو کند روانم راست

آخر بنده تو هر افعالی | ناظر بنده هم بهر حالی
هر که هر چیز خواست دادی تو | در ز رحمت برو کشادی تو

باب طاعت بروی من بکشا | قدمت در نساز ها بخشا
از وجودم کن این عمل موجود | از دو عالم مرا توئی مقصود

گر چه من عاصی و گنه کارم | بر درت من نیاز این دارم
گر بهارم دگر خزانم من | جلوه تست همچو دانم من

هر کجا مسجد و کلیسا شد | تو خدائی و از تو پیدا شد
آمدم از تو را جسم بر تو | وامکن سوی خود مرا در تو

آفریدی تو گر بدو نیکم | خواندمت کن ز لطف لبیکم
تا بدآید این سر بر افرازم | بنده گویان به بندگی نازم

خواجه هو تو بندگان را است | احتیاجی بماند از در دست
ای غنی تو بخود غنی دارم | هیچ سوئی ز خویش نگذارم

ای عزیزان همه پسش آئید | گوش بر این کلام بکشائید
او بود قبله او بود ساجد | بیند این جلوه عارف واجد

بر خدائیش جمله یک رنگند | هر دو گفتن همیشه در جنگند
از همه سوی رو با و دارند | اینچو شاهانکه رو از و دارند

گر ز وی بت نزاش تلوینست | تا هیچ این اساس تمکینست
تا ز تلوین اسیر او بارند | سوی تمکین قدم نه آرند

زانکه این راه بند راه هست | زین دو بینی بنده و شاه هست
گر بر آنسوی چشم بکشایند | پس بتلوین نظر نیالایند

صلح کل در زبان هر دین است | زانکه هر رنگ رنگ تمکین است
گر بود کفر دگر مسلمانی | موحد آن همه قدر دانی

هر که در راه او در تمکین است | اهل تحقیق را همین دین است
هم مشبه بوهم خود در قید | هم موحد بصید خود در صید

آنچه پیدا از دست هم از ویند | خیر و شر را وجود او بخشید
نیست در پادشاهیش انباز | تا از این جلوه هاش دارد باز

زانکه همه جلوه های تلوینش | نیست نقصان بذات تمکینش
ای که از اینها فزود و کم شد | جلوه گر ذات بحت زابندم شد

ای ملون مبین به تلوینش
ای ملون ز جمله تلوینها باش
نیست تلوین تمام تمکین است
چون موحد زند دم توحید
هم وجود موحد از پرتو
سبز رنگست این چو نورش رنگ
نور دان آنچه نور را منظور
نور در نور هست ناپیدا
قدرت دید خود برو بخشید
ورنه امکان وجوب چون بیند
ورنه هر جا که ضعف در دیداست
هست او نیز نور را منظور
از هوا و هوس درو پرده
نفس ایشان هر آنچه میخواهد
حیف ایام زندگانی شان
هر که موقن بمرگ خواهد بود
پس گران کرده نامهٔ اعمال
وزن آنها خفیف این ره بود
عاشق بیقرار هر تلوین
زین هوا بر هوا شده مجبور
نور نوری که او بقا دارد
بر متاعی قلیل دل بسته
کرده بیرنگ رنگ در اینها

در هر اطوار بین تمکینش
ناظر از نور نور تمکین باش
احولی زان نگر بتلوین است
هر دو را جز یکی نخواهد دید
ذات مانند نور و این چون ضو
هست کم رنگ یک جوش هم سنگ
نور از نور کی بود مستور
همه گر هم کم اند و هم پیدا
نور از آن نور میتوان دید
احولست و یکی فزون بیند
نور خود را به نور پوشیداست
او چو اعمی و نور ازو مستور
علتش ضعف در بصر کرده
در طلب عمر شان همی کاهد
صرف این آرزوی فانی شان
در پیٔ زاد و برگ خواهد بود
زان بجنت روند فارغبال
چونکه مردند قدر شان بفزود
بیخبر از تحمل و تمکین
بر زمین زان فتاده اند مقهور
طالب خویش را وفا دارد
طفل شان جان باکل کل بسته
تا ابد هست جنگ در اینها

این صفت هاش مخبر ذات است
این همه رنگ ها بود دیگر رنگ
رای نفی است میل بر جسمت
پیش چشم موحد این تلوین
رنگها را بسی تفاوت هاست
اینست بی پرده نور را حاضر
نور در نور کس نمی یابد
هر کرا چشم ناظر نور است
نور را اعتبار از نور است
خویش را نور کن برو در نور
پردهٔ نور ضعف بینائیست
هستیٔ نور ز پرتو نور است
از فسونی که نفس شان خواند
نیست همت که دوست در خواهند
فرصت طاعت خدا شان نی
آنچه اسباب اینجهانی هست
بر خفیفانست خفت از ایجاد
این خسان از هوا چو پریدند
این خسان را هوا نپراند
عاقبت زد بخاک این ها را
نی چو این سه نتنی که از ره دور
کرده تلوین حواس شان فاسد
گل خورانند و رنگ گل دارند

همچو معنی نفی و اثبات است
نفی بر دید خود مکن آهنگ
زان شد اثبات جمله جسمت
بیخبر از تحمل و تمکین
رنگ این ضو بس افضل و اعلاست
نور بی پرده سوی او ناظر
گر به فکر و تمیز بشتابد
او نه ناظر بنور منظور است
نور را غیر نور مستور است
باش ابد اندران دگر مسرور
ببیندش لیک ناشناسائیست
نور نزدیک و او ازو دور است
زانچه اصلست گشته وامانده
نفس اماره را عبث کاهند
هیچ بر روز مرگ ایمان نی
بهر آن صرف زندگانی هست
آتش اندر نهاد شان بنیاد
ها و بیجای خویش از آن دیدند
هر طرف هرزه هرزه گردانند
بر مقابر ببین زمین ها را
خورده جامی ذهول و زان مغرور
بسته دل بر متاع بس کاسد
رو سوی اهل دل نمی دارند

دل کند کسب نور صاحب دل — نور دل گردد ش از آن حاصل
هرچه تلوینت نیست تمکینش — گشت حیران چو رفت تلوینش
نیست اینحال بر گواهی خورد — که از ایشان عزیز جانی برد
تا بود زنده در مصیبت هست — دل خوشی هیچگه ندادش دست
وای اینوقت و وای این احوال — که ز عمرت رود چنین سی سال
اصل را ماند عکس را طالب — دیو بر وقت شان شده غالب
از فنائی مراد خود غافل — دوست را نیست لایق این آفل
دوست از اصل و طالب منکوب — نزد اهل بصر بسی معیوب
گشته از عیب خویش نابینا — لیک بینا ز عیب شان دانا
هرسه باهم ز خود خبر دادند — حقه را ز خویش بگشادند
بلکه بر هر کس این سه علت بود — گفت در پیش شاه از این مشهود
هرچه گفتند جمله بشنید او — غرق در عیب و عار شان دید او
پس ز احوال هرسه حیران ماند — در غم شان ز رحم اشک افشاند
بود شب شب نهان از اینها بود — برقع از روی خویشتن بگشود

گوش کردن پادشاه آرزوی مهمل هر سه کس گمراه که از لذات دین محروم بودند و بتأسف بیجا اصل مبتلا

کرد پنهان سماع آن گفتار — گفت افسوس عمر از این کردار
خویش را باز آشکارا کرد — از مدارا بگفت بر سر مرد
گفت ای آفلان چه می‌گفتید — باطن من ز حرف آشفتید
اینچه افسون و سحر و تلوین است — رهزن مرد راه از این دین است
آنچه افسون و سحر و تلوین است — رهزن مرد راه از دین است
دیو زن را چو رو بر افروزد — خرمن صبر و طاقتش سوزد
چون بود پیش روی کس آتش — رنگ رویش شود چو آتش خوش
پر تو دیو هست آن رنگش — استعاذت بحق ز بی‌رنگش
دل فریبد ببرد شهواتی — این بود مکرهای شیطانی
مرد دین بنگرد در آتش زود — گفت آخر سیاه خواهد بود
دیو در نفس او ندارد راه — این نظر را ز پیش هر شه خواه
هرچه بینی ز شهوت و لذات — هست تخصیص طالبش آفات
هرچه آفت بر طالب دین است — از همین شهوت است و تلوین است
هست انجام عشق تلوینی — بت پرستی و کفر و بی‌دینی
الخبیثات و الخبیثین است — زین لحنت بطالت دین است
پیش شان چونکه شاه پیدا شد — عیب شان جمله فاش و رسوا شد
این سه تن چونکه شاه را دیدند — از سخنهای خویش ترسیدند
چون سمیع و بصیر دیدندش — نارسایان کنون رسیدندش
فاش شد آنچه راز ایشان بود — گشت مخبر ز سوز پنهان دود
مخبر آن دو از سیاهی دل — عقدهٔ جهل سخت و بس مشکل
لیک آنرا که نور خواهد سوخت — عالم از ضوء خویشتن افروخت
نور و نار ار چه از یکی کانند — لیک آن راز دو دم بدانند
دود این بوی بد از و شر عود — راه فرحت دماغ از این بگشود
دود کز روی آتشی برخاست — گرد از بوی خوش مجالس راست
تازه گی بر دماغ و جان بخشید — مستعد نور آن ز باطن دید
شاه گفتا که دل بجا دارید — زانکه در نزد ما چو بیمارید
کس نکرد اجتناب بیماران — نیست این شیوه خبرداران
گرچه افتاده از طرق دورند — در خم ضعف تا الست معذورند
هرچه گویم اگر بجا آرید — خویش را سالم از بلا دارید
میکنم بر مرض دوا تان من — می رهانم از این بلاتان من

گر شود این زمان بران عامل
سرد کرد است گرمی آتش
بعد ازان کرد هر سه را در پیش
زان مواسات و دلبری میکرد
بر کسی گفت گر پرستاری
یک دو سه ماکیان بدست آورد
در زمان حکم شاه را کرد او
گفت بر زن پرست کای بیمار
هم خروسی رفیق شان گردان
بیضه در مرغ و مرغ در بیضه
هرچه آغاز آخر انجام است
زانکه دارد هنوز حیرانی
هست فکرش درست اما خام
نزد ما او غریق دریا نیست
گر بر آید بخشک وا آرامد
بنجرد خاک و خاکسار است او
آب او جذب هم گرداند
آن وجودیکه دارد از آب است
هرچه تلوین وجودش از تمکین
این همه رنگها که در باغ است
این مقام است کار هر اطفال
رنگ ها را کند دمی نابود
هر کسی اختیار رنگی کرد

هر شمار است صحت کامل
آب از سردیش که دارد خوش
ماهیانیکه داشت جا بر خویش
تا به تحقیق رهبری میکرد

علاج کردن پادشاه آن شهوت راننده را بحکمت

شوهر این زن پرست ازان باور
یک دو سه ماکیانش آورد او
ماکیانها به نزد خود میدار
تا بیارند بیضه ها ازان
هیچنالست کار هر بیضه
خام ها پخته پخته ها خام است
همچو دولات حالتش دانی
گاه ناکام و گاه دارد کام
اندران بحر ماهی آسا نیست
نزد ما آن وجود یار آمد
ماهی آسا و لیک مار است او
اتحادیکه هست بگذارند
صورتش همچو ذات دریا بست
داده تمکین بلونها تزیین
نیک بنگر که صنع صبغ است
آمد و رفت حالش اندک حال
رنگ دیگر نمیشود موجود
با ضد خویش شور و جنگی کرد

این لهب را خراب نتوان گشت
با درشت از ملایم ست این کس
هر سه را پیش روی خود بنشاند
کرد اسباب او وبه در پیش
خوی همچون خروس دارد این
هم خروسی بماکیان همراه
از قران کردن نر و ماده
بیضه ها زان همه بکن یکجا
گرچه پیدا است از شجر اثمار
صوفی ما کنون در اطوار است
راه توحید یافت بی توحید
می شود غرق و می بر آید زود
ماهی ما از آب دور است
ماهی از آب اگر شکیبا شد
ماهی ما بخشک میمیرد
نیست بی آب زنده یکدم او
گر تو او را وجود میدانی
عاقبت بین کسی که خواهد بود
رنگ را رنگ ریز نتوان گفت
صنعت رنگریز اگر در رنگ
هر که نابالغ عاشق رنگ است
رنگ بین غیر جنگ کی باشد

نرمی آب آب را شد رشت
شد ملایم درشت هم زین پس
از تب خویش پس گهر افشاند
بر مرضهای شان ز رحمت خویش
حکم ما را سر از وفاداری
آبروزین دو باز آرد این
داد بر زن طلب شه آگاه
حق تسلسل نتاج را داد او
بر علاج تو زان دوا پیدا
از ثمر آن شجر شد است اظهار
گر بر آید ازین عجب کار است
زانکه وحدت کسی نیابد دید
نیست در آمدن برون زان سود
زاد و بودش مدام غرقانست
دارمی خواهمش ازان لابد
جان او راه آب میگیرد
تلخ بی آب دارد عالم او
نزد دریا شناس نادانی
لونها کی شمار داو موجود
همچو توحید بین بسی آشفت
ریزد از ذات خویش یک جو سنگ
باد گر رنگ ها ضد و جنگ است
رنگ بی ضد برنگ کی باشد

رنگ خود را همی ستاند او / بر جهان رنگ می پراند او
گر تو بی رنگ ساز دل بستی / از همه رنگ و جنگ وارستی
چند از آن سرخ کرد و چندی زرد / چند از آن سرخ و ارغوانی کرد
چند از آنها برنگ خود بودند / در نظر هیچ خوب ننمودند
زانکه بودند پاک از تلوین / خود نبد در بچشم رنگ بین این
اندران مرغ های رنگارنگ / در تفاوت برنگ و در آهنگ
رنگ با ساده گر در آمیزد / در زمان رنگ او فرو ریزد
در حقیقت همه بیک منوال / نی ترقی و نی تنزل حال
خادم شه بحکم شه این کرد / حاضر آورد بیضه ها بر مرد
تا بر آن زن پرست بنماید / عقده اش از ضمیر بگشاید
پس بگفتش هر آنچه دانی خوب / می نماید بچشمت آن مرغوب
هر چه بنمایدت خوش و رنگین / رغبت آن بکن از و بر چین
نفس او گشت راغب آن رنگ / کرد برداشتن از آن آهنگ
پوست ها چون ز مغز یکسو کرد / بعد از آن رو بخوردن او کرد
گفت ای شاه پوست نبود مغز / نغز باشد برای خوردن مغز
پوست با مغز تا که باشد یار / او بجان جان او ندارد کار
شاه گفتش دو سه از این ساده / از برائی غذا کن آماده
گفت هر دو برابرند ای شاه / می نیابد درین تفاوت راه
شاه گفتش که لذت این چیست / زانچه خوردی تو پیش زین به چیست
کن تفاوت گرت تمیزی هست / پس تو انصاف را مده از دست
دید لذت یکی درین دو مغز / شد تفاوت به پوست نی در مغز
اصل و ایجاد بیضه ها یک بود / بکر او زد باصل خود بگشود
دید کین درد من ز تلوین است / ترک از آن صحبت همه دین است

گر جهان رنگ خویش کردی صاف / پس برنگیش شدی انصاف
بیضه ها جمع کرد چون استاد / بعد از آن رنگهای الوان داد
چند از اینها طلا برنگ آلود / رنگ بین چشم خود بر آن بگشود
بیضه هائی دگر خوش و رنگین / وان دگر ها بساده گی آیین
جوهر شان بعرض نه پوشیده / هیچ نگشود رنگ بین دیده
پر از او شد جهان ولی او ذات / کرد از رنگ ساده گی اثبات
هیچ از آغاز خویش بیرون نی / هم در انجام خویش افزون نی
بیضه ها را چو رنگ ها دادند / پیش آن زن پرست نهادند
رنگ ها داد و لون ها افزود / در دل شاه حکمت این بود
شاه در بزم نیز حاضر شد / سوی آن زن پرست ناظر شد
ز انتخابش تفاوتی بنمای / پس بنه در دهان از آن منجای
رنگ بین سوی رنگها دل داد / هر چه اش خوب در نظر افتاد
تا توانست از طبق بر چید / از بصارت هر آنچه رنگین دید
شاه گفتش چرا فکندی پوست / زانچه خوش کرده تو آن را دوست
مغز را مغز جان بیامیزد / تا نه او پوست را فرو ریزد
جان درین جسم آدمی مغز است / الفت مغز مغز را نغز است
چند از آن ها گرفت و کندش پوست / شاه گفتش کدام از این نیکو است
هر چه آن رنگ بود بیرون ماند / مغز یک رنگ هست و اکنون ماند
زین یکی گیر و در دهن منجای / کار بر ذائقه درین فرمای
مرد از آن هر دو در دهن بنهاد / خورد و در حسن ذائقه افتاد
از ره مغز هر دو یک رنگ اند / و ز ره پوست هر دو در جنگ اند
لون ها هر چه بود بیرون دید / رنگ ها جمله سحر و افسون دید
نیز دین ها ز روی تلوین شد / هر که بگذشت سحر ها تمکین شد

گفت زن را لباس زیبا کرد | مانند طریاں چو آں زیر و اکرد | غازه و وسمه سحر و تلوین است | ور نه انجام جمله تمکین است
راهزن شد لباس و پیرایه | گرد تا فصل زن مراد آیه | آنچه حاصل بمرد از زن هست | همچناں نیز بهر زن من هست
چوں از وارفت در دل جانش | اند کی شد بدر و در بالش | در خود از خویشتن بفکر افتاد | فرق در جفت شاه و خود بنهاد
فکر او را رساند بر مقصود | ره به محصول کار او بنمود | نور رسته راه فکر او را داد | فکر پر وا از کرد بر ارشاد
گفت چوں حاصلست آخر ایں | رهزناں من ز اصل شد تلوین | حاصل از هر دو مقصد مرد است | دفع شهوت قران زن گرد است
پس تفاوت لباس با رنگ است | بهر رنگ ایں همه ضد و جنگ است | حسن شاں رنگ شاں همه نحو است | دل بر اینها ز همت دو نست
نیست در حسن شاں وفاداری | می شود زایل آں ز بیماری | چوں ز پیری کند به شیخی روی | خوش نیاید بدید بدن آں سوی
عمر خود صرف در غلط کردم | تا دم مرگ نادمم هر دم | بر زن و مرد فرج یک باشد | ایں دوا بهر من محک باشد
شاه باطل شناس از آنچه دید | کیں دوا مرد را شفا بخشید | گفت گشتم ز باطنش ایں جو | گشت تبدیل عادتش زیں رو
کشتن مرغ از ابراهیم | بهر ما تا کنوں بود تعلیم | زیں چهار است یک خروس المرد | و آنکه مرد است کشت خود خروس کرد
هم از ایں راه صاحب توفیق | یافت راه نجابت تحقیق | ایں نه بر آں یکی است بر ماهم | از چنیں است فزوده در ماغم
پیچ در پیچ هست ایں بازار | گر تو مردی بکن از ایں زنهار | باش قانع بزن اگر داری | آں ترا تو بر او وفا داری
شد نصیبت بر آں قناعت کن | مزرع تست آں زراعت کن | تا بر صالحت عطا سازند | چوں تو ئی را ز تو جدا سازند
گفت هم شرم دارم در ناموس | هست در پیش کشتن طاؤس | او که زریں لباس در بر کرد | کبر و نخوت بباطنش سر کرد
هیچ از آں رنگ نے بدیں تکمیل | سوی بے رنگیست هست تبدیل | گر خشن خرقه در برت باشد | از بلا حافظ سرت باشد
بهر رنگینی برت صیاد | در طلسم رنگ تو دام بنهاد | چوں زن زشت خوب پیرایه | گرد و افزود حسن را پایه
دیو وسواس ناظران کرده | گشته ناظر اسیر آں پرده | خاک در خاک بر خود آدم زاد | مید هد مرگ آخرش بر باد
جمله لذات هر که فانی شد | او بر خیره زندگانی شد | هر که در راه حق طلب سر کرد | جامه احرام کعبه در بر کرد
مرد و زن بر لباس خوش طالب | هست که عشق لون زن غالب | مرد چوں لون زن پوستها بر داشت | در گریبان خویشتن سر داشت
چوں دلش پاک شد ز تلوین سرد | ذبح طاؤس خویش از یں ره کرد | گفت از جامه های پر تلوین | میشود بے وقار بر ما دیں
مے بفزاید ازیں سبب شهوات | هست شهوات بهر دیں آفات | رهزن از اصل ذات لذت شد | دام دیو است در ره ایں لابد
لذت ذات ذات لذتهاست | لیک حاصل ز ترک شهوتهاست | از ریاضت خروس را می کش | کسب از طاعت خدا گوهش
ای خروس اینقدر مران شهوات | رفت ایمان و جان دراں شهوات | ای خروس ایں همه مشو شاطر | بر خدا باش هر زمان ناظر

جامه رنگین میپوشی ای طاؤس / حاصلش هست حسرت و افسوس
جز کفن جامه نه خواهی برد / مرگ در پیش هست و خواهی مرد
جامه‌ات پوست بیضه را باشد / پرده مغزت آن چرا باشد
مرگ آن از بر تو خواهد کند / زان تنه خاک خواهدت افگند
راندن شهوتت ندارد سود / مرگ ناچار بر تو خواهد بود
شاه گفتش که ای خروس عادت / این دوا زان مرض شفا دادت
بنده گی خدا لکن در پیش / چیست غفلت ز گربه می اندیشی
نیست با گربه دست در زورت / می برد عاقبت سوی گورت
ای تو ماکول آکلان داری / نیست هیچ از آن خبر داری
او بهر عاقلی کمین دارد / تیز دندان برای این دارد
چون خبردار گشته هشدار / شهوت آخر ذهول آرد بار
زان بدست تو هیچ می ناید / لذت از ذکر دوست می باید
آن حبش زاده که ذالنون دید / در بیابان چو گل همی خندید
دشت گشته معطر از بویش / هم منور ز پرتو رویش
نور خورشید نور او مغلوب / از همه ذکر دوستش مرغوب
بود تنها بی زن و فرزند / بی همه با خدا دلش خورسند
جمله لذات را ز خود لاکن / بر همین ذکر حق تو لا کن
ذکر حق لذتی دگر دارد / آن ابد همرهی تو سر دارد
ذکر حق لذتی که او را داد / در جهان کس چو آن نداد بباد
زین سخن های شاه آن بیمار / شد از آن آرزوی خود بیزار
ره ز صورت بسوی معنی یافت / عشق صورت ز خویشتن بر تافت
تربیت صحبت کمالش داد / لذت بوی و بید و حالش داد
هر که یک چیز از علم دریابد / پس بتحصیل علم بشتابد
همتش در طلب بود سالم / رفته رفته شود بحق عالم
تجربه این دوا بپادشه ماند / زان بسا کس از این بلا برهاند
در جهان نیز از اهل حکمت شاه / بهر عالم ظهور رحمت شد
کار افتاده تجربه کرده / هست بحری و قطره اش پرده
بود تا بود رو بسجاده / خلق را بر خدا صلا داده
گاه میکرد غور آن حالش / میش آن فکر بیضه ها دالش
کرد از نفی چون ز خاطر دور / میرسیدش ز فیض همت دور
مستقیم صراط دین شد او / واثق عالم یقین شد او
این بود فیض صحبت شاهان / این دو بر لنگاه آگاهان
کاسه چشم بر کف هر سوی / میرود در جهان تو مرشد جوی
از یکی آرزو که رو برتافت / لذت ترک آن ره دانش یافت
تارک او بر تعلقات آمد / دین و دنیاش زان نجات آمد
بر خدا چو رسیدش از ره رای / شد بجائیکه نیست حالش جای
حالتی از خیال و وهم آن دور / باطن و ظاهرش ابد مسرور
هر قدر شد پیاده از هستی / گشت رو داد حالت و مستی
هر قدر می فتاد از خود دور / میشدی غرق بحر جان او در نور
بود تا زنده سر فرو بنهاد / از مکان در زمان در آن آزاد
در دگر بیان کشید مرجون سر / در یک آن سیر هر دو عالم کرد
لیک باید که صاف باشد دل / تا تماشای حق شود حاصل
شاه ما راست موهبت بسیار / بر خیالش تو سر بر او ندار
هر چه میدید او در آن محفل / می طپید هم مراز عشقش دل
در حرم نیز شد و آن سود است / جز من آن حال کس نداند راست
وانکه دانسته او منم من او / هر دو طرف گلاب را یک بو

ای ملون بطرف او کم بین / وانکه زان بوی شد بر و تمکین
آنکه از خود بریده ره سر کرد / او غرض را فنای جوهر کرد
جوهرش از غرض چو یک سو ماند / زین دو بیرون هر آنچه بد واماند
اندرین بزم گر هزار انند / یک وجودند و یک خبر دارند
جوهرش چون باصل خود پیوست / نیز از و هم جواهریت رست
شاه او را بره ازین ره خواند / وان دوم را به پیش خود بنشاند
از مواسا دلش بدست آورد / ترس و هیبت ز باطن او برد

معالجه کردن بر مرض مردی که از روی پادشاهی داشت

گفت بر خادمان که بستانید / چار شمشیر و تیر در یابید
تا از آن مو بماند آن شمشیر / قبضه بر سوی سقف سر در زیر
وان یکی را براست پیوستند / واندگر را بسوی چپ بستند
بر سر تخت هر که بنشیند / خویش را در میان آن بیند
حالتی بس مهیب از آن در دل / بر نشیننده میشدی حاصل
آنچه از علم خویش میدید او / بهر آن این بساط بر چید او
بعد از آن سوی خویش او را خواند / بر سر تخت خویشتن بنشاند
تا ببینی که لذت این چیست / صاحب تخت را چه حالست زیست
چون پس و پیش و شیب و بالا دید / بهر خود تیغ نیز هر جا دید
گر شود موگسسته این شمشیر / می شگافد سر مرا از زیر
اینست شمشیر مرگ از بالا / بر سر من اگر روم هر جا
گر بود شاه و گر گدا باشد / کی ز مرگ عاقبت رها باشد
گر من از سوی راست داهم پاس / باشم از سوی چپ پر از وسواس
گر نشینم ز پیش رو باهوش / باشد از من بلای پس رو پوش
چاه قبر است عاقبت در پیش / بر دازین فکره ز چه بر خویش
تا قیامت دگر رهائی نیست / از من و مرگ من جدائی نیست
یا جهان را مرا سر و کین است / حاصل از شاه بودنم این است
چون نباشد مراقبا در بر / دزد کی قصد دارد م بر سر
زانچه از پادشاه بیم آمال / بود فرصت کجاست در این حال

قبضهٔ آن یکی ز مو بندید / یک سر مو بسقف پیوندید
چونکه بر تخت مرد بنشیند / بر سر خویش نوک آن بیند
چارمین را بر پشت جا کردند / تخت را در میان بپا کردند
نوک این هر سه از سه ره بر مرد / اندکی اندکی خلش میکرد
پیش رو در نشیب تختش چاه / کندش آن پادشاه دل آگاه
زانچه اخطار تخت و شاهی است / بهر آن طالب آنزمان آراست
پس بگفتش که تاج بر سر کن / جامهٔ شاه نیز در بر کن
آنچه فرمود شاه کرد آن مرد / نوک شمشیر بر سرش میخورد
گفت اینجا نه جای آرام است / زهر ناخورده زهر در کام است
استقامت بموی دارد این / کی مرا زنده میگذارد این
سر نه دزدد کسی ازین شمشیر / این ز بالاست جمله سرها زیر
هست پیوند عمر من از موی / به که جز حق ز تخت نام روی
در سوی چپ بپاس آرم روی / ایمن از راست نیستم یک موی
گر سوی پشت رو بگردانم / هست ازین چاه خوف در جانم
مرگ از تخت چون فرود آرد / مرد را حبس چاه بگذارد
از چپ و راست در بیم دشمن / گر بر این تخت شه نشینم من
گر نه بر تخت جای من باشد / ایمنی از برای من باشد
ایمنی زین مکان به بیند کس / از چنین آرزوی کردم بس
گر به سر باید این تن آسانی / شه به تخت است بند زندانی

باید از این مکان قرار آرم — خویشتن را به بند چون دارم
حاصل از شش جهت بلا دارد — کس دل خود برین چرا دارد

تخت من جانماز گه باشد — کس نه دشمن به درد سر باشد
مرگ چون تخت هستیم بر داشت — تخت تابوت نعش بر سر داشت

آن طرف جانماز و سجاده — فرحت و بسط قبر من داده
گر کنم بر عبادت حق روی — دوستدارم شوند از هر سوی

کین نه بر کین من برارد دست — گو بدیه هر کس که این خدائی هست
هست درویش و پارسا هر فرد — باید این را بدیده خدمت کرد

گر بود شاه سر فرود آرد — بر من از بهر حق سجود آرد
کین فقیر است مقرب درگاه — می برآرد مرادم از یک آه

اینچنین نام بهر من بهتر — بر سر من ز فقر نه افسر
فکر او زین حساب خود بر داشت — دیده کین راه تا کجا سر داشت

گفت آن را که علم هر سو بست — از همه سو بهر طرف رو بست
آفرینندهٔ ملا باشد — هم بلا پیش او فنا باشد

هر کرا هم برو نباشد دست — او بود شاه و شاهی او را هست
فوق ایدیهم است ید الله — هست و بود است و باشد او خود شاه

هست شاه و گدا به وی بنده — اوست خلاق و آفریننده
از ازل تا ابد زوالش نیست — بر کسی دست بر زوالش نیست

نیست جز او شهی بکس در خورد — بر سر او به بندگی نه سر
ور نه جز این خیال بیهوده است — کس برین تختگه نیاسوده است

کرد از شش جهت مرا تشهیر — در چنین آرزوی بودن سیر
یک شکم سیر بایدم از خورد — پس چرا رنج و درد باید برد

شاه و درویش را ازین دنیا — روزی از فضل حق بود پیدا
لقمه زان زیاده نتوان خورد — هر که بسیار خورد و دردم مرد

فکرتش آنسوی رفت و ز شه آزاد — کردم شد چنین برو ارشاد
صورتش ره بسوی معنی داد — از دلش آرزو برون بنهاد

زان تمنا که داشت شد دل سرد — خویش را از بلای ایمن کرد
پرتو باطنش بشه دریافت — شاه از آن راه خاطرش دریافت

دید چیزی که کاشتم بر داد — پس زبان در نصیحتش بکشاد
گفت اینم که آهنش گرم است — میشود هر چه میکنم نرم است

پس بگفتش که ای تمنائی — در همه عمر خویش سودائی
حاصل از آرزوی خود دیدی — زان کنون از چه روی ترسیدی

گفت چون شه طلسم من بگشاد — آنچه انجام از آن نشانم داد
بود در زیر این طلسمت گنج — گنج بردم کنون باندک رنج

ساعتی چون بتخت بنشستم — دیدم انجام کار و وارستم
تخته بندان تخت کی شاهند — عاقبت زیر حفره و چاهند

پیش رو زیر تخت شان چاه است — نیک و بد را نه بر آن راه است
هست شاه و گدا یکی آنجا — رفتن هر دو هیشگی آنجا

عاقبت بر گدا به از شاه است — زانکه هر دم بذکر الله است
اجر آن ذکر اندر آنجا بار — بلی همه نام حق ترا اذکار

هست تیغ اجل بسر ما را — یک نفس خوش زدن گرا یارا
قبر را انتظار بر ما هست — عاقبت زان وصال نتوان رست

لقمهٔ باید از جهان لابد — بهر آن در بلا نباید شد
آنقدر را کفیل و رزاق اوست — از همه بندگی بما نیکوست

اینست دار الغرور و ما مغرور — در بلائی فتاده از حق دور
کرده ما را غرور از آن غافل — محترز راست عارف عاقل

مرحبا مرترا که آگاهی بر تو باشد مسلم این شاهی
تو سلیمانی و سلیمان خوی بر سر تخت و در نمازت روی
از سر کسب خود خوری نانی بر خدا حاضری بهر آنی
از خدا خواستی که چون تو شاه کس نباشد که بوده آگاه
در شهی محنت و بلا دیدی زان دعا بهر مار ها دیدی
از دعائی نوای سلیمان من رسته ام زین بلا و نقصان من
احمقی گویدت حسد کردی بهر عالم دعای بد کردی
هر که چون من رسید بر انجام شاکرت هم بصبح و هم بشام
کرده از بلا مرا آزاد دین و دنیای بادشاد
چون خودم کرده محقق دین اینست رستم از همه تلوین
آنچه محصول این مرا معلوم رسته ام از تلون و موهوم
نفی را کرده ام کنون تکمیل شد ز اثبات حالتم تبدیل
آنچه بیرنگ ماست از رنگست باطنم را کنون بران جنگست
نفی و اثبات ضد هم هستند اهل اثبات ازین بلا رستند
هر که شد نفی و کرد حق اثبات شد بدارین امین از آفات
خورده ام ساغری که از مستی سوختن زان نشان و حرف هستی
آفتاب آن زمان که رخ افروخت هر کجا اختری که بود آنسوخت
چون رساندی مرا تو بر تمکین طفل سان کی فریبدم تلوین
چون بمعنی مرا گذار افتاد صورت اکنون ز اعتبار افتاد
یعنی او با من است و من بر خاک با شدم آن بهر است از افلاک
من بمعنی که چشم وادارم عرش و کرسی بزیر پا دارم
بار دانم چه معنی آویزد صورت آن آبروی خود ریزد
گر نه معنی بود بصورت یار آنست نقشی بصفحهٔ دیوار
جزو ذاتم بذات بودم کار گم شدم چون مراست معنی یار
هر که با معنی است آگاه است در جهان او خلیفة الله است
تخت او جا نماز و سجاده از چنین تخت و مملکت ساده
تخت دنیا بهر که او بخشد خلق را ایمنی از او بخشد
خویش را کرد او ز خلق آزاد بهر طاعت بگوشه ایستاد
بر خدا او نماز بگذارد خلق را از بلا نگهدارد
پادشاهی بکس سزاوار است کو ز هر شش جهت خبردار است
ذره نی ز علم او بیرون در همه چون محیط و خود بیچون
مقطع و غایت ملالش نیست از ازل تا ابد زوالش نیست
پادشاهی که ابتدا دارد در یکی هفته انتها دارد
سال و مه چون که در شمار آمد عاقبت ماندنش کنار آمد
احکم الحاکمین بود مطلق حکم او را ابد بقا مطلق
آفریننده همه تکوین موجد لون ها و خود تلوین
در هر اشیا ضوی ز خویش افکند کرد او را الهی پیوند
واقف نیک و بد بجز اثبات ذات او مصدر همه ذوات
نیست ما را بحالت خود دست تا که از درد و مرگ بتوان رست
هر چه خواهد کند خود است مختار نیست او را شریک اندر کار
نی مشیت و نی ز دیرا او را نیست هم هیچ دستگیر او را
نیست اندر اله دو عالم دست هر چه جز اوست هستیش نیست
قدرت حق الهی کجا داریم بر خود آن ساعتی که بیداریم
حاصل ما چه از جهان با نیست جان در این جسم و جسم ما فانیست
قدرتش اسم و رسم ما را ماند چند روزی بخویش مهمان خواند
جود ها کرد و سوزها بخشید قدرت اندر سجودها بخشید

می نیرزد که کس بدینسان عمر / در غم آرد بسر بیابان عمر
دار فانیست نام این دنیا / دل نه بندد کس ار بود دانا
کس بدنیا چگونه دل بندد / مو سپیدی بریش او خندد
کو بدیدش شد خزان بهار ترا / برگریزانست اعتبار ترا
نی بعبرت دست نی بر ریش / سر بنه پیش و فکر کن در پیش
زنگ بر زی بریش خود در ماند / آیت ناامیدی خود خواند
زانچه در عمر خویش اندودی / حبه ز آن زمرگ بر بودی
عیب باشد به بنده گی شاهی / عمر لاهی و حکم ها لاهی
از همه سو بلا بود یارش / عاقبت ترک آن بود کارش
هیچ ره با تو می نخواهد ماند / تو بر آنش که اینت خواهد ماند
اندرین شیوه بس کسان بودند / غیر مردن دمی نیاسودند
چونکه مردند رفت ازیشان حال / مالک الملک قادر متعال
ماند داد و ستد چو از مردن / زندگی تو از آن بغم بردن
تا بود ملک و مال ما این کس / در شب و روز هست غمگین بس
می خورد غم ولیک ندارد سود / گردد از یاد مرگ آن نابود
بهر چیزیکه خورد غم چون مرد / غیر حسرت از آن نخواهد برد
عاقبت در جهان بدرویشی بست / رستگی از بلا ز بیخویشی است
گرچه درویش نیز غمگین است / این غمش نیست در غم دین است
این غم دین بفرحت اندود است / غم خور دین ابد جوان بود است
اهل دین را که دین بدین بنواخت / زین کرم سرفراز دارین ساخت
آب حیوان بود غم دینت / زنده گی هست ابد هم از اینست
آنکسانیکه یافتند آن آب / موهبت دیده اند هم وهاب
خوش بدنیا و خوش بعقبی اند / فارغ از محنت من و ما اند
درهمین دار از بلا رستند / از خود و با خدای پیوستند
او همی گفت و شاه سامع بود / نور قلبش چو هور لامع بود
مرد از آن برده ره سوی تحقیق / یافت دم را سوی قدم توفیق
شاه دین خواستش در آن تکمیل / این حکایت بگفت در تمثیل

حکایت درویشی که پادشاه شده بود و از پادشاهی نفرت داشت و در گذاشتن آن راهی نمی یافت از ترس جان خود بیزار گشت

آن شنیدی که بود درویشی / در ره فقر و فاقه دلریشی
بر در هر کسی گدا می بود / تا از آن نان گدیه می آسود
گردش چرخ پادشاهش کرد / صاحب تخت و تاج و جاهش کرد
آرزو کرده بود از این پیش / خواست از حق چنین بلا بر خویش
در دلش چون گذشت خواب آن داد / خود چو در خواست در بلا افتاد
چند روزی که آن ممالک داشت / هر زمان وهم های مهلک داشت
روز و شب بود در غم آن محزون / خواست رفتن از آن بلا بیرون
بعد از آن قدر عافیت دانست / باز گشتن گدایی نتوانست
راه بگریختن ندادش دست / بود در رنج و غم دلش پیوست
زان بلاها که دید او در چاه / خواست خود را که افکند در چاه
این کنم آن کنم شدش در پیش / اختیاری نماندش اندر خویش
از خور و خواب یکدمش نه آرام / می ندادش جهان خون آشام
دیگری سر بدعویش برداشت / چند ملکی گرفت از آن پا داشت
اندر آن غم یکی زیارانش / دیده آمد چه دوستدارانش
گفت او را تو نیز زین پیش / بودی بهر زمان شب دلریش
روز در فقر و فاقه می بودی / شکر میکن کنون که آسوده ای
از چنان تنگ روزی و ادبار / حق ترا گر دهد سپهسالار

بر سریری و تاج بر سر تو
شاه و سردار خویش میدانند
هر چه خواهی میسر وقتت
دوستم خوشدل من از حالت
گفت کی دوستی تو ای دشمن
پیش ازین داشتم غم نانے
در سر جوع آن همی خوردم
عالمی دوستدار من بودند
هیچ گاهی کسم نیازردی
هیچ کس را ز من نیازاری
این زمان در بلا گرفتارم
از هر اطراف عالمی دشمن
در سرا اکنون غم جهانم هست
هیچ ره یار و یاورم کس نیست
سوی هر کس که من همی بینم
شکر آن را بجا نیاوردم
هیچ افزون نه خورده ام ز ارزن
هر که درویش باشد از این کار
روز اول نمود بس شیرین
گر دهد بازم آن فقیری دست
هم ببندم ز مرگ ما سان
همچو آن ماهی که در تاب است
بهر یکی دانه بند شستم من

صاحب احتشام و لشکر تو
نام تو شاه گفته می خوانند
داد حق همچو دولت و تختت
چشم من دید همچو اقبالت
بر تو گویم چه شد ازین بر من
ملک من دلق کهنه و نانے
شکر پروردگار میکردم
بر یکی لقمه یار من بودند
بهر دعوت بخانه ام بردے
با کسی هم مرا نه بد کارے
نان کجا ترس جان و سر دارم
عزم من کرده در پی کشتن
زهر در کام لقمه نانم هست
اینچنین رنج و عبرتم بس نیست
چشم کرد است سرخ بر کینم
تا ز ادبار ره درین بردم
دارم اکنون بجان هزاران سوز
رفتنش اقبال و آمدش ادبار
دیدم آخر که بود زهر آگین
خواهم از محنت و بلاها رست
این همه غم مراست بر یک جان
مرد و لا زنده عاشق اب است
خویش در صد بلای بستم من

چونکه تو در پیش تو گدا بسیار
تو ببالای تخت بنشسته
پادشاهی ترا مبارک باد
شاه این حرفها از و بشنید
بخت بد برده از من آسایش
ایمنی از گزند و دزدم بود
کام من لذتی در آن می یافت
کس ندیدی ز دشمنی سویم
از برای خدا نهادی خوان
هر کجا میشدی شب و روزم
فرصت خوردن نان و آبم نیست
کرده شمشیرها بقتلم تیز
از چپ و راست و ز پس و پیشم
هیچ روزی ازین نیاسودم
قدر آن عالم تن آسانی
بر فقیری ز کرده دیدم من
همچو صیدی کنون بدامم من
نی بشب خواب و نی بروز آرام
چونکه من در بلا گرفتارم
در برای جامه که من دارم
بهر درویشی که بودم پیش
لیک راهش دگر بدریا نیست
مصلح الدین سعدی شیرازه

می کنند احتیاج خود اظهار
خیل در خدمتت کمر بسته
شکر کن بر خدا که دولت داد
شد دل آزرده در زمان برنجید
دوزخست این نه فضل و آسایش
ز اندک نان روان همی آسود
قوتی زان بخود روان می یافت
هر کسی برده رحم بر رویم
بر چو من بینوا بدادی نان
ایمنی داشت جان فیروزم
در شب درد و زره بخوابم نیست
روزگارم همه بلا انگیز
گشته است عالمی جفا کیشم
تا که هستم بدرد و غم بودم
می ندانسته ام ز نادانی
تا درین درد و غم رسیدم من
در غم و رنج صبح و شامم من
میبرود دن تلخ و هست تلخم کام
شوق آن عاقبت کنون دارم
جامه شعار این کفن دارم
هست افسوس ها مرا با خویش
بر کس عمر دو باره پیدا نیست
در گلستان است مجز این راز

بهر یک دانه به بند شستم من
یافت در سجده قرب بالله
تخت دنیا ز حق نه بد دوری
لذت سجده یافت آن آزاد
با خدا قرب خود از آن ره دید
پیر زی شد بکنج از دنیا
گفت آن را که خلوت است با دوست
هر که از بزم خلق رو برتافت
زانچه دم زد قدم در آن بنهاد
شد به غار حرا چو پیغمبر
از سر تخت شد در آن ساکن
گفت گه سر بجان و سر دارم
از سر خوشنودی و خویش پوشی
نان از جو برای تقسیم به
شد چو آئینه از نمد بیرون
از نزاع نزاعیان شد دور
دید صیاد بود و بود این دام
تا مرا جامه های رنگین است
مرد را جامه ستر عورت هست
زان دل شوی را کند مایل
در بر تا که جامه رنگست
کرده اینخانه همچو طاوست
تا بود سر بپای خود داری

آن جوان را رهی خلاصی داد
شد ز شاهی عاقبت آگاه
دور از و کس ندید مسروری
در همه عمر سر بر آن بنهاد
رو بخاک نیاز می مالید
یافت گنج قناعت آن دانا
اندران خلوت انجمن با اوست
بیشک از ظن وصال جانان یافت
کردش آن شاه اینچنین ارشاد
معتکف او بره مراد همی
نشا یافت از ره باطن
ترک از بنگونه مال و بر دارم
رفت و دارم سر نمد پوشی
کردن این را به بند جسم هم
کرد از شیوه در دل خون
با خدا مرز بحبیب خود مسرور
دام بگسست زان ندادش کام
عالمی را بجان من کین است
گر بود در پی عبادت کس
هم ز نظارگی فریبد دل
عالمی را بتو سر جنگست
بند دام بلا و افسوست
هر چه بینی که پای بد داری

از سر تخت شاه فرود آمد
گفت بهتر ز تخت سجاده
هر چه جز قرب او چو دوزخ دان
بود تا بود در نماز آن مرد
هم نه شمشیر و هم نه خنجر ست
از و ادید با من عالی
هر که پنهان نشیند از اغیار
به که در غار تیره جا سازیم
زاهد و رفت خلق در بستن
سنت او بجای آورد این
کند پیرایه بر طاوس
زانکه صیاد در کمینم هست
گشتم آئینه این لباسم به
روح را ذکر حق غذا دارم
آنچه اسباب فتنه در بر داشت
دام بر داشت از رهش صیاد
گفت روباه رو دمن را از پوست
بهر هر جامه جان نشاید داد
زن کند جامهای خویش در بر
می کشد بر فساد از آن کارش
چون تو گشتی ز رنگ ها ساده
جان سلامت بری ز بر کندن
گر چه طاوس جلوه خواهی داد

شکرها کرد و در سجود آمد
کین مرا قرب با خدا داده
تخت و تاج جهان همه فخ دان
زندگی صرف بندگی میکرد
چونکه آن آرزوی داد از دست
از همه آفت و خلل خالی
آنکس بیکسانست آنجا یار
از همه دور با خدا سازیم
هست راه خدای پیوستن
کرد مسکن بغار ازین آئین
از بر خویشتن بصد افسوس
هست این پر مرا ز نیم هست
کهنه در بر از پلاسم به
از تقی زان در از نزد دادم
کرد از خود برون بر و سر داشت
گشت ازین جلوه از بلا آزاد
خلق دارند بهر کشتن دوست
باش بی جامه تا بوی آزاد
باشدش فتنه سازان در سر
وارد آراستن چنین یارش
کرد فضل خدات آزاده
پوستین را هم از بر افکندن
هست در قصد صید تو صیاد

مرگ را هر که یاد خواهد کرد
در پی زاد و برگ آن سو بست
بوده ام بلا نجات این
برده ام پی بحسرت امروز
آتش سخت در نهادم بود
آنچه من یافتم نیارم گفت
میکنم شکر اینکه خوش حالم
هر که چون من بترک بشتابد
هر چه امروز داد بر من دست
آنکه خوش خورد و آنکه خوش بنشست
در قناعت اگر کمر بندی
از قناعت که مور خرمن ساخت
شاه دیدش بوجد و حالت گرم
شکر میکن که ره بدین بردی
تا ابد سالم است احوالت
این زمان از کجا ترا پیداست
از فر بر دولتی رسیدم من
هر که یابد ز حبس آزادی
بلبلی رفت ازین زمین ادبار
بلبلی زانچه فکر ره بکشود
هی دلنک آنکه بر در غارم
شد ز من خویش که خوش شد سهم من
جلوه گر گشت قامتی موزون

کی دل از جامهٔ شاد خواهد کرد
در نمازش بحق از آن رو بست
دشمن جسم ناتوانت این
هستم از عمر خود کنون فیروز
آن زمن رفت و هستم افزون
زانکه هستم بعالمی خوش خفت
رسته ام از بلاوی عالم
آنچه من یافتم هم او یابد
زان خبر دار نور او هم هست
از غم و از بلا فتح نوشست
باش چون من اگر بخود بندی
با سلیمان از آن لوا افراخت
گفت سر پیش می نه از آدم
از میان گوهر یقین بردی
می نبوشتم کنون من از ذلت
تن بزن ورنه فتنه فتد آرامت
حالتی زان بخود بیش دیدم من
اوست بی اختیار در شادی
مغفرت کرده است هر اعذار
نور آن حق بچشم من بنمود
گشته ام چون ملک پرستارم
از همه رنج و درد رستم من
عالمی را همی کند مجنون

و آنکه داند که بایدش مردن
کهنه دلق تن لباست به
من چو خود را ز بزم راکندم
از کجا این طبیب یارم شد
از چنین ضعفم این توانائی
هر که ناگاه گنج می یابد
پس نهانی بعیش کوشم من
او چو من نیز آن نهان دارد
من و او هم که بیک بازار
او نه بیند دگر آسایش
عز من قنع گفت حبیب الله
داد را بسته گر چه بنشست
چشم زخم زمانه را باشد
روشن از نور این گهر راهست
گر درین حال هم بخود بینی
گفتمش ای ز همه ما و من بهره
غرض شد از فکر نعمت کردن
دیدن خویش و غیر رفت از من
بلبلی گشته ام ز حبس آزاد
هی دلنک آنکه هنر وی هستم
هی دلنک آنکه زین عمل خوش بود
ای ضعیف کنون نهان کی راز
زشت خواهد نمود ازین دنیا

کی بود خوش دلش ز خوش خوردن
زان نه از فاقه هست پاست به
ایمنی کرده است خود سازم
تا که خوش روز روزگارم شد
داد و بخشید علم و دانائی
گر کند فاش رنج می یابد
گنج در زیر دلق پوشم من
غیر تیشش بیش غیب نه گذارد
از نهان گنج گشته دو کانداند
تا که آلوده است بالایش
هست بر سوی بحر ذات این راه
رقص میکرد و اینچنین می گفت
هم گذارت ز چشم خود باشد
دارد و تن پاس رفتن حالت
بر تو گفتم ز خویشتن بد بینی
هست بخز ری و اکنون دل شنو
می نهم سجده را سر و گردن
میکنم شکر و شادی این فن
یا رب ایوان مرشد شاد
گشت در سیر نه فلک بستم
خود ز هم داد و شد ز من خشنود
تا نیابد برون ز در ره آواز
بیخود و در بر هم از نهان سودا

منزوی میشود همه عالم / گر خبردار گردد از این دم

چون جهانرا بغفلت آبنیاد است / میزند اهل هوش خود برباد

احمق است او درو نگیرد پند / از نصیحت بر و زبان کن بند

از هزاران یکی که رست از بند / زاین جهان شد بآن جهان خورسند

اوست بیدار از نبرد بیداران / نیست در خواب چون جهانداران

این طلسمی است گر کسی بشکست / از غم گیر و دار عالم رست

بی زر و مال بی حشم شاه است / تا ابد غرق دولت و جاه است

باطنش حالتی که در می یافت / نور آن از جبین او می تافت

شاه می دید بر دلم جانش / تا چه دادند رتبه و جانش

نفی را نفی کرد و شد آزاد / آنچه اثبات بود خود در داد

اصل چون روی خویشتن بنماید / عاشقانرا ز فرع عار آید

وز نگه را بغفلت اندر بند است / غل بگردن نهاده خورسند است

پرده وهم و پرده پندار / بهر تعمیر این جهان در کار

ره بقرب خدای او بردار است / آنطرف زنده اینطرف مرد است

بهر این از طلسم اساس آمد / اصل کم فرع در وشناس آمد

هر که آزاد شد معطل نیست / نزد او گنجها مقفل نیست

نی ز اسباب هست اسبابش / بی سبب زر و زر و دریابش

چشم جان بین شاه میدید او / ره بحق زان نگاه میدید او

از هزاران یکی از این واقف / نزد ما اوست کامل و عارف

او در اثبات ثابت الاقدام / کام و ناکام زین شرابش جام

در پند و نصیحت آن پرخوار معالجه پادشاه با عدل و داد بعنوان حکمت

تا ابد هوش اینجهانش نی / جز خدا هیچ جان جانش نی

رفت و باز آمدن نماندش یاد / اینچنین رفتنش مبارک باد

اکمل این گفت و گو کنون بگذار / هم مراد او را بکن ز حق مسرور

خوار گشتست او ز پرخواری / بر تو غمخوار خلق باید بود

نصح کردن شعار دینداری است / خویشتن را عبث همیکاهد

سیر او سفل و همتش دون است / بر سر خوان خویش او را خواست

آنچه میخواست شه مهیا داشت / هر که بار است او درین غم نیست

اندرین کارخانه عام است این / ما لکان خوان جود بنهادیم

آنچه نعماست آن نعماست / که بخور هیچگه نگیرم دست

هر چه من میدهم لذیذ است آن / آن برای تو هست در خوانم

من و سلوا ز افرستادم / آن مقید تو نیست ای لاهی

خواستند زان برون نمی آید / از ره دین و داد برگردد

ره توکل نشین و ره می بین / در همه عمر عبث همیکاهی

چون که در اجتهاد داری کار / زان سه کس یک کس است از ره دادار

زان برآرش اگر خبرداری / مرشد تو ترا چنین فرمود

این عمل هم بحق پرستاریست / لقمه های لذیذ میخواهد

از طریق سلوک بیرون است / شاه خوان ها برای او آراست

گفت ازین ها بخور تو ای دانشت / هر چه خواهی ز خوان ما کم نیست

بهر هر نیک و بد تمام است این / دشمن دوست را صلا دادیم

جود ما بهر آن جهان آراست / هر کسی را هر آنچه رغبت هست

گر تو ای بنده شکر کن ای جان / من حکیمم دوا نکو دانم

آنچه به بود بر تو آن دادم / تو ز ما سیر و گند نا خواهی

بهر بیمار آن نمی شاید / گر نه هم زان علیل تر گردد

هر چه بهر هم بخور که دین است این / هر چه من خواستم نمی خواهی

او که از شاه همچو رخصت یافت
خورد از ترس و گفت او را آنه
پشه و فیل سیر از آن خوان
آن حریص از طعام شه بخورد
از دو سه لقمه که آن جاهل
چون نماند حال خود آن رنگ
انتها غیر عشق حق دو نیست
در جهان تا شکم پرستی تو
جوع باشد غذای آن سالک
عشق او را ز خویش دارد سیر
شاه گفتش از آنچه خوردی تو
ساعتی چند باز بر گردد
بود خوش تا طعام در خوان بود
امتلا کرد زین خورم بیزار
هم شدم از نماز ها کاهل
لذت و رنگ میفریبد نفس
نفس من دشمن خود است زینکار
از سر اشتها بکن الطعام
بود از رنگ و روغن او ساده
شاه گفتش از آنچه خوردی پیش
نیست جز غله هیچ بنیادش
صنع خبازه و اش به آن رنگ
گفت حاصل از آن و از این چیست

بهر خوردن به شکر و نه شتافت
بیشتر خور که نیست فردا بار
هیچ ره کم نه خورده شان از آن
چونکه شه سیر گشت هاتفش فرمود
خورده و شد ز وداد عاشقی کاهل
عاشقانرا ز عشقش آید ننگ
مشتهی [illegible] نیست
از شکم رنج ها نه رستی تو
نفس مملوک او برادر مالک
بر سر جوع عشق چون شمشیر
چون درون شد چه بهر بردی تو
حرص هم از پیش بیشتر گردد
گشت بدبو چو تا شکم آلود
هستم اکنون گران و لبس بیمار
گشتم از کاهلی ز حق ز اهل
زان سبب ها نمی شکیبد نفس
بعد از اینم ز کار خود بیزار
تا طعامت لذیذ دارد کام
جز نمک از مصالح آزاده
لذتش در مذاق می اندیش
روغن و رنگ صورتی دادش
کرده در ذائقه بسی بیرنگ
گفت بیزلیست تا توانم نیست

همچو بط در زمین و در دریا
این ندانست ز مرغ تا ماهی
دردی و در بهار پر آخور
آنچه از روی عاشقی محجوب است
زنگ مطعون برای این ننگست
تا بحدی دلش از آن آشفت
خود خرید او خود از و بیدار
هر که سالک خدا پرست است او
حیرتش برده خواب و خور از یاد
تجربه بر نهایت آورده است
گفت حرص و شره گرفت آرام
هر چه خوردم لطیف بود است آن
از دهان و ز معدهم بد بوی
خویشتن را از آن گران دیدم
آنچه خوردم برش گران خوبست
سحر و افسون کند گرفتارم
پس بگفتش کر صوم دار العروس
هر چه فرمود شاه کرد آن مرد
خورد از گرسنگی خوشش بنمود
چیست با هم تفاوت این ها
آنهم از خاک و اینهم است از خاک
از نمک لذت است اندر کام
نیز انجام هر دو سرگین است

خود همیخورد و بهر خور شیدا
خورده خور را ز سفره شاهی
باش خالق بخلق خود در خور
سیر پیش قدر و قیمتش انگاشت
زانکه طالب طوال ز ننگست
زان طلب قدر خویش خود می گفت
هست عشق مجاز را این کار
دل به خوردن دمی نه بست او
او ز ناموس و ننگها آزاد
آرزوهای خوردنی خورد است
آتش جوع سرخ شد زین کام
چون فرو شد کثیف شد و آن
داد آخر ز پرخوری ها روی
نفع کمتر فزون زیان دیدم
در خور و خواب سر دو این راست
ورنه از اصل آن خبر دارم
آتش جوع را بخود افروز
شه طعامی به پیش او آورد
دید ز آنهم حصول سیری بود
گفت ای شاه رنگ و تلوین ها
گشتم از دو زه داشتن دراک
از طعام آنچه کس کند اطعام
هر غذا خصم چون شود این است

هرچه از غذا بهر چه پوشش هست ... باشد از خاک هیچ صورت نیست
ما ز خاکیم و غذا به خاک است ... گر کنی صرف حق همه پاک است

ذکر حق میکند درونت نور ... هر کدورت که هست گردد دور
در تمنای ذکر حق می باش ... نی به پولاد و شوق کن نی آش

هرچه ز اغذیه خشک و تر باشد ... از تجوع بمرد خورده باشد
گر همی جوع چون فرو بنشاند ... فاتحه بهر شکر باید خواند

خواجه بر بنده هرچه خواهد داد ... بنده از شکر بر آن بنهاد
از خورش گر نمک و گر کاه است ... ناتوان خورده و از تجوع رست

لذت از ذکر و از نمازت به ... هر زمان سوی حق نیازت به
گر بخود زین نیاز راحت داد ... جان تو ده تا ز لذات افتاد

نعمتی به از آن نمی باشد ... این دوا هست و آن دمی باشد
می شود جسم و نفس مالیده ... شد ز لذات طعم این دیده

ذکر حق اغذیه بود در روح ... روح بت الله بروح از آن مفتوح
جان و دل زین غذا شود فربه ... هر قدر گشت نفس لاغر به

نفس از فربهی که یابد عون ... تا فتد سر از خدای و شد فرعون
نیک بنگر که حاصل از هر خورده ... بهر آنست تا نه خواهی مرده

چند روزی مقدرت روز نیست ... چون شود آن تمام نتوان زیست
زندگی روز نیست تا داری ... می طلب حق بعجز و از زاری

از غذا عمر کس نیفزاید ... عاقبت مردنت همی باید
آن بخور کان شود ترا همراه ... آن بود یار حق گه و بیگاه

گرسنه و تشنه یا خدا می گوی ... فرحت و سیری از ثنا میجوی
چون رسد مرگ هرچه داری برگ ... میرود از تو این بآخر مرگ

بعد از آن زان طعام سودی نیست ... جسم از هیچ تازه بودی نیست
بود تا زندگی تو میخوردی ... روز و شب را بسر همی بردی

زندگانی بصرف خود کردی ... عاقبت ز آنچه بار آوردی
صرف گر در نماز بودی عمر ... بهر عقبات بود سودی عمر

یار بودی ابد ترا آن کار ... پاک میکردت این تن مردار
ای شکم پرور تن آسوده ... آن طرف خوربار تو بوده

آتش جوع سرد باید کرد ... حق کفیل اندر آن بر آن برد
تاکنون عمر را بسر بردی ... از طعام لذیذ کم خوردی

آتش جوع سرد شد باقی ... دفع آن حرص درد شد باقی
زانچه شد کم از این چه افزودت ... زانچه نقصان و زین چه شد سودت

گفت زین پیش زانچه من بودم ... هیچ از طعام آن نیفزودم
وهم و وسواس و ننگ از هم درد ... بعد ازین دم از آن نه خواهم زد

نفس شاد و فریب این عالم ... سوی لذات هست دلالم
هست لذات هر غذا فانی ... بعد آنی از آن پشیمانی

باز چون گرسنه شود نفسم ... سوی لذات می کشد جسمم
هر که قانع بخشک و تر باشم ... هم از آن اندکی بخور باشم

فرحت افزاست اینچنین حالم ... آمد از دولت تو اقبالم
کرده بهر حق مرا ارشاد ... بعد عمری شدم ز قید آزاد

نیستم بند خوشخوری زین پیش ... گشتم از صدق بر خدا درویش
آنچه بر جوع باید هم لابد ... آن مهیا ز غیب خواهد شد

گر قبولم بحق وگر مردود ... رزق تا مرگ کم نخواهد بود
هرچه از خوان خود نهد پیشم ... اندر آن شاکرم نه بیشیم

تاکنون آنچنان که عمرم رفت ... رفت و باقیش نیز خواهد رفت
نیستم من کنون بدام این را ... کرده ام بر قناعت آئین را

در توکل ز صبح تا شامم
هرچه خواهد رسید آشامم
فکر روزی من خدا دارد
نان کم دمی کجا دارد

من کنم فکر مردن خود پیش
تا چه همراه می برم با خویش
گشت تحقیق آن نمازم هست
با حق از بنده گی نیازم هست

نیستی و فنا بیا ...
خواجه را زان رضا کنم از خویش
چون دل از ذکر حق شود پاکم
گردد آیینه طینت خاکم

نور حق بس در آینه یابد
جان من لذت اندر آن یابد
میخورم خاک و چون روم در خاک
حق اگر با من است نبود باک

همچو اصحاب کهف این جسمم
هم مجالست و زنده هم هستم
شاه گفتش کنون غذا کن نور
آن بود ذکر حق در این شود دور

نفی این رنگ ها تو از لا کن
از همه بر خدا تولا کن
در شب و روز اندکی الطعام
میکن آن زاست خوری انجام

نفس و تن آن قدر که آزردی
راه بر سوی سیر جان بردی
مغز چون پخت و پوست را انداخت
گر تو نغزی به مغز کن پرداخت

گر گهی فاقه آیدت در پیش
نیز آن نعمتی شمر بر خویش
جوع هم لذتی جدا دارد
هر آن که سری خدا دارد

مغز را تقویت ز ذکر آمد
لذت از ذکر حق بفکر آمد
ذکر حق چون غذا شود بر مرد
او بجز این کی طعام خواهد کرد

هرچه اغذیه خاک و گل باشد
در غم آن نه اهل دل باشد
گل بگل میرسد نه آن بر دل
بر دل است ذکر حق از آن مکمل

جان و دل را غذات عشق الله
عشق حق را ز ذکر حق میخواه
شاه می گفت و مرد سامع بود
زین سماعش خدای شد مشهود

شاه بطرا از بر هما کرد است
تا از این خواهشش رها کرد است
آن بطی کش ز خور دهان بند است
زان بر ایش هما همی خندد

سایه بر مرغ خانگی انداخت
لیک آن سایه چون هما لیش ساخت
مرد چون ره بخوردن کم برد
آتش دوزخ درونش مرد

همه ز آتش که دور اندازی
شعله آتشش تو گل سازی
مرد چون کرد آتش خود دور
ظلمت باطنش از آن شد نور

بود تا بود خوش شد آزاد
هیچگه دل بخورد خوش ننهاد
آتش جوع چون شدی سرکش
اندک آبی بر آن زدی آتش

بر یکی مشت جو شدی قانع
از همه خواست نفس را مانع
ذکر حق را غذای خود کرد او
گشت در راه عشق و دین مرد او

سنگ بر بست بر شکم آن مرد
گفت پیغمبر خدا این کرد
سنت او اگر بجا آرم
چشم از حق سوی عطا دارم

امتی گوی خوانده‌م بر خویش
من شوم گرسنه با و ذو بیش
او شفاعت کند در آن روزم
از جمالش روان بر افروزم

نعمتی جنتی کنم اطعام
در شراب طهور نوشم جام
هر که این نفس را ز خود آزرد
او ابد اینچنین طعام میخورد

جز خدا نفی کرده هر خواهش
دید از آنهاست محنت و کاهش
نور اثبات نفس را فرمود
مرد از آن کشمکش در آن آسود

در نکوهش بیش عمر خواهندگان که در دنیا برای راندن تمنای دنیوی آرزو بودن دنیا دارند و عمر بسیار میخواهند

چون که عشق خدا در جا کرد
شه بارشاد باز لب وا کرد

هر سه بودند جمع در پیشش
چونکه دیدند بیش [illegible]

از دل و جان مرید شان گشتند / از همه آرزوی بگذشتند
کای تو در راه حق بما رهبر / در ارادت بپاست ما را سر
یاد مرگست تلخ اندر جهان / بر چنین درد ما بگو درمان
گفت ای سالکان کنون در راه / عقبه هست ازین شدید آگاه
هر سه آلوده اندرین خوئید / گر نمائید ترک آن گوئید
هر که نادیر زیست غم خورده است / رنج بسیار از جهان برد او
هر قدر عمر حق عطا کرد است / خواه و ناخواه آن وفا کرد است
شکر بر مرگ و زندگی میکن / عمر خود صرف بندگی میکن
گر شوی تلخ و گر شوی شیرین / هیچ نبود نجات کس ازین
دشمن مرگ هر که خواهد بود / مرگ رو هیچ دشمنش ننمود
عمر شان بیش بیش که خواهند / هم ازان بیش آرزو دارند
می شود نور قلب ازان تیره / تیرگی چشم را کند خیره
گر کسی جهد کند بمردن خویش / جز قضا آن نیامدش در پیش
از دل این عقبه نیز بردارند / خویش را بر خدای بسپارند
گر ازین خو نجات می یابید / از صفت ره بذات می یابید

هر سه لب به سوال نگشادند / راز دل از زبان بر آوردند
دل بعشق حیات این دنیا / هست در بند بند ما بکشا
دهر اسیم روز و شب از مرگ / هر چه گوئی تو بهر ما آن برگ
باشد این خوی بدتر از هر خو / کس ازین خو ز حق نتابد رو
این بود شوق عمر در دنیا / نیست بسیار بودنش زیبا
هر که او دیر زیست یا کم زیست / چشم را وا کنید آخر چیست
بر اجل ساعتی نشد تاخیر / بر نگردد هر آنچه شد تقدیر
از خدا فرصت اندران مخواه / منتظر باش مرگ را در راه
هر که را هر که دوست میدارد / مرگ چون دوست رو باو دارد
کرگس و زاغ راست این احوال / زندگانی شان فراوان سال
شد ز طول امل بکس این جدا بست / آن نه افزود خویشتن را کاست
راه ازان کرد گم بچاه افتاد / رفت در دوزخ و ز راه افتاد
ور کسی خواست زندگی بسیار / می نیاید بجز قضا زان بار
یک دم از عمر با خدا بودن / الف سال است عمر افزودن
وصف این چار خوی چار اطیار / هر که از خویش می کشد یکبار

باشد او سالم از همه آفات / کامل التقی و واصل الاثبات
قادر است حق که بعث شان دارد / باز از مرگ شان برون آرد
هر که مرد از جهان و ایمان برد / او نمرده است او ابد جان برد

در حدیث آمده است که صاحب ایمان بعد مردن حسرت می برد که چون احوال عقبا آن چنین بود چند روز که در دنیا بسر بردم آن حسرت و افسوس منست

مصطفی گفت هر که ایمان یافت / زین جهان سوی آنجهان بشتافت
من بدنیا که بودم آسوده / رفت آرزو ز عمر بیهوده
حیف ازان روز چند در دنیا / که ز عمرم گذشت وا ویلا
ای بسا کس که زنده و مردند / ره باین دولت ابد بردند

حسرت از زندگی خود برد او / گفت واقف حیات که چو مرد او
زندگانی فدای مرگم باد / تا ابد کرده است مرگم شاد
مرگ مومن برای مومن عید / زانکه از مرگ نور مومن دید
مرگ را آرزو همی دارند / بهر تجهیز خویش در کارند

خواب شان با عروس تا محشر ‌‌ ‌ حشرشان با وصال حق در خور
مرگ صورت بهر مؤمن جان ‌ ‌ مؤمنان را بمرگ و بنت ایمان
زانکه دار الغرور شد دنیا ‌ ‌ هست دار السرور ما عقبا
زین جهان رفتن است تا جارت ‌ ‌ هست آخر آن جهان کارت
ناتوانی بآن طرف می ساز ‌ ‌ نیست باز آمدن در اینجا باز
مرغ محبوس چون شود آزاد ‌ ‌ از قفس هیچگه نیارد یاد
خوش بود در فضای نسیان او ‌ ‌ در دماغش ز مشک ریحان بو
بی وفا جاست این مکان بر تو ‌ ‌ می نیاساید این روان در تو
بر سر راه هر که منزل کرد ‌ ‌ غیر تشویش و غم چه حاصل کرد
زانطرف بار کس نمی آید ‌ ‌ مأمن و مسکن اینچنین باید
از مکانیکه رفتن است در پیش ‌ ‌ کس چرا بهر آن بود دلریش
می کنی خانه عبث بنیاد ‌ ‌ هم تو هم خانه ات رود بر باد
کاروان رفته و توئی در پس ‌ ‌ جهد مسکن بسالکان هر بس
باش از بهر مرگ آماده ‌ ‌ هست در پیشت آخر این جاده
آن سه تن متمتع بشهر بودند ‌ ‌ بعد از آن مستمتع بره بودند
چون شنیدند سرداز آن گشتند ‌ ‌ صاحب عشق و درد از آن گشتند
وسعت آن جهان تجلی کرد ‌ ‌ زیستن اندرین جهان تنگ شد
مرگ را انتظار می بردند ‌ ‌ تا سعید از چنین جهان مردند
پس بگفتند ای شه دین دار ‌ ‌ کس چه خواهد ز حضرت دادار
شاه گفتا ز دوست غیر از دوست ‌ ‌ هرچه خواهد بدوست نبود دوست
دوست آن چیز است کو درخواست ‌ ‌ آن در دوستیست مذهب راست
هرچه جز دوست سه طلاقش گفت ‌ ‌ خار و خاشاک از ره خود رفت
پیش عاشق همه جهان یک جو ‌ ‌ گر تو خواهی نجات عاشق شو
نفی کن خویش را و شو تسلیم ‌ ‌ هر شعار ابلیس است این تعلیم
عشق جائیکه بزم خود آراست ‌ ‌ غیر معشوق کی کند درخواست
عشق چون شد بجان او غالب ‌ ‌ گذشت از دوست دوست را طالب
دوست چندان تنعمانش داد ‌ ‌ او جز او چشم هیچ سو نگشاد
از خود و غیر خویش را بگسیخت ‌ ‌ جنگ زد اندر و ابد آویخت
ساخت از خویش دوست را خشنود ‌ ‌ باز مطلوب طالب او بود
عشق او را که پیشوا گردد ‌ ‌ ز آتش وصل دوست واگردد
عاشق دوست دوست میخواهد ‌ ‌ کی که از او جز او دوست میخواهد
بهر ارشاد قصه دارم پیش ‌ ‌ بشنو این کن عمل چنین با خویش

قصهٔ پادشاهی که جمیع مال و اموال خود بتاراج و یغما میداد برای امتحان که به بیند کدام کس طالب کدام چیز است و از میان کسی هم از آرزوی های خود گذشته طالب من خواهد بود

بود شاهی بس احتشام بود ‌ ‌ خوان احسان بخاص و عام بود
فیض ها بر همه رساننده ‌ ‌ رایگان جود ها فشاننده
با بد و نیک سازواری داشت ‌ ‌ بلکه در هرچه رفق و یاری داشت
هر ارادت که بنده را می بود ‌ ‌ شاه می شد مرید او از جود
کرده بر نیک در طرق یاری ‌ ‌ بر بدیهای بد بستاری
از کسانیکه می شد او خشنود ‌ ‌ دولت و جاه او بر ایشان بود
می شدند از وصال او خوشدل ‌ ‌ آن خوشی تا ابد بدل حاصل
زیر حکمش همه جهان محکوم ‌ ‌ خلق در ذیل رأفتش مرحوم
جان ده و جان ستان هر جان دار ‌ ‌ مهر بازار جود هر بازار

بود فرمان او قضا جریان — برنگشتی ز حکم او یک آن
هم در آفاق و هم در انفس شاه — هرچه در دهر بود ازان آگاه

خود تماشا و خود تماشائی — نی بکس جفت و نی بہ تنہائی
عالم الغیب و آشکارا او — کردہ با نیک و بد مدارا او

بر خدا بندہ و ز خود آزاد — تا خدائیش چنیں مراتب داد
در دل او غرض ز دنیا نے — ہیچ در بند جاہ یا دا نے

از مکین و مکان منزہ بود — نے ز یائے بذات او نے سود
پیش او گنجہا مہیا داشت — ہرچہ میخواست جملہ پیدا داشت

خاک زر می شد از ارادت او — بود تکوین بحکم و طاعت او
نیز در حکم وی بہ جہاں افزوں — علم و فضلش ہم از کمال افزوں

ضوز حسنش چو در جہاں افتاد — صد ہزاراں صور از انجا زاد
داشت ہر کار را توانائی — ہم بر از نہانش دانائی

عالم الغیب جملہ عالم — ہمہ رسیدی بہر کسے ہر دم
ہیچ پوشیدہ نے ز علمش غیب — ہرچہ از علم کردہ آں لاریب

خود ز پیری و از شباب آزاد — شیب و پیری بعالم او بنہاد
ظاہر و باطن آفرینندہ — جلوۂ فضل خویش بینندہ

باطن از ظاہرش مکمل بود — ظاہر و باطنش بس افضل بود
ظاہرش انتقال حال از حال — باطنش از قدم بیک منوال

ظاہرش در تلون و تکوین — باطنش از قدیم در تکوین
صنعتش جلوہ گر ضد اندر ضد — ذات او پاک از ضد و ز ند

ہر زماں کرد جلوہ پیدا — وحدت و کثرتش ہم شیدا
ہم بہ پیرایہ او ہم تشبیہ — ہم منزہ ز ہر دو آں سرہیچ

بہر لذات کردہ آں تبدیل — گشتہ در صنعتش ازاں تکمیل
صنع در صنع غرق در لذات — از تلذذ منزہ اندر ذات

عاقبت راجعست ہمہ براو — می تراود از و داد و رہ او
ہر کہ از خود بخریق او باشد — ایں ہمہ صنع اندر و باشد

ہیچ رہ عجز را در و رہ نے — از نہایات او کس آگہ نے
نی نہایت نہ ابتدا دارد — جملہ اوصاف چوں خدا دارد

زیں خبر گفتہ است کلام اللہ — بر محمدؐ کہ ثَمَّ وجہ اللہ
با چنیں احتشام خود درویش — ہیچ آلائشے نہ اش با خویش

ہم غنی از ہمہ خلایق بود — ہم بہم با ہمہ علایق بود
از تعلق تمام آزادہ — خلق را بر کرم صلا دادہ

گفت روزے بخود کہ فردا بار — ہم بلہ ہم بدشت و ہم کہسار
در و دیوار را کنم از نور — در تماشای خویشتن مسرور

بارکی در جہاں حو تنہا غم — کس بجز خود دمے نمی مانم
نیک و بد جملہ در رکاب آیند — تا ز انعام کامیاب آیند

ذرہ و آفتاب بنوازم — حاجت ہر ہمہ روا سازم
کس نہ محروم ماند از جودم — ز آفرینش غرض ہمیں بودم

خود گدا آفریدم و خود جود — وسعت خویش ساختم مشہود
زیں ارادت کہ رحمت او خواست — از وجوب ایں مکونات آراست

ایں ہمہ خلق در فلاں صحرا — جمع آیند صبحدم پیدا
وسعت دشت قدر دنیا بود — شاہ ایں باز اندراں فرمود

آنچہ اسباب و مال دارم من — اندراں دشت می برآرم من
تا شود رحمتم ہمہ مظہر — گردد آں جود در جہاں اشہر

دوست دارم کہ من شوم معروف — دو سہ ہزاراں ازاں مرا مرغوب
بہ ہزاراں ہزار از اوصاف — صیت جودم ز قاف ازاں تا قاف

هر که باشد در انفس و آفاق ‌‌ گر دهد از جود من مر اشتیاق
میدهم حکم آن همه یغما ‌‌ هر که خواهد برد از آن یغما
هر که بر هر چه دست خواهد کرد ‌‌ شد عطا آن بهر زن و هر مرد
خلق غوغا کنند در یغما ‌‌ من تماشا کنم بر آن غوغا
تا همی هر کسی شود پیدا ‌‌ تا چه در سر بود بکس سودا
کیست آن صاف و کیست عشق آلود ‌‌ می شوند از طلب همه مشهود
از غذا فرق در سگ و آهو ‌‌ شامه هی نیابد از آن بو
همه گر قدر هم از آن دانند ‌‌ بر که مهای من ثنا خوانند
هر چه فرمود شاه آن کردند ‌‌ مردم و مال جمع آوردند
گشت کمبخت و سخت بیان پیدا ‌‌ تا که از بهر که شود شیدا
اسپ و فیل و شتر ز حد افزون ‌‌ اندران دشت و دشت از آن مشحون
هر چه اسباب مال دنیا بود ‌‌ اندران دشت جمله پیدا بود
علم و شه زانچه خوب میدانست ‌‌ کرد تکوین آنکه بنمودنست
بود همه آماده اندران دشت آن ‌‌ طالب هر دو ماند از آن حیران
محشری گشت دشت چون محشر ‌‌ اندران بهر بوده است هم شر
عاقبت دیده زان برون رفته ‌‌ گفته کیس حال نیست جز نهفته
از عطائی شه همت عالی ‌‌ کرده از اغراضها چنین خالی
آن نظر دلفریب ایشان شد ‌‌ راهزن بر شکیب ایشان شد
آنچه بایست خواست رفت از دست ‌‌ چشم شان حرص و آز از آن در بست
بیوفا را بخود وفا دیده ‌‌ زان ابد حسرت و جفا دیده
دشمن هم شدند از پی سودا ‌‌ شد در آن دشت فتنه ها پیدا
رحم ها بر غضب مبدل شد ‌‌ شد لبیه از ید رجدا لابد
دیو دو رغبتش فزاینده ‌‌ راه بر گمرهی نماینده

هم ز من بیم و هم ز من امید ‌‌ هست بر جنس من ز من جاوید
زین طمع مرد و زن چو جمع آیند ‌‌ دست یغما بمال بگشایند
هر چه زان مال هر که بردارد ‌‌ جود هم او را حلال میدارد
این محک بهر امتحان دارم ‌‌ قدر هر کس از آن پدید آرم
چون طلائی محک زده هر کس ‌‌ زان شود آزگشته کس بر کس
هر که عالی و هر که دون باشد ‌‌ مظهر او از این فسون باشد
خواهش قلبشان شود پیدا ‌‌ چیست اشیا و طالب اشیا
هر چه فرمود شاه شد موجود ‌‌ آن همه عابد و بخود معبود
خز و دیباج ملبس و اکسون ‌‌ از بطون آمده همه بیرون
از ذهب در قصه سبی انبار ‌‌ جمع باشد شود بخلق ایثار
هر چه بود آن همه برون آمد ‌‌ جان ز اندیشها فزون آمد
هر چه گویند نام آن دنیا ‌‌ وانچه نامند جنت و عقبا
کرد پیدا هر آنچه می باید ‌‌ کان بوهم و خیال در ناید
اندرین وقت خوش تماشائیست ‌‌ شهر آشوب و شور و غوغائیست
وانکه زین دایه ها تبرا دانست ‌‌ مسکن خویش کوه و صحرا دانست
شاه زینها گزیده ایشانرا ‌‌ بی طمع آفریده آن جانرا
وانکه آمال داشت شد حاضر ‌‌ گشت بر سوی قسمت ناظر
هر که هر چیز دانست است مقصود ‌‌ خواست زانها وان شدش معبود
وانچه ناخواستن بر ایشان هیچ ‌‌ گشت در چشم شان بسی محبوب
دیو دون نفس را بر آن آشفت ‌‌ بخششش از ره نهانی گفت
بر همه از پی کم دادن افزون ‌‌ کرده تیغ از نیام ها بیرون
دوستی منقطع دران احوال ‌‌ مشفق شان کرده کو را از آمال
فخر آن یک بقوت بازو ‌‌ فخر آن دیگر بحسن و خوبی رو

آن یکی لاف علم خود میزد   که منم خوب و آن فلانی بد
آنچه گویند نفس اینجالست   دیو بر لاف نفس دلالست

وان بد آن نیک را همی بشمرد   بر بدی نام او ز عالم برد
غلبت هم شعار خود کردند   نیز انکار کار هم کردند

نفس اینجا افعی خون خوار   گشته هر گروه هم در کار
این همه هر بهشتی و بیشتی   دیو زد راه شان ز درویشی

زین دو آمال از خدا دورند   گشته از قرب و وصل مهجورند
گفت با خویش باید این را کشت   روی ز من تافت کرد بر من پشت

وان دگر هم ز صنع لا فیده   داشت در پیش هر دو بافیده
بوریا باف یک یکی زردوز   عمر شان صرف آن چه شب چه روز

یک شکم شان هر دو زان پیدا   لیک ز افسون شده عجب شیدا
هر کسی بهر خواهشی در جوش   گشت انصاف حق ز زان روپوش

بهر اشیا فسون و جادوئی   می نمودی به طالبان روئی
عشق اشیا بجان شان غالب   گشته هر سوی عاشق و طالب

بر سبب مانده از مشیت دور   گشته بر نعل کار خود مغرور
رستخیزی قیامتی برپا   هر یکی پخته بهر خود سودا

زان پسر در طلب پدر گشته   گر پدر یافت ره پسر گشته
هم جدا گشته زین زن از شوهر   کرده شوهر طلب زن دیگر

دشمن همدگر شدند از حرص   بر سر همدگر زدند از حرص
با هم اندر عداوت کین ها   ضد هم کرده کیش و آئین ها

زانچه درخواستند همه فانی   زان یکی هیچ نی پشیمانی
کار بد کرده خوب دانسته   برده ره پیش تا توانسته

تا سر اندر سر بلا کردند   خویشتن را از شه جدا کردند
از هزاران یکی نیابد راه   تا بری بدین طلسم از راز

شاه در جمله کار شان ناظر   در همه وقت پیش شان حاضر
لیک اینها ز دیدن او کور   زانکه از عشق دایه در شر و شور

خویش را در طلب که شیدا کرد   جوهر خود از آن هویدا کرد
چون ز آمال بیخبر گشتند   زانچه مقصود شاه برگشتند

شاه فرمود که بشتابید   خواهش خویش جمله دریابید
از برای شماست این اسباب   کرده ام بذل و جود در هر باب

ای حریفان بهم در افتادید   همدگر جمله در سر افتادید
هر کسی هر چه خواست زان برداشت   گشت پیدا چه عشق در سر داشت

آن غنی از غنا باو داد آن   عیب آنرا از و نهان ماند آن
گشت یغما تمام یغمائی   همچو دیوانگان و سودائی

هوش و عقلی که بود از سر رفت   گشت حیران اطلس و زربفت
دایه شان برای شان معبود   کرده از خویش شاه را بدرود

دایه و دایه خواجه شد فانی   حاصل شان ابد پشیمانی
آن یکی اسپ خواست و دیگر فیل   وان یکی رخ خواست دیگر پیل

هر یکی شد بدایه مشغول سند   جمله گشتند مات و فرزین بند
فیل و اسپ آنچه بود شد گشته   شد از آن گشته ها پسی پشته

هم پیاده نماند هم فرزین   هست بر این بساط این آئین
عاقبت این بساط خالی شد   هست انجام بازی این لابد

بود آهی که عشق شاهش بود   از ره دل بشه نگاهش بود
دسترس نی که وصل شه یابد   یا بی غرض حال بشتابد

شاه معشوق و عاشق آزاده   کی بباید بآن زمین زاده
چون درین عهد حکم یغما شد   در سر راه شور پیدا شد

از همه سوی این خبر بشنید / فرصت قصد خود ز دایه ندید — گفت دایش که شاه کرد آن جود / هست جز شاه چون ترا مقصود

دست بر دامنش بزن وقت است / اینچنین فرصتی مده از دست — خود صلا داد این شه جواد / هر که هر چیز خواست خواهم داد

زان طرف چون چنین عطا باشد / غیر از او خواستن خطا باشد — زان ریاضت که عشق بروی داد / چونکه شد پخته راه خود بگشاد

آتش عشق زد ز جانش جوش / گفت این مژده بر دلش در گوش — دید در خود که اندرین بازار / هر که هر چیز خواست دادش بار

ناامیدی نه دید دل از شاه / شاه بر دایه خواه شد همراه — هر ارادت که کرده است بنده / آنکه جوینده هست یابنده

در پی هر که هر چه جد کرد است / اندرین دست آن ز شه برداست — عقبه از راه دوست بگشودش / راه بر بزم وصل بنمودش

می کشیدش بسوی خود دلبر / کرد از راه عشق این رهبر — بود از ایجاد عشق او راکیش / گفتش امروز رهنما در پیش

از همه آرزوی خالی بود / در طلب مست لاابالی بود — جذبه دریافت بس سبک روحش / ساخت ابواب فضل مفتوحش

فکر بر اصل یافت آن مشتاق / گشت از دایه های عالم طاق — ابنت نفس رشید از ایجاد / کاینچنین فکرش عاقبت افتاد

آنچه اسباب دید در آن دشت / از ره صدق دل از آن برگشت — گفت ابنیت پیش من مردود / نیست جز شاه بر دلم مقصود

می نماید بچشم آن دوار / بی منت جان و دل از آن بیزار — سالها شد که سوختم در عشق / کردم اکنون دوباره سر در عشق

شاه از جود خود صلا این داد / هر که در هر چه دست خود بنهاد — از سر جود آن برو دادیم / زانکه با خود غنی و آزادیم

کرده ام بهر جود نی بر سود / اندرین دشت آنچه شد موجود — این زمان جمله غافلند از شاه / خیل گشته بهر طرف گمراه

جمله در بند دایه مشغولند / پیش من غول و سخرهٔ غولند — شاه زد این مس زر اندوده / بر محک تا که آن شود سوده

رو سیاهی خود کند پیدا / زان ز خود خود فضیحت و رسوا — شاه ازین راه خواستم دارد / گر خدا خواست راستم دارد

شد قلاوز راه عشق او را / برد تا نزد شاه عشق او را — رهنما نیست گمرهان را عشق / کرده آزاد تنگنا زا عشق

هر کرا عشق در طریق یاراست / تا وصالش رفیق هر کاراست — عشق بر جا نه چو ره بنمود / مصلحت در ضمیرش این فرمود

از همه دایه این شدش غالب / عشق آن دایه شد بر آن طالب — تافت در آینه ضمیرش نور / کرد خود را از همه مستور

می روم از ره نهانی من / در طلب کرده جان فشانی من — نیست دربان چو این تنان بر در / من چه دزد آن ز در دارم سر

کس ندارد ز راه شه بازم / هر که خود را بعشق ره نازم — شاه بر ذات خود چو تنهاست / چون رسم در زنم بدالش دست

گویمش عاشق توام ای شاه / عشق بر من نمود این سوی راه — بلکه می بر وصال بنوازم / زان ترا جان و دل فدا سازم

نیست کس تا ز من بگیرد راه / راه باز است تا شه آگاه — رفتنی هست راه گیرم پیش / خویشتن را جدا کنم از خویش

گر وصالش نصیب من باشد / سایه دشمن رقیب من باشد — وصل شه را چو دایه دارم من / غیرت از خویش و سایه دارم من

فانی از خویش رو نهم بر شاه ... چون بیابم بحضرت او راه
مقصد خویش از و طلب دارم ... پرده از روی کار بر دارم
سالها شد که عشق پنهانی ... تا توانم هست هم دل و جانی
او خود آگاه هست بر حالم ... چیست جودش شد الست دالالم
سر نهم من بحکم او در پیش ... هر همه او شوم روم از خویش
دست در دامنش در آویزم ... هستی خود بپای او ریزم
ارحم الراحمین همی گویند ... در ره او از و همی پویند
باشد از لطف واصلم سازد ... خواهش قلب حاصلم سازد
بر وصالش چو سر بر افرازم ... تا ابد بر سر او خود نازم
کشته خویش زنده میسازد ... در دو عالم سرش بر افرازد
بست با خویش و از همه آزاد ... کرد اینست عشق را ارشاد
چون بدامان او رسد دستم ... نگسلم دست تا توان هستم
خود وصال هر چه خواهد کس ... او ستاند ز من نگویم بس
عالم از بهر این طلب در خواست ... از نهان شد عیان و بزم آراست
تا بشتاق خویش مشتاقم ... او همه جفت و طاقها طاقم
چونکه واقف شوم ما زان حال ... پس کنم بهر وجود استقبال
من از و آرزوی او دارم ... دست از و هیچگه نه بر دارم
عشق جویای وصلت خویش است ... از همه آرزوی درویش است
خوردن خوب از و فراموش است ... زان دلش همچو دیگ در جوش است
هست با خویش جمله تدبیرش ... نیست پندی کسی عنان گیرش
هر چه آن نور گویدش بگذار ... میگذارد بدان ندارد کار
گر شود اندرین طلب گمراه ... باشد آن گمرهی بمقصد راه
افگند عشق گر ز ره دورش ... سازد آن ره بوصل مسرورش
حالت خویش عرض دارم من ... دست بر دامنش گذارم من
این دل و جان تو داده بر من ... عشق خود خود نهاده در من
آن نهان آشکار کردم من ... زانکه مجذوب عشق و دردم من
گر بخواند بخود و گر راند ... راضیم من بهر چه او داند
گر درین سر رود سرم بر باد ... بر نگردم سرم درین افتاد
جان فدایش که جان از ان دارم ... زان ابد من بعشق جان دارم
اکرم الاکرمینش میخوانند ... در رهش زین امید میرانند
گر دو از جان من دمی خشنود ... جان دهان خوش ز خویش خوانم خود
هر زمان از فراق مرگم هست ... به که هر گم دهد درین ره دست
کشتن و زنده کردنش کارش ... این نیست بیع و شرای بازارش
گر برم ره بمنزل مقصود ... زان ابد مرگ من نه خواهد بود
قول من حجت من است امروز ... بخت و طالع مرا از ان فیروز
بی ادب نیستیم چو رخصت داد ... رخصت او ست در همه استاد
گفت ای بنده بندگی پیش آر ... صب هم بر تو نعمت دیدار
هر که بر سوی ما قدم دارد ... خود بآن راه او بسر دارد
هر که از من هر آنچه خواهد جست ... خواهد از فضل من به پیشش دست
عشق آمد انست وقت فرصت یافت ... بهر تحصیل آن طلب بشتافت
هیچ چیزی بجز آن نمی خواهد ... بهر این خواست خویش راه کاهد
خود کند سوی وصل خود ارشاد ... هست شاکر ز خویش این استاد
میرود خود براه این رهرو ... دارد از نور خویش در ره ضو
وانچه آن نور گویدش برگیر ... گیرد آن نیستش دران تدبیر
هرچه پیش آیدش ز عشق احوال ... گر بد است آن بود مبارک فال
عشق بر هر کسی که بنوازد ... گر بود پیره زن جوان سازد

بستگی های او کشاد آمد
ظلم این شیوه عدل خود آمد

چشم اعمای عشق روشن شد
حال یعقوب پیر این فن شد

جاریه چون بقصد شه بشتافت
شاه را بر مراد خود دریافت

عشق گفتش بگیر ره بر شاه
وقت اینست کرد مت آگاه

عشق بر عاشق آنچه فرماید
آن ز قوت بفعل مے آید

قوتے را که عشق بنود یار
مے نیاید بفعل آن در کار

هر چه فرمود عشق کرد آن زن
گفت رو پیش شاه ولاتحزن

وصل جویان چو کرد رو در پیش
بود از عشق بے خبر از خویش

از خود و غیر شد نهان در راه
کس نه جز شاه زان بطالب آگاه

آتشے زان بپا و بر من زد
دست در شاه زان بدامن زد

شاه فی الحال شد از آن آگاه
گفت پیش آی فی امان الله

پیش ما حالت تو پیدا بود
زان بما شوق این تماشا بود

گر درین بزم آشکاری تو
جلوه عجز و افتخاری تو

عزتت را بخلق بنمایم
رتبه دولتت بیفزایم

تا بدانند آنکه ما را خواست
چه فزودش ز طالب دنیاست

آنکه ما را بخواست کارش چیست
حاصل روز و روزگارش چیست

وانکه دنیا بخواست خود نشد جان
هست این قصه در طریقت آن

جاریه چونکه شاه را در خواست
اندران محفل این دکان آراست

ناگهان شد درین میان پیدا
در طلب مست و عاشق و شیدا

آتش است عشق و شعله سرکش بود
کرد پیدا برای خود ره دود

جذب شاهش بعرصه پیدا کرد
تا همه خلقش این تماشا کرد

شاه گفتش چه حال داری تو
از چه ره این خیال داری تو

مال و اسباب را صلا دادم
هر چه خواهی ازین ترا دادم

زین متاع آنچه بایدت برگیر
همچو مردم تو هم رهی بپذیر

باش در مذهبی و مشرب تو
برقه سوقت کن بمذهب تو

گفت داناست شاه بر حالم
گر وصال شه هست در مالم

این همه غیر شاه زشتم هست
اینچنین عشق در سرشتم هست

از همه دست داشتم زین غم
پیش چشمم حقیر شد عالم

گر بود شاه راسخ اندر عهد
من براه وصال دارم جهد

سالها شد که زار میکاهم
از همه وصل شاه میخواهم

این طلب در ضمیرم از ایجاد
حضرت تو ز مرحمت بنهاد

هر آنچه کرده ز ازل باشد
آخر آن ثابت العمل باشد

گر بود راست آنچه خود گفتی
بر وصال خودم بر آشفتی

مضطرب بودم و شدم مضطر
من ز قول تو تو مرا یاور

هست اموال عالم فانی
خاک در چشم من تو میدانی

زندگی بی تو مرگ میدانم
ذکر تو زاد و برگ میدانم

من ز نام تو می گرفتم کام
کامم آمد برون کنون از نام

یاد تو داد لذتم چون وصل
چون کنم من کنونکه دیدم اصل

خود نمودی تو در طلب راهم
تا ترا جویم و ترا خواهم

شکر لله که رحمت شاهم
داد تا پیشگاه خود راهم

جز وصالت مرا همه شکن است
بیتو بر من حرام دارین است

چون جمال و کمال تو دیدم
زین همه مر ترا پرستیدم

جز رضائے تو به مدعی نیست
غیر ازین برکس انتفاعی نیست

چونکه در عشق شاه نامم شد
هر دو عالم ازین بکامم شد

آنچه میگویم از نه خویشتو نیست
از چه راهم نه اندران کوئیست

گر نه صادق درین طلب هستم
از کجا داد وصل تو دستم

سالها سوخت عقل و عشق از من | عشق تا یافتم ره این فن
هر چه جز تست زان گذشتیم بست | آرزوهای نفس کردم پست
بودش از راز دل ز علم آگاه | گر درو نیست خواهشی جز شاه
همتش عالیست تا دونست | زد محک آن طلای این چو نسبت
ای تو خوش آمده صفا برده | در دو عالم ز ما رضا برده
منکه بر طالبان نمودم جود | این همه بهر امتحانت بود
شکر میکن ظهور کردی تو | ظلمت دهر نور کردی تو
گر زنی میکنم کنون عزت | میدهم گنج باد آوردت
ذات من در صفت وجود آمد | عشق و عاشق ازین شهود آمد
اختیار تو اختیارم شد | بر وجودت مدار کارم شد
طالب خود کسی ندیدم من | تا برای گنجها کشیدم من
این مکان بهر جیفه دنیا | مبتلا گشته اند بس رسوا
هر چه بی مایه ای خود بردند | آن همه ماند و آن همه مردند
گر نه زین بادیه پشیزی برد | اندرین دشت در تحسر مرد
بهر تو صد هزار عاصی را | میدهم خلعت خلاصی را
شکر می کن که عشق ما داری | روز مرگ آن کند ترا یاری
هم تو آزاد از تعلق ها | شاد میمیر در تعشق ها
اینت نعمی سعید از ایجاد | شاه خود همچو همت او را داد
آنکه جز ما طلب کند دایه | گشت صیاد جهل و سایه
زان نشد راز ما برو معلوم | ماند از آبروی خود محروم
از همه و البر بده ما را خواست | شد بقدرت قبای مردی راست
حیف مردان ز همت این زن | به ز صد مرد اندر این فن
نیست زن بلکه جز و نامرد است | همت دونش اینچنین کرد است

جز تو نبود جمله مردارم | شاهد خود همین طلب دارم
شاه از آن داه چون چنین بشنید | صادقی عاشقی بجانش دید
امتحان کرد ظاهرش را نیز | کیس چه در تا که دارد و تمیز
از جوانمردیش بسی بشگفت | دست بگرفت و در جوابش گفت
وقت تو خوش که از تو خوش وقتم | مالکی تو بدولت و بختم
طالبت بوده ام درین غوغا | که کدامین طرف شوی پیدا
بهر تو آفریدم این محفل | خواستم زین همه ترا حاصل
تا ابد در وصال من خوش باش | من ترا عاشقم بگفتم فاش
می کنم پادشاه دورانت | فائق آئی ز جمله یارانت
در چنین حال از چنین نعما | چون تو کس زین میان نشد پیدا
خواهش طالع زر همه دارند | روی بر سوی ما نمی آرند
دین و دنیا همه غمین گشته | غرق در مزبله ازین گشته
وانچه بردند بهر حسرت ماند | مرگ از ایشان چو برگ و بار افشاند
مرگ بگرفت جمله از دستش | کرده در خاک صافیت پستش
زبده آفرینش مائی | چون که بینا به بینش مائی
مرگ شیرین عابدت در کام | از کف خویش ماده همت خام
ای خوشا حال آنکه ما را خواست | هر چه ما راست آن همه او راست
از ازل مطمئنه بود این نفس | جلوه از نور دین نمود این نفس
بر همان دایه مبتلا باشد | از چنین فضل با خدا باشد
مقنع است آن عمامه پیس مرد | هر که زین دایه ها تبرا کرد
هر زنی کاینچنین طلب کرده است | نه ز مردان حق جوانمرد است
وای مردیکه خواست جز شه ال | نه ز مردان ز نست در هر حال
نی بزن نی بمرد پیوندد | تف کند هر کسش بر و خندد

تف بمردی و نام مردی گو / او ز شه بهر مال تا بد رو
زین طلب آن بشاه شد واصل / کرد بر خود رضای شه حاصل

محرم راز پادشاه آمد / بر چنین بحر تو پایگاه آمد
قدر همت شهش عطا فرمود / در خور همتش عطا این بود

پیش شه کرد واه از بس کردار / بهر عشاق گرمی بازار
هست ترغیب عشق در عالم / از چنین قصه در بنی آدم

صورتت گر خوش است گر خود زشت / خوبی از عشق در دولت بسرشت
اینچنین همت از خدا میخواه / در ره عشق میکن از سر راه

دست او را گرفت در دم شاه / دادش از فضل خویش چند جاه
دید در عاشقی جوان مردش / بر همه خیل پیشوا کردش

بر گزیدانه همه حشم او را / کرد از وصل محتشم او را
در حرم بهر وصل خویشش خواند / رو برو گشت و روبرو بنشاند

هم از انسو بچشم عشقش دید / قدرت و علم خود بر و بخشید
از حد افزون چو یگاهش برد / همچو خود در زمانه شاهش کرد

بر حشم گفت طاعتش آرید / سر به پیشش ز حکم بگذارید
سر بسجده نهید در رویش / زانکه از عشق دیده ام سویش

بر همه این خلیفه ما هست / بر امانت دهید این را دست
این ز خود از برای آن مرد است / دولت و جاه ها ز ما بر داست

گر دل آن کسی برنجاند / تا کم از وجود او داند
هر که از بندگیش سر تابد / او ز آمال خود نه بر یابد

گردد از قهر باز نامردود / تافتن سر از این ندارد سود
هر که این را مطیع فرمانست / پیش ما مومن و مسلمانست

اینهم امری که بر شما دارد / آن برائی رضا باو دارد
از حشم هر چه خواهش ما هست / داده است فضل ما ز عشقش هست

خود هم از امر ما برون نبود / کم نباشد و ره فزون نبود
آنچه فرموده ایم از طاعت / عامل است این بوقت و در طاعت

گر به فرمایشم بیفزاید / نقل شد خوش بما همی آید
هر که این راز خود کند خشنود / باشد او بر رضای ما موعود

بی تحاشا بجای ما دانند / نام او را بنام ما خوانند
عشق ما تا بجان این باشد / حضرت ما قرین این باشد

هست این مست این همه چون ما / هستیش کرده ایم افزون ما
هر کرا اشتیاق ما باشد / او نه از ما دمی جدا باشد

گرچه در چشم تان وجودش هست / نیست از تن زما شهودش هست
ما در وییم و او بما پرده / حضرت ما چنین کرم کرده

گر بجز پرده ضو برافشانم / جمله فانیست بی لقا مانم
آنچه هستند آن فنا بلش هست / ورنه در جامه آفتابش هست

نایب ماست او بهر احوال / داد این عشق ما بر او اجلال
مدعی را مگو که از این حال / چون سراید بحق خوش قوال

سنگ از این نغمه رقص خواهد کرد / هست انسان تمام رقت و درد
گر برد این کمال خواهد بود / چون نه در وجد و حال خواهد بود

مضطر و بیقرار از آن نیست / بیقراریش لذت و ذوق است
از خوشی هست این نه غم باشد / حاسدان را از این الم باشد

رقت و درد بهر انسان است / زانکه جانش بعشق جانان است
عاشق از وصل چون خبر یابد / جسم و جان در طریق بشتابد

چون نهد در ره وصال او سر / همچو طیاره می بر آرد پر
میکند نشاء دوبالا عشق / می دوبالا وجودش از عاشق

عشق را تا بعرش باشد راه
کس بجز او ندانداآنسو راه
هر کرا عشق و عاشقی بنواخت
داه در خویش چونکه دولت دید
حالتی یافت در روان عالی
رسته از بند خویش آن بنده
هر که میر د ز عشق گیرد دست
بیخود از خود روانش می نالید
شد از آن حال خاطر او شاد
هر کرا هیچ وقت حاصل شد
خود معنی و خود موجد بود
بله لی شاه سایه ام انداخت
بله لی زن مگو که من مردم
بله لی آنکه شه مرا بنواخت
هی ولنگ آنکه در چنین بازار
هی ولنگ آنکه جذبه شاهم
هی ولنک آنچه داد توفیقم
بله لی آنچه کرد خواهش دل
بله لی زین همه که بسر بردم
هر دو عالم کنون بکامم شد
شکر در شکر آنکه درویشم
وای بر آنکه اندرین نعما
شاه زر آفرین زکف داده

نور معشوق عشق را می خواه
زان رهش پیش خود بخواند شاه
کردن شکه را معنی ساخت
هیچو آن شاه فر و صولت دید
از تغیر و زوال ها خالی
هست از آن بندگیش زیبنده
عشق او را که گشته ما هست
چونکه تبدیل حال خود میدید
بی دف و نی بوجد و حال افتاد
مست و سرشار نشه دل شد
اندران وجد و حال میفرمود
پایه ام را چو سایه خود ساخت
در جهان کار مرد ها کردم
از کرم پیشوای عالم ساخت
از همه غیر شه شدم بیزار
داد تا پیشگاه خود راهم
تا ره افتاد سوی تحقیقم
در حد افتاد و گشت آن حاصل
دولت بی زوال از آن دیدم
هر که جز شاه او غلام شد
فاقه و فقر شد از این کیشم
می پرد غیر شاه درین سودا
در غم سنگ زر د افتاده

عاشقی را که دوست بنوازد
او بشادی و رقص خواهد بود
نائی این نی بشکر بنوازد
بنده بود و شد کنون آزاد
بنده لیکن ز بندگی آزاد
مذهب و ملتی ندارد عشق
نشئه می و نی خمارش نی
گشت فرمان و حکم او رایج
شاه در گوش او لو امیکرد
پای می کوفت دست می افشاند
بله لی تا که عاشق شاهم
بله لی هر که در جهان شد شاه
بله لی سنی که همت والا
هی ولنک آنکه بر چنین شاهی
هی ولنک آنکه شاه احسان کرد
هی ولنگ آنکه شه به عالم داد
هی ولنک این قدم که من دارم
بله لی هیچ ره مراد نیا
بله لی کردم اینجهان پدرود
شکر در شکر راحت است بر من
شکر در شکر ده لب شه دارم
وای بر آنکه شوق زر دارد
می نیاید بکار کس این سنگ

راه بر نام خویش وا سازد
عشق او را ازین صفت بنمود
عشق بر عاشقان فزون سازد
از چنین حال چون نگردد شاد
علم نا خوانده علم را استاد
هستی یکس نمیگذارد عشق
آمد شادی و شمارش نی
از همه همگنان بسی راجح
رقص از آن نغمه او ادا میکرد
از سر اهتزاز خود میخواند
صاحب تاج و تخت و این جاهم
خلق گویند اینست ظل الله
کردم اکنون بمسند شه جا
یافتم من ز عاشقی راهی
قدر تش قطره بحر العرفان کرد
اینچنین رتبه و کمالم داد
تا بمردن ز دست نگذارم
در پئی دایه ها نه برد از جا
شاه ازین شیوه شد ز من خشنود
کین چنین باده ریخت شه در من
نیست جز شاه با کسی کارم
دیده از روی شاه بردارد
طالب حق ازین طلب در ننگ

وای بر آنکه مال می جوید — در طریقِ ضلال می پوید
جیفه ها شد نزاع شان باهم — این سگانند بصورت آدم
تا قیامت ندامتش باشد — هر دو عالم ملامتش باشد
دریوش از فقر در هراس افکند — تا سوی دایه دید و شد در بند
عاقبت شاه زرگرش را کشت — دادش از عشقِ خویش آخر دست
زین سبب راه در شمار آمد — بهر تنبیه اعتبار آمد
نیست زانراه رهروِ آگاه — میبرند بیخبر در آن درگاه
می برندش نهان نهان از خویش — تا بجائیکه نیست ره زان بیش
حیرت و خوف در دلش جانش — کرده بیخویش مست و حیرانش
او به زرگر نگاه ناکرده — هست محرم درین سراپرده
عاقبت هم باصلِ خود پیوست — هیچ آفت نیافت بروی دست
چوں ازانسوی باز بر گردد — از خود و شاه باخبر گردد
چوں خبردار شد فنا شد او — از خودی رفت و در خدا شد او
نیست از بهر خویشتنش این بازار — هست این کار بهر شاهش کار
هر کرا گفت عاشق شه کرد — گشت خود بیش تا بشه ره کرد
این بود حال عاشق اندر راه — هیچو خواهی شد ار شوی آگاه
بود طالب شد عاقبت مطلوب — طالبان را بشه کند مرغوب
گر کسے را دو روزه بنوازد — عاقبت در بلاکش بگدازد
جز خدا هر چه میکنی حاصل — هست آمالت عاقبت آفل
هر که جز شه بران زند کس دست — پس بهان دستش اینجهان شکست

وای بر آنکه تافت روی از شاه — شد پئی جیفه ها زره گمراه
هر که جز شاه ماند در صحرا — باز یابد جوی ازاں نعما
دین و دنیاش عین نقصانست — عاقبت او ز خود پشیمانست
شد گرفتار زرگرِ دنیا — شاهش از دست رفت واویلا
مولوی نفس را چنین بشمرد — دهر را نام مزد و زرگر برد
اینست نفسے که خواست شاه او را — داد بر سوی خویش راه او را
می کشندش بخود ز خود پنهان — ورنه رفتن براه شه نتوان
می نمایندش آں همه بازار — خواب سے بیند و لے بیدار
از ازل تا ابد دلش با شاه — هست در و کرده است درین راه
اینست نفس سعید مادر زاد — مادرش شیر ازیمین میداد
زانکه کے تربیت شده استاد — کرده بر چوں خوداں بره ارشاد
این خبر هم ز خویشتن بیخویش است — عشق را زین فنون جنون کیش است
زاں خبر بر همه خبر گوید — زین عمل هم رضای شه جوید
شاه طالب بطالب خویش است — هر که شه خواست اندر ویش است
بر همه جذب شه نهانی بود — تا چنین همت و طلب بنمود
عشق از سوی خود بشه ورزید — شاه را آخر عاشقِ خود دید
دهر را هیچ ره مدارے نیست — بر همه کارش اعتبارے نیست
دار فانی و حاصلش فانی — باش اینجا بعشق ربانی
غیر خسراں ترا نیارد بار — دست در حق زن و همه بگذار
مال شه را بشاه وا دارند — دست بر شاه از وفا دارند

حکایت بادشاهی که بعد سالے دستِ وزیر سے برید و بهوا سے انداخت و هر که آں دست بریده را از هوا میگرفت وزیر میشد تا سالے و بعد ازاں دستِ او نیز می برید و وزارت به کسِ دیگر میداد

بود شهری که داشت است آں شهر — شیوه چیزیکه دارد اکنوں دهر
هر کرا دستگیر میشد او — پیش شاهش وزیر می شد او
تا بر سالے وزیر مے بودے — زاں زهر آرزو بیاسودے

مال دنیا بدستش افتادے
آن بمخزن ذخیره نهادے

چون گذشتی ازان وزارت سال
می بریدند دست او فی الحال

جز خدا نفع خویش دنیا دید
دست دنیاش زان سبب برید

دست او دست شاه شد زین راه
گشت ازان نایب شه آن آگاه

وانکه در جمع مال دارد دست
او نه جز قطع دست خواهد رست

هم بریدست از زن و فرزند
حسرت او ازان ابد پیوند

هرکس این را بچشم خود دیدے
هیچ ازین حسرتش نترسیدے

شاه دست بریده برمیداشت
پیش کردے هر آنچه در سر داشت

از هوا هر که میگرفت آن دست
بر وزیری شه کمر می بست

ز آمد و رفت مردمان خوشدل
گشت ز انجام تا بر آن غافل

در پی جمع زر سر و کارش
مظلمه نیز می شدے یارش

ظالم و عالمی از و مظلوم
از غرور عاقبت نداش معلوم

همچنین بود رسم آن بازار
آن وزیریش داده این بازار

کس نه عبرت گرفت ازین احوال
خلق می بود منتظر تا سال

چند روزے به نوبت آسامیم
بر وزیریست طالب این رایم

اندرین عهد همچنان مردم
از غرور زمانه سر در گم

زاد عقبا نمیکنند از خویش
می نه بینند عاقبت ز پیش

روز و شب طالبند بر مردار
کرده از بیضه ملخ فردوس آن یار

تا به سالے وزیر شه باشم
بر چنین عز و پایگه باشم

آنکه را هوش و عقل یاور بود
فکر بر اهل کار رهبر بود

بود تا بود در فقیری خویش
کرده سر در عبادت حق پیش

در تجنب ز فیض مال آزاد
دست خالی و با خدا دلشاد

خوش شدے حالش از فراوان زر
پر شدے از غرورش آن دم سر

هر که در مال دنیوی زد دست
خالق المال دست او بشکست

هر که او دست خود ز دنیا داشت
مخزن طاعتے بعقبا داشت

وانکه چیزے ز دهر نستاند
او سلامت بحق ابد ماند

چونکه انجام مرگ دیدست او
دست از مال خود بریدست او

چون شدے دست او جدا از تن
دیگری بود طالب این فن

فکر انجام خود نمی کردے
بهر منصب غم عبث خوردے

بر هوا دست را رها میکرد
هر کسے دست بر هوا میکرد

با نشانے وزیر شه او بود
خلق را رو باو ز هر سو بود

هیچ از رفتگان بیادش نے
اندکے هوش در نهادش نے

رفته عقبا ز دستش ازین کار
کرده دستش به زیر دست آزار

چون شدے سال اندران برگرد
شاه بر دستش آن عمل میکرد

بود یک سال منصب و جاهش
کرده معزول بعد ازان شاهش

کی ببریدند دست آن دستور
تا نه ما کس شود ازان مسرور

بر خدا دست در دعا میکرد
زان طلب دست از هوا میکرد

در نماز و نیاز بر درگاه
خواسته جاه و دولت از الله

مرگ از یاد رفته دم هوش
پنبه عقل بند اندر گوش

همچنان با فلان این ایام
کرده از صبح فکر این تا شام

غفلتے در نهادشان غالب
بر وزارت ز ابلهی طالب

بر وزارت نمیشدی مایل
می نشد دست او ازان زایل

دست بر حق زده ز غم رسته
پیش او دهر دست بر بسته

روز و روزی ز حق مهیا داشت
بندگی بر خدای بر پا داشت

اوز کس کس از وی نمی آزرد
گشت معزول از وزارت مرد
دست خود را بدست خود بگرفت
سال دیگر همه اندران کرد او
رفت عمرش درین غم و اندوه
تا نه بنده بر ریاست دل
عاقبت هر دو دست خود درباخت
این حکایت که مولوی جامی
این سخن ها که عالمی حالست
گر بصد سال زیست کس با بیست
کس چرا جز خدا نخواهد مال
طاعت حق بکن چو آید مرگ
کم زد نیا از اهل دنیا نی
با غم دین کسی که می سازد
نی ریاست نه او وزارت خواست
و انکه زاینها بری بود حق دیدهاست
شاه از حال او بود خوشنود
زین خبر آن سعید مادرزاد
شد براه سلوک دین کامل
پیر چون بر مرید احسان کرد
مرشدش گفته بود از اول
چون رسد وقت جلوه گر گردند

روز بحر اینچنین بسر می برد
زانکه دست بریده اش هم درد
شاه از آن حال او همی بشگفت
بر دوم دست خود زیان کرد او
نی بر آن یک به مجمعی انبوه
زانکه اینست عاقبت حاصل
این جهان بر مراد کس کی ساخت
کرد موزون و من از آن سامی
بر جو من خلعت از بزرگانست
بنگر آخر که غیر مردن چیست
چون بود عاقبت چنین احوال
بهر عقبا ابد از انست مرگ
جز خدا در ضمیر شان جانی
هیچ غم جان او نه بگدازد
نی زد ای دون عمارت خواست

شنیدن از این همه گفتگو ها که در بلخ اوان بحر العرفانست
سعید مادرزاد انجام کار طالبی که قطب الاقطاب
حضرت قبله دین و دنیا ارشاد و تربیت بر او کرده اند

آنچه باز جدا ابراز حاصل
قطره را بحر بحر العرفان کرد
کز مریدان من تو ای اکمل
آن همین زاده ها برین هروند

زین میان عاقلی وزیرش بود
شاه آن دست بر هوا انداخت
تا بسالی دگر وزیرش کرد
ماند او هر دو دست بریده
گشت از این قول در جهان قوال
او بسالی دگر وزارت کرد
دست هر کس گرفته است دنیا
از برای تنبه گاه ابراد
کس نداند در اینجهان خوش زیست
پس چرا عمر بیش خواهد کس
از خدا تو خدای را میخواه
آن فقیران که ترک آن کردند
نیست بی غم در اینجهان آدم
بیش شاه است عزتش زین
نی درازی عمر میخواهد

مرشد وقت بر مریدان او
از همین زاد و در همین افتاد
از ازل هست با امت پیوند
آنچه آن شیخ گفت شد آخر

بعد سالی برید دستش زود
دست دیگر بریده دست افراخت
بود بر مسند وزارت مرد
اشک حسرت فشاند از دیده
عمر خواهنده را بحق دلال
هم دوم دست خویش غارت کرد
عاقبت او فکندش هم از پا
کردم اینجا بخلق از آن ارشاد
وانکه خوش زیست بیست تنها کیست
فکر میکن بعاقبت مرس
هیچ و اهی که خواست آن شاه
عمر خود صرف فقر و دین کردند
به که از بهر دین خورد کس غم
از ریاست شمرده بر خود شین
بیش عمر آن که بیش میکاهد
دین و دنیا امید شان آمد راست
از غم دین باهل دین این بود
دل بر آن گفتگوی مرشد داد
کرد چون پیر خویش بر حق رو
شک شدش زود و در یقین افتاد
من پدر بر تو تو مرا فرزند
دیده ام من بچشم خود این سر

آن جوانمرد جانشین بر پیر　　شد بزن دست ہمدامنش مگیر
مقطع و غایت کمالش نے　　راه تبدیل بر جلالش نے
گر کسے ہمچو او بود عارف　　گردد از حالش اندکے واقف
یادم آمد ز حال او این حال　　بود شیخ سیزده از سال
خواند افسانہا افسون ہا　　کرد از آن عقبہ ہای راہش وا
ہست انجام او کنون تحریر　　لیک عاجز زبانم از تقریر
موج او تا بعرش یان زد جوش　　در خور جوش از کجا سر پوش
بر من تشنه ساغری زان آب　　داد پر کرد و گشت من سیراب
از ہمه دار و گیر حر گردش　　زانچه اسرار بود پر گردش
ہر چه آمد به پیش صابر بود　　از ریاضت به نفس جابر بود
تا که از نور خویش نورش داد　　راه در پرده بر ظہورش داد
تا یکے روز خوفش از جا برد　　زنده خود را بمرگ از آن بسپرد
ہر زمانش خیالہا مے رست　　ہمچو گم کرده راه ره میجست
تا به شش سال داشت این احوال　　گشت از خوف سال او صد سال
دید کین جسم پرده جانست　　تا بود سایه نور پنہانست
در شکست خودش درستی بود　　پوست بشکست مغز زو بجود
در ریاضت بچشم خود آشفت　　با دل خویشتن چنین میگفت
گر من از خویش دست بردارم　　ترس و وہمی دگر کجا دارم
نور ہستی ز سایه بردارد　　غم بمن راه کی دگر دارد
نور ذکرش بفکر ره میداد　　ہستی خویش را ز سر بنہاد
نیستی از ہمه غم آزاد است　　نیستی منبع ہمه شاد است
چون ز خود مرد از خودی وارست　　خوف بار سفر ز پایش بست

از کمالش اگر سخن گویم　　فوج حیرت رسد ز ہر سویم
نیست کس را خبر ازین احوال　　از جلالش بود زبانہا لال
ہمچو آن طالبے که در کشمیر　　کرده خدمت ز جان و دل بر پیر
تا به پنجاه ز تربیت او استاد　　کرد از بہر او رقم ارشاد
دید گوش سخن شنو دارد　　ہر چه گویم ز دست نگذارد
لجه او لیس این دریا　　گشت از شرح حال او گویا
در حق او ز مرشد احسان شد　　قطره بود و بحر العرفان شد
زین سخنہا که مرشد دین کرد　　زینت بر مرید ازین کرد
بود تا بود آن جوان سالک　　در بلاہای پر غم و ہالک
در ہمه کار شیخ حاضر او　　شیخ زان راه ناظر آن رو
قرب راہا بیست تا چو بروی تافت　　کم شد او آنچنانکه نتوان یافت
فکرہا گونه گونه مے کرد او　　خون دل کاسه کاسه میخورد او
اندران دم نه مرده نی زنده　　سر بزانوی خویش افکنده
مردن نفس خویش خود دیده　　مرگ را ز آرزو پسندیده
جسم لیکن بمعنی آن رس　　بہر ارشاد سالک اینت بس
مشورت داشت با خود آن آگاه　　نور افعال مے نمودش راه
خوف من ہستی منست در راه　　نفس ازان وارد م چنین جانکاه
سایه و نور ضد ہم ہستند　　تا مرا بر غم و الم بستند
ہر قدر فکر کرد ره شد صاف　　نافه مشک بست ازان بر ناف
خوف حق ہستیش ہمه بگداخت　　بعد ازان در ره رجا انداخت
نیست باشد ز بند خود آزاد　　غم نه خواہد براه او افتاد
از خود و خواب کرد آزادش　　داشت در نیستی ز خود شادش

از همه سو چو باز آمد او | نورِ حق از رجا نمودش رو
تا یقین نیست خوف در رجا نست | در رجا مرد غرقِ القا نست
مومن الذات مومنش دریافت | دیدش آئینه صاف و در وی تافت
سالک اندر طلب چو مضطر شد | مضطران راست بارِ حق لابد
چشم خود بست مرده سان افتاد | حق کریم است و بار بر وی داد
از رهِ دل ازان انیسش شد | با خدا دل ازان جلیسش شد
چون ز دل منفذی رجا بگشاد | خوش بوجدی و حالتی افتاد
فکر بر حق ز نورِ مرشد بود | فکر را ره بدان طرف بنمود
بعد تلخی ز شربتِ دیدار | گشت سرمست و خوش شد او سرشار
آنکه کرد ایمنش چو آزاد دید | هم ز خوف و هم از رجا برید
دید مابین تجلیِ مومن | شد بایمان بر حق او موقن

تا رسد بر رجا درین ره مرد | خوف مرشد محصل او کرد
کرد با حق درست چون پیمان | دید مومن بچشم خود در آن
ایمنش کرد و گفتش ای فانی | باش ابد در بقای ربانی
مضطر است آنکه از همه برید | نے ز خود نے ز غیر بابے دید
دید حق نیست بے منش کس یار | گشت از روی مرحمت دلدار
تا به شش سال بود در خوف او | تا نمودش رجا ازین ره او
بودش این لطف مرشدِ کامل | تا شد از خوف بر رجا واصل
تا به شش سال جام تلخش داد | شد ازان باده از علل آزاد
این چو از خوف و بر رجا پیوست | دادش آرام تجلی حق دست
چون ز خوف و رجا جدا افتاد | رست از خویش و در خدا افتاد
مومن حق چو روی مومن دید | خویشتن را ز خویش ایمن دید

هر که از خویش و نفس ایمن شد | او بحق یافت راه و مومن شد
دید چیزے ز وصف بیرون او | کرد بیتی ز شوق موزون او
از خوف چو بر رجا رسیدم | ما بین بدیدم آنچه دیدم
سالها خوف ها کشیدم من | تا کنون بر رجا رسیدم من
چون من از دست خوف برسته | بر رجا در طریق پیوسته
جلوهٔ دیده ام که بے الم | تا ابد خوش شد است ازان حالم
ایمنم کرد مومن از دیدار | این خبر هست محکم الگفتار
آن نه محسوس در بصر آید | تا ز من بر کسے خبر آید
اوّل از من مراد بود است او | بعد ازان خویش را نمود است او
عمر در ترس حق بسر بردم | تا بحدیکه زنده و مردم
چون مرا کرد انیس آن دلدار | داد یک گونه در ان دیدار
اکرم الاکرمین رجا باشد | این صفت والیِ خدا باشد

نور ایمان چو بر روانش تافت | از خدا وصل یافت زان دریافت
پس بشنگرف شد رقم آن بیت | گشت روشن چراغ دل زان زیت
گرچه خود گفت خود درین آشفت | آمد و پیش پیر خود می گفت
خود به خوفم بسے دوانیدی | تا مرا بر رجا رسانیدی
هر دو حالت گذشت فیما بین | یافتم رویتی برون از شین
نے رجا و نه خوف در من ماند | لذّتے وصلِ نور بر من ماند
گر کسے پرسدم که آن چون بود | کی توان گفت آنچه شد مشهود
اندر آندم که او بمن پیوست | رفت هوش و حواس من از دست
من نبودم بخویش در آندم | تا کنم فاش راز در عالم
خوف حق خونِ دل مرا خون کرد | رو رجا از نقاب بیرون کرد
بود در خوف جلوه استغنا | از رجا کرد ره باحسان وا
از همین چشم بود بے این چشم | دیدم و ره نبرد در این چشم

چوں ز لطفم نموده است آں روی
بردم از مومنی و ایمان بوی

گشت آں جلوه ثبت در جانم
تا ابد زنده است ایمانم

نور او کرده غرق در نورم
نیز اندر نقاب مستورم

از رهِ نور چوں بسویم دید
هم دراں نور خود مرا پوشید

چیست آں نور چیست آں حالت
برده ام پی براں ز اقبالت

هست در شرحِ آں زبان کوتاه
گفتگو آں طرف ندارد راه

آنچه من یافتم چه خواهد بود
آں حلاوت مرا ازیں بربود

بوده ام چشم از همه اعضا
شد چنیں حالتے بمن پیدا

از چه ره نور رو مرا بنمود
وانکه بود آنکه را شد ایں مشهود

حیرتے در روانم ازیں حال
شد بر خاموشی بودنم دلال

نیست چیزے خود او که بنمایم
بر کسے راه راز بکشایم

نے بمعنی و نے بصورت آں
مثل دارد ز عالم امکان

چشم من روشن از چناں دیدار
شد ولی کو زبان دراں اظهار

حیرت و بینیم بجاں افتاد
زانکه آں جلوه بے نشان افتاد

گفت توحید رویت حق بود
نیست جز حق بر نزد من موجود

نی چو او لذتے نه چوں و رنگ
نے سرودے کز آں کنم آهنگ

بر سرِ شرح آنکه مے آیم
مے برد موج نور از جایم

بیخودم می کند ز خود آں حال
می شود از بیان زبانم لال

لیک ازاں نشاء مست هستم من
بندِ او هم ز خویش رستم من

هر که چوں من شود بداند او
آنچه من خوانده ام بخواند او

هر که چوں من شود دریں ره بخ
اوست ویرانه اندر و ایں گنج

وانکه آں گنج یافت نیکو شد
تا ز اغیار روی او پو شد

عشق را غیرت است با دلدار
پرده در رو کشد ز هر اغیار

هر که بر من مرید خواهد بود
خواهد ایں جلوه رو براو بنمود

او چو من شد ازاں ببیند او
او و من هر دو از میاں یکسو

چونکه شد او فنای من در راه
گردد از حال من چو من آگاه

آنچه او دیده در بیان ناید
پیسرِ خود بر مرید بنماید

شیخ دیں چوں تمام ازو بشنید
از رهِ دل بجبهه اش میدید

گفت بر فاضلی از و اینحال
گفت بشنو ز قول ایں قوال

از کجا هست آنچه میگوید
چیست در خاک ایں چه میروید

اندراں بزم پیش شیخ آمد
از حدیثے ز مصطفے سر کرد

گفت در خوف و در رجا آں پیر
هست ایمان ازیں دو آنرا گیر

پیشِ ما رویتِ خدا ایمان
هست تا هر که حق کند احسان

اول ایمانست از زبان اقرار
باز تصدیقِ دل بر آں گفتار

هست وقتی بدل دراں تصدیق
که شود معرفت بحق تحقیق

بیند از چشم جان و دل آں نور
هست ایمان دگر از و مستور

معرفت بر کمالش انجامید
دوست را بر صفاتِ مومن دید

ایں سخن از زبان مرشد بود
شد نهاں در روی بر آں فرمود

عام ایں نام را شنیده ستند
لیک از چشم دل ندیده ستند

گشت مابین تجلی اش در جان
که نیامد عارفاں ایمان

نام ایمان همه همے خوانند
آنچه ایمانست آں نمی دانند

از زباں هر کسے در اقرار است
نے ز تصدیق آں خبردار است

باید عین الیقین دریں کردار
تا بوی مومن اندراں بازار

هست تصدیق قلب و بدنِ آں
بانکه چوں شربتے چشیدن آں

گردد آں شربتش بجاں ساری
هست ایمان بخلق از و جاری

آں حلاوت ز وصل عاشق را است
عاشقے را که دوست ز انسو خاست

هر کسی آرزوی این دارد | دوست تا از که پرده بردارد
دیدنست و چشیدنست تصدیق | تا که دید و چشید و شد تحقیق

آن زمانست لذت ایمان | که ببینی درون جان جانان
علم را گر یقین نخواهد بود | علم خواندن ترا ندارد سود

گفتم از علم و از یقین زین پیش | همچنان شو چو آینه در پیش
تا که مؤمن به آینه تابد | جانت آن نور را بجان یابد

ورنه زاینسانست ناتمام است او | پخته مشمار چونکه خام ست او
نیست تصدیق قلبش از ایمان | دارد ایمان ولی ندارد جان

هست در خوف و حزن مستغرق | ره نبرد است او از این بر حق
خوف روزی و نان بجانش هست | تا مرده است از آن نخواهد رست

هر قدر خورده بیش بیشتش بیم | رستنش صبر و باشدش تسلیم
صبر و تسلیم شیوه‌ها نیست | لیکن او مغتنم شمارد زیست

حق نکرد است ایمنش از بیم | نیستش در رضا و ره تسلیم
عالمی در همین ره افتادند | عمر را وقف بر بلا دادند

بود ایمان ولی ضعیف از جد | گاه و بیگاه میکند دل بد
مستقیم و در رضا و تسلیم او | نیست باشد ز خویش در بیم او

اینچنین رتبه را فنا باید | در بلا و رضا و لا باید
خواهشی جز خدا نه در جانش | تا توان گفت صاحب ایمانش

از بغیر خدا که رو تابد | سالکی کو خدای را یابد
او که حق را شناخت حق را دید | از خود و آرزوی خود ببرید

کرد ایمان درست بر حق او | محو و فانی شد است در حق او
تا نه اینحال دست خواهد داد | نیست مؤمن نیافت او ارشاد

هست ایقان شان بایمان سست | وانکه دیدست مؤمن از وی رست
او نیست از خوف از رجا آزاد | گشت مؤمن خدائش ایمان داد

آنچه خوف و رجا ز لا شست او | زین میان وحدت خدا جست او
مؤمنی ایمنی بمن بنمای | راز این قول من باو بکشای

چونکه خوف و رجاست در ایمان | زین یکی یک بگیر و یک وامان
یا بمان هر دو را برو در حق | تا بگویم مؤمن بر حق

وانکه حق را ندید مؤمن نیست | یک زمانی ز نفس ایمن نیست
وانکه طی کرد خوف از راه | او فتادش چه باره ناگاه

دیدنی دید در میان آن مرد | با خود و دوست نیست یکجا گرد
گشت لا خوف نیز و لا حزن او | چونکه مؤمن برو نمود است رو

آن جوان مرد مؤمنی بتحقیق | [illegible] ره از توفیق
آنچه مابین این دو حال آمد | جلوه نور ذوالجلال آمد

تا کرا او بنور خود بنواخت | یا خود از مونسش مؤمن نساخت
سالها در میان خونش ماند | زان پر و بال نفس او افشاند

کرد از نفس و هستیش خالی | باشد آزاد جان و بالی
بعد از آن کرد ایمنش از جود | شد بر او از تجلیش مشهود

زایمنی مؤمنست بر مؤمن | آنچه می جست و دید و شد موقن
هر که از غیر خویش تابد رو | روی مؤمن در آن به بیند او

ای خوشا حال آنکه این بیند | تا دل و جانش آن ثمر چیند
سالها آنچه گوش کس نشنید | ای خوشا ساعتی که باشد دید

آنکه دیدست او همی داند | درد گویان بخلق می خواند
گر بپرسند درد تو چونست | او بگوید ز شرح بیرونست

طرفه دردی کز و شکیبائی | نیست بکلی از و که باز آئی
مونسش آن درد و یاورست آن درد | بر بد و نیک داورست آن درد

درد استاد و درس می گوید
گر چه من درد مند و زار ست او
او چو من پیر بحر العرفانست
صحت جان و دل بخشد او
گفت تصدیق قلب شرط این را
بالیقین تو بشر عبادت کن
عاشقانه کند بطاعت رو
تا یقین نیست کی شود تصدیق
خواهد آن دولت ابد او یافت
لذت مؤمنی چو او دریافت
یافت از فقر وصلت ایمان
گشت تصدیق قلب او ایمان
بر زبان مستقیمش مدد می یافت
او نه جسم ست ونی دل و نی جان
مرأت مؤمنست این مؤمن
سینه او که پر ز جانان شد
او نه در بند این و آن باشد
خویش را در طرق بدل کرد او
در طریقت از عاشقی مرد او
صحبت مؤمنان ز حق بخواه
او بحق واصلست از سایه
بود هر لحظه سیرها هوسیش
چشم بر بند و چشم را بگشا

حرف ها بی کلام می روید
پس بدر دم ترکیب یار ست او
علم او پر ز در و مرجانست
هر چه گوید تو گوش نه بر او
تا بتصدیق میرسان دین را
حاصل از جهد آن سعادت کن
بعد ازین نیست بنده عاشق گو
در شکست نیست حاصلش تحقیق
عاشقانه براه او بشتافت
هر چه جز مؤمنی از آن بر تافت
گشت طالب بفقر او از جان
نور را دید نورش از ابقاست
سوی مؤمن ز غیر روی یافت
هست از پای تا بسر ایمان
مصطفی گفت هیچ شو مؤمن
مؤمن و مؤمنیست ایمان شد
وصل حق یافت در میان باشد
مشکل خود ز جهد حل کرد او
ره معشوق خود از آن برد او
تا بمؤمن بری از آن ره راه
میدهد مرشد مرید را پایه
در زمان بازگشت تا سوییش
آنچه با بین دیده شد بینا

بی زبانست آن زبان دانی
بعد از آن هر دو دین یکی باشم
درد تو جان بجان دوا باشد
می بنز سیم همه گر احوال
تا بیابی تو لذت حرفم
از عبادت چو شد یقین حاصل
اینست بازار طالب و مطلوب
هر که بسیار از خدا ترسید
این چو بشنید شادمانی کرد
با همه در خدای روی آورد
از خود و غیر ازین جدا شد او
ره بحق در سلوک پیمود او
فی بخوف و نه بر رجا می زیست
چون ز صیقل دلش صفائی یافت
خویش را ساخت او چو آیینه
هر که زاینگونه وصل جانان یافت
ای پسر این مقام ابدالست
از سر نو ز خویشتن زاید
مؤمن اینجا چو پرتوی انداخت
نیز ازین راه مرشد کامل
هر کرا او رها ند از پرتو
چشم از خود چو بست شد ها هوت
حفظ در هر دو حال می باید

درد کو تا کتاب من خوانی
عارف هم بجز شکی باشم
بهر بیمار آن روا باشد
هست احوال هم بهم دلال
از کجا هست باده در ظرفم
شد به معبود خویش عاشق دل
همه گر را شده بهم مرغوب
متقی شد ره خدا بگزید
در ره فقر جان فشانی کرد
دل ز هر آرزوی بیرون برد
مؤمن و واصل خدا شد او
مست ایمان خویشتن بود او
مرده از خویش و با خدا میزیست
عکس مؤمن درون او می تافت
دوست جا کرد اندران سینه
پیش ما مؤمن است و ایمان یافت
اهل تبدیل را همین حالست
بعد از آن نور آن جهان را دید
نیز این راز نور مؤمن ساخت
طالبان را کند بحق واصل
اند کی وصف حال او بشنو
چون گشاید ز خویش شد ناسوت
تا شریعت طریقت ناید

نیست بیرون ز عالم کون ذات / باشدش از ذات‌اش ایجاد اثبات
هم غنی او ز عالم است بشناس / فرض حفظ مراتبت را پاس

زان که آن مؤمن سبک روحش / سیر هاهوت ساخت مفتوحش
شیخ چون دید او تسلی شد / ذات وحدت بروی تجلی شد

یک صفت از صفات حق دریافت / زان صفت تو بهر صفاتش تافت
آن صفت مصدر صفتها شد / عارف جمله معرفتها شد

زین تماشا بذات در پیوست / یافت تمکین و از تلون رست
باللطف اللطیف خود دریافت / بهر تو صبح حال او بشتافت

اسم مؤمن به شغل او فرمود / بر سر شغلهاش این افزود
شد ز ایمان گذاره‌ات در کار / اسم مؤمن همیشه کن اذکار

شکر کن طاعت تو بار آورد / مؤمنیت بروی کار آورد
چونکه خوف تو بار جا پیوست / جان از این راه با خدا پیوست

روز و شب رو بروی حق می باش / واصلی بر خدای گفتم فاش
گر رجائی خداست بیخوفت / دیو باشد هنوز در جوفت

هم داری امیدی از دوست / مغز تو گنده گنده باشد پوست
می‌نیابد کس آن که اصل است حال / باش در خوف حق بحق مینال

گر کند ایمنت تو ایمن باش / ورنه در پاس شرع مؤمن باش
چون خدا کرد ایمنت از جود / یا در خوف و شکر باید بود

خوف نا ایمنی ترا ره داد / باید آن خوف بر تو باقی باد
تا بآنجا رساند خوفت کار / بهر تو گر تو یار باشی یار

شرط راه خدا وفاداریست / بیوفا بودنت نه از باریست
جام پر کرده داد در دستش / تا ابد کرد همچو خود مستش

داشت این باده آنقدر مستی / که برون کرد از سرش هستی
تشنه آتش از شمار مقتول بود / وقتش از حد و حصر بیرون بود

مست تر شد ز جام آن اذکار / تا ابد یک زمان نشد هشیار
در طریقت شراب خوانندش / در شریعت حلال دانندش

در حقیقت همین بست اگر هیچ / هر چه هست نور دین او دیگر هیچ
بهر این یار نفس افسونی است / بهر بیمار عشق معجونی است

عاشقان کرده اند شیرین کام / چون گرفتند از انبیاء انعام
سوخته جان شفا از آن دریافت / مرده هم زندگانی از سر یافت

ذاکر اذکر میکن این اذکار / پس زند کور چشم احسان در ار
افضل الذکر از رسول الله / بشنو و ذکر کن گه و بیگاه

بهر صد جام آب حیوانست / شادیش را ازین ابد حاصلست
خواندن این بنای اسلام است / ز آفرینش بذات این کام است

گر بخوانی بمرده یابد جان / گر نخورد کافری برد ایمان
بهر اعمالست کحل بینائی / این بهر ناتوان توانائی

هر که مبروص هست بر و بخوان / تا بیابد ازین شفا از آن
هم به مجذوم این دوا آمد / بهر هر علت این شفا آمد

رو بسوئی می فروش باید کرد / از کفش جرعه نوش باید کرد
بهر این باده خانمان بدهند / بهر این جام جسم و جان بدهند

هر که بر سوئیش از حقارت دید / کور ابد خویش را بصارت دید
در همه عمر ذکر این میکن / خویشتن را از اهل دین میکن

وصف اینست کلمة التقوی / ذاکرش راست جنة المأوی
از هزاران بلا نگهبانست / دولت افزون کند بهر آنست

باید افراط کرد در خوردن / سیری از این نه تا دم مردن
گر دم مرگ ماند یاد آن نام / در دو عالم تراست شیرین کام

لیکن آنها که خوانده اند این را
چونکه در باده او نظر دارد
هست ازین نام جلوهٔ عالم
گر کند او بکس دران تعلیم
گر ازین گونه می کنی اذکار
باده کز دست می فروش آمد
از چنان باده کرد سرشارش
آن سیاهی که بود در جانش
آن سیاهی است لفظ الا الله
وصف نور سیاه می گویم
بر سیاهی سیاه کس ننوشت
چشم را آن نوشته بنماید
گرد لا از دل او کدورت را
زانکه چشم سفید بینا نیست
حسن آئینه دوست میدارد
پس نویسند بر دلش الله
در همه جسم بر او بنیان آور
گر دل ساده می بیابم من
او که در جان خویشتن خواند
آن سیاهی بدل همی بینند
هست بر این همه همین اذکار
ذکر این است و کردنش اقسام
خویش را کرد لا و الا الله

بیش ایشان بگیر تلقین را
بعد ازان نشئه و اثر دارد
شد ازین نام صورت آدم
بهر آن تشنه باش این تسلیم
هم ازین باده بیشوی سرشار
اندرون نشئه بجوش آمد
شد سیه مست و بیخودی کارش
گشت بر جمله درد و درمانش
چون نشینند بدل کشاید راه
لیک دانای او همی گویم
گر تو ابیار کسی نماید زشت
بهر خواندن سواد بگشاید
داد الا الله جلوه صورت را
گرد رو نیست مردمک وا نیست
ذاکر از ذکر آینه دارد
صاحب دل ازان نقط آگاه
بر دو را و نه از ارادت سر
زین نوشتن بر و نشانم من
از ازل تا ابد همه داند
اندرین راه و اندرین دربند
برده هر کس ازین ره اسرار
هر که هر قسم کرد یا بد کام
سوی خود داد ذاکران را راه

می خر از پیر می فروش انجام
جمع معظم به میم ازین نام است
هر که در ذکر این دوام افتاد
این چو او نیز مست خواهد شد
ورنه صد سال گر نیوشی تو
گرمی چشم و گرمئی باده
گشت جام جهان نما آن دل
زان سیاهیست خط ارشادش
زان سیاهی سواد عالم شد
هر که از دل کند سیاهی دور
خط دران صفحه هیچ پیدا نیست
هر کرا دل سپید خواهد بود
اندر او آن سیاهیست بنا
نکته رشد بعالی بیضا
صفحهٔ دل اگر سپیدت هست
هر چه آن نقطه راز خواهد گفت
هر چه فرماید او بکن اذکار
نقش این بر صحیفهٔ جانش
نقشبند آنکه نقش می بندد
کبروی از رهِ دگر این یافت
هر که جز این بکس بود اوراد
تا نشد نفی نیست اثباتش
عاقبت حاصل همه یک ذات

تا برآید تر از نوشتش کام
این سما و زمین ازین نام است
شد بشر آنکه در دو بکام افتاد
تا سخی او ز دست خواهد شد
مانده سردی دمی نجوشی تو
نشئه در جان طالبان داده
هر چه اسرار شد برو حاصل
که نوشتست آن جهت استادش
زان سیاهی خمیر آدم شد
آن سیاهی درو نماید نور
در سیاهی سیه هویدا نیست
زنگ دل از ریاضت او بزداید
چشم از مردمک بود بینا
لیک وقتیکه سیه شد بینا
دیدن نور ازان امیدست
بر کس آن مرد باز خواهد گفت
تا ازان نور نور یابی بار
چون نویسیم همانست ایمانش
بر همین نقش دل بپیوندد
هر کس از یک رهی بحق بشتافت
عاقبت هیچ بر نخواهد داد
ره بجز نفی نیست بر ذاتش
شد ز هر راه بحق اثبات

هست از قول احمد مختار — نام این ذکر افضل الاذکار
وانکه این نقش را بدل بنشاند — اول از دل همه برون افشاند

چونکه آن نام دید جا خالی — شد در انجای محفل عالی
نوریان حوریان همه در رو — جای حق است و جا در انجا جو

اوست دانا که چیست این منزل — اوست بینا که چیست این حاصل
بحر العرفان چو موج خود در خواست — هستئی هیچ کس بجا بگذاشت

نکته هست هر کرا از دل — شد پدید ابر اوست این حاصل
ذاکران چونکه ذکر این دارند — خویشتن را ز نفی بر دارند

قطره میشود چو می این نام — پس بریزند مرد را در کام
مرد زان قطره مست خواهد شد — هر چه هستی ز دست خواهد شد

هر چه از قول و فعل ایشان بود — نزد طالب خدای در آن بود
لا نهنگست هستی او را خورد — پیر را با مرید در خود برد

سامع و قایل این زمان فانی — حاصل وقت هر دو حیرانی
مرشد و آن مرید ازین می مست — هر دو از خویشتن شده از دست

قطره می ز جام روحانی — خورده و گشته هر دو نورانی
نور شان کرده است جهان روشن — کوه و صحرا خانه و برزن

آسمانها ز نور ایشان نور — هر دو عالم از آن شده معمور
هست بودند ولیک نی بر خویش — مال دار و غنی و نی درویش

آن نفس های شان چو آتش گرم — آتش شان نبود در آزرم
عنصر از چشم شان برون رفته — وقت شان از کم و فزون رفته

چند روزیکه در جهان بودند — در قباب خدا نهان بودند
بلکه خود را ز خویش دزدیدند — ز آفت چشم زخم ترسیدند

خال نیلی بروی خود کردند — پشت بر روی نیک و بد کردند
هیچ کس پی نبرد از ایشان — خواه بیگانه خواه از خویشان

وانکه نادان ظنش پریشان شد — وانکه دانست همچو ایشان شد
زان سبب راز ماند پوشیده — آنچه بودند آن نشد دیده

حق قدیم است در قدم رفتند — زنده و در ره عدم رفتند
وحدت صرف حال ایشان شد — محو بودن کمال ایشان شد

وهو معکم چو حاصل شان بود — جهد کردند تا شد آن مشهود
قرب حق گشت حاصل ایشان — مقعد صدق منزل ایشان

بحر در جست جوی شان پر جوش — خوش سرایان بلند و بس خاموش
هر دو از هم جدا نه بودند — یکدمی بی خدا نه بودند

در مکانیکه جای ایشان بود — مرغ دو را بگو کجا جا بود
محفل قدس حق که توحید است — کی کسی اندرو کسی دید است

از حضوریکه قلب ایشان داشت — حق بغیر از نماز شان بگذاشت
بود شرع و نماز شان جامه — تا ندانند حال شان عامه

لبس شان جامهٔ عبودیت — جان شان غرق در ربوبیت
حق شناسان بحال عارف — کس نه جز حق بحال شان واقف

بهر رد بلا قباب این حال — تا نیفتند خلق در اضلال
صوفی اندر خدا بود نابود — راز صوفی از آن بکس نه کشود

زان چنین جامه را بر کردند — چند روزی بخلق سر کردند
هر دو مومن نماز حق کرده — در نماز از نیاز شان پرده

عکس و آئینه حالت ایشان — این ز معنی دلالت ایشان
هر که در پیش شان دمی بنشست — هستیش [illegible] تنش بشکست

هم دگر قیل و قال ها کردند — هر زمان وجد و حال ها کردند
جستن شان همه جهان بشتافت — کس نه ز ایشان نشان عالم یافت

موج از باد در طلاطم شد
بر نخریقان غریق یار آمد
لی بدہ یادشان و فی مادر
چون که بر اصل کار پیوستند
چون ز خود یافتند آزادی

گوهر در لفد استتی او

بله لی غرق بحر اخلاصم
بله لی سیر بر سما دارم
بله لی یار ما خدا کردند

هی ولنگ آنکه چشم ما باز است

هی ولنگ آنکه ما سیه هستیم

هی ولنگ آنکه جهد از نفسو بود

هی ولنگ آنکه جذبه آنسوی

روح در چار میخ عنصر بود

پر بر آورد مرغ جان از شوق

شکر لله که نور در نوریم

آنچه ما هستیم کس نیاد دید

ذکر نامش غذای جان داریم

آنچه زین ذکر یافت بر ما نور

گر یکی زین بدست کس افتاد

گرچه لب باز عمیق و بیحد هست

یکدو جامیکه نوش خواهد کرد

بر حق او خلق را کند ارشاد

در کسی غرق شد درین دریا

هی ولنگ اینچه دولت و بخت است

هی ولنگ این زمان فنا هستیم

هر که جوینده بود خود گم شد
زان که آن بحر بی کنار آمد
پی عقب کرده پیش را سر
رقص را شاد کام بر جستند
هردو در رنگ مست و در شادی

بر نخریقان خویش دریا داد

بر کرم های دوست زان خاصم
از همه روی بر خدا دارم
چشم ما را پر از خدا کردند

هر نفس را هزار آواز است

از همه گیر و دار وا رستم

لیک توفیق جهد از او بود

زینجهت خانه تافت ما را روی

لا کلیدی شد و از و بگشود

طی کند راه آسمان از شوق

در خدا چون خدای مستوریم

زانکه دیدن نیامد است توحید

جان پر از نور او از آن داریم

اندرین لجه گشت از آن مستور

گردد از بند قید ها آزاد

هر کسی سر این ندارد دست

بحر از آن خم ز جوش خواهد کرد

زانکه این بر هدایت ست آزاد

راه تا بزم راه گشتش وا

جان ما شاه و جسم ما تخت است

قطره و بحر در خود هستیم

راه دریا کسی که می پوید
زنده و غرق آب می باشند
آن قدر زین شراب آشفتند
حاصل جهد خویش چون دیدند
چون رسیدند بر رسیدن ها

شیخ چیز یکه گشت باز آورد

بله لی با مسیح انفاسیم
بله لی هم خدای ما را خواست
هی ولنگ این زمان بگو قوال

هی ولنگ آنکه پرده این ساز

هی ولنگ آنکه ما چو مز ماریم

هی ولنگ آنکه سبقت اینکار

چار عنصر ز چشم ما شد دور

عنصر از آن برنگ روح آمد

می کند رقص میرود در راه

خاک ما آفتاب شد زین راه

ما ازین ره ز خویش آزادیم

هر که خواهد چه ما بیاید راه

بحر العرفان برحمت وهاب

نور ازین در بشش کند چون روز

گر یکس جرعه بدست آید

تا ابد مست از آن شراب است او

زان شود بر سلوک دل راغب

مست شد بیخودانه می گوید

هی ولنگ از زبان او داریم

هی ولنگ آنکه سر در و بردیم

باید او را که ترک خود گوید
زان زمان که در قباب حیا باشند
بله لی و ولنگ می گفتند
بله لی گوی مست رقصیدند
دیده اند آنچه بود دیدن ها

هی ولنگ از طرب بکار آورد

زنده گی بخش چشم بیمارم
خواهست از هر دو سوی آمد راست
تا بر قصیم از خبر احوال

دارد از محفل خدا آواز

از نوا زنده این نوا داریم

گرد دریا ز روی رحمت بار

این کدورت ز نور حق شد نور

زین طلب آن بما فتوح آمد

تا بوحدت سرای الا الله

از کرم هم قباب شد الله

چون ز ما جمله اوست ما شادیم

گو بگو لا اله الا الله

چار لجه پر از در خوش آب

گو بخوان ورد آن همی افزود

ره بحق بر روانش بنماید

خوردن این جام فتح بابش گو

زان نباشد بآب و گل راغب

از زبان و دلش همی زدید

حسن از و هست آن او داریم

گو ببا بحر را فرو بردیم

ماہی ولنگ آنکہ بحر در موجست — جوش این از حضیض ما اوج است
بلہ لی ماہیان این دریا — بے زبانند حمد حق گویا
بلہ لی بہر قبطی است این خون — نیست این بے نصیب برآن دون
نازل از آسمان بما خوانست — ہر قدر میخوریم از آن نانست
شادی و غم ز راہ خود رفتیم — ہر دو را ہر دو لا و لا گفتیم
یا خدا گوی را تو کل یار — ہست از بہر دریا بار
ہر دو عالم نثار ایشان شد — بحر العرفان حصار ایشان شد
گر کسے رفت کی برون آید — تا حقیقت بخلق بنماید
گرچہ در صورتا بشر ہستند — در معانی ازین صفت رستند
رہ نزا ابر ارچہ نیست خور پیدا — پر ز خفاش مے نگردد راہ
نیست شب باز روز روشن ہست — گرچہ ابرش بر و نقابے بست
مرد حق در قباب می باشد — زیر ابر آفتاب مے باشد
عالمانے کہ از عمل مستند — علم گشتند از خودی رستند
ہر کہ در علم حق فنا باشد — ہستئ اندرو کجا باشد
ہمچنان این مرید و آن مرشد — بہر تخصیص نور او در جسد
ذکر حق ہر کہ کرد داد این بار — ذاکر حق شود بکن بسیار
گر برہ سال ہا ہمے رانی — تا نہ چون ما شوی غمے دانی
ذکر معشوق عاشقان دارند — لذات وصل از آن بجان دارند
نیست بے ذکر و بے نماز این راہ — ہم رہ اندر نماز ایشان خواہ
ہست شرح نماز شان در پیش — آن بود مرشدی بہر درویش
آنچہ شد از زبان شان مذکور — ہست در جلد دیم آن مسطور
روز و شب در نماز می بودند — اندر بیانت دمے نیاسودند

بلہ لی بحر بیکنار است این — پر ز لولوی شاہوار است این
بلہ لی آب اینچہ شیرین است — بہر کامی کہ طالب دین است
ماکہ مومن شدیم بر موسی — آب حیوانست بہر ما ہر جا
کیست موسی کہ امر حق آورد — بحر ما تا زما کدورت برد
ہر زمان یا خدای میگوئیم — یا خدا گفتہ و برہ پوییم
شرح ازین لجہ ذکر و ذاکر بود — تا چہ از ذکر شان شدہ مشہود
کس دران بحر کی بیابد راہ — تا شود از وجود شان آگاہ
آن غریقے کہ غرق دریا شد — بر کسے راز او نہ پیدا شد
خاک شان ہمچو ابر بر خورشید — از جمال شان نومید
کو رہم گو بدش کہ این روز است — گرچہ دیدن بخور ندارد دست
نور کرد است ابر نورانی — تا تو زان روز و شب ہمی دانی
عالم و عالم ہست ازین پیدا — عالمان را بجو نوای شیدا
عالمان را وجود باشد علم — زان بدار این سود باشد علم
نیست و ہست مے نماید او — نیست شو نیستی از و ہیچو
ہر کرا نور از یقین باشد — ذکر او نیز ہمچنین باشد
تا شود قطرۂ تو ہم دریا — ہم بدانی چہ حاصلست برما
اندرین لجہ شرح ذکر آمد — تا چہ حاصل ز ذکر و فکر آمد
عابدان را نماز بر معبود — ہست و دیدند شاہد مقصود
آنچہ از ذکر بودہ است ردہ — اندرین لجہ کردہ ام ایراد
آنچہ اندر نماز مید بدند — آن ازین کمتری نپوشیدند
بہر ترغیب در نماز است آن — حق بخوانی نماز را سے خواہ
آنچہ از ذکر حاصل شان شد — کردہ ام شرح زانچہ شد لابد

هست اسرارها جز این بسیار   کان نیاید بگفتن از گفتار
هر که را سیر آن طرف رود او   دیده است او و باشد آنرا یاد

وانچه قرب نماز خواهد بود   بر تو خواهم تمام از آن بنمود
هست در لجهٔ دوم مرقوم   چون مطالع کنی شود معلوم

صوفیی را که ذکر فانی کرد   آنچه او کرد کی توانی کرد
گر شوی همچو او بحق تسلیم   هست احوال او ترا تعلیم

هم کنون از نماز او بشنو   همچو او در سلوک حق بگرو
خدمت اهل دین بکن از جان   تا بری ره بعالم ایمان

آن جوان آنچه یافت از مرشد   هم تو یابی اگر شوی در جد
هر ده یکجا بعمر خود بودند   یک نفس غیر هم نیاسودند

شرع را چون لباس پوشیدند   در طریقت بهفته کوشیدند
تا بجائیکه جاست ره بردند   محو بودند تا از خود مردند

در حقیقت به کار خود کردند   بی نشان بی نشان خود کردند
ظاهر شانست انجمن آرا   باطن شانست رهنما ما را

ظاهر شان مدام در مسجد   باطن شان بنور دل در جد
قلب را تزکیه همیدارند   زنگ دل را ز ذکر بردارند

نیز من کهنه رند این دیرم   هست در لجهٔ دگر سیرم
اندرین لجه شدت موجم   برده است از حضیض بر اوجم

آنچه آداب بر مریدانست   پیش شیخی که صاحب ایقانست
ذاکران را ز ذکر حق احوال   چیست حاصل کتاب من شد دال

هر که کردست نفی غیر از ذات   مخبر است این کتاب بر اثبات
خواستم از خدا درین توفیق   تا در آن هم کنم بکس تحقیق

تا بجدیکه اجتهادم هست   موج آن بحر در نهادم هست
تشنگان را از آن کنم ایثار   تا شود جود بحر حق اظهار

آنچه اوراق کرده ام مسطور   هست حمد و ثنای حق مذکور
گر بخوانی تو عابدی زینکار   هم ثناگوی حضرت غفار

شد بذکر و نماز این ترغیب   زین کنند اهل دین بدین ترغیب
شرح احوال عارفانست این   وانکه عارف بود چو جانست این

هر که زین گفتگوی بوی نبرد   غیر ازین جرعه نخواهد خورد
دین و دنیا ازین شود کامل   هر کسی کو بامر شد عامل

حرف مستی اهل ذوقست این   نشئهٔ جام اهل شوقست این
من نیاورده ام که گیری عیب   هیچ از من خود آمدست از غیب

عیب از غیب کی شمارد کس   دست بر ردّ آن ندارد کس
اندرین دور هر که مخمور است   گو درین دیر شو که معمور است

(۱) جرعهٔ تشنه گفته نوشیدی   تشنه تر گشته و بجوشیدی
پیشتر بیشتر عطش داری   آب باشد ز بحر برداری

(۲) کم نگردد ز بحر هرگز آب   اینچنین کرده موهبت وهاب
تشنهٔ تشنگانست این دریا   هر قدر تشنه بنوش از ما

(۳) سوی دنیا مرو سرابست این   کهنه ویرانهٔ خرابست این
تا سر و تشنگیت خواهد گشت   زانکه دارد بسوی طالب پشت

(۴) وانکه این را فگند از خود دور   باشد آن گنج این ابد مسرور
وانکه ویرانه خواست آن گنج   باشد او را ابد هزاران رنج

تا سه وتشنگی ابنست به   ترک دنیاست بهر دینت به
حضر دینست دغول شد دنیا   از ره حضر باش ره پیما
حضر وقتِ تو مرشد دین است   بحر العرفانست مرشدت این است
وجه خود را بوجه حق آور   او ابد بالتو همره و یاور
اندرین لجّه غسل باید کرد   تا شوی در نماز مردان مرد
چوں شدی پاک سوی پاکاں پوی   تا نماید خدای پاکت روی
ذکر کن لا اله الا الله   پاکیِ خود ز نور این میخواه
خویشتن را ز لا که مے شوی   پاکی و پاک راه مے پوئی
نور افعال برازین ذکر است   ذاکرِ این مدام در فکر است
فکر را سر بجیب بگذارد   زاں تماشای نور دل دارد
پاک و ناپاک را بود دانا   او گذارد نماز بے پروا
چوں بسجاده روی بگذاری   روی خود بر کدام سو آری
آنکه بیناست قبله میداند   او نماز خدای میخواند
دل چو قبله نمای شد او را   کرد بر قبله او ازاں رو را
سجده بر قبله اش نه خواهد بود   نور حق قبله را برد بسجود
نور حق است ز ذکر حق حاصل   ورنه داری نماز سست آفلِ
نور افعالِ صوفیه اینست   هر که دارد نمازش از دینست
ورنه رو در نماز و دل غافل   کی رضائی خدا شود حاصل
نفی و اثبات قبله نماید   چوں کز آئینه زنگ بزداید
دل ز وسواس هم نگهدارد   جز خدایش به هیچ نگذارد
بے طهارت نماز نتواں کرد   پس درین بحر غسل کن ای مرد
گر دلت را است نور الا الله   بر سوئی قبله ات نماید راه
قبله باشد بهر دمت منظور   گر بوِی سالها ز آتش دور
خویش را پاک کن ز هر وسواس   تا بود بر حضور قلبت پاس
تو وضوئی درست ناکرده   کی رسی بر در سرا پرده
شد نمازت روا چو باشی پاک   کن تیمّم ز خود که هستی پاک
تا نه از خاکِ خود بشوئی دست   سوی مسجد شدن نه اهلیت هست
گر ترا جامه پاک جان پاک است   نیز سجاده ات ازاں پاک است
خود خدا در نماز خواه از تست   این مقامت ز ذکر خواهد رست
اوّلیں رکن در مسلمانی   هست این نام پاک تا دانی
هم دمِ مردنت اگر این نام   ماند یادت تو مومنی انجام
عاقبت هر کسے که محمود است   تا دمِ مرگ ذکرش این بود است
روز اوّل که بار این برداشت   تا که مرد است این عمل نگذاشت
هر چه او را ز دار فانی بود   کرد در وقت مرگ آں پدرود
چونکه رو سوی دار العقبا کرد   برد ازین ارمغاں بحق آں مرد
هست آں بار بر تنِ آدم   هست ازاں راه بر خدا محرم
وقتِ مردن کسے که نوشید این   چشم پوشیده ذات حق دید این
ور کسے زنده این عمل کرده است   وصل دلدار خود ابد کرده است
گر مدام این شراب را خوردی   کافر است آنکه گو بدت مردی
هر وضو را وضو ازین نام است   ورنه غسل و طهارتت خام است
آب کی پاک می تواند کرد   پاک ازین سبو که آب پدید کرد
صبح اگر غسل کرد یا در شام   کافر و پاک نیست در اسلام

زانکه این نام او نمی خواند	راه پاکی بحق نمیداند	گر همیکرد ذکر این اذکار	پاک میشد ز کافری یکبار
گر ز هفتاد ساله عصیان داشت	این عمل جرم از و همی برداشت	پاکی آب زایل از بادی است	این طهارت چه سست بنیاد است
غسل از بهر حق بکن هردم	تا بماند طهارتت محکم	چونکه تو غرق اندران باشی	تا ابد زنده و جوان باشی
سے نیابد درو خیانت راه	پاکی از ذکر نام حق میخواه	چونتو از ذکر پاک حق جستی	اندران نشاء تا ابد هستی
زان نماز نماز خواهد بود	هم دولت پُر زراز خواهد بود	نزد صوفی حضور قلب است	هرکه دریافت اکمل الدین است
	ورد کن صبح و شام در این راه	اَشهد اَن لا اِله الا الله	
	ذاکرانراست عاقبت محمود	ذکر حق کن که حق چنین فرمود	

تمام شد

علاوه از کتاب بحر العرفان، بسیار غزلیات و رباعیات و مخزن الاسرار وغیره از جناب حضرت میرزا قدس سره
تصنیف شده اند منجمله آنها چند غزلیات درج ذیل اند

جان من در رهش فدا باشی — از همه آرزو جدا باشی
چون تو از خویشتن فنا کردی — بے گمان زنده بقا باشی
چون زد خاک تو ز تو برباد — بعد ازان قابل لقا باشی
تا تو باشی خدا از تو دور است — خود مباش و دگر خدا باشی
چشم را از نظر نهان سازی — گر برون از همه هوا باشی

ساز با درد و غم توای اکمل
بعد ازان سر بسر دوا باشی

ایضاً از حضرت میرزا رح

چو ساقی باده را در جام کرده — سرا در می‌کشان بدنام کرده
بلا بالا قیامت جلوهٔ او — ز خطِ این صبحِ ما را شام کرده
به خود هرگز نه سازد عاشقِ زار — دو چشمش بی‌خودی انعام کرده
به قصدِ مرغِ جان آن صید افگن — دو زلفِ خویش را چون دام کرده
ز دستِ دل پریده مرغِ آرام — چو جان در عشقِ او را رام کرده
به کامِ خود رساند آن شوخ ما را — چو از کامِ جهان بی‌کام کرده

بجان اکمل خریده عشقِ دلبر
به خود معشوق و عاشق نام کرده

ایضاً

هستیٔ من ز من بدر - کرد که کرد یار کرد — محوِ خودم به یک نظر - کرد که کرد یار کرد
سازِ رخ بحتِ ذاتِ او - هست همه صفاتِ او — مظهرِ خیر و شر دگر - کرد که کرد یار کرد
بوده ام اصلِ جانِ جان - منبعِ فیضِ کن فکان — باز مرا در بدر - کرد که کرد یار کرد
خود پدر است و خود پسر - خود مدر است و خود حجر — جلوه ز روی یک دگر - کرد که کرد یار کرد

اکمل ازین غزل که گفت - کرد عیان همه نهفت
بروی ازین جهان خبر - کرد که کرد یار کرد

ایضاً از آن حضرت رح

چشمِ دغاباز را - سرمه چرا کردهٔ — چشمِ بلا سرمه بلا - این چه بلا کردهٔ
ابروی تو چون کمان - تیرِ مژه در نهان — بهرِ شکارِ عاشقان - حرب بپا کردهٔ
دستِ تو سرخ از حنا - قد و لباس خوشنما — ای که برای قتلِ ما - فکر بجا کردهٔ
خندهٔ تو خوشنما - غمزهٔ تو جان فزا — جان و دلم ترا فدا - طرفه ادا کردهٔ

اکملِ خسته دل ترا - کرد به صدقِ دل دعا
بوسه اگر کنی عطا - رحم گدا کردهٔ

فقط

تاریخ طبع از میر حبیب الله صاحب کاملی متوطن و سجاده نشین بقاع اکملیه

فکر کردم بجان فرو رفتم — سر بر آورده آفتاب از جیب
خواستم بهر سال تاریخش — مصرعی چست با هزار آسیب
بحر العرفان اکمل پیران
طبع شد گفت هاتفی از غیب

ایضاً منه

بحرِ عرفان کاشفِ اسرارِ شرع
شد ز طبعش آگهی از اصل و فرع
سر کشید از چرخ ملهم زد ندا
مثنوی ثانی آمد این ز طبع

ایضاً تاریخ طبع از جناب مشیخت پناه فضیلت تزئین میر شمس الدین صاحب کاملی المتخلص بہ میرؔ ۔

از اتفاق شگرف اینکہ بست و یک شوال　　بعرس حضرتِ سلطان احمد علوی رضؔ
رسیدہ است بہ تکمیلِ طبع صحف کتاب　　ز سعی میر حبیب اللہ آں بسعی قوی

ہنوز ز طبع سر دفتر امید در خاطر
بود بجانِ مجانِ ز فیض مصطفوی

ہزار شکر بخلاق عالم تکوین　　شگفت گلشن عرفانِ فیض دین متین
دلِ من از پئے سالِ طباعتِ این صحف　　سوال کردہ ز فیضانِ جبرئیل امین

رسید مژدہ ز پیکِ امین از سر عرش
کتاب بحر العرفان کلام اکمل دین

سنہ ۱۳۸۱ھ

ایضاً تاریخ طبع از جناب مشیخت پناہ پیر حسن شاہ صاحب کاملی المتخلص بہ اُلفتؔ

حمد بیحد از عنایات امیر دوسرا　　طبع آمد بحر العرفان شرح حال اولیا
سر کشید از چرخِ ہفتم منشئ گردوں مکان
بحر العرفان وارداتِ کاملِ ملزدندا

سنہ ۱۳۸۱ھ

ایضاً تاریخ طبع از جناب سیادت پناہ مبارک شاہ صاحب گیلانی۔ المتخلص بہ فطرتؔ

کاملی تا حبیب رحمان است　　ناشرِ درّ بحر عرفان است　　حدہ چہ گلدستہ ایست عطر فشان　　کہ معطر ازو دل و جان است
دردِ کامل بود پئی ناقص　　بہر ہر دردمند درمان است　　غنچۂ دل شگفت ہمچو گلش　　ہر کہ از زمرۂ مریدان است
سعی کردہ بطبعِ این نسخہ　　راضی از وی خدای منان است　　خلفِ صالحے است از کبری　　لو گلے از ریاض ایقان است
در شرافت دُر یست تابندہ　　گہر کانِ نقدِ ایمان است　　یاورش در رہِ خدا طلبی　　شاہ جیلان و شاہ ہمدان است
عاشقِ صادق ز بزمِ حبیب　　مخلصِ کاملے بدوران است　　بذل و جود و سخاست سیرت او　　صورتش ہمچو مہر تابان است

گفت ملہم کہ چیست تاریخش
گفتمش شطِ بحر عرفان است

۱۳۸۱ھ

ایضاً تاریخ طبع از خاکساران درگاہ العلیہ احقر نور الدین کاملیؔ ابن خلد پناہ شاہ عبد السلام صاحب کاملی سولی۔ کاتبِ کتاب ہٰذا

شکر از عون حبیب اللہ خاص کبریا　　طبع آمد این کتابِ دلربا و جاں فزا
سر زخت بہر سالش جبرئیل بکشید و گفت　　بحر العرفان قالِ حالِ اولیا و اتقیا

سنہ ۱۳۸۱ھ

تمام شد